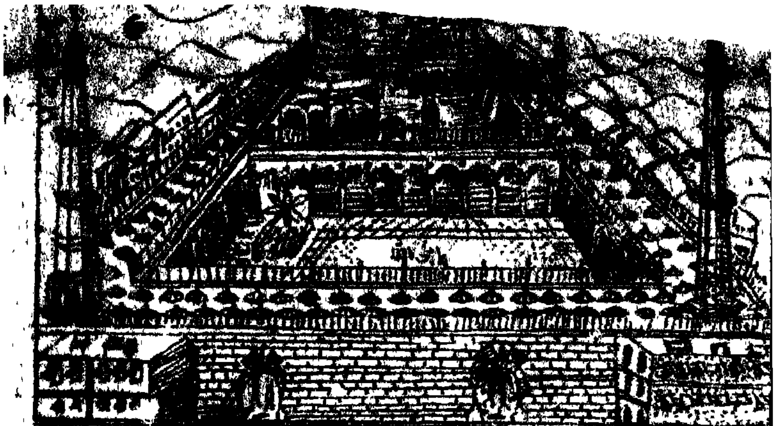


ز خاک ای لالہ سیراب برخیز چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
برون آ در کار زبرد یمانی کہ روے تست صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ

جلد ... اہلسنت کا مذہبی اخلاقی ماہوار رسالہ

السواد الاعظم

فہرست مضامین

السواد الاعظم کے مقاصد

مذہب مقدس کی حمایت و حفاظت، دشمنان دین و اسلام کے حملوں کی مدافعت، تحقیق الحق، ابطال الباطل کی کوشش، اخلاق و معاشرت کی اصلاح، علوم دینیہ کی ترویج، مسلمانوں کی دینی و دنیوی زندگی کو کامیاب بنانے کے متعلق کوشش کرنا۔ اس رسالہ کے بہترین مقاصد ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

از رشحات فیض قدوۃ العرفا مرشدی حضرت مولانا مولوی سید
شاہ ابو احمد علی حسین صاحب اشرفی جیلانی زیب سجادہ کچھوچھہ مقدسہ دامت برکاتہم

[illegible] قافلہ جب کوئی طیبہ کو رواں ہوتا ہے | دل حسرت زدہ | [illegible]
[illegible] ئے تقدیر مدینہ سے مجھے کیوں لائی | ہند میں اب | [illegible]
مدد اے شاہ عرب قافلہ سالار رسل | دل مضطر مرا | [illegible]
کسکو ملتا ہے پتا آپ کو پاتا ہے کون | وہی پاتا ہے جو | [illegible]
یاد آتا ہے جو وہ روضۂ محبوب خدا | دل بیتاب کو | [illegible]
آہ کسطرح نہ نکلے دل سوزاں تجھ سے | آگ ہوتی ہے جو | [illegible]

اشرفی پیر ہوئے گرچہ بصورت لیکن
دمبدم ولولۂ شوق جواں ہوتا ہے

روزے کے متفرق مسائل

لاحق بسابق بچہ جب روزے کی طاقت رکھے تو اوس کو روزہ کا امر کیا جائے بشرطیکہ روزہ اوس کی صحت کو مضر نہو ایک شخص سے دریافت کیا گیا کہ دس برس کے بچے کو روزہ رکھنے کے لئے مارا جائے۔ فرمایا میں فقہا کا اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ روزہ بمنزلہ نماز کے ہے یعنی دس سال کی عمر والے بچہ کو مار کے رکھوایا جائے۔

ایک شخص نے سحری کہائی خیال یہ تھا کہ ابھی وقت باقی ہے بعد کو معلوم ہوا وقت نہ تھا فجر طلوع کر چکی تھی اوسپر تمام دن کہانے پینے وغیرہ سے ... روزہ داروں کے ساتھ مشابہت کرنا واجب ہے اور اس روزہ کی قضا ہی یہی حکم اوس شخص کا ہے جس نے یہ گمان کرکے روزہ افطار کرلیا کہ آفتاب غروب ہوگیا پھر معلوم ہوا کہ غروب نہیں ہوا۔

روزہ کا کفارہ ایک غلام کا آزاد کرنا ہے اگر اسپر قدرت نہو تو دو مہینے کے متواتر روزے رکھو اگر یہ بھی نہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کہانا کھلانا ہر مسکین کو ایک صاع جو یا نصف صاع گیہوں۔ نصف صاع گیہوں پونے دو سیر ہوتے ہیں یعنی ۱۷۵ روپیہ بھر پہلی جو طرف ہے قضاء رمضان کے روزے مستحب ہے کہ پیلیپے رکھے جائیں:۔

شبِ قدر

سال کی شبون مین شب قدر افضل ترین شب ہے اور اوسکی
طلب مستحب حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ
شب قدر رمضان مین ہوتی ہے، اور یہ نہیں معلوم کہ وہ کونسی شب
ہے کبھی اول ہو جاتی ہے کبھی بعد ہوتی ہے صاحبین کے نزدیک
تقدم تاخر نہیں شب تو متعین ہے لیکن ہمین اُس کا علم نہین قاضی
عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علمار نے اوس کے محل مین اختلاف
کیا ہے بعض نے کہا کہ وہ کسی سال مین کوئی شب ہوتی ہے اور یہ
کسی سال مین کوئی اور شب امام مالک و ثوری و احمد و اسحاق و ابو ثور کا
یہی قول ہے دوسرے علمار نے فرمایا کہ وہ رمضان کے عشرہ اخیر
مین منتقل ہوتی ہے بعض علمار نے فرمایا کہ وہ متعین شب [illegible]
نہین ہوتی حضرت ابن عمر اور صحابہ کی ایک جماعت کا قول [illegible]
کے کوئی شب ہے بعض حضرات نے فرمایا کہ عشرہ آخر [illegible]
مین سے کوئی رات ہے بعض کا قول ہے وہ رمضان کی [illegible]
ہے اسپر اکثر علمار ہین ؛

وجہ تسمیہ اس شب کو شب قدر اسلئے کہتے ہیں کہ اس [illegible]
ارزاق و آجال اور حوادث و واقعات تمام سال [illegible]
مکتوب ہوتے ہیں قال اللہ تعالیٰ۔

أجيري في عمله قالوا ربنا
جزاؤه أن يوفى أجره قال
ملائكتي عبيدي وإمائي
قضوا فريضتي عليهم
ثم خرجوا يعجون إلى الدعاء
وعزتي وجلالي وكرمي و
علوي وارتفاع مكاني لأ
جيبنهم فيقول ارجعوا
قد غفرت لكم وبدلت
سيئاتكم حسنات قال
فيرجعون مغفورا لهم
(بیہقی)

مباہات و مفاخرت فرماتا ہے
اے میری ملائکہ اوس مزدور کی
کیا جزا ہو جسنے ذہنہ کام پورا
کیا عرض کرتے ہین یا رب اوسکی
یہ جزا ہے کہ اوسکو پورا پورا اجر دیا
جائے۔ فرماتا ہو اے میری فرشتو
میرے بندون اور میری بندیون
نے میرا فرض ادا کیا پھر دعا کیلئے
ہاتھ پھیلاتے فریاد کرتے نکلے مجھے
اپنی عزت و جلال اپنے کرم اپنی
برتری اپنی بلندی جگہ کی قسم مین
بیشک انکی دعائین قبول فرماؤنگا
پس فرماتا ہو لوٹو مینے تمہین بخشدیا
مینے تمہاری بدیون کو نیکیون سے
بدلدیا حضور نے فرمایا پس وہ مغفور
واپس ہوتے ہین۔

بدیون کو نیکیون سے بدلنے کی یہ مراد ہو کہ صحائف اعمال مین
بفضل اللہ تعالیٰ ہر بدی کی جگہ نیکی لکھی جاتی ہو ممکن ہو کہ یہ کرم روزہ

واردون کے ساتھہ عام ہوا ور یہ بہی احتمال ہو کہ عاصیون کے لیے غفران ہوا ور تائب فرمانبردارون کے لئے تبدیل جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (مرقات)

مگر جن لوگون نے توبہ کی اور ایمان لائے اور نیک عمل کئے پس یہہ لوگ ہین کہ اللہ انکی بدیون کو نیکیون سے بدل دیگا۔

اعتکاف

لغت مین اعتکاف کے معنی حبس و مکث یعنی رکنے اور باز رہنے کے ہین اصطلاح شرع مین اعتکاف مسجد مین مع نیت کے ٹھہرنے اور اوسکو علی وجہ مخصوص لازم کرلینے کا نام ہو رمضان کے عشرہ اخیر کا اعتکاف سنت موکدہ اور اس کے ماسوا مستحب البتہ اگر نذر کرلے تو واجب ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے عشرہ آخر کے اعتکاف پر مواظبت فرمائی۔

حدیث عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهٖ

حضرت صدیقہ سے مروی ہو سید عالم علیہ الصلوۃ والتسلیمات رمضان کے عشرہ آ مین اعتکاف فرمایا کرتے تھے حتی کہ اللہ تعالےٰ نے آپکو وفات دی پھر آپ کے بعد

آپکے ازواج مطہرات نے اعتکاف کیا (بخاری ومسلم)

اعتکاف کے لیۓ چند شرطین ہین اون مین سے ایک نیت ہے
چنانچہ بلانیت اعتکاف کرنا بالاجماع ناجائز ہے ایک شرط مسجد جماعت
ہے اسلیۓ اعتکاف ہر اوس مسجد مین صحیح ہے جسمین اذان وتکبیر
ہوتی ہو مسجد حرام (خانہ کعبہ) مین اعتکاف افضل ہی پہر مسجد النبی
ہین (صلی اللہ علیہ وسلم) پہر بیت المقدس مین پہر جامع مسجد مین پہر
جس مسجد مین نمازی زیادہ ہون عورت گہر کی مسجد مین اور اگر گہر مین
مسجد نہو تو گہر مین کسی جگہ کو مسجد قرار دیکر اعتکاف کرے یہ جگہ اوسکے
حق مین مسجد جماعت کا حکم رکہتی ہی حتی کہ سواۓ حاجت انسانی کے
اس جگہ سے نہ نکلے عورت کے لیۓ مسجد جماعت مین اعتکاف کرنا مکروہ
ہے۔ اعتکاف کے شرائط مین سے روزہ بہی ایک شرط ہے مگر اعتکاف
واجب کیلیۓ ظاہر الروایت مین ہے کہ اعتکاف نفل کے لیۓ روزہ شرط
نہین اور اوسکی ادنی مقدار کے لیۓ کوئی اندازہ نہین یہانتک کہ اگر
کوئی شخص مسجد مین داخل ہوا اور اوس نے نکلنے تک کے لیۓ اعتکاف کی
نیت کرلی تو صحیح ہے۔ اعتکاف کے لیۓ اسلام وعقل اور جنابت وحیض
ونفاس سے پاک ہونا بہی شرط ہے۔ اسلیۓ کہ کافر تو عبادت کا اہل
نہین اور مجنون نیت کا اہل نہین جنبی اور حیض ونفاس والی ان لوگون
کو مسجد مین آنیکی اجازت نہین۔ اعتکاف کی صحت کے لیۓ بلوغ شرط
نہین ہے۔ ہوشیار بچہ کا اعتکاف صحیح ہے۔

اعتکاف کے آداب ومحاسن

مستجب ہی کہ معتکف نیک باتون کے سوا کلام نہ کرے اور رمضانین دس روز اعتکاف کرے اور افضل مساجد مین معتکف ہو تلاوت قرآن اور حدیث وفقہہ کا پڑہانا اور حضور اقدس علیہ الصلوۃ والتسلیمات اور دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاک حالات پڑہنا دیکھنا سنانا صالحین کے احوال کا ذکر کرنا لازم رکھے۔

اگر ایسی باتین کین جنمین گناہ نہین ہی۔ تو بھی جائز ہے۔ معتکف اپنی جان کو بالکل عبادت الٰہی مین صرف کرتا ہے اور اپنے نفس کو دنیا مین مشغول ہونے سے بچاتا ہے۔ اور اپنے تمام اوقات کو حقیقتہً یا حکماً نماز مین صرف کرتا ہے کیونکہ اعتکاف کا مقصد اصلی نماز کی جماعتونکا انتظار کرنا ہے۔ نماز کے انتظار کرنے والے کو بھی اللہ تعالےٰ نماز ہی کا ثواب دیتا ہی۔

مفسدات اعتکاف

اعتکاف کرنے والا اعتکاف کی جگہ سے رات یا دن مین کسی وقت بھی بغیر عذر کے نہ نکلے اگر ایک گھڑی بلا عذر باہر نکلا اعتکاف فاسد ہوگیا خواہ یہ نکلنا قصداً ہو یا بھول کر۔ عورت اپنے اعتکاف کی جگہ سے نکلکر مکان مین نہ آئے گو کہ اعتکاف کی جگہ گھر ہی کا کوئی گوشہ ہو وہین رہنا چاہئے ادائے جمعہ کے لئے جامع مسجد جانا جائز ہے۔

حوائج انسانی (بول براز) کیلئے نکلنا جائز ہے لیکن ضرورت سے زیادہ وقت نہ خرچ کرے۔ کہانے پینے سونے کیلئے نکلنا جائز نہین کیونکہ معتکف کے لئے مسجد مین ان باتون کی اجازت ہے مریض کی عیادت اور جنازہ کی شرکت کیلئے نہ نکلے اگر نکلا اعتکاف فاسد ہوگیا یہ تمام احکام اعتکاف واجب مین ہین اور اعتکاف نفل مین عذر و بے عذر نکلنا جائز ہے۔

معتکف پر جماع اور اوسکے دواعی مباشرت تقبیل مس معانقہ وغیرہ حرام ہین۔ احتلام سے اعتکاف فاسد نہین ہوتا۔ غسل کے لئے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔

ممنوعات خاموشی جسکو معتکف عبادت سمجھے مکروہ ہے۔ اور اگر عبادت نہ سمجھے تو مکروہ نہین۔ لیکن معاصی سے زبان کو بچانے کے لئے خاموش رہنا اعظم عبادات ہے۔

معتکف کے لئے بیع اور شرا کہانے کی اور ضروری چیزون کی جائز ہے لیکن تجارت کے کاروبار کا جاری رکہنا اور مقام اعتکاف کو تجارت گاہ بنا لینا مکروہ ہے۔

معتکف کو خوشبو اور سر مین تیل لگانا جائز ہے۔

اعتکاف واجب کے فاسد ہونے سے اوس کی قضا واجب ہو جاتی ہے۔

تراویح

تراویح کو قیام رمضان بھی کہتے ہین تراویح کی بیس رکعتین جماعت

جماعت کے ساتھ سنت موکدہ ہیں اسپر اجماع ہے یہی جمہور اہل علم کا مذہب ہے ہمارے اصحاب اور امام شافعی اور امام احمد سب حضرات کا بیس رکعتوں پر اتفاق ہے لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے چھتیس رکعتیں منقول ہیں کیونکہ اہل مدینہ اتنی ہی پڑھتے تھے جمہور کی دلیل وہ روایت ہے جو موطا میں یزید بن رومان سے مروی ہے۔

(۱) قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِثَلٰثٍ وَّ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

کہا کہ حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں لوگ تیئیس رکعتوں کے ساتھ قیام کرتے تھے۔ (۲۰ تراویح ۳ وتر)

---

(۲) بیہقی نے بسند صحیح سائب بن یزید سے روایت کی

كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً

حضرت عمر کے زمانہ میں ماہ رمضان میں لوگ بیس رکعت (تراویح) کے ساتھ قیام کرتے تھے۔

---

(۳) اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ شُبْرُمَةَ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ اِنَّهٗ كَانَ يَؤُمُّهُمْ فِيْ رَمَضَانَ فَيُصَلِّيْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ

بیہقی نے شبرمہ سے روایت کی اور وہ علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے کہ وہ رمضان میں امامت کرتے تھے پس پانچ

تراویحہ (۲۰ رکعت) پڑھا کرتے۔

---

(۴) اَخْرَجَ اَیْضًا۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَعَلٰى عَهْدِ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ مِثْلَهٗ

نیز بیہقی نے تخریج کی کہ لوگ حضرت عمر کے زمانہ مین ۲۰ رکعت کے ساتھہ قیام کرتے تھے۔ اور حضرت عثمان و علی کے زمانہ مین بھی ایسی ہی۔

ابو عبد الرحمن سلمی نے حضرت علی سے روایت کی

(۵) اَمَرَ رَجُلًا اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَكَانَ عَلِيٌّ يُوْتِرُ بِهِمْ۔

حضرت علی نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگون کو بیس رکعت (تراویح امام بنکر) پڑھا دین اور خود علی مرتضیٰ وتر پڑھاتے تھے۔

---

(۶) رَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَالْبَغَوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ

ابن ابو شیبہ اور عبد بن حمید اور بغوی و بیہقی وطبرانی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مین بیس رکعت (تراویح) اور وتر

بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَالْوِتْرِ پڑھتے تھے۔

روایات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ زمانہ اقدس سے آج تک تراویح ۲۰ رکعت پڑھے جاتے ہین خلفا راور صحابہ اور ائمہ سب کا اسپر اجماع ہے مشارق ومغارب مین اس پر عمل ہے۔

عالم مدینہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے عمل اہل مدینہ سے تمسک کیا کہ وہ چہتیس ۳۶ رکعت پڑھتے تھے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ اہل مکہ ہر دو ترویحون کے درمیان سات مرتبہ طواف کرتے تھے اور دو دو رکعت طواف کی پڑھتے تھے اہل مدینہ نے اون کے مساوات چاہی اور بجائے ہر طواف کے چار رکعتین مقرر کین اس طرح سولہ رکعتین بڑہا مین اس طرح سب ملکر چہتیس ہوگئین۔ بہرحال ۲۰ تراویح حضور کی اور خلفاء راشدین کی سنت ہے اور اسپر سلفاً وخلفاً تمام امت کا اجماع ہے سارے عالم کے اہل اسلام اسپر عامل ہین نفس تراویح سنت بالعین ہے اور جماعت کے ساتھہ سنت علی سبیل الکفایہ ہے یعنی اگر تمام اہل محلہ جماعت ترک کردین تو وہ سب کے سب تارک سنت اور گناہگار ہین اور اگر کوئی ایک شخص جماعت چھوڑکر اپنے گھر پڑہے تو وہ تارک فضیلت ہے اگر لوگون نے گھر مین جماعت کی تو اون کو جماعت کی فضیلت تو حاصل ہوگئی لیکن مسجد کی جماعت کو ایک اور فضیلت ہے اوس سے محروم رہے جماعت کے ساتھہ صرف پانچ ترویحہ یعنی ۲۰ رکعت پڑھتی

جاوین جماعت کے ساتھ اس سے زیادہ رکعتین پڑھنا ہمارے نزدیک مکروہ ہی۔

بہتر یہ ہے کہ تراویح یا سنت وقت یا قیام لیل یا قیام رمضان کی نیت کیجائے۔ نفل یا مطلق نماز کی نیت سے ادائے سنت کے جواز مین اختلاف ہے۔

تراویح کا وقت عشا کے بعد طلوع فجر تک ہے تراویح قبل عشا جائز نہین اگر کسی شخص کا ایک ترویحہ یا دو ترویحے رہ گئے تو اوسے یہ ہی کہ پہلے تراویح پڑہے اوس کے بعد وتر تراویح دو دو رکعت کی نیت سے پڑہنا بہتر ہے ہر دو تراویح کے درمیان بقدر ایک ترویحہ کے بیٹھنا مستحب ہی ایسے ہی پانچوین ترویحہ اور وتر کے درمیان بھی لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ پانچوین ترویحہ اور وتر کے درمیان بیٹھنا قوم پر گران ہی تو نہ بیٹھے ترویحون کے درمیان بیٹھنے کی حالت مین اختیار ہی چاہے تسبیح پڑہین یا خاموش بیٹھین اہل مکہ طواف کرتے ہین اور دو رکعتین پڑھتے ہین اہل مدینہ چار رکعتین فرادی یعنی بے جماعت پڑھتے ہین۔ تہائی رات سے نصف شب تک، تراویح کی تاخیر مستحب ہے اور بعد نصف کے بھی مکروہ نہین۔ تراویح مردون و عورتون سب کے لئے سنت ہے۔ ایک مقتدی نے دو مسجدون مین تراویح پڑہی مضائقہ نہین۔ افضل یہ ہی کہ تراویح ایک امام کے ساتھ پڑہین اگر دو اامون کے ساتھ تراویح پڑہی گئی تو مستحب یہ ہی کہ ہر ایک

بطور ترویحہ کر کے بیٹھے اور اگر ترویحہ کے درمیان مثلاً ۱۰ رکعت پر بیٹھ آیا تو خلاف مستحب ہے یہ بھی جائز ہے کہ فرض و وتر ایک امام پڑھائے اور تراویح دوسرا حضرت عمر فرض و وتر کی امامت فرماتے تھے اور اُبیّ تراویح کی۔

تراویح کی قضا نہین۔ ایک شخص نے عشا تنہا پڑھی اوسکو تراویح امام کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔

ایک شخص کی سنت عشا رہ گئی امام کے ساتھ تراویح مین شریک ہو گیا اور سنت عشا کی نیت کی جائز ہے۔

تراویح مین ایک مرتبہ ختم قرآن سنت ہے قوم کی کاہلی اور سستی کیوجہ سے چھوڑا جائے اور دو مرتبہ ختم فضیلت ہے اور تین مرتبہ افضل ہے۔ تراویح کی دو نون رکعت مین قرارت برابر کرنا افضل ہے۔ قرآن پاک کے ختم ہونے کے بعد مہینے کے باقی ایام مین تراویح چھوڑی جائے کیونکہ وہ سنت ہے اور ترک مکروہ جو شفعہ (دوگانہ) فاسد ہو گیا اوس مین جسقدر قرآن پڑھا گیا تھا شمار نہ کیا جائیگا نماز کے اعادہ کے ساتھ اوسقدر قرآن کا بھی اعادہ کیا جائے ختم قرآن کے بعد جہان خالی تراویح پڑھی جاتی ہین یا دیہات مین جہان حافظ میسر نہین تراویح مین سورہ فیل سے آخر قرآن تک پڑھین۔

یہ مکروہ ہے کہ مقتدی بیٹھے رہین اور جب امام رکوع کے قریب ہو تو کھڑے ہو جائین۔ حافظ کو خاص ... ... کہ لیکن

لقمہ دینا جائز ہی ہمارے ملک مین بے علم حافظون کا دستور ہے کہ وہ حافظ کو بھلانے کیلئے کھانستے کھنکارتے یا اور ایسی ہی حرکات کرتے ہین اور بعضے تو اسقدر جری اور بے باک ہین کہ اوس کا وقار کم کرنے کے لیے یا اوس کے حافظ کے امتحان کی غرض سے غلط بتا دیتے ہین یہ سخت شنیع اور نہایت قبیح حرکتین ہین اور قرآن کو غلط پڑھنا یا صحیح پڑھنے والے کو قصداً غلطی مین مبتلا کرنیکی کوشش کرنا عظیم گناہ ہے اللہ تعالےٰ پناہ مین رکھے۔

نابالغ لڑکونکی امامت صحیح یہ ہے کہ تراویح یا کسی نفل مین بھی نابالغ کی امامت جائز نہین ہمارے ملک مین یہ غلط دستور ہے کہ نابالغ کو تراویح مین امام بنا لیتے ہین اس سے احتراز چاہیے۔

وتر وتر واجب ہین تین رکعتین ایک سلام کے ساتھ یہ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْتِرُ بِثَلٰثِ رَکَعَاتٍ

حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات تین رکعتون کے ساتھ وتر پڑھتے تھے۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلٰثٍ لَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِيْ آخِرِهِنَّ (رواه الحاكم وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَالْمُسْلِمِ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور نہ سلام پھیرتے تھے مگر اون کے آخر مین (اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ شرط بخاری و مسلم پر صحیح ہے۔

امام طحاوی نے مسور ابن مخرمہ سے روایت کیا

قَالَ دَفَنَّا اَبَابَكْرٍ لَيْلًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ لَمْ اُوْتِرْ فَقَامَ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهٗ فَصَلّٰى بِنَا ثَلٰثَ رَكَعَاتٍ لَمْ يُسَلِّمْ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ۔

مسور ابن مخرمہ نے کہا کہ ہمنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو شب مین دفن کیا پس عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مینے وتر نہین پڑھے ہین پس کھڑے ہو گئے اور ہم اون کے پیچھے صف باندھی انہون نے ہم کو تین رکعتین پڑھائین نہ سلام پھیرا مگر اون کے آخر مین۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے۔

اَلْوِتْرُ ثَلٰثٌ كَثَلٰثِ الْمَغْرِبِ — مغرب کی تین رکعتوں کی طرح وتر بھی تین ہیں۔

اسکے علاوہ بکثرت احادیث موجود ہیں جنکا اس مختصر مین نقل کرنا رشوار ہے وتر کی تمام رکعات مین الحمد اور سورت پڑھے جائے اور تیسری رکوع سے پہلے قنوت پڑھیں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم سے انہوں نے عبداللہ سے انہوں نے علقمہ سے یہ حدیث روایت کی۔

قَالَ بِتُّ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَنَتَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ — کہا مینے حضور کی خدمت مین شب گذاری حضور نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔

صدقہ فطر

صدقہ فطر ہر آزاد مسلمان پر واجب ہی جو مقدار نصاب کا مالک ہو بشرطیکہ یہ مقدار حاجت اصلیہ سے فاضل ہو۔ صدقہ فطر نصف صاع (۱۷۵ روپیہ بھر) گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا ایک صاع (۳۵۰ روپیہ بھر) جو یا کھجور ہے آٹا فقط گیہوں سے بہتر ہے اور قیمت دینا سب سے افضل۔

صدقہ فطر فجر عید کی طلوع کے بعد واجب ہوتا ہے جو اس سے پہلے مرگیا

اوس پر صدقہ واجب نہین اور جو اوس سے پہلے پیدا ہوا اوسکا صدقہ واجب ہو۔
روز عید سے پہلے بھی صدقہ فطر کا دینا جائز ہے وہ بوڑھا یا مریض
جس سے روزہ ساقط ہوگیا ہے صدقہ فطر اوس پر بھی واجب ہے۔
مستحب یہ ہو کہ فطرہ عیدگاہ جانے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے فطرہ اپنا
اور اپنے چھوٹے بچے کا (جو مقدار نصاب کا مالک نہو) واجب ہے۔
معتوہ اور مجنون بھی صغیر کے حکم مین ہے۔
زوجہ اور بڑے اولاد کا صدقہ آدمی کے ذمہ واجب ہو۔ شوہر یا باپ
پر نہین اور اگر اونھون نے ادا کر دیا جائز ہے۔ ایک شخص کا فطرہ جماعت کو اور
جماعت کا ایک شخص کو دینا جائز ہو۔ فطرہ کے مصرف وہی ہین جو زکوۃ کے
مصرف ہین مسکین فقیر وغیرہ۔

عید کے مسائل

عید کی سنتین غسل کرنا۔ مسواک کرنا۔ خوشبو لگانا۔ عمدہ لباس
پہننا۔ عیدگاہ کو پیادہ پا جانا۔ ایک راہ سے جانا۔ اور
دوسری راہ سے واپس ہونا۔ عید الفطر مین عیدگاہ جانے سے قبل کوئی شیرین
چیز کھجور وغیرہ کھانا (اسی بنا پر ہمارے ملک مین سویان مروج ہین کہ کھانا
شیرین ہوجاوے سنت بھی ادا ہوجائے) اور عید ضحیٰ مین قبل نماز کچھ نہ کھانا۔

مباحات اور مستحبات صدقہ کی کثرت کرنا۔ باہم ملنا۔ مبارکباد دینا خوشی
کا اظہار کرنا مصافحہ اور معانقہ کرنا (شاہ ولی اللہ صاحب مسوی مین امام نووی

کا قول نقل کر کے فرماتے ہیں۔ هٰكَذَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّقَالَ فِي الْمُصَافَحَةِ يَوْمَ الْعِيْدِ وَالْمُعَانَقَةِ يَوْمَ الْعِيْدِ اور نہ ہیں ہے کہ اَلْمُصَافَحَۃُ بَلْ هِيَ سُنَّةٌ عَقِيْبَ الصَّلٰوةِ كُلِّهَا راہ میں تکبیر اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ آہستہ پڑھنا مستحب ہے۔

نماز عید عید کی دو رکعت نماز ہر عاقل بالغ مقیم تندرست پر شہر میں واجب ہو گا دن میں عید اور جمعہ کی نمازیں جائز نہیں مگر وہ بڑے گاؤں یعنی قصبے جو شرعاً شہر کا حکم رکھتے ہیں ان میں جمعہ اور عید دونوں کی نمازیں جائز ہیں جمعہ اور عید دونوں کی نمازوں کی صحت اور ادا کی شرطیں ایک ہیں مگر یہ فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ فرض ہے اور عیدین میں سنت۔ دوم جمعہ میں خطبہ نماز سے قبل ہے اور یہاں نماز کے بعد۔ اگر کسی نے عید کی نماز کے بعد خطبہ نہ پڑھا یا نماز سے قبل پڑھ لیا دونوں صورتوں میں نماز تو ہو گئی مگر یہ شخص گنہگار ہوا۔ نماز عید نماز جنازہ پر مقدم کی جائے اور نماز جنازہ خطبہ پر۔

عید کی نماز کا وقت عید کی نماز کا وقت آفتاب کے بقدر نیزہ بلند ہونے سے زوال تک ہے اگر نماز پڑھنے میں زوال کا وقت آگیا نماز فاسد ہو جائیگی

نماز عید کی ترکیب نیت یہ ہے نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز واجب عید الفطر مع چھ تکبیروں کے اللہ جل جلالہ کے واسطے کعبہ رو ہو کر اللہ اکبر نیت کر کے ہاتھ باندھ لیں اور پورا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھ کر امام کے ساتھ کانوں تک

تو تک ہاتھ اوٹھائین اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہکر ہاتھ چھوڑ دین اسی طرح تین تکبیرین کہین پھر ہاتھ باندہ لین امام قرأت کے بعد اوسی طرح تین تکبیرین کہین اور ہر مرتبہ کانون تک ہاتھ اوٹھاکر چھوڑ دین۔ چوتھی مرتبہ تکبیر کہہ کر رکوع مین جائین اور ہاتھ نہ اوٹھائین۔ باقی نماز حسب معمول۔ اگر عیدگاہ ایسے وقت پہنچے کہ امام نے تکبیرون سے فارغ ہوکر قرارت شروع کر دی تہی تو تم نماز مین شریک ہو جاؤ اور فوراً تکبیرین کہو اور اگر امام کے رکوع مین جانے سے قبل تکبیرین نہ کہہ سکے تو رکوع مین تکبیرین کہہ لو مگر ہاتھ نہ اوٹھاؤ۔ اگر قومہ مین پایا وہ تکبیرین نہ کہو اسلئے کہ رکعت اولی کو مع تکبیرات قضا کریگا۔

جب امام تشہد پڑھ چکا ابہی سلام نہین پہیرا ہے یا سلام پہیر دیا ابہی سہو کا سجدہ نہین کیا ہے یا سجدہ کر لیا لیکن سلام آخر نہین پہیرا ہے ایسی حالتین جو شخص پہنچا اوسکو چاہیے کہ امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور بعد سلام پہیرنے کے نماز پوری کرے۔ اگر امام عید کی تکبیرین بہول جاوے اور قرارت شروع کر دے۔ تو بعد قرارت کے تکبیرین کہے یا رکوع مین کہے جب تک کہ سر نہ اوٹہایا ہو۔ اگر امام تکبیرین چھوڑ دے یا کم کر دے یا زیادہ کر دے یا غیر محل مین کہے تو اوسپر سجدہ سہو کا واجب ہے۔

العلم

علم دین سکہانے اور اوسکے سکہانیوالون کے فضائل

لاحق لسابق | جیسے بقدر ضرورت علم دین سیکہنا فرض ہے۔ اوسی طرح علماء پر بوقت حاجت علم دین سکہانا بہی فرض ہے۔

آیت وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ اور چاہیئے کہ رہے تم مین ایک جماعت بلاتی نیک کام پر اور حکم کرتی پسندیدہ بات کو اور منع کرتی ناپسند کو اور وہی پہنچے مراد کو۔

آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ۔ اور یاد کرو اے محبوب جب اللہ نے عہد لیا اون لوگون سے جنہیں کتاب دی گئی تہی کہ وہ بہت ضرور اوسے جو کتاب مین ہے لوگونسے بیان کردین اور اوسے نہ چہپائین۔ اس آیت کی **تفسیر** مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے **حدیث** مروی ہے مَنْ سُئِلَ عِلْمًا يَعْلَمُهٗ فَكَتَمَهٗ اُلْجِمَ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ (اخرجہ الترمذی کما فی التکاثر) جس سے دین کی کوئی بات دریافت کیجائے اور وہ اوسے جانتا ہو پہر اوسے چہپائے تو اوسے آگ کی لگام لگائی جائیگی **حدیث** لَنِعْمَ الْعَطِيَّةُ كَلِمَةُ حَقٍّ تَسْمَعُهَا ثُمَّ تَحْمِلُهَا اِلٰى اَخٍ لَّكَ مُسْلِمٍ فَتُعَلِّمُهَا اِيَّاهُ (الطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس رض) اچہا عطیہ کلمۂ حق ہے جسے تو سنے پہر اوسے اپنے مسلمان بہائی کے پاس لیجائے اور اوسے سکہائے **حدیث** اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ

حَتَّی النَّمْلَۃَ فِی جُحْرِھَا وَحَتَّی الْحُوْتَ فِی الْبَحْرِ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ (الطبرانی فی الکبیر والضیاء عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیشک اللہ عزوجل اور ملائکہ یہانتک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی دریا میں صلاۃ بھیجتے ہیں اوسپر جو لوگوں کو اچھی باتیں بتاتا ہے۔ **حدیث** تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَۃً مِّنَ اللَّیْلِ خَیْرٌ مِّنْ اِحْیَائِھَا (الدارمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) علم دین کا درس دینے میں رات کی ایک گھڑی تمام شب بیداری کرنے سے بہتر ہے۔ **حدیث** لَاَنْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْکَ رَجُلًا خَیْرٌ لَّکَ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ وَغَرَبَتْ (الطبرانی فی الکبیر عن ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ) البتہ یہ بات کہ ہدایت کردے اللہ عزوجل تیرے ہاتھ پر (تیری تعلیم و تلقین سے) ایک آدمی کو بھی بہتر ہے تیرے لئے اون سب چیزوں سے جن پر آفتاب نکلتا اور ڈوبتا ہو (کہ وہ تمام دنیا و مافیہا ہے) **حدیث** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلٰی خُلَفَائِیْ قِیْلَ وَمَنْ خُلَفَاؤُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ سُنَّتِیْ وَیُعَلِّمُوْنَھَا النَّاسَ (ابو نصر السجزی فی الابانۃ عن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اللہ عزوجل کی رحمت میرے خلفا پر عرض کیا گیا حضور کے خلفا کون ہیں۔ فرمایا وہ لوگ جو میری سنت کو دوست رکھتے ہیں اور لوگوں کو میری سنت سکھاتے ہیں۔ **حدیث** اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ (احیاء العلوم) خیر کا بتانیوالا (اجر میں) ایسا ہے جیسے اوسکا بجا لانیوالا۔ **اثر** قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا مُعَلِّمُ النَّاسِ الْخَیْرَ یَسْتَغْفِرُ لَہٗ کُلُّ شَیْءٍ حَتَّی الْحُوْتُ فِی الْبَحْرِ (احیاء العلوم) لوگوں کو اچھی باتیں

سکھلانے والے کے لئے سب چیزین مغفرت طلب کرتی ہین یہانتک کہ مچھلی دریا مین اثر قَالَ قَتَادَةُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہٰذَا مِیْثَاقٌ اَخَذَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی اَہْلِ الْعِلْمِ فَمَنْ عَلِمَ شَیْئًا فَلْیُعَلِّمْہُ وَاِیَّاکُمْ وَکِتْمَانَ الْعِلْمِ فَاِنَّہٗ ہَلَکَۃٌ (تفسیر خازن) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیۂ کریمہ واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب الایہ کی تفسیر میں فرمایا یہ عہد ہے جو اللہ عزوجل نے اہل علم سے لیا ہے پس اہل علم کو چاہئے کہ دوسروں کو علم دین سکھائیں۔ اور بچو تم اوس کے چھپانے سے [illegible] بیشک [illegible] ہلاکت ہے۔ اثر قَالَ سَیِّدُنَا عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہٗ مَا اَخَذَ اللّٰہُ عَلٰی اَہْلِ الْجَہْلِ [illegible] حَتّٰی اَخَذَ عَلٰی اَہْلِ الْعِلْمِ اَنْ یُّعَلِّمُوْا (تفسیر خازن) حضرت مولی علی کرم اللہ [illegible] نے فرمایا۔ اللہ عزوجل نے نادانوں پر علم دین سیکھنا لازم نہیں [illegible] ایا یہانتک کہ علماء پر اونہیں علم دین سکھانا بھی لازم فرمادیا

استفتاء کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نماز جنازہ اسطرح ادا کرنا کہ میت چارپائی پر ہو اور چارپائی کے پائے ایک ہاتھ سے زائد بلند ہوں جائز ہے یا نہیں

جواب نماز کے وقت میت کا چارپائی پر ہونا صدر اول سے معمول مسلمانان ہے اسکے پائے حسب عادت ایک ہاتھ سے کم یا کبھی زائد ہر طرح کے ہوتے ہیں کبھی اسپر انکار نہ ہوا جو ایک ہاتھ سے بعد قدر سے زائد کو ناجائز بتائے وہ سند دکھائے ناجائز کہا کس نے ناجائز لکھا اور ہرگز سند نہ دے سکیگا اسوقت اسپر کھل جائیگا کہ اسکا ناجائز کہنا شریعت مطہرہ پر افترا ہے ہاں اگر پلنگ اتنا اونچا ہو کہ قد آدم سے زائد جسمیں امام کی محاذات میت کے کسی جزو سے نہ ہو تو البتہ نماز ناجائز ہوگی کہ محاذات شرط ہے مگر کوئی پلنگ اتنا اونچا نہیں ہوتا فی رد المحتار عن جامع الرموز عن تحفۃ الفقہاء ان یکون الفیء و محاذاتہ الی جزء من اجزاء المیت واللہ تعالیٰ اعلم فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

دیانندی آریہ

(لاحق بہ سابق)

ستیارتھ پرکاش کے قرآن پاک پر اعتراض اور انکے جواب

جواب اعتراضات متعلق سورۂ فاتحہ

(بقیہ جواب) ہمیں ہر جنم میں آپ کی رحمت سے سکھ حاصل ہو۔ یہی آپ سے التجا ہے۔

پنڈت صاحب جب آپکے قواعد سے نیکی کا بدلہ راحت دینے پر ایشور مجبور ہے اور بدی کا بدلہ رنج و تکلیف دینا بھی اُس پر ایسا ہی لازمی او ضروری ہے اور معاف کرنا آپ کے مذہب میں ایشور کے مقدور اور امکان سے باہر ہے تو رحمت و عنایت کے معنی کیا۔ اور سکھ کی التجا کیسی وید آپ کے معا کو خاک میں ملا رہا ہے اور تناسخ کے اصول کی بیخکنی کر رہا ہے۔ اگر میں آپکو وید کے منتر شمار کراؤں جو آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو آپ پریشان ہو جائیں یجر وید ادھیائے ۴ منتر ۱۵ ملاحظہ ہو "اے جگدیشور (مالک جہان) مجھے اگلے جنم میں آپ کی عنایت سے علم وغیرہ نیک گنوں سے آراستہ من (دل) اور عمر نیک خیالات سے پُر اور پاک آتما آنکھ اور کان عطا ہوں۔ تمام دنیا کو نور یا بصارت چشم عطا کرنیوالا پرمیشور جو مکر وغیرہ تمام عیبوں سے پاک اور جسم وغیرہ کا محافظ عین علم و راحت مطلق ہے جنم جنم میں ہمیں پاپ کے کاموں سے بچائیو۔ اور ہماری حفاظت کیجیو تاکہ ہم پاپ سے بچکر جنم میں سکھ پاویں" اب فرمائیے کہ دعا یہ دعا سوال پر سوال ایسے ایشور سے جو اپنی طرف سے کوئی راحت و آسائش دینے کا مالک و مختار نہیں کسی

تکلیف سے بچانا اُسکے اختیار میں نہیں کیونکہ کرم کا پھل بھوگنا ضروری ہے ایسے مجبور اور لاچار الیشور سے سوال اور دعا لغو و بیحاصل نہیں تو کیا ہے اور اگر اُسکا کچھ حاصل ہے اور الیشور کو بغیر عمل کے عنایت و رحمت کا اختیار ہے تو تناسخ باطل آواگون غلط اور آپکا اعتراض آپ کی گردن پر سوار کہ بغیر سابقہ عمل کے کسطرح اوس نے رنج و راحت پہونچایا۔ اس سے اونچی زیادہ سخت تر تکلیف اور عظیم مصیبت آپ کے لئے وہ ہے جو وید میں باین الفاظ مذکور ہے "جنم جنم میں ہمیں پاپ کے کاموں سے بچائیو" اگر الیشور کی قدرت میں ہے کہ وہ مخلوق کو گناہوں سے بچالے تو کسی کو بچالینا اور کسی کو نہ بچانا بلکہ دیدہ و دانستہ گناہ میں مبتلا کرنا آریہ اصول کی بنا پر انتہا درجہ کی ستمگاری اور ظلم ہے۔ درحقیقت آریہ الیشور کو مالک و مختار نہیں مانتے بلکہ مجبور و بے اختیار سمجھتے ہیں۔ جب تو پنڈت دیانند نے قرآن پاک پر اعتراض کرتے وقت کہدیا کہ بعض لوگوں پر رحمت کرنے اور بعض پر نہ کرنے سے خدا طرفدار ٹھہرتا ہے کیونکہ گناہ و ثواب کے بغیر رنج و راحت کا دینا قطعی بے انصافی کی بات ہے۔

یہ **اعتراض** قرآن پاک کیطرف متوجہ بھی نہیں ہوا جیسا کہ میں گزارش کرچکا ہوں۔ اور مسلمانوں کا اعتقاد اس مضمون کی دھجیاں بکھیر دیتا ہے۔

اہل اسلام خداوند عالم کی عظمت و جلالت سے باخبر اور اُسکی قدرت تامّہ اور مالکیّت حقیقیہ پر ایمان رکھتے ہیں اُنھیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ مالک الملک وہ قادر مطلق ہے جو اپنے مُلک میں اپنی مِلک جو کچھ بھی تصرف کرے وہ حق و بجا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو مِلک و قدرت کے معنی ہی

کیا ہیں - لیکن پنڈت صاحب اللہ کے اوصاف کمال اُسکے عظمت وجبروت سے بالکل ناواقف اور محض ناآشنا ہیں - اُنکے نزدیک ایشور کا یہی مرتبہ ہے کہ وہ کسی کو ذرّہ بھر تکلیف یا راحت نہیں پہونچا سکتا - لیکن وید کی وعاول کا سلسلہ اُنکے قدم نہیں جمنے دیتا اور اُنکے خیال کو باطل کر دیتا ہے - اور جو اعتراض اُنھوں نے قرآن پاک پر جمانا چاہا تھا قرآن شریف تک تو نہیں پہونچ سکتا خود پنڈت جی کی گردن کے لئے پھانسی بنجاتا ہے جس سے اُنکی رہائی کسیطرح ممکن نہیں - رگوید آدی بھاشیہ بھومکا مطبوعہ مفید عام لاہور صفحہ ۱۳۱ میں ہے "جو پاپ کے کام کیے ہوتا ہے وہ اگلے جنم میں انسان کا جسم نہیں پاتا بلکہ حیوان وغیرہ کا جسم پاکر دُکھ بھوگتا ہے" اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انسان کا جسم وہی لوگ پاتے ہیں جو پچھلے جنم میں بالکل بے گناہ تھے کیونکہ پاپی کو تو انسان کا جسم مل نہیں سکتا - تو اس قاعدہ سے کوئی انسان ایسا نہیں ہے جس نے پچھلے جنم میں کوئی گناہ کیا ہو - پھر حمل و وضع کی تکلیفیں جو سب کو پہونچتی ہیں کس گناہ کی پاداش میں ہیں - اب پاپ کس کے گھر سے آئیگا - کسیکو امیر دولتمند کسی کو مفلس غریب فقیر حاجتمند کسی کو عورت کسی کو مرد کسی کو مخنث کسی کو تندرست کسی کو بیمار کر دینا بے سبب بے گناہ او ظلم عظیم ہے - آپ کے اصول سے ایشور اس سخت جرم کا مرتکب ہے کہ اوس نے بغیر کسی گناہ کے انسان کی پیدائش میں اسقدر فرق رکھے - دیکھئے آریہ اُس کے لئے کیا سزا تجویز کریں -

علاوہ بریں آریہ نے کسی کو معصوم تو مانا نہیں - انسانوں کی عام

حالت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ ایسی چیز ہے جس سے کوئی شخص نہیں بچتا - بڑا نہیں چھوٹا سہی - بہت نہیں تھوڑا سہی کچھ نہ کچھ گناہ بندہ سے ہو ہی جاتا ہے - اور ایشور معاف کرنے کی تو قدرت ہی نہیں رکھتا - اور پاپی انسان کی جون نہیں پاسکتا - نتیجہ یہ نکلا کہ کوئی کبھی انسان کی جون ہی نہ پائے - اور انسان صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو جائے - اگر عالم کا انتظام آریوں کے اعتقاد کے موافق ہوتا تو عالم میں کہیں انسان کا نام ونشان بھی نہ ہوتا - لیکن انسانوں کی کثرت اور مردم شماری کا روز افزوں ترقی کرنا **ویدک دھرم** اور اعتقادات آریہ کے بطلان کی زبردست شہادت ہے -

کہو **پنڈت جی** پھر قرآن پاک پر اعتراض کروگے - غیرت - شرم گھبرائیے **نہیں** میں آپ کی پوتھی اور کھولتا ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ کس سرمایہ پر آپ کو غرہ ہے - اور کن اباطیل کو آپ کلام حق مان رہے ہیں - آپ کی اندرونی حالت بھی آشکار ہو جائے

شعر

اپنے سایہ سے کہیں آپ ہی بجانہ جھجک ... او پری وش تو ادھر ناز سے آتا کیا ہے

چٹکیوں ہی میں اڑادوں ترا جوبن ابھی ... اے بت پردہ نشیں تو مجھے سمجھا کیا ہے

باقی آئندہ

مائۃ حاضرہ کا مجدد

اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۸ - اپریل سنہ ۲۰ء میں " مولوی احمد رضا خانصاحب اور مجددیت " کے زیر عنوان اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا مولوی مفتی حاجی قاری شاہ محمد احمد رضا خانصاحب مدظلہ العالی کی نسبت یہ لکھا ہے کہ " وہ اپنے متعلق کوئی دعوی نہیں کرتے آجتک کوئی ایسا اعلان شائع نہیں ہوا جسمیں مولوی صاحب مذکور نے لکھا ہو کہ میں مجدد زمانہ ہوں " (بلفظہ) یہ سچ ہے کہ اعلحضرت مدظلہ نے مجدد ہونیکا دعوی نہیں کیا۔ نہ کسی مجدد کیلئے دعوی کرنا لازم۔ ابو داود شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا

حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی ہر صدی کے سر پر اس امت کیلئے ایک ایسا شخص بھیجیگا جو اُس کے دین کی تجدید کرے

یعنی طریقہ سنت کو جاری کرے اہل بدعت و ہوا اور ارباب باطل کے فتنوں کو دفع کرے اور دین حریم کو محفوظ رکھے اور علم کو عام کرے۔

یہ اوصاف جس کسی میں پائے جائیں وہ مجدد ہے حدیث شریف میں یہ نہیں فرمایا کہ مجدد کیلئے دعوی لازم و ضروری ہے۔ نہ کسی منصب کا دعوی کسی شخص کو اسکا مستحق بنا سکتا ہے۔ ایسے دعوے اگر معتبر ہوں تو دنیا میں ہزارہا جھوٹے مدعیوں کے سب کے دعوے واجب التسلیم ہو جاویں۔ مرزا صاحب نے اگر دعوی کیا تو یہ دعوی

اُنکو مجدد نہیں بنا سکتا۔ مشرق و مغرب کے علماء اور تمام اہل اسلام اُنکو فخر
اور مجددین کہتے ہیں کیا انھیں شہادتوں سے مجددیت کا دعوی پایۂ ثبوت
کو پہنچتا ہے۔

اعلیحضرت مدظلہ الاقدس نے کبھی دعوی نہیں فرمایا۔ اُنکے مزاج عالی میں غایت
درجہ کا انکسار و تواضع ہے۔ لیکن آنکھ والے عرب و عجم کے علماء حرمین
محترمین کے افاضل اُنکو مجدد تسلیم کر رہے ہیں۔

ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ایک شخص اپنے آپکو مجدد کہتا ہے دنیا اُسکو کافر کہتی ہے اُسکا کفر ثابت ہے
ایک شخص دعوی نہیں کرتا مجددیت کے منصب کے خدمتیں انجام دیتا ہے رات
دن کے اوقات خدمت مذہب میں صرف کرتا ہے۔ دنیا کو علم سے معمور کردیتا ہے
اُس کے علوم وافرہ سے علماء کسب فیض کرتے ہیں۔ اُسکا دار الافتاء ایک
عالم کا مرجع ہے۔ اُس نے ہر باطل کی کمر توڑ دی ہر مفسد بد دین کا سر نیچا کردیا
بدمذہبوں بیدینوں کے مقابلہ میں اُس کا قلم سیف الاسلام اور سیف الدین ہے
علماء کرام جنکی چشم بصیرت وا ہے اُسکو مجدد کہتے ہیں زمانہ اُسکو مجدد پکارتا ہے
مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں اُسکو مجدد پکارا جاتا ہے بلاد اسلامیہ اُسکے
فضل و کمال کا احترام کرتے ہیں۔ اُسکی مجدد کے معنی کا مصداق ہے وہ
بے شک مجدد ہے۔

حدیث شریف میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر صدی میں ایک مجدد ہوتا ہے۔ اگر آپکے
خیال میں مجدد کے لئے دعوی کرنا ضروری تھا تو پچھلی صدیوں کے مجددین کے ناموں کی فہرست

اور اُنکے دعاوی کے ثبوت پیش کرنا تھے کہ ہر زمانہ میں مجدد دعوی کرتے آئے ہیں۔ گو اس سے بھی مجدد کے لئے دعوے کا لزوم ثابت نہیں ہوسکتا تھا لیکن اتنا معلوم ہوسکتا تھا کہ دعوی کرنا مجددوں کی عادت ہے۔

اخبار مفید روزگار بمبئی میں علماء اسلام کی توہین

اڈیٹران اخبار کے قلم عام طور مذہب اور اہل مذہب کو صدمہ پہنچانے میں نہایت جری و بیباک ہیں۔ علماء دین اور اکابر اسلام کے حق میں جب کوئی حرف نکلتا ہے وہ مسلمانوں کے قلوب کو مجروح کرنیوالا ہوتا ہے۔ وہ قوم کیا فلاح پاسکتی ہے جو اپنے پیشواؤں پر حملہ کی خوگر اور عادی ہوگئی ہو ۳ مئی کے مفید روزگار بمبئی میں ہندوستان کے مشہور فاضل حضرت مولانا مولوی سید محمد دیدار علیشاہ صاحب مفتی آگرہ کی سخت تر توہین کی گئی ہے اور اُنکی شان میں ایسے کلمات استعمال کئے گئے ہیں جو مسلمانوں کے قلوب کو سخت صدمہ پہنچانے والے ہیں۔ کہیں فقرا اور رؤسا ٹیکری کا سول ایجنٹ بتایا ہے کہیں کمثل الحمار یحمل اسفارا کا مصداق کہا کہیں یہ پوچھا جاتا ہے کہ تم کیا ہو کافر مجوسی مرتد کیا اڈیٹران اخبار کے اختیار میں ہے کہ جسے چاہیں کافر مرتد مجوسی قرار دیدیں اور اسلام کی چہار دیواری سے باہر نکالکر کھڑا کردیں۔ مسلمانوں کی تباہی کا یہی باعث ہے کہ اُنکے زبان و قلم کی قوتیں اپنے ہی بزرگوں اور پیشواؤں کی ایذا رسانی میں صرف ہوتے ہیں نہ معلوم مضمون نگار نے کونسا نتیجہ نکالا ہے زمانہ کی نزاکت اور مسلمانوں کی حالت کیا اس قابل ہے کہ اونمیں اس طرح تفرقہ اندازی کیجائے۔ مولنا دیدار علیشاہ صاحب ایک ربانی دعا متقی و متورع

عالم ہیں۔ ہندوستان کے بڑے حصہ میں اُنکا اثر ہے آخبار کے اِن الفاظ
سے کتنے مسلمانوں کے دل دُکھے اور آزردہ ہوئے۔ وجہ اس تمام سخت کلامی
کی صرف اسقدر دکھائی گئی ہے کہ مولانا صاحب موصوف سے کسی شخص نے آگرہ
کی جامع مسجد میں درخواست کی تھی کہ آپ خطبہ میں سلطان المعظم کا نام پڑھ دیجئے
انھوں نے کلام بتادو۔ بس یہ جرم ہے جس پر حضرت مولانا کو اسلام سے خارج کیا
جارہا ہے۔ صرف اتنی وجہ اس غیظ و غضب کے لئے کافی نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ
سلطان کا نام جاننا کچھ داخل اسلام تو تھا ہی نہیں کہ مولوی صاحب اُسکے نہ جاننے سے
کافر ہوجاتے۔ مولنا کو معلوم نہ تھا کوئی صاحب بتادیتے قصہ ختم تھا مگر بات یہ خیال میں
آتی ہے کہ مولنا وہابیہ کا ہمیشہ رد فرمایا کرتے ہیں وہابیہ کو کبھی مقابل آکر اپنے اوپر سے
الزامات اُٹھانیکی توہمت نہیں ہوئی۔ اس وقت کو اُنھوں نے اپنے پرانے غصے نکالنے
کے لئے غنیمت سمجھا۔ سلطان کے نام کو پردہ بناکر اپنے دلکے پرانے بخار نکالے
اور عوام کو مشتعل بنا کر مولانا کیطرف سے برافروختہ کرنیکی کوشش کی۔ وقت کی نزاکت سے
خوب کام نکالا اگر یہ وقت بھی اپنے پرانے تعصب نکالنے اور اپنے مخالفین کو زیر
کرنیکی فکر میں خرچ نہ کیا تو پھر ایسا وقت ہاتھ آنا مشکل ہے۔ اس وقت آپس میں
کٹ مرنیکی خوب کوشش کرو اس سے سلطنت ترکی کو فائدہ پہونچیگا کسقدر بدعقلی
ہے کہ ہم بجائے اتحاد و اتفاق کے عداوت و حسد میں گرفتار ہیں ہنود سے اتحاد کی
فکر ہے اور اپنے پیشوا ایمان و دین سے یہ سلوک۔ اون ہزار اہل اسلام کے قلوب کو جو
سفید روزگار ہیں کی اس تحریر سے کسقدر تکلیف پہونچی ہوگی جو حضرت مولانا سے
عقیدت و اخلاص رکھتے ہیں۔ اڈیٹران اخبار کو اس روش سے پرہیز کرنا چاہئے

مدرسہ انجمن اہل سنت مرادآباد

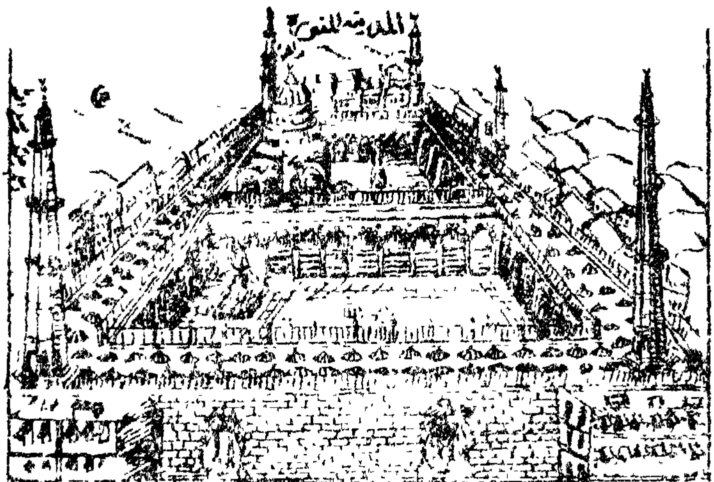
الحمد للّٰہ علی احسانہ کہ یہ اسلامی درسگاہ علوم دینیہ کی خدمت میں اپنے اقران پر ممتاز ہے آٹھ سال کے قلیل عرصہ میں ساٹھ سے زائد طلبہ فارغ التحصیل ہوئے جو ملک کے اطراف واکناف میں درس افتاء کی خدمتیں انجام دے رہے ہیں۔ مدرسہ کی مالی حالت نہایت کمزور ہے اوس کی آمدنی مصارف کے لیے کافی نہیں ہوتی اس وجہ سے مدرسہ اکثر قرضدار رہتا ہے۔ اور سخت صعوبتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ آجکل بھی مدرسہ قرضدار ہے اور مدرسین کی کئی کئی ماہ کی تنخواہیں ادا نہیں ہوئیں ارباب کرم ہمت فرمائیں اور صدقات زکوۃ وغیرہ سے امداد فرمائیں تو مدرسہ کے مشکلات میں بہت کچھ کمی ہوسکتی ہے۔

رمضان مبارک کے ایام میں جو حضرات زکوۃ نکالتے ہیں اگر انکو یہ مذہبی درسگاہ یاد آجائے تو وہ اسکو فائدہ پہونچا سکتے۔ فطرہ سے بھی مدرسہ کے بیکس ونادار طلبہ کی اعانت متصور ہے۔

آپ نیکی کیجیے اللہ آپکو نیک بدلے عطا فرمائے۔

الملتمس

مہتمم مدرسہ انجمن اہل سنت وجماعت
مرادآباد



ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز ... از خواب برخیز
برون آور سر از برد یمانی ... صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

جلد ... اہلسنت کا مذہبی اخلاقی ماہوار رسالہ ... نمبر ۸

السواد الاعظم

مذہبی رسالہ عام شائقین کے لیے

حمایت مذہب اصلاح معاشرت تہذیب اخلاق کے لیے شائع ہوتا ہے

مدیر ... نعیمی

قد طبع ... فی بلدۃ مرادآباد ... ۱۳۳۸ھ

رجسٹرڈ نمبر ...

فہرست مضامین

السواد الاعظم کے مقاصد

مذہب مقدس کی حمایت وحفاظت، دشمنان دین اور مخالفین اسلام کے حملوں کی مدافعت، متانت وسنجیدگی کے ساتھ اُنکے اعتراض دُور کرنا، فرقہ بندی کو شکست دینا، وجوہ تفرق واختلاف پر تیز نظر ڈالکر اتفاق واتحاد کی تدابیر پیدا کرنا، مسلمانوں کو اخلاق ومعاشرت سکھانا، قوم کی شیرازہ بندی کرنا، کھوئی ہوئی دولت کا پتا چلانا، گزرے ہوئے زمانہ کو واپس لانا، سوتوں کو جگانا، مُردوں کو جلانا یعنی مسلمانوں کو اُنکی حالتِ سابقہ پر لانا، ناواقف مسلمانوں کو مذہب سے واقف کرنے کی کوشش کرنا، دین کی طرف توجہ دلانا، اہل اسلام کی دینی ودنیوی زندگی کو کامیاب بنانا، اس رسالہ کے بہترین مقاصد ہیں،

(مدیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھے بحر غم سے نکالو محمد — میں ڈوبا میں ڈوبا سنبھالو محمد
خدارا مجھے اپنے روضہ پہ جلدی — بلا لو محمد بلا لو محمد
تمہارے غلاموں کی دنیا ہو دشمن — مصیبت یہ امت کی ٹالو محمد
محبت ہمیں اپنی دیدو خدارا — مسلمان ہمکو بنالو محمد
ہمیں دشمن دین ٹھکرا رہے ہیں — مصیبت یہ امت کی ٹالو محمد
تباہی میں ہیں نام لیوا تمہارے — انھیں رنج و غم سے بچالو محمد

سہیل حزیں کی یہی التجا ہے
کہ قدموں سے اپنے لگالو محمد

(رقمزدہ ابوذر قسیم مرادآبادی)

مدارس اسلامیہ کے دردناک نقشے

(الاحقر اسحاق)

ہندوستان کی وسعت میں مدارس اسلامیہ ایک نادر چیز ہیں جنھیں ہم اپنی غفلت اور غیر صحیح مذاق کی وجہ سے ہوتے تباہ ہوتے دیکھ رہے ہیں اتنے بڑے ملک میں چند مدرسے ہیں جو انگلیوں پر شمار کیے جا سکتے ہیں۔ جب ان مدارس کی حالت پر نظر ڈالی جاتی ہے تو دل کا شیشہ ٹوٹ کر خون بن کر آنکھوں کی راہ بہہ جانے کی خواہش کرتا ہے۔ اسلامیہ مدارس کے نام تو بہت ملیں گے اور ملتے ہیں لیکن ایسے حضرات بہت کم ہونگے جنھوں نے اس پر غور کیا ہو کہ ان اسباب کی جستجو میں پریشان کیا ہو جن سے شکایتوں کے مادے پیدا ہوتے ہیں۔ دینی درسگاہوں میں علی العموم مدرسین کی کوئی قدر نہیں ہوتی اور انھیں بسر اوقات کے لئے کفاف بھی میسر نہیں آتا قلیل تنخواہوں پر صبر کیے بیٹھے رہتے ہیں۔ دولتمند طبقہ انھیں منہ نہیں لگاتا۔ نئے تعلیم یافتہ انکی صورت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان کی وضع۔ قطع گفتار خصائل عادات سب انکی نظر میں قابل مضحکہ ہیں۔ انکی زندگی کے ایک ایک شعبہ پر نکتہ چینی اور حقارت آمیز عیب گیری کیجاتی ہے۔ قوم کے برتاؤ نہایت ناشائستہ جگر خراش ہیں۔ معاش اسقدر تنگ کہ گزارہ مشکل ہو سکتا ہے۔ نہ مستقبل انکی حوصلہ افزائی کرنے والا نظر آتا ہے نہ اپنے ضروریات ہی کی طرف سے اطمینان ہے باوجود اس کے مردانہ وار کس استقلال کے ساتھ اپنی خدمت کو انجام دیئے جاتا اور انکا مصائب کے عساکر و افواج سے سینہ سپر ہونا اپنوں بیگانوں کی سختیاں

جھیلنا ہر طرح کی باتیں سُننا اور صبر و سکون کے ساتھ اپنا کام کیے جانا اور کسی کی پروا
نہ کرنا اسلام کی حقانیت کا ایک اثر ہے اور علوم اسلامیہ کی روحانیت کی زندہ دلیل
ہے۔ سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ جانبازانِ تعلیم کے دماغوں کو فکرِ نان و نمک کی قیدوں
سے آزاد کیا جائے۔ اور اہل و عیال کی بدحالی کے غموں سے رہائی دی جائے تاکہ
وہ فارغ زندگی بسر کر سکیں اور دماغی قوتیں آزاد ہو کر کارِ تعلیم کے لیے وقف ہو جائیں
اُس وقت تعلیم کا اعلیٰ معیار قائم ہو سکتا ہے اور سربراہ کارانِ تعلیم اپنے فضل و کمال کے
جوہر دکھا سکتے ہیں۔ دوسری ضرورت یہ ہے کہ طلبہ متوسط درجے کی انسانی
زندگی بسر کرنے کے [illegible] ہوں۔ تعجب ہے کہ اُستاد کیا دماغ سے کام لے سکتا ہے گرسنہ
شاگرد کیا اخذِ علم پر قادر ہو سکتا ہے۔ یہاں اُستاد بھی پریشان حال ہیں اور شاگرد بھی
پھر کیا ان شاگردوں سے [illegible] پیدا ہونگی معاش در در سے ایک ایک لقمہ
جمع کر کے [illegible] کبھی وقت پہنچتی ہے اور کوئی وقت صاف گزر جاتا ہے
[illegible] اگلے زمانہ میں اُن کو یہ محنتیں کام دیں گی اور
اُن کے [illegible] بیکس [illegible] گی۔ اُن کے اُستاد اُن کے سامنے نمونہ ہیں وہ
دیکھ رہے ہیں کہ اگر ہم نے جان ہلاک کر کے محنتیں جھیل کر اُستاد جیسا کمال پیدا
کر لیا اور نصیب [illegible] ہوا اور بالفرض کہیں مدرسی مل بھی گئی تو ہمیں کار آزما اور مشّاق
ہو جانے کے بعد پھر اُن مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا جن کے شکنجے میں حضرت اُستاذ
مدظلہ پھنسے ہوئے ہیں۔ یہ ایسے حوصلہ فرسا اور ہمت شکن حالات ہیں کہ انکے باوجود
عزم و استقلال کو پایۂ ثبات سے محروم رہنا ناگزیر معلوم ہوتا ہے۔ مگر علوم اسلامیہ
کی گرفت و جذب اور دل آویزی و خاطر گزینی کا ثمرہ ہے کہ وہ باوصف ایسی تکالیف

اور مصیبت کے چلکے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں نہایت استقلال اور مردانگی کے ساتھ اپنے اپنے کاموں میں سرگرم ہیں۔ مدارس اسلامیہ کا فرض ہو کہ وہ اساتذہ کی ضرورتوں کا لحاظ رکھکر اتنا گذارا مقرر کریں جو اُن کے دماغوں کو معاش اور ضروریات زندگی کی افکار سے ناآشنا ہونے دے۔ طلبہ کے لیے ایسے وظائف مقرر ہوں کہ وہ معمولی درجے کے انسان کی زندگی بسر کرسکیں لیکن اسلامی مدارس یہ دونوں فرض انجام نہیں دیتے۔ حدیث وتفسیر ٹوٹی چٹائیوں پر بیٹھکر پڑھائی جاتی ہے مدرسہ کوئی انتظام نہیں کرسکتا۔ ایک نکتہ چیں یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ مدرسین کس بُری حالت میں ہیں طلبہ اس عسرت وتکلیف میں ہیں نشست کی جگہ نامعقول ہے۔ سارا نظم ہی خراب ہے اور انتظام ہی مختل ہو۔ مگر حقیقت بیں جان سکتا ہے کہ قوم نے آنکھیں پھیر لی ہیں مسلمانوں کی توجہ کا رخ پھر گیا ع

ادھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

دنیا ان مدارس کو غیر ضروری اور بیکار چیز شمار کرتی ہے۔ زمانہ چاہتا ہو کہ علما اور طلبا کھانے پینے کے حق میں فرشتہ خصال ہو جائیں۔ وہ آمدنی جس کا مصرف یہی مدارس ہیں دوسرے کاموں میں صرف کی جاتی ہو اور مستحق محروم چھوڑ دیے جاتے ہیں۔ مدرسوں کے پاس اتنا سرمایہ ہی نہیں ہوتا جس سے وہ اپنی حالت درست کرسکیں۔ مدارس کو موجودہ قلیل تنخواہوں کا ادا کرنا دشوار ہے اکثر تنخواہیں بے وقت ادا کی جاتی ہیں اور مہتمم کو تقاضے سننے کی کوفت اُٹھانا پڑتی ہے اُس کا دماغ ان فکروں سے پریشان رہتا ہو اور کوئی صورت کامیابی کی نہیں نکلتی مسلمان اس طرف سے بہت افسردہ خاطری برتتے ہیں۔ چندے بہت قلیل ہیں اور وہ بھی وقت پر

نہیں پہنچتے بیشک ہمیں بے فکروں کو شکایت ہے کہ ان مدارس میں گداگری کی تعلیم دی جاتی ہے وہ ہمارے طلبہ کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مگر یہ شکایت کرتے ہوئے اُن کو غیرت آنا چاہیے کہ انھوں نے مذہب مبین کے لیے اپنی زندگیاں وقف کرنے والوں اور عیش و راحت سے دست کش ہو جانے والوں کو خود کس حالت میں رکھا ہے کیا کسی مدرسہ کو آج یہ ثروت حاصل ہے کہ وہ اپنے طلبہ کو انگریزی اسکول کے بورڈروں کی حیثیت میں رکھ سکے۔ طلبہ کی اُولوالعزمی اور مردانگی صد ہزار آفریں کی مستحق ہے کہ وہ باوجود ان مصائب کے طلب علم میں محو ہیں اور آسائش کے مفہوم مفروض الوجود کا تصور بھی اُنکے قلب میں نہیں گزر سکتا۔ اب ہم آپ کو کسی اسلامی مدرسہ کی سیر کرائیں اور وہاں کی حالتیں آپ کے علم میں لائیں۔

(باقی آئندہ)

عیدِ اضحیٰ

عاشقانِ الٰہی گھر بار شہر و دیار عزیز و اقارب دوست آشنا سب کو چھوڑ کر عاشقانہ جذبات کے ساتھ بر و بحر کے سفر کے لیے گھر سے نکل کھڑے ہوتے ہیں دشت و جبل کے نشیب و فراز میں شام و سحر گزار رہے ہیں لمحہ گن گن کر کٹ رہا ہے شوق کے ولولے دل کو بے چین کر رہے ہیں اور بُعدِ مسافت دشمنِ جاں معلوم ہوتا ہے خشکی و تری کے منازل و مراحل طے کرتے ہوئے درِ محبوب پر فدا ہونے کی تمنا میں طواف کرنے اور قربان ہونے کی آرزو میں بڑھے چلے جا رہے ہیں یار و اعزا پہنچانے آئے ہیں اسٹیشن پر ہجوم ہے قلبِ فارغ سے ایک ایک کو رخصت کر رہے ہیں

جذباتِ شوق کے کلمات بے اختیار زبان پر آتے ہیں۔ پہنچانے والے حسرت سے آنکھوں میں آنسو بھر لاتے ہیں۔ تیسری ہوئی اور پہنچانے والوں کے دل پر مفارقت کی چوٹ لگی۔ اپنی محرومی و ناکامی نے نقشہ کھینچا کوئی خانہ کعبہ میں بیت الحرم کے پردوں سے لپٹ کر دعاؤں کی درخواست کر رہا ہے کوئی سلطانِ مدینہ کے حضور میں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لبیّ لبی التجاؤں کا پیامی بنا رہا ہے۔ ہر ایک اپنی اپنی مراد اپنا اپنا پیام سُنا رہا ہے کہ گاڑی چھوٹ گئی سب دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے جہاں تک گاڑی نظر آتی رہی حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا کیے رومال ہلا ہلا کر اشارے کرتے رہے جب گاڑی نظر سے غائب ہو گئی باول ناخواستہ غمناک و پُرنم ہوئے مشتاقِ الٰہی قطعات ارض طے کرتے چلے جاتے ہیں کبھی گاڑی بدلتی ہے دوسری گاڑی میں بیٹھتے ہیں کہیں ریل کا سلسلہ منقطع ہوتا ہے مسافر خانوں میں ٹھہرتے ہیں ٹکٹ کی جستجو ہے۔ پاسپورٹ کی تکلیفیں اُٹھاتے ہیں زحمتیں برداشت کرتے ہیں اور اپنے نصیب پر فخر کرتے ہیں جہاز پر سوار ہوئے سطح آب پر نظر پڑی ایک عالم ہی دوسرا ہے۔ جہاز چھوٹا ساحل دُور ہوتا چلا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا ہی سے رخصت ہو گئے۔ ہر چہار طرف پانی ہی پانی ہے کبھی سر چکراتا ہے کبھی قے آتی ہے کھانا پینا ترک ہے مگر یہ سب کچھ محبوب کی یاد میں کاکش مسائل کے تمام انعام فدا کرنے کے قابل ہے اس راہ میں جو کانٹا چبھتا ہے عاشق کو دنیا کی سلطنت اُس کے مقابلہ میں ہیچ معلوم ہوتی ہے ؎

رہِ مدینہ کے تیز کانٹے نصیب والوں کو ہیں میسّر

قدم تو کیا دل کی ہے یہ خواہش چھدا ہوا نوکِ خار میں ہو

پانی ناپ تول سے ملتا ہو قرنطینہ ہوتا ہے تھپیڑے دیے جاتے ہیں مگر شوق انگیز ولولے
ہر ایک کلفت میں عجیب ہی لذت محسوس کرتے ہیں خدا کا شکر ہو نصف ماہ کے
بعد سمندر کا سفر طے ہوا دیارِ محبوب کے آثار دُور سے نظر آنے لگے جہاز ساحل پر
پہنچا عرب کا ریگستان نظر آیا۔ جدہ سے ریگستان کا سفر شروع ہوا کوئی اونٹ
پر سوار ہے کوئی درازگوش پر کوئی شوق کے عالم میں پیادہ پا جا رہا ہے بیابان
کی منزلیں پانی نایاب پیاس سے زبان پر کلنٹے جم گئے ہیں ہونٹوں پر خشکی آگئی
ہے مگر دل کے ولولے کہتے ہیں قدم عشق پیشتر بہتر۔ خوش نصیبی سے وہ ساعتِ
سعید میسر آئی کہ احرام پوش عاشقوں کا قافلہ مکہ مکرمہ میں پہنچا جنکے گرد آلودہ بال
بے سلا لباس اُنکی وارفتگی کا پتا دے رہا ہے۔ صید و شکار حرام ہے اپنے اہل
کے ساتھ قربت ممنوع ہے اللہ کے بندے اللہ کی یاد میں ہیں کعبہ مقدسہ کی زیارت
ہوئی بیت اللہ کے گرد پھیر پھیر کر قربان ہونے لگے خانہ کعبہ میں نمازیں پڑھیں حجرِ اسود
کو بوسے دیے کبھی صفا و مروا کے درمیان سعی کی جا رہی ہے کبھی منا و مزدلفہ میں
قیام ہے کبھی عرفات میں حاضر ہیں اور عجب شان و شوکت کے ساتھ خطبہ ہو رہا ہے
کبھی رمئ جمار کر رہے ہیں۔ ارکانِ حج ادا کرکے قربانیوں سے فارغ ہو کر طوافِ رخصت
طواف کرکے کعبہ مقدسہ کے پردوں سے لپٹ لپٹ کر روتے ہیں دعائیں مانگتے
ہیں اب خوش نصیب عاشقوں کا گروہ بید و بیابان سعادتیں اور برکتیں حاصل
کرنے کیلیے مدینہ طیبہ کی طرف اپنے آقا کے حضور روانہ ہوا۔ عجب برکت کے ایام
ایام ہیں حدیث شریف میں وارد ہوا۔

حضور سید عالم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا	قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَا مِنْ اَيَّامٍ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيْهَا مِنْ عَشْرِ ذِى الْحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (ترمذی)

کہ عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ کوئی زمانہ نہیں ہے جسمیں عبادت کرنا اللہ کے نزدیک محبوب تر ہو۔ اس عشرہ کے ہر دن کے روزے ایک سال کے روزوں کی برابر ہیں اور شب کا قیام (عبادت) شب قدر کے قیام کی برابر ہے

حدیث (۲)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِيَوْمِ الْاَضْحٰى عِيْدًا جَعَلَهُ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا مَنِيْحَةً اُنْثٰى اَفَاُضَحِّيْ بِهَا قَالَ لَا وَلٰكِنْ خُذْ مِنْ شَعْرِكَ وَاَظْفَارِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَذٰلِكَ مِنْ تَمَامِ اُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ (ابوداؤد ونسائی)

حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھکو روز اضحی کا حکم کیا گیا کہ میں اسکو عید بناؤں اللہ تعالیٰ نے اسکو اس امت کیلیے عید مقرر فرمایا ہے حضور سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا فرماتے ہیں آپ اگر میں منیحہ مادہ کے سوا اور کچھ نہ پاؤں کیا اسکو قربانی کروں فرمایا نہیں لیکن لے اپنے بال اور ناخن اور لبیں ترش اور زیرناف کے بال دور کر اللہ کے نزدیک یہ تیرے لیے پوری قربانی ہے

یعنی نادار ہونے کی حالت میں اسپر قربانی کا ثواب ملے گا۔ منیحہ منح سے مشتق ہے اور منح عطا کو کہتے ہیں عرب میں عادت تھی کہ شیر دار اونٹنی وغیرہ محتاجوں کو دیتے تھے کہ وہ اس کے دودھ اور اُن بچوں سے احتیاج کے وقت تک فائدہ اٹھائیں اور حاجت روائی کے بعد واپس کردیں اس کو منیحہ کہتے تھے اُن کے

اس قسم کا جانور تھا انھوں نے اسکی قربانی کی اجازت چاہی حضور نے اسلیے منع فرمادیا کہ اُن کے پاس اُس کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی جس سے نفع حاصل کر سکیں۔

قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذِہِ الْاَضَاحِیُّ سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ یَا رَسُوْلَ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَۃٌ

(رواہ احمد)

اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں فرمایا تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت عرض کیا ہمیں اس میں کیا ثواب ہو فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی یعنی گائے۔ بکری کے بال ہوتے ہیں اُنکے ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملیگی۔ عرض کیا صحابہ نے پس اون یعنی دُنبہ او بھیڑ اور اونٹ کے اون ہوتی ہو حضور نے فرمایا کہ اُنکے ہر بال کے بدلے ایک نیکی

اِنَّ اللّٰہَ یُبَاھِیْ مَلٰئِکَتَہٗ عَشِیَّۃَ عَرَفَۃَ یَقُوْلُ اُنْظُرُوْا اِلٰی عِبَادِیْ اَتَوْنِیْ شُعْثًا غُبْرًا (رواہ احمد)

بیشک اللہ عزوجل فخر کرتا ہو اپنے ملائکہ پر تمام عرفہ کو اہل عرفہ کے ساتھ فرماتا ہو دیکھو میرے بندوں کیطرف کہ میرے پاس پراگندہ سر گرد آلودہ حاضر ہوئے ہیں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ لِسَانَہٗ وَسَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ یَوْمَ عَرَفَۃَ غُفِرَ لَہٗ مِنْ

حضور اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے کان اور زبان اور نظر کو روز عرفہ محفوظ رکھا اُس کے لیے ایک عرفہ سے دوسرے عرفہ تک

عرفة إلى عرفة (بیہقی)

گناہ بخشدیے جاتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْيَى اللَّيَالِي الْأَرْبَعَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ لَيْلَةَ التَّرْوِيَةِ وَلَيْلَةَ عَرَفَةَ وَلَيْلَةَ النَّحْرِ وَلَيْلَةَ الْفِطْرِ (ابن عساکر)

حضور اقدس علیہ الصلاۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا جس نے چار شب بیداری کی اسکے لیے جنت یا مغفرت واجب ہے۔ شب ذی الحجہ کی آٹھویں شب ذی الحجہ کی نویں شب عید اضحیٰ کی شب عید فطر کی۔

قربانی کا بیان

جب شخص میں حضرت علمائے متقدمین نے لکھی یعنی مالک نصاب پر قربانی واجب ہے خواہ نصاب نامی ہو یا نہ ہو اور قدر نصاب خواہ روپیہ ہو یا زیور یا اور کچھ اسباب بیکار از حاجت بشرطیکہ یہ مال دَین میں مستغرق نہ ہو۔ حدیث شریف میں وارد ہوا۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ وَإِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ

حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا نہیں کیا ابن آدم نے کوئی عمل روز نحر (عید قرباں) محبوب تر اللہ کی طرف خون بہانے سے اور بیشک وہ (مذبوح جانور) آئیگا روز قیامت اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے ساتھ اور بیشک

اللہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِهَا نَفْسًا (ترمذی ابن ماجہ)	قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوتا ہے پس خوش کرو اسکے ساتھ نفسوں کو

ابن العربی نے کہا معنی یہ ہیں کہ افضل عبادات میں عید کے دن قربانی کا خون بہانا ہے اور وہ روز قیامت ویسی ہی آئیگی جیسی دنیا میں تھی بغیر کسی نقصان اور کمی کے تاکہ قربانی کرنے والے کے ہر عضو کا بدلہ ہو اور پل صراط پر اسکی سواری ہو۔ یا یہ معنی ہیں کہ قربانی میزانِ اعمال میں وزن اور گراں کریگی۔

اولاد وغیرہم کی جانب سے قربانی واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ نصاب چاندی کا ۵۲½ تولہ جس کے ۵۶ روپے انگریزی رائج الوقت ہوئے اور سونے کا ۷½ تولہ ہے اور نصاب پر سال گزر لینا قربانی کے لیے شرط نہیں قربانی کا وقت شہری کے لیے بعد نماز عید ہے قبل نماز جائز نہیں۔ اور بیرونی کے لیے دسویں کی صبح صادق سے ہے اور اس کا اخیر وقت سب کے لیے بارھویں کے غروب آفتاب تک ہے اس کے بعد قربانی قضا ہو جائے گی اور قربانی کے جانور کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہوگی تین دنوں میں پہلا دن سب سے افضل پھر دوسرا دن پھر تیسرا دن۔ درمیان کی دو راتوں میں بھی جائز ہے مگر بکراہت۔ قربانی کا جانور اونٹ گائے بھینس بکری بھیڑ دنبہ ہے ان کے سوا دوسرے کسی جانور کی قربانی جائز نہیں۔ نر مادہ کا ایک حکم ہے اور پھر خصی کی قربانی افضل ہے۔ قربانی کا جانور تندرست سالم الاعضا ہونا ضرور ہے۔ بیمار۔ بہت لاغر جو مذبح تک نہ پہنچ سکے یا لنگڑا اندھا۔ کانا۔ کان۔ ناک۔ دم سینگ تھن کوئی عضو تہائی سے زیادہ کٹا ہو جس کے کان یا دانت سرے سے پیدا ہی نہ ہوئے ہوں یا بکری کا ایک۔ گائے بھینس کے

دو تھن نہ ہوں یا علاج سے خشک کر دیے گئے ہوں کہ دودھ نہ اُتر سکے قربانی کرنا درست نہیں۔ اونٹ۔ گائے۔ بھینس میں سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔ شرکت کے جانور میں خریدنے وقت نیت شرکت کرنا چاہیے بغیر نیت خریدنا پھر شرکت کر لینا مکروہ ہے۔ پانچ برس کامل کا اونٹ۔ دو سال کی گائے بھینس ایک سال کامل کی بکری بھیڑ دو سے دیکھنے میں سال بھر والوں میں مل جانیوالا مشابہ دنبہ قربانی کے ... آسکے کا اس سے کم عمر کی قربانی جائز نہیں۔ اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا افضل ہے۔ حضور انور ... الصلاۃ والسلام نے اپنے دست اقدس سے قربانی فرمائی بخاری و مسلم کی حدیث ہے ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِکَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ اَقْرَنَیْنِ ذَبَحَھُمَا بِیَدِہٖ وَسَمّٰی وَکَبَّرَ قَالَ رَاَیْتُہٗ وَاضِعًا قَدَمَہٗ عَلٰی صِفَاحِھِمَا وَیَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

حضور اقدس علیہ السلام نے قربانی فرمائی دو ابلق دنبے سینگوں والے ذبح کیے اپنے دست اقدس سے اور بسم اللہ پڑھی اور تکبیر فرمائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا حضور کو کہ آپ اپنا قدم مبارک اُن کے پہلو پر رکھے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں بسم اللہ واللہ اکبر۔

خود بخوبی نہ ہو سکے تو دوسرے کو اجازت ہونا ضروری ہے اور سنت ہے کہ اپنے سامنے قربانی کرائے۔ جانور بھوکا پیاسا ذبح نہ کیا جائے نہ اُس کے سامنے چھری تیز کریں نہ ایک کو دوسرے کے سامنے ذبح کریں جبتک سرد نہ ہو جائے نہ کھال اُتاریں نہ کوئی عضو توڑیں کاٹیں۔ ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھنا بہتر ہے اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رو لٹائیں اور دہنا پاؤں اُس کے شانے پر رکھیں اور اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہکر تیز چھری سے جلد ذبح کریں مگر نہ ایسا کہ اگر چھری گردن کے مُہرے تک پہنچ جائے جانور پکڑنے والا بھی تکبیر کہتا جائے۔ ذبح اگر اپنی طرف سے ہو اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِيْلِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ اور دوسرے کی جانب سے بجائے مِنِّیْ کے مِنْ کے بعد اُس شخص کا نام لے مستحب ہو کہ گوشت کے تین حصے برابر کیے جائیں دو حصے اپنے اور اپنے اعزا واحباب کے لیے اور ایک پورا فقرا پر تقسیم کردے اور اگر سب کھالے یا بانٹ دے یا سب فقرا کو دیدے تو اس میں بھی حرج نہیں فقیروں کا حصہ اگر تول کر پورا تہائی لیں تو بہتر ہے ورنہ تخمیناً اتنا ہو کہ ثلث سے کم نہ ہو فقیر کہ صاحبِ نصاب نہیں اُسپر قربانی واجب نہیں مگر قربانی کی نیت سے جانور خرید لینا خاص اس جانور کی قربانی اُسپر واجب کر دیتا ہے بخلاف مالکِ نصاب جسپر خود قربانی واجب ہے اُسپر خریدنے سے بعینہ وہی جانور قربانی کرنا واجب نہیں ہوتا۔ اختیار رہتا ہے خواہ اُسے ذبح کرے یا اَور کو مگر نہ بدلنا اُسے بھی بہتر ہے یا بدلے تو بہتر سے بدلے بعینہ کھال اپنے صرف میں لانا یا اُسکے بدلے کی کوئی باقی رکھنے کی شے جانماز برتن وغیرہ مول لینا جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کھال کسی مسجد یا مدرسہ یا کفن موتی میں دیدی جائے کہ اُنکے مہتمم

اُسے بیچکر لگائیں مگر کھال اپنے لیے داموں کو فروخت کرنا حرام ہے نہ اب یہ دام کفن مردے یا تعمیر مسجد و مدرسہ میں خرچ کئے جاسکیں بلکہ انکا خاص تصدق کرنا مساکین کو دینا واجب ہوگا کہ جب اپنے صرف کی نیت سے بیچی تو یہ گناہ ہوا اور یہ دام خبیث ہوئے اور خبیث کی راہ تصدق ہے۔ خوب یاد رکھو کہ جس طرح کھال کی قیمت اپنے صرف میں لانا حرام ہے قیمت قربانی یا اُجرتِ قصاب میں اُس کا کوئی حصہ بھی۔ حرام ہے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص قربانی کی کھال بیچکر اپنے صرف میں لائے یا اُجرتِ قصاب یا قیمت قربانی میں مجرا کرے اُسکی قربانی بارگاہِ قبول سے محروم ہے۔ غرض ہر حال میں افضل و اولیٰ جلود اضحیہ (قربانی کی کھالوں) کا امورِ خیر میں لگانا باعث ثواب جزیل و رضائے رب جلیل ہے

نماز کی ترکیب

نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز واجب عید اضحیٰ چھ تکبیروں کے واسطے اللہ جل جلالہ کے مونھ میرا طرف کعبہ شریف کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہکر ہاتھ باندھے اور پورا سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھ کر امام کے ساتھ کان کی لو تک ہاتھ اٹھاؤ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہکر ہاتھ چھوڑ دو پھر اسی طرح تین تکبیریں کہو ہر دو تکبیر میں قدر سکتہ سے فاصلہ ہو اسی طرح تین مرتبہ کہلو تو ہاتھ باندھ لو جب امام قرأت شروع کرے مقتدی چپکے سنیں دوسری رکعت میں بعد قرأت ہاتھ اٹھاکر تین تکبیریں کہیں اور مثل سابق ہاتھ چھوڑ دیں پھر چوتھی مرتبہ تکبیر کہکر رکوع میں جائیں باقی نماز

حسب دستور بعد نماز امام خطبہ پڑھے لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے سنیں بعد خطبہ دو عا اگر حسب معمول مصافحہ و معانقہ کریں تو بلا کراہت جائز ہے جبکہ محل فتنہ نہ ہو جیسے آفرذو بعضۃ کہ اس سے احتراز چاہیے اور جو مسلمان مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھائے یا معانقہ کیلیے ہاتھ پھیلائے اور یہ انکار کرے تو سخت معیوب مذموم مکروہ ممنوع ہے کہ مسلمان کی دلشکنی و ایذا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ اٰذیٰ مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِیْ جس نے مسلمان کو ایذا دی بیشک مجھے ایذا دی وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللہ اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار وطن لاہور بابت ۳ نومبر ۱۹۱۷ء کے صفحہ ۹ پر جناب فضل کریم صاحب کا استفسار[عہ] شائع ہوا تھا جو انبیا علیہم الصلاۃ والسلام و اولیا کرام رضوان اللہ تعالیٰ

عہ استفسار۔ مکرمی معظمی جناب مولوی محمد انشاء اللہ صاحب ادام لطفہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مسئلہ ذیل بغرض استفسار و تحقیق مرسل خدمت کرکے امید واثق کرتا ہوں کہ اس کو درج اخبار وطن کرکے جوابات سے بذریعہ اخبار مطلع فرمائیں گے وھو ھذا
اکثر مریدان باصفا معتقدان صوفیہ وظیفہ یا شیخ عبد القادر قدس شیئاً للہ عموماً پڑھتے ہیں اسکے جواز پر بعض علمانے رسالے لکھے ہیں بعض اس کو اسم اعظم بتاتے ہیں اور بعض علما اس کو بعد سلام نماز ذکر اللہ درود شریف واستغفار سے مقدم وظیفہ عبادت (نہ کہ شرک) سمجھ کر پڑھتے اور پڑھواتے ہیں اور علی ہذا بعض اشخاص بعد نماز رکو بہ بغداد کھڑے ہوکر وظیفہ پڑھتے ہیں اور بعض گیارہ قدم اس طرف چلنا افضل العبادات بتاتے ہیں اور چند لوگ دوگانہ نفل رو بہ بغداد ہوکر پڑھنا مسنون فرماتے ہیں۔ وظائف شیوہ عوام نہیں بلکہ صوفیا باصفا و علما اتقیا کا وظیفہ ضروری و خرچ باطنی تصور کرکے التزام کیا جاتا ہے اور فریق ثانی کے معترض صاحبان ان وظائف کے منکر اور عاملان کو (بقیہ برصفحہ ۱۶)

علیہم اجمعین سے مدد مانگنے کے جواز یا عدم جواز کے متعلق تھا اُس استفسار کے تحت میں چند سوالات بھی تھے جنکے جوابات لکھنے سے قبل میں مسئلہ زیر بحث پر اجمالی نظر ڈالتا ہوں وباللہ التوفیق

جاننا چاہیے کہ مسئلہ استمداد کا سماع موتی سے گہرا تعلق ہے پس سب سے پہلے موخرالذکر کی نسبت کچھ نہ کچھ لکھنا ضروری ہے تاکہ اول الذکر مسئلے کے سمجھنے میں آسانی ہو کیونکہ منکرین کے خیال باطل میں معاذاللہ تمام انبیا و اولیا خاک میں مل کر مٹی ہو گئے اور یہی وجہ سب سے زیادہ مسئلہ استمداد سے انکار کی معلوم ہوتی ہے ورنہ زندوں سے تو منکرین بھی امداد لیتے ہیں بادشاہ سے لیکر گدا تک کسی نہ کسی کی مدد کا خواستگار نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر حکیم۔ وکیل۔ مختار وغیرہ وغیرہ سے شب و روز مدد لیجاتی اور حاجت روائی کی جاتی ہے۔ ہزاروں کو کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ فلاں دوا سے میرا مرض جاتا رہا۔ فلاں حکیم کے علاج سے فائدہ ہوا۔ فلاں وکیل کی کوشش سے مقدمہ سرسبز ہوا مگر ان کو کوئی مشرک نہیں کہتا اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے خلاف نہیں بتاتا۔ مگر جہاں استمداد انبیا و اولیا کا مسئلہ پیش ہوتا ہے تو فوراً حکم شرک جڑ دیا جاتا ہے کیونکہ سماع موتی سے انکار ہے حالانکہ اسکے ثبوت میں

(بقیہ صفحہ گزشتہ) بدعتی وغیرہ کہتے ہیں اور بطور دلائل چند آیات بینات پیش کرتے ہیں کہ یہ وظیفہ یا شیخ عبدالقادر قدس جیلانی اعطنی شیئاً للہ پڑھنا شرک فی العبادت ہے اور شوقیہ پڑھنا فعل عبث اور یہ کہ عبادت اور دعوت کو دو لفظ ہیں مگر معنًا ایک ہی مطلب ہے کقولہ تعالیٰ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ سورہ المومن رکوع ۵ اس آیت میں ادعونی و عبادتی مترادف معنی پر واقع ہوئے ہیں علاوہ اس کے حدیث میں ہے الدعاء مخ العبادة اور یہ حقیقی استعانت و عبادت من دون اللہ　اور ان کا مرتکب فعل حرام کا　(بقیہ بر صفحہ ۱۷)

بکثرت روایات معتبر کتب صحاح ستہ و دیگر مسانید و معاجم و سنن میں موجود ہیں
بدر کا قصہ صحاح میں موجود ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے فرمایا کہ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ یعنی تم میری بات کو ان اموات
سے زیادہ نہیں سن رہے ہو کما فی صحیح البخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ مُردہ لوگوں
کی جوتیوں اور پیروں کی پھپل سنتا ہے جب وہ اسے دفنا کر کے پلٹتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) چنانچہ چند آیات مانع وظیفہ ہذا یہ ہیں۔ اول اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ دوم قُلْ یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِکَ بِهٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (سورۂ آل عمران رکوع ۶) سوم وَلَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِکَةَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا (سورۂ آل عمران رکوع ۸) چہارم اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوْۤا اِلٰھًا وَّاحِدًا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ (سورہ توبہ رکوع ۳) پنجم اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْۤ اَوْلِیَآءَ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا جَھَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلًا (سورۂ کہف رکوع ۱۱) ششم فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ○ (سورہ کہف رکوع ۱۱) ہفتم مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا ؕ وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ ۘ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ ؕ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ ہشتم وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ○ سورۂ لقمان رکوع ۳۔ ان آیات کے الفاظ پر خلوص اور غور و خوض کیا جاوے اور شان نزول خاص کو عمل عام سے مستثنیٰ کیا جاوے ورنہ قرآن مجید کا کچھ برائے نام حصہ قابل عمل رہ جائیگا۔ دوم ماسوا ان آیات بینات کے چند امور ذیل دریافت طلب ہیں۔ (۱) یہ کہ یہ وظیفہ شارع علیہ السلام کے بعد کب داخل شرع محمدی ہو کر افضل العبادات اور اسم اعظم کا متبنیٰ ہوا ہے اور کس حدیث یا آیت قرآنی کی رو سے بہ نسبت وظائف منصوص و مسنون کے ان کو درجہ ترجیح کا دیا گیا اور آیت الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ کی ترمیم و تنسیخ کس آیت سے کی گئی۔

(۲) اگر یا شیخ کا وظیفہ صاحبی پڑھنا لازم و مشروع ہے تو کس آیت کی رو سے کیا محمد رسول اللہ صلعم یا آدم صفی اللہ یا ابراہیم خلیل اللہ یا موسیٰ کلیم اللہ یا عیسےٰ روح اللہ وغیرہ شیئاً للہ کہا (باقی برصفحہ ۱۹)

قبرستان میں جوتا پہن کر چلنے سے منع فرمایا ہے کہ مُردے کو ایذا ہوتی ہے۔ ہمارے آقا سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمکو ہدایت فرمائی ہے کہ جب قبرستان میں داخل ہو تو یوں کہو اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ أَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ (رواہ مسلم فی صحیحہ والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابوداود وغیرہم بالفاظ متقاربۃ)

(بقیہ صفحہ گذشتہ) وظیفہ پڑھتے تھے اور پڑھواتے تھے اگر ایسا وظیفہ کیا گیا تو اس کا ثبوت یقینی درکار ہے (۳) کیا صحابہ رضی اللہ عنہم یا محمد رسول اللہ شیئاً للّٰہ کا وظیفہ بحین حیات رسول مقبول یا بعد از وصال کیا کرتے تھے۔ (۴) کیا تابعین یا تبع تابعین یا صدیق یا فاروق یا ذی النورین یا مرتضیٰ کا وظیفہ پڑھتے تھے (۵) کیا مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم نے ایسا کیا یا اس کے تمسک کا حکم دیا اگر ایسا کیا گیا تو اس کے بیان سے کتب فقہ کا حصہ عبادت معمور کیوں ہوگا۔ ولیس فلیس (۶) اس وظیفہ کا اسم اعظم ہونا کس شارع یا موجد نے ثابت کیا اور کن کن دلائل شرعیہ سے اسکی فضیلت اور افضلیت کا ثبوت دیا یا بالفاظ دیگر ایسے وظائف کے موجد اور مجوز کون کون ائمہ ثقہ متقدمین و متاخرین رحمی رسالت ہیں (۷) کیا وظیفہ ولوت یا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ شیئاً للّٰہ یکسن دو قسمی شش سے یا داخل ذات باری اور وحدت الوجود وسلم (۸) کیا اس وظیفہ کا اسم اعظم ہونا کسی کتاب آسمانی سابقہ میں ہے یا کہ لسان الغیب کی آواز ہے (۹) کیا اسی وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی کو اسم اعظم ہونے کی خصوصیت حاصل ہے یا کہ اسی کے مماثل کل کو اگر یہ اپنی خاصیت میں یکتا ہے تو استنباط و استدلال قرآن سے ثبوت درکار ہے اور غیروں کے مزانی کا عمل ثبوت علی خلاف القیاس اگر کوئی مرید یا معتقد اپنے پیر زندہ یا مُردہ کو بحالت غیر حاضری مخاطب کر کے استغاثہ بدیں الفاظ کہے کہ یا شیخ کو ذیے شاہ اطلبی شیئاً للّٰہ تو یہ استغاثہ یا دعوت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کی دعوت سفاکرکن وجوہات شرعیہ معلیہ سے موثق ہے یا کہ اس قسم کی ہر ایک دعوت داخل فی عبادت اللہ ہے (۱۰) اگر اس وظیفہ کے بجائے ذکر اللہ و صلوٰۃ و سلام رسول اللہ پر اکتفا کر لیا جائے تو کیا از صفات قیامت میں ارکان وظیفہ یا شیخ شیئاً للّٰہ پر زجر و عتاب ہوگا۔ بینوا توجروا۔ قائلین اور مانعین کے خیالات پیش کر کے ناظرین راسخین فی العلم سے توقع واثق ہے کہ ایسے وظائف کے جواب جواز و عدم جواز سے مفصلاً و مشرحاً بذریعہ اشاعت اطلاع فرمائیں گے اور مصداق عند اللہ ماجور ہوگا۔

دیگر اشاعت میں ذکر کہ جواب سکتے وقت آیات انبع وظیفہ یا شیخ اور آیات مجاز میں باہم تطبیق ضروری اور لا بد

حصن حصین صفحہ ۲۴۴) غور کرنے کا مقام ہی کہ اگر اہل قبور ہماری آواز نہیں سُنتے تو کیا ہمکو مٹی کے ڈھیر سے سلام و کلام کرنے کا حکم دیا گیا ہی جو بالکل فعل عبث ہی اور جس کو کوئی عاقل نہیں مان سکتا پس اہل قبور ضرور ہماری آواز سنتے ہیں اور ہمارے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں چنانچہ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں الاحادیث والاٰثار تدل علیٰ ان الزائر متیٰ جاء علم بہ المزور وسمع کلامہ وانس بہ ورد سلام علیہ (شرح الصدر صفحہ ۱۵) یعنی احادیث و آثار اس پر دلالت کرتے ہیں کہ زائر جب قبر پر آتا ہے تو قبر والا اس کو جان لیتا ہے اور اس کے کلام کو سنتا ہی اور اسکی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی کہ ایک صحابی نے نادانستگی سے ایک قبر پر اپنا خیمہ نصب کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے قبر کے اندر سے کسی کی سورۂ ملک تلاوت کرنے کی آواز سُنی پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا حضور نے فرمایا کہ سورۂ ملک عذاب قبر سے بچاتی ہی روایت کیا اس کو ترمذی نے اور حاکم اور بیہقی وغیرہ نے صحیح کہا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اگر کسی کو ایسی کوٹھری میں بند کر دیا جاوے جس میں ہوا کا قطعی گذر نہ ہو تو وہ شخص ہرگز کسی کی آواز نہیں سُن سکتا مگر برخلاف اس کے روح جسم سے نکلنے کے بعد قبر میں بند ہو کر بھی زائرین کی جوتیوں کی آواز اور پیروں کی آہٹ تک سنتی ہے یہ تو عام مومنین کے ادراک و شعور کا حال ہے جو اُن کو بعد ممات حاصل ہوتا ہے پھر بھلا ارواح مقدسہ کا کیا کہنا انکے علم و ادراک و شعور و سیر و تصرف کے لیے عالم میں کوئی حجاب باقی ہی

رہتا جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں کوئی روک ٹوک نہیں اور مختلف حالتوں میں
پاتی ہیں چنانچہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ اسریٰ
ت موسیٰ علیہ السلام کو قبر کے اندر نماز میں مشغول پایا روایت کیا اسے مسلم نے
ید اقصیٰ میں کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو دیگر انبیائے کرام کے ہمراہ مقتدی
ر آسمان ششم پر بھی ان سے ملاقات ہوئی حالانکہ معراج نبوی گویا ایک چشم زدن
لیے تھا۔ غرضکہ سماعِ موتیٰ اور روح کے ادراک و شعور و سیر و تصرف سے
تا پس منکر نہیں کرسکتا ہاں جسمانی سمع اور روحانی سماع میں فرق ضرور ہے
کے ذریعہ سے کان کے پردے کے اندر آواز کی ٹکر کھانے سے قوائے دماغی میں حس پیدا ہوتا ہے
جسمانی سماع ہے مگر روحانی سمع ان قیود سے مقید نہیں نہ ان آلات کا محتاج
ثیت میں اسکی مثال پرندہ کی طرح فرمائی کہ قفس میں مقید ہو اسکی پرافشانی
ود رہے گی پھر جب قفس سے نکل جائے اسوقت اسکی پرواز دیکھیے اور فقہا کی
یں عدم سماع موتیٰ کے قائل ہونے کی نسبت کی جاتی ہے وہ وہی جسمانی سماع
بلکہ مطلق ادراک و شعور و علم اموات جس کا تعلق حس روحانی سے ہو اور یہ جو
ع اہل سنت جمیع اموات کے لیے حاصل ہو جیسا کہ علمائے دین نے تصریح فرمائی
استمداد کا مسئلہ۔ سنیے انبیا و اولیا سے مدد مانگنی بلاشبہ جائز ہے وہ جس طرح
میں مدد فرماتے ہیں یونہی بعد انتقال بھی مدد کرتے ہیں کیونکہ ان کا انتقال
ل مکانی ہے جس طرح انکی زندگی میں مخلوق ان سے دینی و دنیاوی فوائد
کرتی ہے یونہی بعد انتقال بھی حل مشکلات و قضائے حاجات ہوتے رہتے ہیں
اس کے لیے مدد فرمانے والے کا طالبِ مدد کے پیش نظر ہونا کچھ ضرور نہیں

اسپر موقوف خود حدیث میں ہے حضور پرنور نے ارشاد فرمایا جب تم کو جنگل میں مشکل آپڑے تو تین مرتبہ یوں کہو یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یعنی ای خدا کے بندو میری مدد کرو۔ ای خدا کے بندو میری مدد کرو۔ ای خدا کے بندو میری مدد کرو۔ (رواہ الطبرانی) امام بخاری کتاب الادب المفرد میں اور امام ابن السنی امام ابن بشکوال روایت کرتے ہیں اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا خَدِرَتْ رِجْلُہٗ فَقِیْلَ لَہٗ اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ فَصَاحَ یَا مُحَمَّدَاہُ فَانْتَشَرَتْ یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا پاؤں سو گیا کسی نے کہا انھیں یاد کیجیے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں حضرت نے باواز بلند کہا یا محمداہ فوراً پاؤں کھل گیا امام نووی شارح صحیح مسلم رحمۃ اللہ تعالی نے اسی کا مثل کتاب الاذکار میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے نقل فرمایا کہ ان کا بھی پاؤں سو گیا تو یا محمداہ کہا اچھا ہو گیا اور یہ امر ان دونوں صحابیوں کے علاوہ اوروں سے بھی مروی ہے امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری کے فتاوے میں ہے سُئِلَ عَمَّا یَقَعُ مِنَ الْعَامَّۃِ عَنْ قَوْلِہِمْ الخ یعنی ان سے استفتا ہوا کہ عام جو سختیوں کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء و صالحین سے فریاد کرتے اور یا رسول اللہ یا علی یا شیخ عبدالقادر جیلانی اور اسکے مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہی یا نہیں اور اولیا بعد انتقال بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ بیشک انبیا و مرسلین و اولیا و علما سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔ سیدی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں سُئِلْتُ عَمَّنْ یَقُوْلُ فِیْ حَالِ الشَّدَائِدِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَیَا عَلِیُّ وَیَا شَیْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ الخ یعنی مجھ سے سوال ہوا

اُس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت کہتا ہو یا رسول اللہ یا علی یا یا شیخ
عبد القادر مثلاً آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں تب نے جواب دیا ہاں اولیا سے مدد مانگنی
اور انھیں پکارنا اور اُن کے ساتھ توسل کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے
جس کا انکار نہ کریگا مگر ہٹ دھرم یا صاحب عناد اور بیشک وہ اولیا کرام
برکت سے محروم ہے۔ امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیا کرام
کا واقعہ روایت کیا کہ جب بادشاہ نصاری نے ان سے کہا کہ تم نصرانی ہو جاؤ
تمھیں بیٹیاں بیاہ دونگا انھوں نے نہ مانا اور ندا کی یا محمداہ۔ بادشاہ
نے دیگوں میں تیل گرم کراکر دو صاحبوں کو اس میں ڈالدیا تیسرے کو اللہ تعالی نے
بچالیا وہ دونوں ۶ ماہ بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں انکے پاس آئے
اور فرمایا کہ اللہ تعالی نے ہمیں تمھاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہو انھوں نے
حال پوچھا فرمایا وہی ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا بعدہ ہم جنت اعلیٰ میں تھے یہ تینوں
صاحب اگر تابعی نہ تھے تو تبع تابعین ضرور تھے۔ دیکھئے مشرک عجیب ہیں جنکو
روح نکلتے ہی فوراً جنت الفردوس عطا ہوتی ہے۔ حضور پر نور سیدنا غوث رضی
اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں مَنِ اسْتَغَاثَ بِی فِی کُرْبَۃٍ الخ یعنی جو کسی تکلیف
میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لیکر ندا کرے
وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالی کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت
بر آئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ اخلاص گیارہ
بار پڑھے پھر سلام پھیر کر نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم درود بھیجے پھر عراق شریف کی
طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اُسکی

وہ حاجت روا ہو۔ اکابر علمائے کرام و اولیائے عظام مثل امام ابوالحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنوفی و امام عبد اللہ بن اسعد یافعی مکی و مولٰنا ابو المعالی محمد سلمی قادری و شیخ محقق مولٰنا عبد الحق دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اپنی تصانیف جلیلہ بہجۃ الاسرار و خلاصۃ المفاخر و نزہۃ الخاطر و تحفہ قادریہ و زبدۃ الآثار وغیرہا میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں قضائے حاجت کے لیے ایک ختم کی ترکیب یوں لکھتے ہیں اول دو رکعت نفل بعد ازاں یکصد و یازدہ بار درود و بعد ازاں یکصد و یازدہ بار کلمہ تمجید و یکصد و یازدہ بار شیئاً للہ یا شیخ عبد القادر جیلانی۔ یہ عبارات اور اسکے مثل صدہا بینات صاف طور سے انبیاء و اولیاء سے مدد مانگنے کو جائز بتاتے ہیں اور اس کو شرک بدعت کہنا معاذ اللہ صحابہ سے لیکر اسوقت تک کے اکابر کو بدعتی و مشرک بناتا ہے۔ اب میں مستفسر صاحب کے سوالات کے جوابات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

سُنّی حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق ان کو حاجت کے وقت پکارتے۔ دو رکعت نماز پڑھتے۔ عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلتے ہیں جیسا کہ اوپر گزر چکا مگر اس کو کوئی افضل العبادات نہیں سمجھتا۔ وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا پڑھنا سنیوں میں ضرور مروج ہے خود شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ختم کی ترکیب میں اسے تعلیم فرمایا ہے مگر اس کو درود شریف پر کوئی مقدم نہیں کرتا وظائف قضائے حاجت کے لیے پڑھے جاتے ہیں درود شریف کا مرتبہ اور ہے اور وظائف کا مرتبہ اور۔ اولیاء اللہ سے

مدد مانگنے والوں کو بدعتی و مشرک کہنا سخت جہالت ہے قرآن عظیم میں محبوبان خدا سے مدد مانگنے کی ممانعت کہیں نہیں ہے نہ مطلقاً مدد دینے کو اللہ عزوجل کے لیے خاص فرمایا ہے بلکہ ارشاد ہوتا ہے تعاونوا علی البر والتقوی نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اگر دوسرا مدد کر ہی نہیں سکتا تو کیا حکم معاذ اللہ عبث و باطل و تکلیف بالمحال ہے۔ نہیں نہیں بلکہ وہابیہ کے طور پر معنی آیت یہ ہوسکتے کہ سب خدا ہو جاؤ کیونکہ دوسروں کی مدد کرنیکے لیے حکم ہوا ہے اور مدد کرنا خاصہ خدا ہے مگر بات وہی ہے کہ مدد حقیقی مستقل بالذات خاصۂ خدا ہے اسی کا دوسرے سے چاہنا منع و شرک ہے۔ درحقیقت صرف انہیں کی سمجھ کا پھیر ہے جس طرح کسی ڈاکٹر یا حکیم کو شافی مطلق یا بادشاہ و امیر کو رازق حقیقی سمجھنا شرک ہے یوں ہی کسی نبی یا ولی کو قاضی الحاجات مستقل بالذات سمجھنا شرک ہے اور اسی کی قرآن پاک میں ممانعت ہے اور اس قسم کا اعتقاد کوئی جاہل سا جاہل مسلمان بھی نہیں رکھتا بلکہ ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ مرادوں کا بالذات پوری کرنے والا صرف خدا ہے اور یہ حضرات وسیلہ و واسطہ ہیں اور اہل ایمان بحکم خدا وَابْتَغُوا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ان کا وسیلہ و واسطہ ڈھونڈھتے ہیں۔ امور دریافت طلب کے جوابات حسب ذیل ہیں۔

(۱) جو وظیفہ قرآن و حدیث کے خلاف نہیں جیسا کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ وہ ممنوع نہیں اور اس کے پڑھنے کا حکم تو خود حضور پرنور غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ نے دیا ہے پھر کس طرح خلاف حدیث ہو سکتا ہے کہ وہ جناب فرماتے ہیں کہ مجھے مصیبت کے وقت یاد کرو میرا نام لیکر ندا کرو حاجت برآوے

وظائف سے آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی تعمیم و تنسیخ نہیں ہوتی ہے یا خیال محض غلط ہے ورنہ شاہ ولی اللہ صاحب کے قول جمیل اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے اسپر حاشیہ دینے کی بحث تسلیم ہوگی وظائف کو کوئی افضل العبادات نہیں سمجھتا۔

(۳) کوئی شخص اس وظیفہ کو عبادۃً نہیں پڑھتا بلکہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واسطہ و وسیلہ سمجھکر پڑھا جاتا ہے کوئی مسلمان کسی نبی یا ولی کو بالذات قاضی الحاجات نہیں سمجھتا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس وظیفہ کو ختم کی ترکیب میں تعلیم دیا ہے اگر اس کا پڑھنا شرک ہوتا تو کیا شاہ صاحب شرک کی ہدایت فرماتے تھے۔ کیا محمد الرسول اللہ صلعم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس عبارت سے پتا چلتا ہے کہ مستفسر صاحب خدانخواستہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیاء سے افضل نہیں جانتے ورنہ کبھی یہ الفاظ قلم سے نہ نکلتے حضور پر نور کو یا ابراہیم خلیل اللہ شیأ للہ کے پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہمارے سرکار عالی وقار تمام انبیاء کے نبی ہیں اور نعمتوں کے بانٹنے والے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے اَللّٰهُ الْمُعْطِي وَاَنَا الْقَاسِمُ کہ اللہ عطا کرتا ہے اور میں بانٹتا ہوں جناب اعلیحضرت عظیم البرکت امام وقت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا مولوی شاہ محمد احمد رضا خانصاحب بریلوی مدظلہ الاقدس نے سچ فرمایا ہے ؎

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

یہ سوال شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب سے کرتے ہیں یا انپر دعی رسالت ہونے کا حکم جڑ دینا چاہیے۔

(۱۳ و ۱۴ و ۱۵) صحابہ کرام وتابعین وتبع تابعین فقہائے کرام وتمام اکابردین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین انبیاء اولیا سے مدد مانگنے کو جائز سمجھتے رہے ہیں اور خود اس پر عمل کیا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا عبارت سے ثابت ہی بلکہ مدد مانگنے کی ہدایت فرمائی ہے پس خاص الفاظ" یا محمد رسول اللہ شیاً للہ" یا" یا محمد یا علی شیاً للہ کا پڑھنا وارد نہ ہونے سے" یا شیخ عبد القادر جیلانی شیاً للہ" کے پڑھنے کی ممانعت نہیں ثابت ہوسکتی جبکہ انھوں نے خود مصیبت کے وقت **یا محمداہ** کی ندا کی ہے اور خود حضور نے دفع بلا کے لیے یا محمد انی توجہت بك الیٰ ربی کہنے کی ایک نابینا کو تعلیم فرمائی پھر عثمٰن بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی نے خلافت امیر المومنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاجتمند کو اسکو پڑھنے کی تعلیم کی ہو اس کہنے میں اور اُس میں صرف لفظی فرق ہے ورنہ مطلب سب کا ایک ہو کسی نے **یا محمداہ** کہکر امداد چاہی اور کسی نے **یا علی** کہکر اور کسی **یا شیخ عبد القادر جیلانی شیاً للہ** جب اس ندا کا کرنا شرک نہیں جیسا کہ اکابر دین کے اقوال سے ثابت ہو تو اس کا پڑھنے والا کیوں بدعتی ومشرک ہوسکتا ہے۔

(۶) اسم اعظم الٰہی سے کوئی نہیں کہتا اور یہ مدعی رسالت ہونا ہے تو شاہ ولی اللہ شاہ عبد العزیز صاحبان اور اسمٰعیل دہلوی اور حاجی امداد اللہ صاحب پیر گنگوہی وتھانوی صاحبان سب مدعی رسالت تھے۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ دعائے **یا محمد انی توجہت بك الی ربی** تعلیم فرمائی اور صحابی نے خلافت ذوالنورین میں حاجتمند کو بتائی

یہ وحدت وجود تھی یا شرک۔

(۸) بارہا بتایا کہ اسم اعظم الٰہی کوئی نہیں کہتا اور اگر لفظ اعظم کہنے پر اعتراض ہے تو فاروق اعظم و امام اعظم و غوث اعظم کس آسمانی کتاب میں ہے جو شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز و اسمٰعیل دہلوی کا روزمرہ ہے۔

(۹) یہ مستفسر کی دلی حالت کا خاکہ ہے اس کے نزدیک حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معاذ اللہ کوڑے شاہ یکساں ہیں مگر اسے شاہ عبد العزیز سے پوچھنا چاہیے کہ لیکن استمداد از مشہورین باید کرد نیز شاہ ولی اللہ صاحب نے یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا وظیفہ تو تعلیم فرمایا کوڑے شاہ کا کیوں نہیں بتایا

(۱۰) ابھی تک مستفسر صاحب شرک و بدعت میں تھے اب وجوب طلب ترک شرعی میں آگئے۔ کیا جس کے تارک پر زجر و عتاب نہ ہو وہ سب ناجائز و شرک و بدعت ہوتا ہے اگر کوئی شخص ذکر درود کے عوض ہمیشہ تلاوت قرآن عظیم کرے تو اُسپر روز قیامت زجر و عتاب ہوگا اگر نہ ہوگا تو معلوم ہوا کہ آپ کے طور پر ذکر درود شرک و بدعت و ناجائز ہیں کہ انکے تارک پر زجر و عتاب کچھ نہ ہوا اور اگر ہوگا تو اس حدیث قدسی کا کیا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من شغله القرآن عن ذکری اعطیته افضل ما اعطی الذاکرین جسے تلاوت قرآن میرے ذکر و دعا کی فرصت نہ لینے دے اسے سب ذکر کرنے والوں سے افضل عطا کروں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

عرفان علی رضوی بیسلپوری

نظم

جو یادِ مصطفےٰ میں اک دن رو یا کرو سنبھلے
مٹے گو دنیا کا خوش ہوگا اہلِ دل خاک میں مل کے

شگفتہ ہو کے پھولے پھولے پہنچکر باغ طیبہ میں
کبھی ایمان پورے ہوں الٰہی غنچۂ دل کے

نہ کیونکر وقتِ مُردن شادماں ہو عاشقِ صادق
نظارہ ہو رہا ہو نبی کا خواب میں مل کے

قدومِ شاہِ دیں کی تھی بشارت باغِ دنیا میں
بجاتے تھے خوشی کے شادیانے برگ گل مل کے

خدا نے نورِ ایماں جنکے دل میں کر دیا پیدا
وہ جانِ دل سے عاشق ہیں نبی کی پاک محفل کے

الٰہی رہگذر میں آپکی اُڑ کر پہنچ جائے
نہ ہو بعدِ فنا برباد مٹی خاک میں مل کے

مہ و خورشید کیا چودہ طبق میں نور سے روشن
ہیں جلوے دونوں عالم میں اسی اک ماہِ کامل کے

نہ چھیڑو زائرو ہم بھی غلامانِ محمد ہیں
نہ جائیں گے نہ جائیں گے درِ سرکار سے ہل کے

اُترتے ہیں فلک سے مصطفےٰ کا ذکر سننے کو
ملائک دیکھتے ہیں جسمیں بچھے سامان محفل کے

کبھی دل کو فدا کرتے کبھی اس جان کو صدقے
جو پیچھے پیچھے ہم بھی ہوتے پیارے تیرے محمل کے

غسالہ آپ کے تلووں کا پیتے ہی چمک جائے
کہاں لیکن نصیب ایسے ہمارے شیشۂ دل کے

بجز مولیٰ کوئی داتا نہیں ایسا ہوا پیدا
مرادوں سے بھرے ہوں جس نے دامن اپنے سائل کے

خوشی میں پھولنا زیبا نہیں انسان کو ہرگز
کبھی ہنسنے نہیں پایا ہر غنچہ باغ میں کھل کے

عدالت سے ہر اک مظلوم ایسی داد کو پہنچا
کہ چرچے آجتک غیروں میں ہیں فاروقِ عادل کے

درود اُنپر کہ جنکی شان میں نازل ہوا قرآن
لکھیں گے نعت کیا عرفاں انکی دو جہاں مل کے

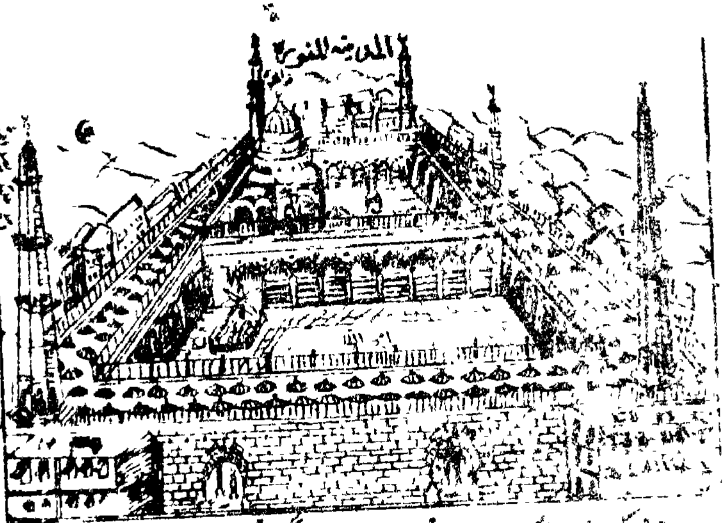
(عارف علی رضوی بیسلپوری)

اطلاع

میں قلبی مسرت اور دلی خوشی کے ساتھ اطلاع دیتا ہوں اور یقیناً تمام اہل سنت انشاء اللہ یہ سنکر خوش ہونگے کہ مدرسہ انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد جو ایک عرصہ سے باوصف بے سروسامانی نمایاں خدمتیں انجام دے رہا ہے اُسکے مکان کے لیے جناب ڈاکٹر احمد حسین صاحب ساکن مرادآباد محلہ کالی پیاٹھ وجناب شیخ احمد حسین صاحب خلف جناب حاجی حسین بخش صاحب یارن مرچینٹ لوہاگڈہ مرادآباد سے ایک ایک ہزار اور جناب شیخ محمد حسین صاحب نمدان ساز ساکن مرادآباد محلہ رفعت پورہ نے ایکسو روپے کی رقمیں عنایت فرماکر شیش محل واقع محلہ بازار دیوان کی ایکہزار ایکسو اٹھاسی گز مربع زمین خرید فرمادی جس کی رجسٹری ۱۹۔ اگست سنہ ۲۲ء کو مرادآباد میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ حضرات موصوفین کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔ اور انہیں تمام دینی اور دنیوی مقاصد میں کامیابی عنایت فرمائے۔ اُنکی عالی ہمتی قابل تقلید مثال ہے خدا کرے کہ کوئی صاحبِ کرم ان حضرات کی طرح اُس زمین پر مدرسہ کی ضرورت کے مطابق عمارت بھی تعمیر فرمادیں۔

وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْز

محمد نعیم الدین ناظم انجمن اہل سنت
مرادآباد



ز خاک اے لالہ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز

برون آور سر از برد یمانی
کہ روے تست صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

جلد — نمبر ١١

اہلسنت کا مذہبی اخلاقی ماہوار رسالہ

السواد الاعظم

حمایت مذہب و اصلاح معاشرت
تہذیب اخلاق کے لئے
شائع ہوتا ہے

سالانہ — شائقین سے لیے، امراء و والیان ملک سے حسب ہمت و کرم

عمال العمر

مدیر — محمد نعیمی

قد طبع عمر النعیمی فی المطبع النعیمی الواقع فی بلدۃ مرادآباد ١٣٣٨

رجسٹرڈ نمبر اے ٩٣٣

فہرست مضامین

السواد الاعظم کے مقاصد

مذہب مقدس کی حمایت وحفاظت، دشمنان دین اور مخالفین اسلام کے حملوں کی مدافعت، متانت و سنجیدگی کے ساتھ ان کے اعتراض دور کرنا، فرقہ بندی کو شکست دینا، وجوہ تفرق و اختلافات پر سیق نظر ڈالکر اتفاق و اتحاد کی تدابیر پیدا کرنا، مسلمانوں کو اخلاق و معاشرت سکھانا، قوم کی شیرازہ بندی کرنا، [illegible] کو پیدا کرنا، گزرے ہوئے زمانہ کو واپس لانا، سوتوں کو جگانا، مردوں کو جلانا، یعنی مسلمانوں کو انکی حالت سابقہ پر لانا، ناواقف مسلمانوں کو مذہب سے واقف کرنے کی کوشش کرنا، دین کی طرف توجہ دلانا، اہل اسلام کی دینی و دنیوی زندگی کو کامیاب بنانا، اس رسالہ کے بہترین مقاصد ہیں۔

(مدیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دل کو اُن سے خدا جدا نہ کرے
بیکسی لوٹ لے خدا نہ کرے

اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

یہ وہی ہیں کہ بخش دیتے ہیں
کون ان جرموں پہ سزا نہ کرے

سب طبیبوں نے دیدیا ہے جواب
آہ عیسیٰ اگر دوا نہ کرے

دل کہاں لیچلا حرم سے مجھے
ارے تیرا خدا بُرا نہ کرے

عذر امید عفو اگر نہ سنیں
روسیاہ اور کیا بہانہ کرے

دل میں روشن ہے شمع عشق حضور
کاش جوشِ ہوس ہوا نہ کرے

حشر میں سیر ہم بھی دیکھیں گے
منکر آج اُن سے التجا نہ کرے

ضعف مانا مگر یہ ظالم دل
اُن کے رستے میں تو تھکا نہ کرے

جب تری خو ہے سب کا جی رکھنا
وہی اچھا جو دل بُرا نہ کرے

دل سے اک ذوق مے کا طالب ہوں
کون کہتا ہے اتقا نہ کرے

لے رضا سب چلے مدینہ کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

میں عالم کا بادشاہ ہوں

میں عالم کا بادشاہ ہوں جہاں کا فرماں روا ہوں، بر و بحر میں میرا حکم نافذ ہے مشارق و مغارب میں میرا سکہ رائج ہے، معمورۂ دُنیا میرے زیر نگیں ہے، تری و خشکی کا چپہ چپہ میری قلمرو ہے، دشت و جبل میں میرے پھریرے لہراتے ہیں، ہفت اقلیم میں میرے علم بلند ہیں۔ دُنیا میرے دبدبہ سے کانپتی ہے، جہان میری سطوت سے تھراتا ہے، میرے رعب و جلالت کے حضور عالم سرافگندہ ہے، ہر متنفس میرا بندۂ فرمان ہے، ہر متکبر میرے آگے سر گریبان ہے، قیاصرہ واکاسرہ میرے آستانہ بوس ہیں، ہیبت واقتدار والے بادشاہ عظمت و جلال والے سلاطین میرے نقش قدم پر جبین سا ہیں، دُنیا کو زیر و زبر کر دینے والے ملوک میرے حلقہ بگوش ہیں، میری آستانہ بوسی سلاطین کی عزت ہے، خواقین کی آبرو ہے، میں بچپن سے دشمنوں میں پلا بڑا ہوا۔ اعداکے جھگڑوں میں رہا ہوں، ہمیشہ مفسدوں کی جماعتیں میرے مقابلہ کے لیے اُٹھیں اور ناکام ہوئیں، شریروں نے سر اُٹھائے اور پامال ہوئے۔ بدنگاہوں نے مکر و کید کی چالیں چلیں اور برباد ہوئیں، مخالفت کی ہواؤں میں میں نے نشو و نما پائی، بارہا مصیبت کی آندھیاں آئیں اور میرا کچھ نہ بگاڑ سکیں، آفتوں کے طوفان اُمڈے اور میرا کچھ نہ کر سکے بلاؤں کے تلاطم برپا ہوئے اور مجھے شمہ بھر نہ ہٹا سکے، زمانہ ہمیشہ بر سر جنگ رہا اور مغلوب ہوا دُنیا مدۃ العمر مصروف کید رہی اور خائب و خاسر ہوئی، حوادث کے لشکر آئے مصائب کی فوجیں ٹوٹیں اور سب کو ہزیمت ہوئی، میرا ستارۂ اقبال روز بروز

بلند ہوتا گیا میری سلطنت وحکومت کے حدود دمبدم وسیع ہوتے رہے۔

نہ مٹا پر نہ مٹا دبدبہ میرا لیکن
مٹ گئے آپ ہی سب میرے مٹانے والے

ہر چند کہ میرے دشمن ناکام ہوئے لیکن عداوت کے سمندر میں طغیانی کی موجیں اُٹھتی ہی رہیں، میرے مقابلہ کے لیے متحارب قوتیں متحد ہوئیں مختلف قبائل مجتمع ہوئے ملک کے کالی اور ڈراؤنی گھٹاؤں کی طرح اُمنڈ اُمنڈ کر آئے، دُنیا کے نامور بہادروں نے مجھے ضرر پہونچانے بلکہ مٹا ڈالنے کی قسمیں کھائیں، بے شمار لوگوں نے اپنے جان و مال آبرو میری ایذا رسانی کی فکروں میں ضائع کیے سلطنتیں مجھے نقصان پہونچانے کی تدبیروں میں مدتوں سرگرداں رہیں، دوستنما دُشمنوں نے میری جماعت میں شامل ہوکر اخلاص وعقیدت کے پردہ میں قرنوں مکارانہ چالیں چلیں مگر کسی کی پیش نگئی کوئی میرے بڑھتے قدم کو روکنے میں کامیاب نہوا یہ تمام روئیں قلعے اور آہنی دیواریں میرے جنبش قدم سے تو دہاتے خاک کی طرح منتشر ہوگئیں اور اُن کا ذرّہ ذرّہ آوارہ ہوگیا اور میرے اشاروں سے تمام طلسم ٹوٹ کر رہگئے میرے دُشمن سرنگاک ہوئے اور اُن کے عناد کی کوہ سامان عمارتیں طرفۃ العین میں نابود ہوگئیں، میں ہی ہوں جس نے دُنیا کو تہذیب کا سبق دیا، اخلاق حمیدہ اور عادات پسندیدہ سکھائے، انسان کو آدمی بنایا، علم سے جہان کو معمور کیا، شائستگی اور ادب کو رواج دیا، راست بازی اور نیکوکاری کی بنیادیں رکھیں۔ خداشناسی کی راہیں واضح کیں، معارف وحِکم کے درس دیے، طہارت کے آئین بتائے، عبادت وریاضت کے طریقے بتائے علوم یقینیہ سے خلق کو مالامال کیا، جہالت وضلالت کی فوجوں کو شکست دی

اسیرانِ ہوا کو وساوس و اوہام کے پنجوں سے رہا کیا، مردم خواری دل آزاری کی عادتیں چھڑائیں ظلم اور ناانصافی کو از بیخ برکندہ کیا۔ الغرض انسان کو رذائل و قبایح کی ناپاک دلدل سے نکال کر پاک کیا، فضائل و محاسن کے لباس ہائے فاخرہ سے آراستہ و پیراستہ کیا، میں نے توحید کے علم بلند کیے، کفر و شرک کے عروج کو پامال کیا، بتکدوں سے بتوں کو نکالا، بتخانوں کو مسجد بنایا، جہاں رسوم شرک ادا کی جاتی تھیں وہاں توحید کی صدائیں بلند ہونے لگیں، جھوٹے معبودوں کی جھوٹی خدائی باطل ہوئی۔ میں نے آتش خانوں کی صدہا سالہ آگ سرد کر دی، مخلوق پرستی سے مخلوق کو بچایا، یہود و نصاریٰ ہنود و مجوس کی ترسا کی پیشانیاں خداوند عالم کی بارگاہ میں سجدہ کے لیے جھکائیں، میں چھٹی صدی عیسوی میں مکہ مکرمہ کے مقام پر پیدا ہوا، اللہ تعالےٰ نے میرا نام **اسلام** رکھا میں نے کونین کے تاجدار دارین کے سردار حضور سید انبیا محبوب کبریا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آغوش اقدس میں تربیت پائی سردار رسل کی گود میرا گہوارہ تھی رحمتِ عالم نے میرے لیے کیا کیا تکلیفیں گوارہ فرمائیں صحابہ نے مجھ پر جانیں تصدق کیں احد اور تبوک میں حضور کے جاں نثاروں نے میرے لیے سر نذر کیے، بیر معونہ میں ستر حافظ قرآن صحابی مجھ پر فدا ہو گئے۔ اپنے جانبازوں کی کہاں تک شمار کراؤں ہزارہا مقبولانِ بارگاہ ہر زمانہ میں مجھ پر نثار ہوتے رہے۔ تاآنکہ فاطمہ کے لخت جگر علی مرتضےٰ کے نورِ نظر سلطانِ دارین کے فرزند کربلا کے جلتے ریت میں تین دن بھوکے پیاسے رہ کر اپنے نونہالوں کو مجھ پر قربان کر گئے اور خود بھی مجھ پر تصدق ہو گئے، اُن کی بیبیاں میری وجہ سے بیوہ ہوئیں۔ اُن کے بچے میرے لیے یتیم ہوئے

انھوں نے میری وجہ سے کربلا کی زمین کو اپنے خونوں سے لالہ زار بنا یا مصطفےٰ کے لاڈلے امام حسین (رضی اللہ عنہ) مجھی پر جان دے گئے، میری ہی وجہ سے ذبح کیے گئے، میری ہی پیچھے اُن کا تن نازنین (آہ) جو سیدِ انبیا کا بوسہ گاہ تھا گھوڑوں کے سموں سے روندا گیا، استخوان اقدس سُرمہ ہوگئیں، نرگس نیم خواب نے خاک پر بستر کیا، گلاب کی پتیاں خاک میں ملگئیں، سروِ دلجُو پیوندِ زمین ہو گیا، سرِ مبارک نیزے پر تشہیر کرایا گیا، بے گناہ اسیر بنائے گئے، سیدزادے، دشت بدشت پھرائے گئے، کیسی کیسی نفیس جانوں کی میرے لیے قربانیاں ہوئیں، کیسے کیسے قیمتی خون میرے لیے دریا کی طرح بہائے گئے، جنید و شبلی میرے ہی پروانے تھے معروف و کرخی سری و سقطی مجھی پر مٹنے والے تھے۔ امام اعظم میرے ہی غلام ہیں مالک و شافعی میرے ہی خدام ہیں، بلادِ اسلامیہ کے کتب خانے میرے ہی احکام سے لبریز ہیں، قرآن پاک کے اوراق میں میرے ہی حسن و جمال کی توصیف ہے ممالک بلدان اقطار اکناف سے وطن مالوف چھوڑ کر لاکھوں عاشق میرے ہی لیے بحر و بر کے سفر کرکے احرام پوش جان فروش بن کر ہر سال میرے آستانہ پر حاضری دیتے ہیں دشت و جبل میں میرے فداکار میری دعوت پر لبیک پکارتے ہیں، روزانہ پانچ وقت میرے حکم سے روئے زمین کے ہر طبقے اور خطے میں گردن فرازوں کے سر خاک پر رکھے جاتے ہیں، ہر سال عیدِ اضحےٰ کے زمانے میں کفار کے معبود مجھ پر قربان کیے جاتے ہیں میرا بول بالا ہے، اور میرا حکم اعلےٰ گو کہ ہر زمانے میں دشمن میری عداوت کے لیے کمربستہ ہے اور کبادوں نے اپنی چالوں میں فروگذاشت نہیں کی لیکن دورِ حاضر کے دوست نما دشمن پہلوں سے بڑھ گئے۔ یہ میرا نام لے کر میری حمایت کے پردے میں

میری بیخ کنی چاہتے ہیں میری مدد کی آڑ میں میری ہستی مٹانے کی کوشش کرتے ہیں میرے ہوا خواہ بن کر میرے دشمنوں کی امداد کرتے ہیں اور اُن کی مردہ جسموں میں جان ڈالنے کے پیچھے مسیح الملک بن جاتے ہیں۔ گائے کی قربانی جو میرا شعار ہے ہندو کا معبود ہونے کی جہت سے چھوڑنے کے درپے ہوتے ہیں۔ اُن کی خوشنودی کے لیے مجھے ناخوش کرتے ہیں، رضاکاران اسلام نام رکھکر رام لیلا کے انتظام کرتے ہیں اور کفر کی ترویج میں کفار کی معاونت اور میری مخالفت کرتے ہیں، ٹیکے لگاتے ہیں قشقے کھینچتے ہیں عام جلسے کر کر کے میرے حلقہ بگوشوں کو میرے شعار ترک کرنے کی ترغیب دیتے ہیں کفار کو پیشوا بناتے ہیں، بت پرستوں کو رہنما ٹھہراتے ہیں، انبیا علیہم الصلوٰۃ سے منحرف ہوتے اور دشمنان اسلام کو نبی اعتقاد کرتے ہیں۔ (مولوی اسحاق علی ظفر الملک نے رفاہ عام لکھنؤ کے جلسہ میں کہا "اگر نبوت ختم نہو گئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے بالفاظ دیگر یہ کہ مسٹر گاندھی بالقوہ نبی ہیں اگر بالفعل نہ سہی" (دبدبہ سکندری یکم نومبر ۱۹۲۰ء) مجھے ان سے جو صدمے پہونچے ہیں وہ بہت سخت ہیں میں پروردگار عالم حضور میں اُن کی شکایت کرونگا سید انبیا علیہ التحیہ والثنا کے روضہ طاہرہ پر فریاد لے کر جاؤں گا، اور عرض کرونگا۔

اے بسرا پردہ یثرب بخواب خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

کفر کا زور ہے اسلام دبا جاتا ہے ع المدد اے شہ دیں کفر مٹانے والے۔

لیکن یہ یاد رکھیں کہ فرعون سابقہ میں میرے لاکھوں بدخواہ اور مٹا ڈالنے والے

خود مٹ گئے یہ بھی بے نام و نشان ہو جائیں گے اور میری سطوت و صولت نہ گھٹا سکیں گے اگرچہ ان کا ضرر پچھلوں سے بھی بڑھ کر ہی مگر یہ کب تک اور ان کا ضرر کب تک آخر میرے حلقہ بگوش غالب ہونگے یہ مغلوب وہ منصور ہونگے یہ مقہور وہ کامیاب ہونگے یہ ناکام اور میرا ہی بول بالا ہوگا، سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ لَا یَزَالُ طَائِفَۃٌ مِنْ اُمَّتِیْ ظَاہِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّہُمْ مَنْ خَالَفَہُمْ وَالْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی۔

جواب فغان فرجاد

محترمی جناب ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم، ۴ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۲۰ء اخبار زمیندار میں فغان فرجاد کی سرخی سے ایک نظم شائع ہوئی ہے جو مذہبی نقطۂ خیال سے قابل جواب تھی لہذا چند اشعار کا حسب ضرورت جواب لکھا گیا امید کہ اپنے رسالہ گہربار میں شائع فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

فغان فرجاد

فرجاد۔ آگیا یاد مجھے عید کو دشت عرفات — جس یہ رحمت کی جگہ اب ہے نزول آفات
جواب۔ کس طرح یاد ہوا آپ کو دشت عرفات — سچ کہیں آپ کہ من نزل فیہا الآفات
انقلاب ایسا کبھی پہلے ہوا تھا کہ نہیں — کیا نہیں آپ کو تاریخ کا ملکہ ہیہات
گفت جبریل شما را کہ الا یا فرجاد — نیست معبود تو امروز مجیب الدعوات
جب تو جاتا ہی نہیں وفد مسلماں کا ادھر — اب ہی یورپ ہی تمہیں مزدلفہ و عرفات

... وہ تہلیل نہ تکبیر نہ لبیک کا شور — مومنوں کی ہے زباں اور فغاں ہیہات
... ی لبیک تم من مکہ الی الھند آئی — گاندھی کے پیچھے لگی پھرتی ہیں سب تکبیرات
... آپ سنیں گے بھلا لبیک کا شور — اب تو ہے گاندھی کی جے جمع جملہ حسنات
خود تو جاتے ہی نہیں مکہ جہالت والے — منع اوروں کو بھی کرتے ہیں کہ مشکلافات
حیف صد حیف ہیں خبث عقائد صد حیف — سیف صد سیف ہیں باطل و ملعون حرکات
فرجا — نہ وہ احرام ... نہ حرم کی توقیر — اور نہ وہ سعی صفا اور نہ حصول حسنات
جواب — کوٹ و پتلون پہن کر جو چلا ... — وہ بھلا کیا سنیں احرام کی حرمت کی بات
کبھی ... پیرس کبھی لندن کے لگائیں چکر — وہ صفا اُن کی یہ مروہ ہے یہ سعی درکات
گاندھی کا ... اجلاس ہے ... — اس لیے بھاتی نہیں اُن کو مدینہ کی رات
جب ... مسلماں پہ مصیبت کوئی — سر جھکا کر درِ اقدس پہ دکھاتا جذبات
اور اب دوڑ کے ہیں پیرس و لندن جاتے — ... ہیں ہاتھ ملاتے ہوئے خالی ہیہات
فرجا — بعد ... کی تکمیل نہ تدبیر وفاع — ... جاری ہے الگ جسمیات
جواب — بعد ... کبھی آپ کا ہوتا ایمان — آپ برساتے نہ اس طرح سے کعبہ پہ صفات
ان ... کے لیے ہی تو بنی تھی مجلس — خادمِ کعبہ کی کچھ یاد بھی ہے آپ کے بات
چٹ ہوا مشہد و مسجد کا خزانہ سارا — مونچھوں پر تاؤ دیے پھرتے ہیں خاص ہیہات
... گویوں کا کوئی دوست نہیں دنیا میں — الحق سخت بُری لگتی ہماری کی ہے بات
فرجا — جاہلیت کا زمانہ ہے وہی چال و چلن — وہی کعبہ کی زمیں اور وہی لات و منات
جواب — نہ کبھی جھوٹ کہو قہرِ الٰہی سے ڈرو — کس نے دیکھا ہے کہ کعبہ میں ہیں پھر لات و منات
صحبتِ مشرک و کافر کا اثر ہے یہ ضرور — آگئے کیا کیا نہ بھلا آپ بکیں گے ہفوات

او ہمدمؔ سمجھ کر ذرا آپ نے لکھی یہ تحریر	کعبہ و طیبہ سے کھیلتا کا دجال بھی بات
کہ ایک دنیا میں ہے گا مسلمانوں کی زبان [illegible]	کھیلیں گے کا ذموی کے سر پہ جمیلات و منات

(حکیم شاہ محمد عبد العلیم بہاری)

ایک بے بنیاد الزام کا حق نما فیصلہ

عنوان بالا سے چار ماہ قبل ایک تحت مضمون اب سے ڈیڑھ ماہ سے زائد عرصہ ہوا ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۴۰ھ مطابق [illegible] ستمبر ۱۹۲۲ء ایڈیٹر صاحب ہمدم کو ہمدم میں اشاعت کے لیے پہنچا دیا گیا تھا۔ اور صاحب ایڈیٹر نے اُس کی رسید میں اپنے ۲۲ ستمبر کے رقعہ میں اشاعت کا وعدہ بھی کر لیا تھا مگر اس وعدہ [illegible] اور کئی بار اُس کی یاد دہانی کے باوجود وہ اب تک کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔ اور حمایت و تائید دین کے اپنے متعدد مضامین کے ساتھ ہمدم کی جس روش کا فقیر کو تجربہ ہوا اُسے دیکھتے ہوئے ہمدم کی کھٹائی سے برآمد ہونے کی توقع نہ تھی اس لیے اب السواد الاعظم کے ذریعہ سے اُسے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے

وھو ھذا

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب ہمدم

جناب من شوال گزشتہ کے پرچہ السواد الاعظم مراد آباد میں [illegible] حضرت مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب کا ایک مضمون حالات حاضرہ کے عنوان کے ماتحت نکلا ہے جس میں انہوں نے تحفظ مقامات مقدسہ و سلطنت اسلامیہ کے اہم ترین مسئلہ پر مذہبی پہلو سے ایک نظر ڈالی ہے جس کے ضمن میں ہنود کی [illegible]

بحث کی ہے جو وہ اُس کے نام نہاد کر رہے ہیں۔

اس مضمون کے متعلق آپ کے اخبار ہمدم ۱۸ اگست ۲۳ء میں ایک طویل اعتراضیہ مضمون جناب نذیر احمد خجندی صاحب کا چھپا ہے جس میں مضمون نگار نے مولانا موصوف الصدر پر اپنے الزامات ثابت کرنے کے لیے اُن کے مضمون کو طرح طرح کی لفظی و معنوی تحریف و تصرف سے اپنے موافق مطلب رنگ دے کر نہ صرف اُن کے مضمون بلکہ اُن کی ذات پر بھی سخت حملے کیے اور بہت سے بیجا الزامات لگائے ہیں۔ ہم اس وقت اُن سب کی تفصیلی تنقید کرنا نہیں چاہتے۔ اور اپنے ناظرین کو صرف ٹھنڈے دل سے ہر دو مضامین پر ایک منصفانہ نظر ڈالنے کی طرف توجہ دلانا کافی سمجھتے ہیں جس سے وہ خود اندازہ لگا سکیں گے کہ آخر الذکر کے الزامات کن جذبات سے متاثر کا نتیجہ ہیں۔ اس وقت ہم صرف ایک الزام کے متعلق کچھ عرض کیا چاہتے ہیں جو خجندی صاحب نے مولانا موصوف کو ایک بے درد کافر گر ٹھہراتے ہوئے "جملہ علمائے کرام و مدبران اسلام کو کفر کی ڈیوڑھی تک پہنچانے میں اپنی ہر ممکن کوشش" اُٹھا نہ رکھنے اور بیدردی سے "مسلمانوں کو کافر بنانے" کا لگایا ہے۔

یہ الزام اس سے پہلے بارہا اور بہت سے علمائے کرام اہل سُنت پر اُن کے معاندین و مخالفین لگا چکے ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ دلائل و واقعات سے اس الزام کے اثبات کے مطالبہ پر سب کے جوش سرد پڑ جاتے رہے ہیں۔ لیکن خجندی صاحب کی تیزی طبع و حدت مزاج اس کے خلاف کی اُمید دلاتی ہے۔ لہذا ہم اُن سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آپ نے جو ایک سُنی عالم پر جملہ علمائے کرام و دیگر اہل اسلام کو بیدردانہ کافر بنانے کا نہایت سخت الزام لگایا ہے اُس سے اپنی

کے لیے فقیر کی ان خیرخواہانہ معروضات کا جواب عنایت فرمائیے (۱) آپ اُن جملہ علمائے کرام و مدبرین اسلام و دیگر اہلِ اسلام میں سے کسی ایک کا بھی نام پیش کر سکتے ہیں جن کی مولنا محمد نعیم الدین صاحب نے آپ کے بقول زبردستی بیہودگی سے تکفیر فرمائی (۲) یہ تکفیر مولنا نے اپنی کس کتاب کس فتوے کون سی تحریر یا تقریر میں کی۔ اُس کا پتہ نشان ثبوت پیش فرمایئے (۳) آپ کے نزدیک کسی تکفیر کے حق و بجا یا ناحق و خطا ہونے کا معیار کیا ہے (۴) اور کون سی قابل ملامت ہے۔

حیرت ہے کہ ایک جانب تو یہ ہمارے ناصح مشفق بننے والے حضرات علمائے کرام اہلِ سنت پر بیکار بڑے بڑے چار پائیاں توڑنے کا (خود تراشیدہ) الزام لگاتے ہیں اور دوسری طرف اُن کا ہاتھ بٹانا تو الگ رہا۔ اُن کی مساعی جمیلہ کی راہ میں روڑے اٹکاتے۔ اور ناواقف عوام کے سامنے انھیں کافر گراور چنیں چناں بناکر اُن سے ورغلاتے ہیں اور اہلِ اسلام پر سے دفع مصائب و آلام کی جو کارگر و نافع سہل تدابیر علما بتاتے ہیں انھیں طرح طرح مغالطہ و خبط سے بے سود و حقیر کرکے دکھاتے ہیں۔

محمد سبحان قادری عفی عنہ

بارہ بنکی میں عام جلسہ

اخبار ذوالقرنین بابت ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۹ء کے صفحہ ۵ کالم ۳ میں مندرجہ ذیل ایڈیٹوریل نوٹ مولوی عبدالباری صاحب کے کسی خط کے حوالہ سے شائع ہوا ہے۔

بارہ بنکی (اودھ) میں ایک عام جلسہ ہونے والا ہے تاکہ اس میں اس مسئلہ پر
غور کیا جاوے جو ملک میں حال کی مذہبی و سیاسی سرگرمیوں سے پیدا ہوتی ہیں
اس جلسہ کے صدر جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی و شمس العلماء مولوی
عبد المجید صاحب فرنگی محلی ہونگے یہ بھی تجویز کی گئی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو بڑے علما و دیگر اصحاب
بارہ بنکی کی عام رعایا کو تعلیم دیجیے (لوگوں کو تمام پہلو جتادیں) اسکے لیے اس جلسہ میں شامل ہو سکیں
ہوں۔ ہنوز جلسہ کی کوئی تاریخ معین نہیں ہوئی ہے۔ اس جلسہ کے متعلق مولانا عبد الباری کا
ایک خط اخبارات میں شائع ہوا ہے جس میں انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ مہاتما گاندھی
وغیرہ کو اس جلسہ میں بلانے کی کوشش کرینگے غالباً یہ پہلا جلسہ ہوگا کہ جس میں دونوں
خیال کے لوگ جمع ہونگے اگر معقولیت سے بحث ہوئی تو عوام کے لیے یہ جلسہ
ضرور مفید ہوگا۔

متذکرہ بالا نوٹ کا وہ حصہ جس میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ
عالم اہل سنت واقف رموز طریقت جناب مولانا مولوی حاجی قاری مفتی شاہ
محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ کا نام نامی و اسم گرامی
لیا گیا ہے خاص اہمیت رکھتا ہے اور یہ تین حال سے خالی نہیں **وھو ھذا**

اولاً یہ نام پاک مسلمانوں کو دھوکا دینے کے واسطے جناب والا سے بلا استصواب
لیے ہوئے تحریر کیا گیا ہے تاکہ وہ حضرات جو اس جناب کو سچا پکا نائب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مانتے ہیں خیال کریں کہ وہ ذات مقدس بھی ان لوگوں کے
ہم خیال ہو جو دین کو خیرباد کہہ چکے ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت
مدظلہم الاقدس کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے کوئی معمولی سا معمولی مسلمان بھی اس جلسہ میں کیسا ہی

پسند کرسکتا جس کے کارکن مثل مولوی عبدالباری صاحب نے فیر کہہ گائے کی قر
شاعر ہونے کے واسطے جو شعائر اسلام سے ہے جان توڑ کر کوشش کر رہے ہیں جو ا
مذہب تراشنے کی فکر میں سرگرداں ہیں جو ہندو مسلم کے اتحاد کو شامل ہے یا
سنگم کو مقدس مقام بنا دے والعیاذ باللہ تعالیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
جنہوں نے اپنے دین کو ہندو مسلم اتحاد پر نچھاور کر دیا۔ جنہوں اور ملک یکا
قرآن شریف اور رامائن کو ایک ڈولے میں رکھ کر پوجا کی اور ہندو رہیں کے
ہندوؤں کی رضامندی خدا کی رضامندی ٹھہرائی۔ مشرکین کی ارتھیاں اٹھائیں
ان کے سوگ میں کاروبار بند کیے۔ مشرک کے ماتمی جلسے مساجد میں منعقد کیے
اور اُن کے لیے دعاء مغفرت و نماز جنازہ کے اشتہار دیے اور اُن کی توصیف
و تعریف کے ترانے گائے ان کی جے پکاری اپنے نام کے ساتھ پنڈت لال لکھوا
مشرکین کو اپنا بھائی بنایا۔ اُن سے رام رام کی ٹھہرائی۔ گاندھی کی جی بولی
بلوائی۔ مساجد کے ممبروں پر مشرکین سے لکچر کہلائے اور مرحبا و اللہ اکبر کے نعرے
بلند کیے غرضکہ وہ ناگفتہ بہ باتیں کیں جو نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانہ
سے لے کر آج تک نہ کانوں نے سنیں نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کبھی مسلمان کے
اُن کا خطرہ گزرا۔ ہجرت عامہ مسلمانوں پر فرض کر کے بوڑھے اپاہج بیمار
جو ہجرت کی قدرت نہیں رکھتے مشرکین کے حوالے کرنا پسند کیا مسلمانوں
مساجد اور اولیائے کرام کے مزارات کو معاذ اللہ مشرکین کی پامالی کے واسطے
چھوڑنا گوارا کیا۔ کون نہیں جانتا کہ جب ہند میں مسلمان ہی نہ رہیں گے تو مشرکین
مساجد اور اولیائے کرام کے مزارات کے ساتھ جو کچھ بھی کر گزریں

خواہ ان کو شہید کر کے بتخانے بنائیں خواہ ان میں معاذ اللہ گھوڑے گدھے باندھیں نجیف ڈالیں جس جگہ آج پنجوقتہ لا الہ الا اللہ کی آواز آتی ہے کل وہاں ہزاروں مصنوعی خدا کی پوجا کی جائے۔ رامچندر و ستیا کی جے بولی جائے سنکھ اور گھڑیال بجائے جائیں جب ہجرت عامہ فرض ٹھہری اور مسلمانان ہندیہاں سے ہجرت کر گئے تو ان کفریات کا مسلمانوں کی مساجد میں ہونا ممکن نہیں بلکہ لابدی ہے۔ مشرکین جن دیرینہ بخارات نکالنے کی فکر میں عرصہ دراز سے سرگرداں ہیں وہ ہمارے ان گندم نما جو فروش لیڈران قوم کی نصیحت پر عمل پیرا ہو کر بآسانی نکل سکتے ہیں۔

ثالثاً ممکن ہے کہ بانیان جلسہ کا یہ خیال ہو کہ اس جناب کو صدارت کا لالچ دیکر اپنا ہم خیال بنایا جائے مگر یہ بات اسقدر پوچ و لچر ہے جس کا کسی عاقل کے دل میں وہم و گمان بھی نہیں گزر سکتا۔ وہ شخص جس کی تمام عمر بد مذہبوں کی سرکوبی اور حمایت دین میں گزری ہو جس کو علمائے حرمین شریفین نے امام وقت و مجدد مانا ہو اس کے نزدیک صدارت تو کیا چیز ہے اگر تمام دنیا کی بادشاہت بھی نذر کر دی جائے جب بھی انشاء اللہ العزیز دین کے مقابلہ میں ہیچ سمجھے گا۔ دور کیوں جائیے ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ اہل ندوہ نے اس عاشق رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو اپنے عقائد باطلہ کی جانب لانے کی لاکھ کوششیں کیں بارہا صدارت کی درخواستیں دیں مگر سوائے ناکامی کچھ بھی نہ ہوا اور آخر کار اہل ندوہ کو نیچا ہی دیکھنا پڑا۔ تمام علمائے کرام جنکے دل میں ایمان کی جھلک تھی ایک ایک کر کے علیحدگی اختیار کرتے گئے۔ اور

حقانیت کا سہرا اُسی ذات مقدس کے سر رہا جس کو اہل ندوہ اپنا ہم خیال بنانا چاہتے تھے۔

ثالثاً۔ بانیان و حامیانِ جلسہ نے اپنے عقائد باطلہ و افعال قبیحہ سے توبہ کر لی ہے چشم ما روشن و دل ماشاد۔ مگر میری نظر سے اس وقت تک کوئی تحریر اس قسم کی نہیں گزری جو میرے اس خیال کی تائید کرے بلکہ برخلاف اس کے لیڈروں کا طرز عمل اب بھی اس امر کا شاہد ہے کہ وہ سب کے سب ہندو مسلم اتحاد کے ترانے گا رہے ہیں اور شعائر دین کے مٹانے کی کوشش میں بدستور کوشاں ہیں بلکہ سچ پوچھیے تو پورے عبد الگاندھی بنے ہوئے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ وسراجا افقہ محمد وعلیٰ الہ و صحبہ وبارک وسلم

خجندی صاحب کا

جواب الجواب

ذی الحجہ کے السواد الاعظم میں خجندی صاحب کے بے اصل الزامات اور اُن کے مختصر جوابات شائع کیے گئے تھے۔ اس ماہ میں پھر خجندی صاحب نے اپنی تحریر کا عذر لاحاصل ارسال کیا ہے۔ خجندی صاحب نے اپنے پہلے مضمون میں جسقدر غلط الزام لگائے تھے اور جو بے بنیاد باتیں اپنی طرف سے گڑھ کر عوام کو ورغلانے اور غلطی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی تھی اُن میں سے کسی

ایک کا بھی ثبوت نہ دیا اور بے اصل بات کے بے ثبوت ہی کیا ہو سکتا ہے

اسی طرح ان کے مضمون پر جو گرفتیں کی گئی تھیں ان میں سے کسی کا جواب

نہ دیا اور ان کو لفظی بحث اور تو تو میں میں بنا کر ٹال گئے یہ عجیب بات ہے

کہ کسی شخص پر جھوٹے الزام لگانا اور ان کو اخباروں میں شائع کرنا تو تو

میں میں نہ ہو اور اس کا ثبوت مانگنا یا جھوٹ کو جھوٹ کہہ دینا تو تو میں میں

ہو جائے۔

میں خجندی صاحب کا مضمون ذیل میں درج کرتا ہوں ان کی عبارت پر

خط کھینچ دیے ہیں اور جہاں کہیں میری عبارت آگئی ہے اس پر خط نہیں ہے

یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ خجندی صاحب کی پوری تحریر بلفظہٖ نقل کر دی ہے۔

السواد الاعظم اور خجندی

رسالہ السواد الاعظم بابتہ ماہ شوال المکرم سال گزشتہ میں حالات حاضرہ

کے عنوان سے ہمارے مکرم دوست مولانا حکیم نعیم الدین صاحب نے ایک

مضمون لکھ کر کارکنان مجالس خلافت کے متعلق (جن میں یقیناً وہ حامیان

اسلام اور دردمندان قوم علمائے کرام بھی شامل ہیں جنہوں نے انتہائی شدت

میں حصہ لیا اور لے رہے ہیں) یہ فقرہ لکھا ہے "اپنے داعیوں کو عقل

زائل کرنے والے جوش سے بجھے ہوئے دین کے بدلے کفر خرید رہے ہیں"

یہ فقرہ السواد الاعظم میں کہیں نہیں جن اصحاب کے پاس السواد الاعظم

پہنچتا ہے وہ حالات حاضرہ کے مضمون کو اول سے آخر تک ملاحظہ فرمائیں

اس میں کہیں یہ فقرہ ہے۔ پھر خجندی صاحب کو اُن کی سچائی کی داد دیں۔ اسکو جھوٹ نہ کہا جائے دروغ نہ کہا جائے۔ افترا و بہتان نہ کہا جائے۔ جو فقرہ حالات حاضرہ کے مضمون میں نہیں اس کو اس مضمون کے حوالے سے نقل کرنا اور مکرر نقل کرنا سچ ہے۔ خجندی صاحب کی اصطلاح میں اسی کو سچ کہتے ہیں ؟

خجندی صاحب نے السواد الاعظم کے صفحہ و سطر کا حوالہ نہ بتایا کہ یہ فقرہ کہاں درج ہے ان حرکتوں کو کیا کہا جائے۔ جھوٹ کہنے سے آپ بُرا مانتے ہیں تو کیا اس کو سچ کہا جائے ؟

اور ترکوں کے متعلق یہ رائے ظاہر فرمائی " اُن کی تباہی بداعمالیوں کے

باعث ہوئی۔ اور ایسا ہونا چاہیے تھا "

ان الفاظ سے یہ مضمون السواد الاعظم میں کہیں نہیں۔ السواد الاعظم کے الفاظ آپ کیوں نہیں نقل فرماتے۔ اپنی عبارت کیوں پیش کرتے ہیں السواد الاعظم کے الفاظ بالکل حق و بجا ہیں اور اس میں جائے گفتگو و محل کلام نہیں اس میں بتایا گیا ہے کہ ترکی میں مسلمانوں کی خانہ جنگیاں انھیں کمزور کرتی چلی گئیں اس میں لکھا ہے کہ ترکوں کے بدخواہ اُن کے اپنے حلقوں میں پیدا ہو گئے۔ کیا یہ باتیں قابل انکار ہیں۔ یا آپ اس کے قائل نہیں کہ بداعمالی وبال کا موجب ہوتی ہے آپ کو اعتراض کیا ہے

مسلمانوں کے سیئے طرز عمل دشمنوں نے صرف یہ تجویز کیا ہے : " دعا مانگو "

کیا یہ بُرا طرز عمل ہے ؟ آپ کو نہیں معلوم احادیث میں دعائیں تلقین فرمائی گئی ہیں۔ بندے کے لیے خدا کی طرف رجوع کرنا سب سے بڑا کامیابی کا ذریعہ ہے۔ کیا آپ کو

اس سے انکار ہے۔ اگر نہیں تو اعتراض لغو اور بیشک لغو۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ پر
توکل اور اسی کی طرف رجوع کی تعلیم دی گئی۔

گاندھی پر بھروسہ کرنے اور اس کو نبی اور رہنما ماننے کا سبق مسلمان نہیں
لے سکتے۔ یہ کام خلافت پر جان فدا کرنے کے ہیروں سے ہی ہو سکتا ہے۔ علمائے
اسکی توقع نہ رکھیے خواہ آپ انہیں نکما یا آرام طلب کہیے۔ یا جو چاہے الزام لگا
کر ان سے ایسی کارگزاریاں نہیں ہوسکیں گی (والعیاذ باللہ) کیا آپ کے
نزدیک ترکی کی یہ حمایت ہے کہ دین برباد کر دیا جائے۔ ذرا انصاف فرمائیے۔
غور کیجیے آپ کے دل کو ان باتوں کا درد نہیں ہوگا۔

* اس مضمون پر تنقیدی نظر ڈالتے ہوئے ہم نے مولانا کو اس جمود سے ہٹانے

اور بچانے کی کوشش کی جو علی العموم مولوی صاحبان کی عادت ثانیہ بن گیا ہے۔"
تنقیدی نظر ڈالنا بے اصل اور غلط باتیں کہنے سے عبارت ہے۔ یا کیا آپ نے جو
تنقید فرمائی اسکی حقیقت میں آپ کے مضمون کے جواب میں ظاہر کر چکا ہوں جس
کے جواب کی طرف آپ رخ نہیں کرتے۔ رہا جمود کو علما کی عادت ثانیہ بتانا یہ
بد اعتقادی ہے۔ علما کے اعمال سے سبق لینا چاہیے۔ جہاں انہیں خاموش دیکھیے
خاموش رہیے اس میں دینی مصلحت ہے۔ ہر شخص کا بے قید ہو جانا اور علما پر زبان
طعن کھولنے کی جرأت کرنا یہی تباہی کا باعث ہے۔ علما کا کام نہیں ہے کہ وہ
نادانستہ ہر کام میں کود پڑیں جب تک کسی چیز کو اچھی طرح جانچ پرتال نہ لیں
اور میزان شریعت میں نہ تول لیں اس وقت تک ان کو اس میں ہاتھ ڈالنا
مناسب نہیں۔ چنانچہ واقعات نے ثابت کر دیا کہ علما کی علیحدگی بالکل بجا تھی۔

آپ السواد الاعظم کو انصاف سے ملاحظہ فرما کر اس نتیجہ کو پہنچ سکیں گے۔ جسکو آپ نے عادت ثانیہ فرمایا۔ وہ بجا کہ عادت اولیٰ کیا ہے پہلے اُسی کا ذکر کرنا چاہیے تھا۔

جسمیں پر مولانا کے شاگرد رشید ہمارے دوست مولوی محمد عمر صاحب بیدار کو جو غصہ آیا۔ تو انھوں نے اُسی پرانے ڈھچر پر قلم اٹھایا۔ جو آپس میں۔ تو تو میں میں کرنے والے مولویوں کا مایۂ ناز ہے۔

غلط الزامات کے ثبوت مانگنا یہی پرانا ڈھچر۔ اور تو تو۔ میں میں سے اور غلط الزام اور بے اصل اتہام یہ نیا ڈھچر ہے۔ الحمد اس نئے ڈھچر سے محفوظ ہوں۔ اسکی مجھے لیاقت نہیں۔

معقول جواب دینے کے بجائے لفظی بحث شروع کردی۔

یہ تو آپکو اختیار ہے کہ جس بات کا جواب نہ بن آئے اُسے کہہ دیجیے لا معقول ہی سہی۔ مگر اہل نظر کے نزدیک اتنا کہہ دینا آپ کو بری کرنیکے لیے کافی ہیں۔ لفظی بحث کیا شروع کر دی کیا آپ سے کوئی لفظی غلطی واقع ہوئی تھی؟

ہمارے تشریحی جملوں کو اپنا کلام تصور فرما کر ہمیں جھوٹا۔ اور مفتری قرار دیا یہ تو اچھا قاعدہ ہے کہ کسی شخص پر جا ہے کتنے بہتان اٹھائیے۔ اور پھر تشریحی جملہ قرار دیجیے۔ بہت آسانی ہوگی اس ترکیب سے جھوٹ کا نام دنیا سے مفقود ہو جائیگا۔

---

(۳) ہمارے تو اس جملہ کو بھی گالی معنی ہی ہے اور یہ ہی سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ حضرت سعدی ہمارے قرب کا ارشاد ہے اور یہ شہ کہاں ہے۔

...کے نزدیک یہ جملہ تعظیمی ہوگا یا آپ اس کو اپنی عزت سمجھتے ہونگے۔

...مذکورہ جن الفاظ سے ہماری تواضع کی ہے۔ مدعیان علم وفضل کے اخلاق پر
...ڈالنے کے لیے اس طرح نمایاں ہیں "

(۱) خفاشش (۲) بدلگام (۳) اُن (مجتہد جی) کا اپنا دماغ عقل زائل کر دیا
... سے خالی نہ تھا (۴) جبہ و دستار اور یہ جھوٹ (۵) اس کے سمجھنے میں
...رک یا رو دے (۶) سوختہ ذور (۷) اس لیاقت پر علما کا مقابلہ (۸)
...سلام ہی کو نہیں سمجھتے (۹) عیار (۱۰) طرار (۱۱) آپ کے باطن کی خوبی
(۱۲) آپ کی غلطی ہے (۱۳) آپ کی بے ادبی کی ہو (۱۴) ذرا اپنے جیسی
...یہ (۱۵) چشم عناد آپ کو کبھی نہ دیکھنے دیگی۔

...اب یہ گالیاں نہیں ہیں بیان واقعہ ہے جو لفظ جس موقع پر آیا ہے وہاں
...ملاحظہ کیجیے۔ جب آپ ... اصل بات کہیں تو اس کو جھوٹ کہنا گالی
...اگر گالی ہو تو کیا اس کو سچ کہنا چاہیے۔ اگر آپ سے کوئی فاحش غلطی ہوئی
...کو روشنی میں لانا اور آپ کو تنبیہ کرنا کہ علما سے مقابلہ کرنے کے لیے اپنی لیاقت
...چاہیے۔ کیا یہ کہہ دینا گالی ہے کہ آپ اسلام ہی کو نہیں سمجھتے۔ آپ کی جبرا
...یہ کہا گیا تھا اس کا جواب دیکر ثابت کیا ہوتا کہ آپ اسلام کو سمجھتے ہیں
...سے یہ نہ ہو سکا اور نہ ہو سکے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جس بزرگ کی نہایت
...اور بے تکلف وضع ہو اُس کو عمدہ کپڑوں کا طعنہ دینے پر آپ کو آپ کا
...جیسی یاد دلانا بھی گالی ہے۔

...اپنے آپ کو خدمت اسلام کے لیے وقف کر دینے کے مدعی ہیں۔ ان کے

اخلاق کی یہ کیفیت ہے کہ ”امر حق ظاہر کرنے پر پہلے ہی دستے میں پندرہ قسم کی گالیاں اور فقرے جڑے۔“ اس سے آئندہ کیا امید ہو سکتی ہے۔

کیا اتہامات کو امر حق کہتے ہیں۔ یہ نئے ڈھچر کی جدید اصلاح ہے یا کیا آپ کو بے اصل الزامات کی نسبت امر حق کا لفظ لکھتے شرم آنا چاہیے تھا۔

اس رسالہ کے حاشیے پر تو ہر فقرے کا منہ بولتا جواب ہم نے لکھ دیا ہے لیکن بھیجنے میں اسلیے اعراض کیا گیا کہ ”نہ ہم کو گالیاں کھانے کا شوق۔ نہ تو میں میں کرنے کی عادت“ ہم ایسے حضرات کے سامنے لکم دینکم ولی دین کہکر خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

آیت بھی جناب نے لکھی تو بے محل کیا آپ کوئی اور دین رکھتے ہیں آیت کا مطلب بھی معلوم ہے یا لکھ ہی دینے سے غرض۔ اگر ہماری طرف خطاب ہو تو ہمارا دین اسلام ہے ہمیں مبارک۔ آپ کون سے دین کو اپنے لیے اختیار فرماتے ہیں۔ یا ہمیں کافر سمجھ کر یہ آیت لکھی۔ تو مسلمانوں کو کافر بنانے کا وصف جناب کے لیے ثابت ہوا۔ کچھ معلوم بھی ہے کہ آیت منسوخ ہے۔ ناسخ منسوخ کے نہ جاننے والے کو آیات سے استدلال جائز بھی ہے۔ خیر اچھا کرتے ہیں کہ آپ خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ گویا تھے تو غلط الزام لگاتے تھے اس سے تو خاموشی بہتر ہے۔

البتہ اہل ایمان کو یہ بتائے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ ہمارے آقا و مولا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (توبہ توبہ) گھر کے کونوں میں گھس کر دعا نہ اعدا کفار و مشرکین سے ڈر کر صرف دعا مانگنے میں وقت نہیں گذارا ہے (بالاشتمل)

...شیروں کی طرح کفار و مشرکین میں اعلائے کلمۃ الحق

فرمایا۔ یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ اور اسی پر کارکنان مجلس خلافت کیا عمل

اور کیا دیگر مدعیان عمل پیرا ہیں۔

کیا جناب احادیث سے استدلال کرنے کا حق رکھتے ہیں اور جناب کو
ناسخ منسوخ اور اقسام احادیث اور ان میں تفسیر اور توفیق بین الروایات کا
ملکہ حاصل ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والتسلیمات کے افعال کریمہ اور سنن سنیہ پر
نظر ہوتی تو آپ علما کے قدم بقدم ہوتے۔ حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام نے
اپنے افعال شریفہ سے تعلیم فرمادیا کہ ہر وقت کی مصلحت پر نظر رکھی جائے حضور
خود میدان جنگ میں بھی تشریف لائے اور دعا پر بھی اکتفا فرماتے مگر احادیث پر
جناب کی نظر ہوتی تب [illegible]

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا کی آڑ میں نفس پروری ولا تلقوا بایدیکم
الی التہلکۃ کا بہانہ لیکر گھروں میں گھسنا سات کروڑ مسلمانوں کے ایمان
سے بعید ہے۔

آیات سے استدلال کرنا اور بہانہ بنانا اور ایمان سے بعید کہنا عجب طرح
کا ایمان ہے۔

آرام طلب مولویو! قرآن مجید کے ایک ایک حرف پر ہمارا ایمان ہے اسلام
ہمارا سچا مذہب ہے مگر ہم بیچ بخری کو دھوکا نہ دیجئے حق اسکی آیات شریفہ
تحریف ہے۔ اپنا الحاد اس مثال سے بچائیے اور بس

لا تقربوا الصلوٰۃ [illegible]	ما نا مرید نے کلوا واشربوا

کیا آیت بے محل پیش کی گئی آپ کے خیال میں ایسا ہے تو بیان کیجیے کہ ان آیات کا کیا محل تھا۔ کیا یہ آیتیں لا تقربوا الصلوٰۃ کی طرح غلط استعمال کی گئیں۔ تکلیف قدر وسعت نہیں اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ممنوع نہیں ایسے تو غالب کا ایک شعر یاد کر کے قرآن پاک کے ہر حکم کا انکار کیا جا سکتا ہے۔ یہ بتلایئے کہ دھوکا کیا دیا گیا ہو۔ دھوکا دینا۔ بے محل آیات پیش کرنا۔ بھنگنے نیکر گھروں میں گھسنا۔ آڑ میں نفس پروری کرنا۔ از راہ طلب مولویو وغیرہ الفاظ۔ جو جناب کے قلم سے نکلے ہیں یہ نمونہ اخلاق ہیں۔

العلم

(۵)

علم دین اور مسلم

(لاحق بسابق)

علم دین کے فضائل میں اب کمی نہیں آگئی۔ اور اس زمانہ پرفتن کے لحاظ سے اسکی ضرورت اور بڑھ گئی ہے۔ مگر آجکل کے مسلمانوں میں علم دین کی تحصیل کا شوق روز بروز ترقی معکوس کرتا چلا جا رہا ہے۔ دیہات و قصبات تو بہت دور ہے۔ آج ہمارے بہت سے شہر ایسے ہیں جن میں روزمرہ کے ضروری مسائل و احکام دین بتلانے والا بھی ایک عالم دین نہیں۔ معاصی و منہیات لغویات و فضولیات کے جلسوں۔ تھیٹر۔ تماشوں کی خاطر تو لوگ کہاں سے کہاں پہنچتے ہیں۔ اور گرمی کی دوپہر کی سخت دھوپ اور لوؤں اور جاڑے کی راتوں کی ٹھٹھرا دینے والی ٹھنڈی ہواؤں اور سردی کسی کی پرواہ نہیں کرتے مگر

عالم دین کی طرف سے بعض مدعیانِ دین کی بے شوقی کی یہ نوبت پہنچ چکی ہے کہ
گھر کے دروازے پر عالم دین مسائل و احکام دین بیان کر رہا ہے اور انہیں
گھر کے اندر سے دروازہ تک قدم رکھنے کی قسم ہے۔ اگر کبھی ما سے باہر
نکل بھی آئے۔ اور کسی ذاتی مروت پاسداری وغیرہ سے جلسۂ وعظ میں پہنچ
بھی گئے تو مسائل شریعت کے بیان پر کان نہیں دھرتے۔ آج قوم کے لیڈر۔
دنیاوی تعلیم عام و خاص سب کے لیے ضروری و مفید ٹھہرا کر دینے کیواسطے
حکومت پر زور دے رہے ہیں۔ مگر دینی تعلیم کی یہ حالت ہے کہ دنیاوی تعلیم
کی بڑی بڑی ڈگریاں پائے ہوئے لوگوں میں بھی وہ کتنے ایسے ہیں جو روزمرہ
کے ضروری اسلامی مسائل نماز روزہ وغیرہ سے بھی واقف ہیں۔ قوم کے لکچرار
اور اسپیکر اپنا سارا زور تقریر و تحریر یورپ امریکہ کے جدید دنیاوی علوم و فنون
کی تعلیم کے چھوٹے اور بڑے اسکول و کالج و یونیورسٹی کھلنے کی ضرورت پر
خرچ کر رہے ہیں۔ اور ہزاروں لاکھوں روپیہ کے مصارف سے ایسے اسکول
و کالج کھلتے جاتے ہیں۔ مگر اس کے مقابلہ میں جو معدودے چند دینی تعلیم دینے والے
مدارس کی حالت دیکھیے تو وہ یا تو روز بروز صفحۂ ہستی سے معدوم ہوتے چلے جاتے
ہیں۔ اور جو ہیں وہ زبانِ حال سے آجکل کے مسلمانوں کی علوم دین کی ناقدردانی
کا دردناک مرثیہ پڑھ رہے ہیں۔ دنیا کی چند روزہ نام و نمود و جاہ و ثروت کے
حصول کے لیے بی۔ اے۔ ایم۔ اے وغیرہ کی ڈگریاں لینے کو تو اہلسنے زمانہ
ایڑی چوٹی کے زور لگاتے۔ سات سمندر پار لندن و امریکہ تک کے سفر کرتے بیحا
بلکہ شدید جسمانی و دماغی محنتیں کرتے کرتے بہتیرے مدقوق و مسلول ہو کر اس

عالم ہی سے سفر کر جاتے ہیں لیکن شہر کے شہر ہی میں تھوڑی دیر کسی دینی مدرسے یا کسی عالم دین کی خدمت میں حاضر ہو کر روزمرہ کے ضروری مسائل دین سیکھ لینے کے لیے اُن کے قدم نہیں اُٹھتے۔ حالانکہ مسلمان کی دنیا اُس کے دین سے جدا نہیں۔ بلکہ بقولے "الدنیا مزرعة الاخرة" مسلمانوں کی دنیا اُسکی آخرت کی کھیتی ہے۔ اور مسلمانوں کا علم دین اُن کے دین و دنیا دونوں کے فلاح و فائدے کے ذرائع و اسباب اُنھیں بتاتا ہے۔ اور علم و علماء دین کی حاجت ایک سچے مسلمان کو اپنی دنیا و آخرت دونوں میں ہے۔

حدیث شریف میں فرمایا" ان اھل الجنة لیحتاجون الی العلماء فی الجنة وذلك انھم یزورون الله تعالیٰ فی کل جمعة فیقول لھم تمنوا علی ما شئتم فیلتفتون الی العلماء فیقولون ماذا نتمنیٰ فیقولون تمنوا کذا وکذا فھم محتاجون الیھم فی الجنة کما یحتاجون الیھم فی الدنیا (ابن عساکر عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیشک اہل جنت محتاج ہونگے علما کی طرف جنت میں۔ اور وہ یوں ہے کہ وہ دیدار الٰہی کی زیارت سے ہر جمعہ میں مشرف ہونگے۔ پس اللہ عزوجل اُن سے فرمائے گا کہ تم تمنا کرو جو چاہو پس وہ اپنے علما کی طرف متوجہ ہو کر اُن سے دریافت کریں گے کہ ہم اپنے رب عزوجل سے کیا مانگیں۔ علما فرمائیں گے تم فلاں فلاں بات کی تمنا کرو۔ پس اہل جنت علما کے حاجتمند ہونگے جنت میں بھی جیسا کہ حاجتمند ہیں اُن کے دنیا میں۔ اسلام کے مقدس دین نے دنیاوی علوم جدیدہ بھی جہاں تک خلاف شرع نہ ہوں پڑھنا۔ اور جائز دنیاوی ترقی کرنا ہرگز ہرگز منع نہیں فرمایا۔ کیا اچھا ہو

ان مسلمانوں میں دنیاوی ترقی کے ساتھ دین بھی مضبوطی سے ہوتا۔ اور ہم اپنے مبارک اسلاف کے سچے اور پورے اخلاف ہوتے۔ اور اگر دین سے مونھ موڑ کر دنیاوی ترقی کی بھی تو انصاف یہ ہے کہ اس سے مسلمانوں کی کچھ بھی ترقی نہ ہوئی۔

علم دین کے فضائل اور اسکی ضرورت اور اگلے مسلمانوں میں اسکی تحصیل کا شوق اور ہماری بے شوقی کی حالت یہ سب مختصر طور پر آپ کے سامنے ہیں اب بھی وقت ہے۔ اور تلافیِ مافات آپ کے اختیار میں ہے۔ جس کے دل میں بھی اسلام کا درد ہے۔ جو شخص بھی اسلام رکھتا ہے اُس کا فرض ہے کہ اپنے دین سے ضروری واقفیت پیدا کرے۔ اور اسلام کے نام ہی کو نہیں بلکہ اسلام کی حقیقت، ماہیت کو بھی جانے۔ اور نام ہی کا نہیں بلکہ کام کا مسلمان بنے۔ سیکھنے والے سیکھیں۔ اور سکھانے والے سکھائیں۔ دونوں فریق اپنے اپنے فرض منصبی و مذہبی کی بجا آوری پر دل و جان سے۔ سچے طور پر مستعد ہو جائیں۔ اور پھر اس علم کو عمل کے ساتھ ملا کر اکہ یہی علم حقیقی ہے) دیکھیں کہ روئے زمین کی تمام اقوام میں دین و دنیا کی سچی حقیقی پائدار عزت ہمارے لیے اور صرف ہمارے لیے ہے۔ ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمؤمنین۔ بیشک عزت اللہ و رسول (جل جلالہ وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ایمان والوں کے ہی لیے ہے۔ واللہ الموفق للخیر وھو اللہ تعالیٰ۔ فقط

فقیر

ابوالاد رسول محمد میاں قادری

فقہی معمے

اور

اُنکے جواب

(۱) چاندی سونے کے سوا وہ کونسا غیر مغصوب برتن ہے جس میں وضو کرنا مکروہ ہے؟

جواب - جس برتن کو اپنے لیے ایسا خاص کر لیا ہو کہ جب وضو کرے اُسی سے کرے تو صرف اس سے وضو کرنا مکروہ ہے - عالمگیری میں ہے ویکرہ ان یخص لنفسه اناء یتوضأ به دون غیرہ -

(۲) وہ کونسا وضو ہے جو بغیر نیت کے صحیح نہیں -

جواب - جو وضو نبیذ تمر کے ساتھ کیا وہ بغیر نیت صحیح نہیں - حاشیہ ہدایہ میں ہے اما الوضوء بنبیذ التمر فلا یجوز الا بالنیة -

(۳) وہ کونسا وضو ہے کہ جس کے ساتھ تیمم بھی کرنا ضروری ہے -

جواب - گدھے اور خچر کے جھوٹے کے سوا اور پانی میسر نہ ہو تو اس سے وضو کیا جائے اس وضو کے ساتھ تیمم بھی ضروری ہے - منیة المصلی میں ہے ومن لم یجد الا سؤر الحمار والبغل یتوضأ به ویتیمم -

(۴) وہ کونسا موزہ ہے کہ جس پر مسح جائز نہیں -

جواب - جو موزہ تین انگشت کے قدر پھٹا ہو یا اس سے زیادہ کہ ایسا ہو یا ایسے پتلے کپڑے کا ہو کہ اُسکی ساق بغیر باندھے نہ ٹھہرے جیسے جرابیں کہ ہمارے ملک میں عام رواج ہے اسپر مسح جائز نہیں - ...

ولا یجوز المسح علی خف فیہ خرق کثیر یتبین منہ قدر ثلث
اصابع من اصابع الرجل۔ قاضیخاں میں ہے۔ وان مسح علی الجوربین
فہو علی وجوہ ان کانا رقیقین غیر منعلین لا یجوز المسح علیہما
فی قولہم

(۵) وہ کونسا شخص ہے جس کو موزہ پر مسح کرنا جائز نہیں۔
جواب۔ جنبی اور حائضہ اور نفساء کو جن پر غسل واجب ہے ان کو موزہ پر مسح کرنا جائز نہیں۔ ہدایہ میں ہے لا یجوز المسح لمن وجب علیہ الغسل

(۶) وہ کونسا وقت ہے جس میں خرید و فروخت حرام ہے
جواب۔ جمعہ کے روز اذان ثانی سے خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے عالمگیری میں ہے قال الطحاوی یجب السعی ویکرہ البیع عند اذان المنبر

(۷) وہ کونسا شخص ہے کہ جس کی آنکھ کا پانی ناقض وضو ہے۔
جواب۔ جس شخص کی آنکھ دکھتی ہے اور پانی بہتا ہے پانی ناقض وضو ہے۔ شامی میں ہے من رمدت عینہ فسال منہا ماء بسبب الرمد ینتقض وضوئہ ہذہ مسئلۃ والناس عنہا غافلون۔

(۸) وہ کونسا شخص ہے جس کا وضو خروج ریح سے نہ ٹوٹے۔
جواب۔ جس شخص کو انفلات الریح کا مرض ہے یعنی اس کی ریح ہر وقت خارج ہوتی ہے اور نماز کا کوئی وقت اسے خالی نہیں گزرتا۔ وہ معذور ہے اور اس کا وضو وقت تک باقی رہتا ہے۔ اس درمیان میں ہزار مرتبہ ریح

خارج ہو اُس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ عالمگیری میں ہے۔

المستحاضة ومن به سلسل البول او استطلاق البطن او انفلات الريح او رعاف دائم او جرح لا يرقأ يتوضؤن لوقت كل صلوٰة ويصلون بذلك الوضوء في الوقت ما شاءوا من الفرائض والنوافل

(۱۱) وہ کونسی پیپ ہے جو وضو کی ناقض نہیں۔

جواب۔ جو پیپ کان سے بغیر درد کے نکلی ہو وہ ناقض وضو نہیں۔ عالمگیری میں ہے۔ اذا خرج من اذنه قيح او صديد ينظر ان كان بدون الوجع لا ينقض الوضوء۔

(۱۲) وہ کونسا وقت ہے کہ اُس وقت نماز میں ہنسنے سے وضو نہ ٹوٹے۔

جواب۔ جس شخص نے طلوع آفتاب یا غروب آفتاب کے وقت اوقات مکروہہ میں کوئی نماز شروع کی سوا اس دن کے عصر کے اور قہقہا مار کے ہنسا اُس کا وضو نہیں ٹوٹے گا اسلیے کہ وہ داخل نماز نہیں۔ قاضی خان میں ہے۔ ولو صلى فريضة عند طلوع الشمس او عند غروبها سوى عصر يومه لم يصح دخوله في الصلاة فلا ينتقض طهارته بالقهقهة فيها

(۱۳) وہ کونسا شخص ہے کہ جس کا پسینہ وضو کو توڑ دیتا ہے۔

جواب۔ دائم الخمر یعنی جو شراب پیتا ہے اُس کا پسینہ ناقض ہے۔ درمختار میں ہے۔ لا عرق مدمن الخمر فناقض۔

(۱۴) وہ کونسا متوضی ہے کہ جس کو غرغرہ کرنا مکروہ ہے۔

جواب۔ جو شخص روزہ دار ہے اُس کو غرغرہ کرنا مکروہ ہے۔ عالمگیری میں ہے۔

(ومکروہ للصائم) للمبالغۃ فی المضمضۃ والاستنشاق۔

فقہی معمّے

(۱) وہ کونسا جنبی ہے جس کے پاس پانی موجود ہے اور پانی کا استعمال بھی مضر نہیں ہے پھر بھی اُس کے لیے تیمم جائز ہے۔

(۲) وہ کونسا نمازی ہے جس نے وضو کرکے نماز شروع کی اور پانی دیکھنے سے نماز فاسد ہو گئی۔

(۳) وہ کونسا فرض ہے جو شروع کے بعد واجب نہیں ہوتا اور اُسکا توڑنا جائز ہے۔

(۴) وہ کونسا مصلی ہے کہ اُس پر نماز کا توڑنا واجب ہے۔

(۵) وہ کونسا مصلی ہے کہ اُس نے ہاں کہہ یا اور نماز فاسد نہ ہوئی۔

(۶) زمین مغصوب اور کفاروں کے عبادت خانوں کے سوا وہ کونسی زمین ہے جس میں نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے۔

(۷) سوائے نماز کے وہ کونسا وقت ہے جس میں انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے

(۸) وہ کونسی جگہ ہے کہ مسجد بھی ہے اور نماز مکروہ ہے۔

(۹) سوا بلغم کے وہ کونسی منہ بھری قے ہوتی ہے جو ناقض وضو نہیں۔

(۱۰) وہ کونسی دُکھتی ہوئی آنکھ کی رطوبت ہے جو ناقض وضو نہیں۔

(۱۱) وہ کونسا پاک غیر مخلوط و غیر مغصوب پانی ہے جس سے وضو کرنا مکروہ ہے۔

بعض جوابات پنڈت یانند متعلق سورہ فاتحہ

(بقیہ بحث تناسخ)

بھیا آریہ صاحبان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آیا وہ دار العمل اور دار الجزا میں کوئی فرق و امتیاز کرتے ہیں یا نہیں۔ اور اس لحاظ سے اُن کے نزدیک جونیں دو قسم پر منقسم ہیں یا نہیں یعنی ایک تو ایسی جونیں جن میں جیو کو عمل کرنے کے لیے آزاد چھوڑا گیا ہو اور اس جون میں کسی قسم کی جزا یا سزا سے کوئی تعلق نہ ہو۔ دوسری وہ جونیں جن میں جیو کے پاپ اور پن کے لحاظ سے جزا یا سزا دی جائے۔ اگر آریہ دھرم نے کہیں ایسی تقسیم کی ہے تو اُس کا پتا دیجیے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ آریہ کے اصول اُن کو اس تقسیم کی طرف نہ جانے دیں گے اسلیے کہ ہر دکھ یا سکھ کو ہر رنج یا راحت کو وہ جزا و سزا میں منحصر مانتے ہیں اور کوئی [illegible] سے خالی نہیں ملتی تو ہر جون دار الجزا ہے اور جزا کے لیے تقدم عمل ضروری۔

اور جب کوئی جون جزا سے خالی نہیں تو لا محالہ عمل بھی ان تمام جونوں میں تسلیم کرنا پڑیگا تو نتیجہ یہ نکلا کہ ہر جون دار العمل بھی ہے اور دار الجزا بھی۔

میں پوچھتا ہوں کہ ایک جیو جس نے رنڈی کے گھر میں جنم لیا اور ایک جیو جس نے راجہ کے گھر میں جنم لیا اور ایک جیو جس نے کسی وید کے عالم پنڈت کے گھر میں جنم لیا کیا ان سب کے عمل اپنی پچھلی زندگی میں یکساں تھے اگر ایسا ہو تو اُنکے ساتھ مختلف قسم کا سلوک ظلم ہوگا کہ ایک کو ویسے گھر میں پیدا کیا

جس کے گھر پیدا ہونا اُسکے لیے انتہا درجے کی ذلت ہو اور باوجود اسکے اُسکو اس گھر میں ایسی تعلیم ملتی ہے ایسی تربیت و صحبت ملتی ہے جس سے اُسکے لیے بدکاری طبیعت ثانیہ ہو جاوے کیا یہ ذلت اور ایسی خراب صحبت اور ایسی غلط تعلیم کل اسباب بدی و رنج مہیا کیے ہیں ایسا تو نہیں ہے۔ ایشور ہی نے اُسکو اس گھر میں پیدا کیا اُسی نے یہ صحبت و تربیت اُسکو بہم پہنچائی تو ضرور ہے کہ کسی عمل کی پاداش میں اسکے ساتھ یہ سلوک کیا گیا ہوگا۔ دوسرا جس نے راجہ کے گھر میں جنم لیا ہے اس گھر میں پیدا ہونا اُسکے لیے نہایت درجہ کی عزت ہے اور اُسکو اچھی صحبت اور اچھی تربیت اس جون میں خود بخود میسر ہے اس کے ساتھ یہ سلوک بھی آریہ اصول کی بنا پر ضرور کسی نہ کسی نیک عمل کی جزا میں ہے اور جسقدر سامان عیش اور اختیار اس گھر میں اُسکو حاصل ہوئے وہ سب کسی نہ کسی نیکی کا بدلہ ہیں۔ تیسرا بچہ جو کسی وید کے عالم عامل رشی کے گھر میں پیدا ہوا اُس کو وید کی تعلیم حاصل کرنے اُسپر عمل پیرا ہونیکے لیے پہلے دونوں بچوں سے زیادہ سہولت حاصل ہے اُس کو اپنے گھر میں پیدا کرنا اور تعلیم وید کی ایسی عمدہ بہم پہنچانا یہ بھی ضرور کسی عمل کا بدلہ ہے۔ جب ان تینوں بچوں کی حالتیں اسقدر مختلف و متفاوت ہیں تو اُنکے سابقہ اعمال کا یکساں ہونا وید ماننے والوں کے اصول پر ایک ناممکن بات ہے۔ بالجملہ ہر ایک اپنے کردار کے موافق اسباب پا رہا ہے تو وہ جیسی جس کی سزا یہی تھی کہ رنڈی کے گھر پیدا ہو رنڈی کی صحبت میں رہے رنڈی کی تربیت پائے اور پھر رنڈی بنکر دنیا میں ذلت کے ساتھ دیکھا جاوے۔ رسوائی و بے عزتی کا مذہب اختیار کرے کیا پھر اس جرم میں پکڑا جائیگا کہ اُس نے

(باقی آئندہ)

کچھوچھہ شریف میں مناظرہ اور نمایاں فتح

اکتوبر کی اخیر تاریخوں میں مولوی غنیمت حسین صاحب مونگیری کچھوچھہ شریف آکر نبیرہ غوث اعظم حضرت مولانا مولوی سید شاہ ابو المحمود احمد اشرف صاحب سجادہ نشین کچھوچھہ شریف سے کفر وہابیہ کے مسئلہ میں طالب مناظرہ ہوئے ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو بحث شروع ہوئی اور حضرت مولانا احمد اشرف صاحب مدظلہ نے مولوی اشرف علی تھانوی کے کفر میں تقریر فرمائی اور تھانوی صاحب کی حفظ الایمان میں حضور سید عالم علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین دکھلائی۔ طرفین سے بحثیں ہوتی رہیں۔ انجمنے مناظرے میں مولوی غنیمت حسین صاحب کسی ضرورت کا عذر کرکے بحالت پریشانی روانہ ہوگئے اور مناظرے کے لیے ۱۱ نومبر مقرر فرما گئے لیکن اس تاریخ پر تشریف نہ لائے تو دو دن اور انتظار کے لیے بڑھائے گئے اور ۱۳ نومبر مناظرے کیلئے مقرر کی گئی۔ لیکن مولوی غنیمت حسین صاحب اس تاریخ پر بھی نہ آئے اور میدان حضرت مولانا مولوی سید شاہ ابو المحمود احمد اشرف صاحب کے ہاتھ رہا۔

یہ مناظرہ تو اس طرح ختم ہوا اور حضرت مولانا اپنے حریف کے مقابل مظفر و منصور ہوئے۔ وہابیہ کی طرف سے مولوی عبد الشکور ایڈیٹر النجم لکھنؤ سے بلائے گئے جنہوں نے مولوی غنیمت حسین صاحب کی قائم مقامی اور ان کے مباحث کی ذمہ داری کے ساتھ حضرت مولانا مولوی سید شاہ سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی کے مقابل گفتگو شروع کی محدث صاحب نے نہایت شائستہ عنوان کے ساتھ حضرت مولانا ابو المحمود مدظلہ کی بقیہ تقریر کی تکمیل فرمائی مولوی عبد الشکور صاحب اس کے جواب سے عاجز رہے اور انہوں نے وسیع الوقت سب و دشنام میں گزارا۔ محدث صاحب نے اپنی آخر تقریر میں اپنی فتح مبین کا اظہار فرماتے ہوئے بیان فرمایا کہ ان کے ذمہ مولوی عبد الشکور اور مولوی غنیمت حسین صاحب کا کوئی اعتراض کوئی مطالبہ کوئی جواب طلب بات باقی نہیں رہی جس کا انہوں نے جواب نہ دے دیا ہو اور انکے ۳ مطالبے مولوی عبد [illegible] صاحب کے ذمہ باقی ہیں جن کا وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ اس وقت محدث صاحب کی تقریر کا عام مجمع پر اثر تھا اور رقت طاری تھی اور وہابی مولوی صاحبان کے چہرے خشک ہو گئے تھے۔ الحمد للہ علی احسانہ

[illegible]

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ

یہ وہ نادر [illegible] کتاب ہے جس کا [illegible] زمانہ [illegible] تلاش کر رہا تھا [illegible]

[illegible] کتاب [illegible] ہوش [illegible]

دل [illegible] حضور اقدس علیہ [illegible] والتسلیمات کے لیے علم [illegible]

کے اثبات پر دلائل و براہین [illegible] سے مخالفین کو [illegible]

ایک ایک اعتراض کے [illegible] جواب ہے کہ مخالف [illegible]

[illegible] اعتراضات [illegible] قرآن حدیث [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قیمت [illegible] ایک روپیہ [illegible]

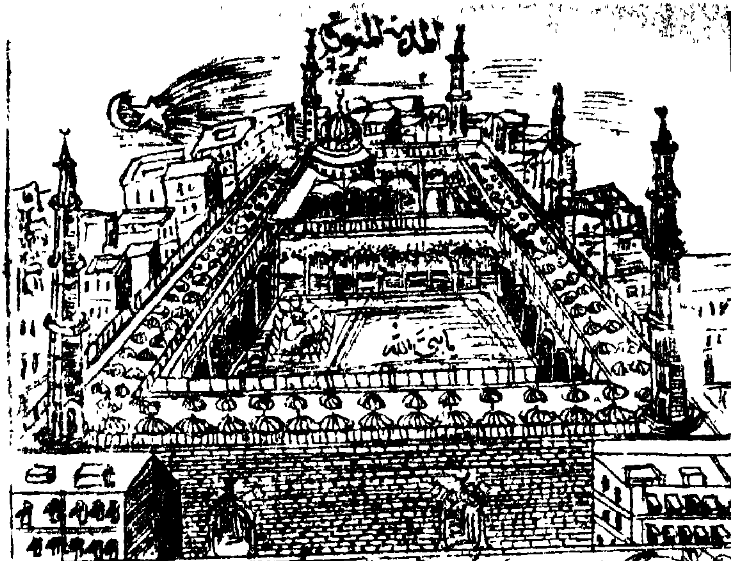
[illegible] البحر [illegible]

[illegible] پڑھنے کے ثبوت [illegible]

جواب [illegible] قیمت فی جلد ۲

المشتہر

[illegible] مراد آباد ۔ محلہ چوکی حسن خان



قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

اہلسنت کا مذہبی اخلاقی ماہوار رسالہ

السواد الاعظم

حمایت مذہب اصلاح معاشرت
تہذیب اخلاق کے لئے
شائع ہوتا ہے

السواد الاعظم کے مقاصد

مذہب مقدس کی حمایت و حفاظت دشمنان دین اور مخالفین اسلام کے حملوں کا دفع کرنا اور متانت و سنجیدگی کیسا تھ ان کے اعتراضات رد کرنا فرقہ بندی کو شکست دینا، وجوہ تفرق و اختلاف پر عمیق نظر ڈال کر اتحاد و اتفاق کی تدابیر پیدا کرنا، مسلمانوں کو اخلاق و معاشرت سکھانا قوم کی شیرازہ بندی کھوئی ہوئی دولت کا پتہ چلانا گذرے ہوئے زمانہ کو واپس لانا، سوتوں کو جگانا مردہ دلوں کو جلانا یعنی مسلمانوں کی اصلاح کرکے انھیں نئے سلیقہ پر لانا۔۔۔ ناواقف مسلمانوں کو مذہب سے واقف کرنیکی کوشش کرنا دین کیطرف توجہ دلانا اہل اسلام کے دینی و دنیوی زندگی کو کامیاب بنانا اس رسالہ کے بہترین مقاصد ہیں

اصحاب قلم کی خدمت میں گزارش

رسالہ کی زبان فصیح اور شستہ زبان رسالہ کے لوازم ضروریہ میں داخل ہے مضامین میں زبان کا لحاظ ضرور ہے

طرز سخن علمی مباحث میں محققانہ رنگ ہو مناظرات میں سخت و شنیع الفاظ سے احتراز کیا جائے۔ رسالہ کے اس انداز خاص کا لحاظ رہے مناظرات میں سطحی نظر تعصب و نفسانیت کی روش سے رسالہ انشاء اللہ تعالی بالکل پاک رہیگا۔ مباحثات و مناظرات میں عدل و انصاف کے ساتھ حکم لگائے جائینگے۔ رد وجواب میں تفہیم مدنظر ہوگی تجہیل و تحسین غیر نہیں البتہ واقعی حالت کا بے رو رعایت کماہی ظاہر کرنا ممنوع نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از اعلیحضرت مدظلہ العالی

اہلِ صراط روحِ امیں کو خبر کریں — جاتی ہے امتِ نبوی فرش پر کریں
ان فتنہائے حشر سے کہدو حذر کریں — نازوں کے پالے آتے ہیں رہ سے گزر کریں
بد ہیں تو آپکے ہیں بھلے ہیں تو آپکے — ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رخ کدھر کریں
سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں — آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں
اُن کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لیے — آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں
جالوں پہ جال پڑ گئے للہ وقت ہے — مشکل کشائی آپکے ناخن اگر کریں
منزل کڑی ہے شانِ تبسم کرم کرے — تاروں کی چھاؤں نور کے تڑکے سفر کریں

کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار
اعدا سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدا نبیائہ ورسلہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

مُوالات

موالات اور **ولاء** اور **تولی** سب کا مادہ **ولی** ہے جو لغت میں قرب واتصال کے معنی میں آتا ہے چونکہ یار، مددگار، دوست محرم اسرار، اور رفیق مختار کار کو بھی قرب واتصال حاصل ہوتا ہے اس لیے ان کو بھی **ولی** کہتے ہیں۔ اور کسی کو ایسا دوست بنانا **موالات** کہلاتا ہے کہ اس کو ناصر و مددگار یا مصاحب و واقف اسرار یا اپنے امور میں متصرف و مختار بنایا جائے۔

قرآن پاک میں یہ لفظ ان معانی میں وارد ہے۔

موالات کا مفہوم بتانے کے لیے دوستی ایک جامع اور اچھا لفظ ہے۔

موالات بکفار

کفار کے ساتھ دوستی و موالات کی چند صورتیں ہیں۔

(۱) کافر میں دو حیثیتیں ہیں (۱) مذہبی (۲) شخصی۔
مذہبی حیثیت سے کفار کے ساتھ محبت وودادو ربط و اتحاد دوستی ویکدلی تو مومن سے ممکن ہی نہیں۔ اور بالفرض کسی شخص کو کافر کے ساتھ اُس کے دین کی وجہ سے محبت یا ادنیٰ میل ورغبت ہو یعنی اس وجہ سے کہ یہ اُس کے دین کو محبوب رکھتا ہے یا پسند کرتا ہے تو یہ مومن نہیں۔
اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

آیت (۱) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ

(سورۂ مجادلہ رکوع ۳)

تم نہ پاؤ گے اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اُن سے جنھوں نے اللہ اور اُس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ اُن کے باپ بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں اس آیت کے تحت میں فرماتے ہیں۔

المعنی انہ لا یجتمع الایمان مع وداد اعداء اللہ وذلک لان من احب احدا امتنع ان یحب مع ذلک عدوہ۔

معنی یہ ہیں کہ ایمان دشمنان خدا کی دوستی کے ساتھ جمع نہیں ہوتا۔ اور یہ اسلیے کہ جو کسی کو محبوب رکھتا ہے نہیں ہوسکتا کہ باوجود اس کے اُس محبوب کے دشمن سے بھی محبت کرسکے

آیت (۲) وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا

اور اگر وہ اللہ اور نبی اور قرآن پر ایمان رکھتے تو کفار کو

اتخذوهم أولياء (سورۂ مائدہ رکوع ۱۱)	دوست نہ بناتے۔

تفسیر مدارک میں ہے۔

یعنی ان موالات المشرکین تدل علی نفاقہم (تفسیر مدارک جلد صفحہ)	یعنی مشرکین سے اُن کا دوستی کرنا اسپر دلیل ہے کہ وہ منافق ہیں۔
آیت (۳) یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الیہود والنصٰری اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم (سورۂ مائدہ رکوع)	اے ایمان والو تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ اُن میں سے بعض بعض کے دوست ہیں اور جو تم میں سے اُنھیں دوست بنائے گا وہ اُنھیں میں سے ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے۔

ای من یتخذہم اولیاء (فانہ منہم) ای هو من جملتهم ومعهم فی النار وهذا اذا تولاهم لدینهم (تفسیر روح البیان جلد صفحہ)	جو اُن کو دوست بنائے وہ انھیں میں سے ہے یعنی اُن کے دین پر ہے اور اُن کے ساتھ جہنم میں ہے اور یہ اس صورت میں ہے جب انھیں اُن کے دین کی وجہ سے دوست بنایا ہو۔

امام فخرالدین رازی انکم اذا مثلهم کے تحت فرماتے ہیں۔

قال اهل العلم هذا یدل	اہل علم نے فرمایا کہ یہ اس پر دلالت کرتا ہے

علیٰ ان من رضی بالکفر فھو کافر (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۴۷۶)	کہ جو کفر کے ساتھ راضی ہوا وہ کافر ہے۔

مفتی ابو السعود نے آیہ کریمہ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِيْنًا کی تفسیر میں فرمایا۔

اتریدون بذلک ان تجعلوا للّٰه علیکم حجة بینة علیٰ انکم منافقون فان موالاتھم اوضح ادلة النفاق (تفسیر ابو السعود جلد ۳ صفحہ ۴۸۲)	کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کے لیے اپنے اوپر اپنے منافق ہونے کی ظاہر حجت قائم کرو کیونکہ کافروں سے موالات کرنا منافق ہونے کی واضح تر دلیل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ کسی کافر سے اُس کے دین کی وجہ سے دوستی کرنا یا اُس کے دین کو پسند کرنا یا اُس کے ساتھ راضی ہونا کفر ہے اور کسی مومن سے بحالت ایمان ممکن نہیں کہ ایسی دوستی کر سکے۔ اور بالفرض کسی نے ایسا کیا تو وہ مومن نہ رہا۔

(۲) دوسری حیثیت شخصی و ذاتی ہے۔ یعنی کافر کے ساتھ اُس کے دین وملت کی وجہ سے تو دوستی نہیں ہے مگر اُس کی ذات کے ساتھ انس و محبت ہے۔ یہ محبت بھی اگر اس درجہ پر پہنچ جائے کہ کافر دوست کے دین اور شعار دین کی نفرت قلب سے نکل جائے یا کم ہو جائے۔ یا وہ

دین اسلام کی مخالفت اور اس کے ساتھ استہزا کرے اور یہاں محبت کی وجہ سے اس پر راضی رہے یا صبر کرے تو یہ محبت بھی منافی ایمان اور آیات مذکورہ بالا کے عموم میں داخل ہے۔

آیت ۵۱ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا (سورہ نساء رکوع ۱۹)	اور بیشک اللہ تم پر کتاب میں اتار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انھیں جیسے ہو۔ بیشک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں جمع کرے گا۔

خازن میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

یعنی انکم ایہا الجالسون مع المستھزئین بآیات اللہ اذا رضیتم بذلک فانتم وھم فی الکفر سواء قال العلماء وھذا یدل علی ان من رضی بالکفر فھو کافر (تفسیر خازن جلد اصفحہ ۴۲۴)	یعنی اے آیات الٰہیہ کے ساتھ ہنسی کرنیوالوں کے ہمنشینو جب تم اس کے ساتھ راضی ہوئے تو تم اور وہ کفر میں برابر ہو۔ علما نے فرمایا اور یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ جو شخص کفر کے ساتھ راضی ہو وہ کافر ہے۔

تفسیر ابوالسعود میں ہے۔

ای لا تقعدوا معهم فی ذلک الوقت انکم ان فعلتموه کنتم مثلهم فی الکفر (کذا فی البیضاوی و روح البیان) (تفسیر ابوالسعود جلد ۳ صفحہ ۲۷۹)

یعنی اس وقت تم اُن کے ساتھ نہ بیٹھو بیشک اگر تم یہ کرو گے تو کفر و عذاب میں اُن کی مثل ہو جاؤ گے۔

آیت ۹۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۔ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

(سورہ توبہ رکوع ۳)

اے ایمان والو نہ بناؤ تم اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست اگر وہ کفر کو ایمان پر محبوب رکھیں اور جو تم میں سے اُنھیں دوست بنائیں بے شک وہی ظالم ہیں۔

امام فخرالدین رازی فرماتے ہیں۔

وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُرِيدُ مُشْرِكًا مِثْلَهُمْ لِأَنَّهُ رَضِيَ بِشِرْكِهِمْ وَالرِّضَا بِالْكُفْرِ كُفْرٌ

(تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۶۰۹)

اور جو تم میں سے اُنھیں دوست بنائیں ظالم ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ جو اُن سے دوستی کرے وہ اُنکی طرح مشرک ہے اسلئے کہ وہ راضی ہوا اُنکے شرک کے ساتھ اور کفر کے ساتھ راضی ہونا کفر ہے

امام رازی نے آیہ کریمہ لا تجد قوماً (الآیہ) کی تفسیر میں عدم اجتماع ایمان مع وداد کفار کی دو وجہیں ذکر کیں۔ اُن میں سے اول یہ ہے

احدهما انهما لا يجتمعان في القلب فاذا حصل في القلب وداد اعداء الله لم يحصل فيه الايمان فيكون صاحبه منافقا

(تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ...)

ایک وجہ یہ ہے کہ ایمان اور کفار کی محبت قلب میں جمع نہیں ہوتیں۔ پس جب دل میں دشمنانِ خدا کی محبت حاصل ہوگی اس میں ایمان حاصل نہیں ہوتا تو وہ شخص منافق ہوگا۔

اور اگر محبت اس درجہ پر نہیں پہنچی تو اس کے دو حال ہیں۔ یا وہ محبت جبلی ہوگی جیسے اولاد کو والدین کے ساتھ۔ یا ماں باپ کو اولاد کے ساتھ۔ یا بھائی کو بھائی کے ساتھ طبعاً بے اختیار ہوتی ہے تو یہ مرتبہ محبت جبلی غیر اختیاری ہیں سے زیر حکم نہیں۔ اور امر ونہی اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے کیونکہ مدار تکلیف وسعت واختیار ہے جو چیز اختیار سے باہر ہے بندہ اُس پر مکلف بھی نہیں لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔

تفسیر مدارک میں ہے۔

لان التكليف لا يرد الا بفعل يقدر عليه المكلف كذا في شرح التاويلات) (مدارک صفحہ)

کیونکہ تکلیف اُسی پر وارد ہوتی ہے جس پر مکلف قدرت رکھے۔

مفتی ابو السعود فرماتے ہیں۔

(اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

(اگر باپ اور اولاد وغیرہ) تمھیں اللہ اور رسول سے

بالحب الاختیاری المستتبع	زیادہ محبوب ہوں محبت اختیاری جو
لاثره الذی هو الملازمة و	اپنا اثر ملازمت وعدم مفارقت اپنے ساتھ
عدم المفارقة لا الحب الجبلی	رکھتی ہے۔ نہ جبلی محبت جس سے بشر خالی
الذی لا یخلو عنه البشر فانه	نہیں ہوتا کیونکہ تکلیف جو طاقت پر دائر
غیر داخل تحت التکلیف	ہے یہ اس کے تحت داخل ہی نہیں
الدائر علی الطاقة۔	

(تفسیر ابو السعود جلد ۴ صفحہ ۶۱)

تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کے تحت میں ہے۔

المراد الحب الاختیاری دون	مراد محبت اختیاری ہے نہ طبعی کیونکہ
الطبعی فانه لا یدخل تحت	محبت طبعی سے بچنا تحت تکلیف داخل
التکلیف التحفظ عنه	نہیں۔

(تفسیر بیضاوی صفحہ ۳۳۰)

اور جو محبت کہ طبعی و جبلّی نہیں اور اس درجہ پر بھی نہیں کہ کفر و شعائر کفر کی نفرت قلب سے کم کر دے یا دین مداہن بنا دے۔ یعنی امور خلاف شرع پر انکار و اعراض اور کراہت و نفرت برقرار رکھے۔ اور اس سے اسلام یا مسلمانوں کو ضرر بھی نہ ہو۔ جب بھی شان مومن کے خلاف اور ممنوع ہے۔ اور مطلقاً مودۃ کفار کی ممانعت میں اس قدر آیات وارد ہیں کہ مختصر میں ان کا جمع کرنا دشوار ہے۔

آیت ۷۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو

لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ	دوست نہ بناؤ تم انھیں خبریں پہنچاتے ہو
أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ	دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق
وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ	کے جو تمھارے پاس آیا۔
الْحَقِّ الآیہ (سورہ ممتحنہ رکوع ۱)	
آیت ۸۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ	کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جو ایسوں کے
تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ	دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے وہ
مَا هُمْ مِنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ الآیہ	نہ تم میں سے ہیں نہ اُن میں سے۔
(سورہ مجادلہ رکوع ۳)	
آیت ۹۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے ایمان والو اُن لوگوں سے دوستی نہ کرو
لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ	جن پر اللہ کا غضب ہے۔
عَلَيْهِمْ ۔ الآیہ (سورہ ممتحنہ رکوع ۳)	
آیت ۱۰۔ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَ	تمھارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول
رَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ	اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور
يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ	زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے
الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ○	ہوئے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول
وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ	اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بیشک
وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ	اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔
هُمُ الْغَالِبُونَ ○ (سورہ مائدہ رکوع ۸)	
آیت ۱۱۔ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ	اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور ان نبی پر

بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُوْنَ ○

اور اس پر جو ان کی طرف اترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے مگر ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں۔

(سورہ مائدہ رکوع ۱۱)

علامہ اسمعیل حقی آیت (۷) کے تحت میں لکھتے ہیں۔

فان قلت كيف قال لا تتخذوا عدوي وعدوكم اولياء والعداوة والمحبة لكونهما متنافيتين لا تجتمعان في محل واحد والنهي عن الجمع بينهما فرع امكان اجتماعهما قلت انما كان الكفار اعداء للمؤمنين بالنسبة الى معاداتهم لله ورسوله ومع ذلك يجوز ان يتحقق بينهم الموالاة والصداقة بالنسبة الى الامور الدنيوية والاغراض النفسانية فنهى الله تعالى عن ذلك يعني

اگر تو یہ کہے کہ اللہ تعالی نے یہ کیسے فرمایا کہ تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست بناؤ بحالیکہ عداوت و محبت منافاۃ کی وجہ سے ایک محل میں جمع نہیں ہو سکتیں اور ان کو جمع کرنے سے ممانعت کرنا ان کا اجتماع ممکن ہونے کی فرع ہے (یعنی محبت و عداوت کا ایک محل میں جمع ہونا ممکن ہو تب تو اسکی ممانعت کی جا سکے اور جب ممکن ہی نہیں تو ممانعت کے کیا معنی) میں اس کے جواب میں کہتا ہوں مشرک کفار اللہ و رسول کے دشمن ہونیکے باعث مومنین کے دشمن ہیں اور باوجود اسکے ممکن ہو کہ دنیوی امور اور نفسانی اغراض کی وجہ سے کافر و مومن میں موالات و دوستی ہو سکے تو اللہ تعالے نے اس سے منع فرمایا مطلق کے

فلم يتحقق وحدة النسبة من الوحدات الثمان وحيث لم يكتف بقوله عدوى بل زاد قوله وعدوكم دل على عدم مروتهم وفتوتهم فانه يكفى فى عداوتهم لهم وترك موالاتهم كونهم اعداء الله سواء كانوا اعداء لهم ام لا۔

پیرایہ بیان میں حاصل جواب یہ ہے کہ آٹھ وحدتوں میں سے جو تناقض میں شرط ہیں وحدت نسبت نہ پائی گئی تو تناقض نہ رہا اجتماع ممکن ہوا اور نہی درست) اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے عدوی پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ عدوکم زیادہ کیا یہ اکتفا سے دوستی کرنے والوں کی (عدم مروت وفتوت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اُن کی عداوت وترک موالات کے لیے کفار کا دشمن خدا ہونا ہی کافی ہے خواہ وہ انکے دشمن ہوں یا نہ ہوں۔

(روح البیان جلد ۴ صفحہ ۳۱۶)

آیت ۱۳۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ۔ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ۔ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○ (سورہ توبہ)

اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی اُن سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔

امام علامہ علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی علیہ الرحمۃ آیہ لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

لما امر المؤمنين بالتبري من	جب مسلمانوں کو مشرکین سے بیزاری کا حکم
المشركين قالوا كيف يمكن ان	دیا گیا تو انھوں نے کہا یہ کیونکر ممکن ہے کہ
يقاطع الرجل اباه واخاه و	آدمی اپنے باپ اور بھائی اور بیٹے سے
ابنه فذكر الله ان مقاطعة	مقاطعہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ دین
الرجل اهله واقاربه في الدين	کے معاملہ میں آدمی کا اپنے اہل و اقارب سے
واجبة فالمومن لا يوالي الكافر	مقاطعہ کرنا واجب ہے پس مومن کافر کو دوست
وان كان اباه واخاه وابنه	نہیں بناتا خواہ وہ اس کا باپ ہو یا بھائی یا بیٹا

(خازن جلد ۲ صفحہ ۲۱۲)

انھیں علامہ نے لَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيرًا إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ کی تفسیر میں فرمایا۔

هذا الاستثناء يرجع الى القتل	یہ استثنا (جو آیت میں مذکور ہے) قتل کی
لا الى الموالات لان موالاة	طرف راجع ہے نہ موالات کی طرف کیونکہ کفا
الكفار والمنافقين لا تجوز بحال	ر و منافقین کی دوستی کسی حال میں جائز نہیں۔

(تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۳۸۶)

امام فخر الدین رازی آیہ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ الآیہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

والثاني انهما يجتمعان لكنه	دوم یہ کہ وہ دونوں (موالاۃ کفار اور ایمان)
معصية وكبيرة وعلى هذا	جمع ہو جائیں لیکن کفار کی دوستی گناہ و کبیرہ
الوجه لا يكون صاحب هذا	ہیں، اور اس تقدیر پر یہ دوستی کرنے والا

الوداد کافرا بسبب هذا الوداد بل کان عاصیا فی الله۔ | اس دوستی کی وجہ سے کافر نہ ہوگا۔ بلکہ گناہگار ہوگا۔

(التفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۷۰)

صورت اخیرہ کے سوا محبت کفار کی باقی صورتوں کے احکام سابق میں ذکر ہو چکے کہ وہ منافی ایمان ہیں۔ اس صورت کا حکم امام رازی علیہ الرحمۃ نے یہ بتایا کہ معصیت و کبیرہ ہے۔

پھر اس مودت کی ممانعت میں با للہ فرمانے کے وجوہ میں پہلی وجہ تو وہی ذکر فرماتے ہیں کہ یہ مودت ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہوتی۔ اس کا پہلی صورتوں میں ذکر ہو چکا ہے۔ دوسری وجہ یہ فرماتے ہیں۔

قوله ولوكانوا اباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم والمراد ان الميل الى هؤلاء اعظم انواع الميل ومع هذا فيجب ان يكون هذا الميل مغلوبا مطروحا بسبب الدين۔ (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۷۰) | آیۂ کریمہ ولوکانوا اباءهم الایۃ میں مراد یہ ہے کہ باپ بیٹوں بھائیوں عزیزوں کی طرف میل و رغبت کے اقسام میں بہت بڑی چیز ہے اور باوجود اس کے واجب ہے کہ دین کی وجہ سے یہ میل و رغبت مغلوب و مطروح ہو۔

اس سے چند سطر کے بعد فرماتے ہیں۔

المعنى ان من انعم الله عليه بهذه النعمة العظيمة كيف يمكن ان يحصل في قلبه مودة اعداء | معنی یہ ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے اس نعمت عظیم ایمان کے ساتھ انعام فرمایا کیونکر ممکن ہے کہ اُن کے دل میں دشمنانِ خدا کی محبت

اللہ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۰) حاصل ہو سکے۔

امام علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

من الممتنع ان تجد قوما مؤمنين يوادون المشركين والمراد انه لا ينبغي ان يكون ذلك وحقه ان يمتنع ولا يوجد بحال مبالغة في التوصية بالتصلب في مجانبة اعداء الله ومباعدتهم والاحتراز عن مخالطتهم ومعاشرتهم۔

یہ ناممکنات سے ہے کہ آپ ایماندار ولوں کو مشرکین سے دوستی کرتا پائیں۔ مراد یہ ہے کہ ایسا نہ چاہیے اور اس دوستی کا حق یہی ہے کہ یہ ناممکن ہو اور کسی حال میں نہ پائی جائے یہ دشمنان خدا کی مخالطت و معاشرت سے پرہیز اور دوری وعلیحدگی پر سختی سے قائم رہنے کے لیے زور دیا جاتا ہے۔

(تفسیر مدارک جلد ۴ صفحہ ۲۲۳)

اس مضمون پر اس کثرت سے آیات و عبارات ملتی ہیں کہ اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو۔

مذکورۂ بالا آیات و عبارات سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ کافر کے ساتھ اس کے دین کی وجہ سے محبت کرنا تو مومن سے ممکن و متصور ہی نہیں ور اگر بالفرض کسی کو ایسی محبت ہو تو وہ مومن نہیں کافر ہے۔

اور کافر کی ذات سے اس درجہ کی محبت ہونا کہ اسلام کی مخالفت استہزا پر یہ شخص اس محبت کی وجہ سے راضی ہو جائے یا کافر دوست ں رضاجوئی کی وجہ سے صبر کرے۔ یا کافر کی محبت کے باعث کفر و

شعار کفر کے ساتھ اس کے قلب کو نفرت تامہ نہ رہے تو یہ بھی دولتِ ایمان سے محروم اور زمرۂ کفار میں داخل ہے۔

اور اگر محبت اس درجہ کی نہیں کہ اپنے دین کی پروا نہ رہے یا کافر کے دین کی نفرت دل سے کم ہو بلکہ باوجود اس کے کہ دل میں کفر و شعائر کفر و مراسم کفر کی پوری نفرت ہو اور اپنے دین کی اہانت و مخالفت گوارا[ل] نہ کر سکے تو بھی کافر کی طرف قلب کا میلان اور اُن کے ساتھ محبت کرنا (بشرطیکہ یہ محبت جبلی و طبعی نہ ہو) معصیت و کبیرہ اور ممنوع و ناجائز ہے اور مسلمان کی شان کے خلاف ہے۔

مومن جو اللہ سبحٰنہ پر ایمان رکھتا ہے اُس کی شان نہیں کہ دشمنانِ خدا کی محبت اُس کے قلب میں رہے اور اُس کے دل کو اُن کے ساتھ ربط و وابستگی ہو۔ ایمان اس کا روادار نہیں۔ کہ انسان حلاوتِ ایمان کی لذت سے پوری طور پر بہرہ مند ہونے کے بعد بلکہ یوں کہیے کہ محبوب حقیقی کی محبت کے ذوق سے آشنا ہو کر دشمنانِ خدا کی مودت و دوستی کی تلخی برداشت

ل گوارا نہ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ فقط دل سے اُس کے ساتھ راضی نہ ہو اور اس کو بُرا جانے مگر خاموش رہے بلکہ یہ معنی ہیں کہ ایسا ہو تو اپنی ناگواری کا اظہار کرے اور اُس کی مجلس سے اٹھ جائے۔ تفسیر روح البیان میں لا تقعدوا معهم حتى يخوضوا في حديث غيره کی تفسیر میں فرمایا فيه دلالة على ان المراد بالاعراض عنهم اظهار المخالفة بالقيام عن مجالسهم لا الاعراض بالقلب او بالوجه

(تفسیر روح البیان جلد ۱ صفحہ ۵۰۵)

اعلیحضرت مجدد صاحب مدظلہ العالی

اور

ترکوں کی حمایت

ترکوں کے ہمدردانہ اک مصائب اور دشمنانِ اسلام کے ظالمانہ طرزِ عمل نے مسلمانانِ عالم میں ایک بے چینی پیدا کر رکھی ہے لیکن افسوس ہے کہ حاسدو بد طینت ترکی کی اعانت اور مقاماتِ مقدسہ کی حمایت کو بھی اپنے حسد و عناد کا آلہ بناکر خاصانِ خدا کو اس پردے میں بدنام کرنا چاہتے ہیں چنانچہ اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا مولوی حاجی قاری شاہ احمد رضا خانصاحب مدظلہ العالی کی نسبت بیہ بہتان اٹھائے جاتے ہیں کہ اعلیحضرت مدظلہ

بتایا جاتا ہے کہ اُن کو سلطنت ترکی سے کوئی ہمدردی نہیں وہ گورنمنٹ سے تنخواہ پاتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ جو حضور پر نور سراج کے دیدار سے فیضیاب ہوئے ہیں وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ حامیٔ ملت ایسا فدائے مذہب ایسا دین کا سردار ایسا مسلمانوں کا خیر خواہ ایسا بد دینوں کا دشمن ایسا اسلام کا معین ایسا کفر و ضلالت کا عدو نہ دیکھا نہ نظر ہی میں نہیں آیا۔ اعلیحضرت مدظلہ العالی کی ذات بابرکات رحمت الٰہیہ

مصرعہ گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است

ایسے حاسدوں کے متعلق حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا ہے ؎

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست
کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رست

کہا جاتا ہے کہ اعلیٰحضرت ترک موالات کے مخالف ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ترک موالات کا سبق انہیں سے سیکھا ہے اور حاسدوں [illegible] وہاں پہنچ گئے کہ [illegible] غلط باتیں چھاپتے ہیں۔

آج سے آٹھ سال قبل اعلیٰحضرت نے ایک تحریر [illegible] اسوہ نمبر ۲ جلد ۹ میں چھپی ہے جس میں [illegible] مسلمانان ہند کی حالت اور بائیکاٹ سے متعلق [illegible] مسلمانوں کے طرز عمل کے متعلق چار مخصوص مضامین کی ہدایت فرمائی ہے اور سلطنت ترکی کی امداد کی ترغیب دی ہے اس سے [illegible] کے جذبات ہمدردی کا پتا چلتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ شور مچانے والے بہت پریشان ہوکر آج جس چیز کی ضرورت محسوس کرنے پر مجبور ہوئے ہیں اعلیٰحضرت مدظلہ العالی نے آٹھ سال قبل اسکی ہدایت فرمادی تھی۔ کاش اگر اسی وقت سے ان ہدایات پر عمل کیا گیا ہوتا تو آج مسلمان بہت کامیاب ہوچکے ہوتے اب بھی ان ارشادات کو دستور العمل بنائیں روزانہ اور ہفتہ وار اخبار حضرت کے اس مضمون کی اشاعت کریں اور تمام مسلمان جا بجا جلسے

کرکے بعجلت جلد اس کو تالیف کر کے ... واللہ الموفق۔

حضرت کا مضمون پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیے۔

مسئلہ از کلکتہ کولوٹولہ اسٹریٹ نمبر ۶۵ مسئولہ جناب حاجی لعل خاں صاحب ۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

قبلہ و کعبہ حضرت مرشدی و مولائی دام ظلکم العالی۔ تمنائے قدمبوسی کے بعد مؤدبانہ گزارش المؤید کے پرچے برائے ملاحظہ مرسل ہیں۔ ارشاد ہو کہ آجکل مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے اور امداد ترک کا کیا طریقہ ہو

الجواب

بملاحظہ مکرم ذوالکرم حامی سنت ماحی بدعت برادر طریقت حاجی لعل خاں صاحب دام مجدہم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ المؤید کے پرچے پہنچے آپ نے ان کے بھیجنے میں استعجال کیا تھا دیکھے گمان یہ تھا کہ شاید کوئی خبر خوشی کی ہو مگر اس کے برعکس رنج و ملال کی خبریں تھیں۔ بیشک مسلمانوں پر جو مظالم گزر رہے ہیں اور سلطنت ان کی حمایت نہیں کر سکتی صدمہ کے لیے کیا کم ہے مگر اس سے بھی بڑھ کر ترکوں کی اس تازہ تبدیل روش کا ذکر تھا جس نے میرے خیال کی تصدیق کر دی ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم بیشک اللہ کسی قوم کو گردش میں نہیں ڈالتا جب تک وہ اپنی حالت خود

[illegible] نازل فرمائے۔ اللہ اکرم الاکرمین اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل سے ہماری اور ہمارے اسلامی بھائیوں کی آنکھیں کھولے اصلاح قلوب فرمائے غفلتوں سے درگزر کرے غیب سے اپنی مدد اُتارے مسلمانوں کو غلبہ کامل عطا فرمائے آمین الٰہ الحق آمین۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

[illegible] مردود [illegible] من رحمۃ اللہ الا القوم الکافرون [illegible] اس دین کا [illegible] [illegible] الا یعلمون [illegible] حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق لا یضرہم من خذلہم ولا من خالفہم حتی یاتی امر اللہ وہم علی ذلک [illegible] ہے جس میں سلطنت اسلام [illegible] ہو گئی اور روئے زمین پر اسلامی سلطنت کا نام نہ رہے گا تمام دنیا میں نصاریٰ کی سلطنت ہوگی اگر معاذ اللہ وہ وقت آگیا ہے جب تو کوئی پروردگار نہیں [illegible] ہو کر رہے گی مگر وہ چند ہی روز کے واسطے ہو اس کے متصل ہی حضرت امام کا ظہور ہوگا پھر سیدنا روح اللہ مسیح علیہ الصلاۃ والسلام نزول اجلال فرمائیں گے اور کفر تمام دنیا سے کافور ہوگا تمام روئے زمین پر ملت ایک ملت اسلام ہوگی۔ اور مذہب ایک مذہب اہلسنت۔ غیب کا علم اللہ عزوجل کو ہے [illegible] سے اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مگر فقیر جہاں تک نظر کرتا ہے

ابھی وہ وقت نہیں آیا یا اگر ایسا ہے تو نصرت الٰہیہ نزول فرمائیگی اور کفار طاغیہ اپنے کیفر کردار کو پہنچیں گے۔ بہرحال بندگی بیچارگی دعا کے سوا کیا چارہ ہے۔ وہی جو ہمارا رب ہے ہماری حالت زار پر رحم فرمائے اور اپنی نصرت اُتارے جو جھٹکے پہنچ رہے ہیں انھیں پر زلزلوا زلزالا شدیدا کی منزل پار کرا دے اور الا ان نصر اللہ قریب کی بشارت سنادے۔

وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

آپ پوچھتے ہیں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے اس کا جواب میں کیا دے سکتا ہوں۔ اللہ عزوجل نے تو مسلمانوں کی جان و مال جنت کے عوض خرید لیے ہیں ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ مگر ہم ہیں کہ بیچ دینے سے انکاری و ثمن کے خواستگار۔ ہندی مسلمانوں میں یہ طاقت کہاں کہ وطن و مال و اہل و عیال چھوڑ کر ہزاروں کوس جائیں اور میدان میں مسلمانوں کا ساتھ دیں مگر مال تو دے سکتے ہیں اسکی بھی حالت سب آنکھوں دیکھ رہے ہیں وہاں مسلمانوں پر جو کچھ گزر رہی ہے یہاں وہی جلسے ہیں وہی رنگ وہی لکچر وہی امنگ وہی ناشتے وہی بازیاں وہی خوشیاں وہی فضول خرچیاں اہل ثروت کو کچھ نہیں۔ ابھی ایک شاہزادے نے ایک دنیاوی خوشی کے نام سے پچاس ہزار روپیہ اڑا دیا ایک عورت نے ایک جنیں و چنیں جگہ کو پچاس ہزار دیے۔ ایک رئیس نے ایک کالج کو ڈیڑھ لاکھ دیے اور یونیورسٹی کے لیے تو تین لاکھ سے زائد جمع ہوگیا ایک رات میں ہمارے اس مفلس شہر نے اس کے لیے چھبیس ہزار کا چندہ دیا

بمبئی میں ایک کم درجے کے شخص نے صرف ایک کوٹھری پچیس ہزار روپے
کو خریدی فقط اس لیے کہ اس کے وسیع مکان سکونت سے ملحق تھی جسے
ہم اپنی دیکھ آیا ہوں اور مظلوم اسلام کی مدد کے لیے جو جو کچھ جوش
و شغف کو بہت زبانی آسمان سے بھی اونچے ہیں اور جو عملی کارروائی ہوئی
ہے وہ اپنی تحریر سے ہے پھر کس بات کی امید کی جائے۔ بڑی ہمدردی یہ
بتائی ہے کہ یورپ کے مال کا بائیکاٹ ہو جس سے اپنا نہیں کرانا ہرگز
مسلمانوں کے حق میں کچھ نافع نہ پایا۔ اول تو یہ کہنے ہی کے الفاظ ہیں ناامید
اتفاق کریں گے نہ ہنود اس پر … ہیں گے اس عہد کے پہلے توڑنے والے
مسلمین حضرات ہی ہوں گے جن کی گزر بغیر یورپین اشیا کے نہیں۔ یہ تو سارا
یورپ ہے کہ پہلے صرف … کو بائیکاٹ ہوا تھا اس پر کتنوں نے عمل کیا اور
کتنے دن ساتھ چھوڑا … یورپ کو ضرر بھی کتنا اور ہو بھی تو کیا فائدہ کہ وہ سلو
ترکیبوں سے اس سے دو … ضرر پہنچا سکتے ہیں لہذا ضرر رسانی کا ارادہ
… ہے کہ گھر کا روپیہ اور پٹنے کی نشانی۔ بہتر یہ ہے کہ مسلمان اپنی
ملازمت … پر قائم رہیں کسی شریر قوم کی چال نہ سیکھیں اپنے اوپر غیرت
کو بد گمانی کا موقع نہ دیں ہاں اپنی حالت سنبھالنا چاہتے تو ان لڑائیوں پر
کیا موقوف تھا پہلے ہی چاہیے تھا کہ اولاً باستثنائے ان معدود باتوں کے
جن میں حکومت کی دست اندازی ہو اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھوں میں لیتے
اپنے سب مقدمات اپنے آپ فیصل کرتے یہ کروڑوں روپے جو اسٹامپ
و وکالت میں گھسے جاتے ہیں گھر کے گھر تباہ ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں

محفوظ رہتے ثانیاً اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع گھر ہی میں رہتا اپنی حرفت و تجارت کو ترقی دیتے کہ کسی چیز پر کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے۔ یہ نہ ہوتا کہ یورپ امریکہ والے چھٹانک بھر تانبا کچھ صناعی کی گڑھت کرکے گھڑی وغیرہ نام رکھ کر آپ کو دے جائیں اور اس کے بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لے جائیں ثالثاً بمبئی کلکتہ دہلی مدراس حیدرآباد وغیرہا کے تونگر مسلمان اپنے بھائی مسلمانوں کے لیے بنک کھولتے سود شرع نے حرام قطعی فرمایا ہے مگر اور سو طریقے نفع لینے کے حلال فرمائے ہیں جن کا بیان کتب فقہ میں مفصل ہے اور اس کا ایک نہایت آسان طریقہ کتاب کفل الفقیہ الفاہم میں چھپ چکا ہے اُن جائز طریقوں پر نفع بھی لیتے کہ انہیں بھی فائدہ پہنچتا اور اُن کے بھائیوں کی بھی حاجت برآتی اور آئے دن جو مسلمانوں کی جائدادیں بنیوں کی نذر ہوئی چلی جاتی ہیں اُن سے بھی محفوظ رہتے اگر مدیون کی جائداد ہی لیجاتی تو مسلمان ہی کے پاس رہتی یہ تو نہ ہوتا کہ مسلمان ننگے اور بنیے چٹلے رابعاً سب سے زیادہ اہم سب کی جان سب کی اصل اعظم وہ دین متین تھا جس کی رسی مضبوط تھامنے نے اگلوں کو اُن مدارج عالیہ پر پہنچایا چار دانگ عالم میں اُن کی ہیبت کا سکہ بٹھایا نان شبینہ کے محتاجوں کو بلند تاجوں کا مالک بنایا اور اُسی کے چھوڑنے نے پچھلوں کو یوں چاہ ذلت میں گرایا فانا للہ و انا الیہ راجعون ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

دین متین علم دین کے دامن سے وابستہ ہے علم دین سیکھنا پھر اُس پر عمل کرنا

اپنی دونوں جہان کی زندگی جانتے وہ انھیں بتا دیا کہ اندھو جسے ترقی سمجھ رہے ہو سخت تنزل ہے جسے عزت جانتے ہو اشد ذلت ہے۔ مسلمان اگر یہ بیان ہدایت کر لیں تو ان شاء اللہ العزیز آج ان کی حالت سنبھل جاتی ہے آپ کے سوال کا جواب تو یہ ہے مگر یہ تو فرمایئے کہ سوال وجواب سے حاصل کیا جب کہ کوئی اس پر عمل کرنے والا نہ ہو عمل کی حالت ناگفتہ بہ ہو۔

اول پر عمل ہے کہ مگر کسی نے [illegible] مسلمان اپنے دعوے سے کچھ بھی کر [illegible] ہو تو مشغول نہیں ہوا اور [illegible] اگرچہ کوئی بھی جائے ٹھنڈے دل سے پسند کر [illegible] زمین پر [illegible] بگڑ جاتے ہیں کیا آپ ان حالتوں [illegible] سکتے ہیں [illegible] دونوں کی یہ کیفیت کہ اول تو خدائی لوٹ حرفت و تجارت کو عیب سمجھتے ہیں اور ذلت کی نوکریاں کرنے ٹھوکریں کھانے حرام کا [illegible] حرام مال کھانے کو فخر و عزت۔ اور جو تجارت کریں بھی تو خریداروں کو اتنا حس نہیں کہ اپنی ہی قوم سے خریدیں اگرچہ پیسہ زائد ہی کہ نفع ہے تو اپنے ہی بھائی کا ہے۔ اہل یورپ کو دیکھا ہے کہ دیسی مال اگرچہ ولایتی کی مثل اور اس سے ارزاں بھی ہو ہرگز نہ لیں گے اور ولایتی گراں خریدیں گے ادھر بیچنے والوں کی یہ حالت کہ ہندو آنہ روپیہ نفع لے مسلمان صاحب چوانی سے کم پر راضی نہیں اور پھر لطف یہ کہ مال بھی اس سے ہلکا۔ بلکہ خراب۔ ہندو تجارت کے اصول جانتا ہے کہ جتنا تھوڑا نفع رکھے اتنا ہی زیادہ ملتا ہے اور مسلمان صاحب چاہتے ہیں کہ سارا نفع ایک ہی خریدار سے وصول کر لیں ناچار خریدنے والے مجبور ہو کر ہندو سے خریدتے ہیں۔ کیا تم یہ مادی

چھوڑ سکتے ہو فصل اندر مفتون سوم کی یہ حالت کہ اکثر امرا کو اپنے ناجائز عیش سے کام ہے ناچ رنگ وغیرہ بیحیائی یا بیہودگی کے کاموں میں ہزاروں لاکھوں اُڑا دیں وہ ناموری ہے ریاست ہے اور مرتے بھائی کی جان بچانے کو ایک خفیف رقم دینا ناگوارا اور جنھوں نے بنیوں سے سیکھکر لین دین شروع کیا وہ جائز نفع کی طرف توجہ کیوں کریں دین سے کیا کام اللہ و رسول کے احکام سے کیا غرض۔ ختنہ نے انھیں مسلمان کیا اور گائے کے گوشت نے مسلمانی قائم رکھی اس سے زائد کیا ضرورت ہے نہ انھیں مرنا ہے نہ اللہ واحد قہار کے حضور جانا نہ اعمال کا حساب دینا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ○ پھر سود بھی لیں تو بنیا اگر بارہ آنے مانگے یہ ڈیڑھ دُونے سے کم پر راضی نہ ہوں ناچار حاجتمند بنیوں کے ہتھے چڑھتے ہیں اور جائدادیں اُنکے نذر کر بیٹھتے ہیں چہارم کا حال ناگفتہ بہ ہے انٹرنس پاس کو رزاق مطلق سمجھا ہے وہاں نوکری میں عمر کی شرط۔ پاس کی شرط پھر پڑھائی وہ مفید کہ عمر بھر کام نہ آسکے نہ اس نوکری میں اُسکی حاجت پڑے اپنی ابتدائی عمر کہ تعلم کا زمانہ ہے یوں گنوائی۔ اب پاس ہونے میں جھگڑا ہے تین تین بار فیل ہوتے ہیں اور پھر پلٹے چلے جاتے ہیں اور قسمت کی خوبی کہ مسلمان ہی اکثر فیل کیے جاتے ہیں۔ پھر تقدیر سے پاس بھی مل گیا تو اب نوکری کا پتا نہیں۔ اور ملی بھی تو صریح ذلت کی۔ اور رفتہ رفتہ دنیوی عزت کی بھی پائی تو وہ عند الشرع ہزار ذلت۔ کہیے پھر علم دین سیکھنے اور دین حاصل کرنے اور نیک و بد میں تمیز کرنے کا وقت کونسا

آسکے گا لاجرم نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دین کو مضحکہ سمجھتے ہیں اپنے باپ دادا کو جنگلی
جشی، بے تمیز گنوار، نالائق بیہودہ احمق بنجر وجانتے لگتے ہیں بفرض غلط
اگر یہ ترقی بھی ہوتی تو نہ ہونے سے کروڑ درجے بدتر ہوتی۔ کیا تم علم و دین سے
غفلتیں ترک کروگے فهل انتم منتهون۔ یہ وجوہ ہیں یہ اسباب ہیں
مرض کا علاج چاہنا اور سبب کا قائم رکھنا حماقت نہیں تو کیا ہے۔ اس نے
تمہیں ذلیل کر دیا اس نے غیر قوموں کو تم پر ہنسوایا۔ اس نے اس نے اس
جو کچھ کیا وہ اس نے۔ اور آنکھوں کے اندھے اب تک اس اوندھی ترقی
کا رونا روئے جاتے ہیں۔ ہائے قوم وائے قوم یعنی ہم تو اسلام کی رسّی
گردن سے نکالکر آزاد ہوگئے تم کیوں قلی بنے ہوئے ہو حالانکہ حقیقۃً یہ
آزادی ہی سخت ذلت کی قید ہے جس کی زندہ مثال یہ ترکوں کا تازہ واقعہ
ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اہل الرائے ان وجوہ پر نظر فرمائیں اگر میرا خیال صحیح ہو تو ہر شہر
وقصبہ میں جلسے کریں اور مسلمانوں کو ان چار باتوں پر قائم کر دیں پھر آپکی
حالت خوبی کی طرف نہ بدلے تو شکایت کیجیے یہ **خیال** نہ کیجیے کہ ایک
ہمارے کیے کیا ہوتا ہے ہر ایک نے یوہیں سمجھا تو کوئی کچھ نہ کرے گا بلکہ
ہر شخص یہی تصور کرے کہ مجھی کو کرنا ہے یوں انشاء اللہ تعالے سب کریں
گے چند جگہ جاری تو کیجیے پھر خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے خدا
نے چاہا تو عام بھی ہو جائے گا۔ اُس وقت آپ کو اسکی برکات نظر آئیں گی
وہی آیۃ کریمہ کہ ابتداے سخن میں تلاوت ہوئی ان اللہ لا یغیر الآیۃ فبطلع

برے رویہ کی طرف اپنی حالت بدلنے پر تازیانہ ہے یونہیں نیک روش کی طرف
تبدیل پر بشارت ہے کہ اپنے یہ کرتک چھوڑ دوگے تو ہم تمہاری اس ردی
حالت کو بدل دیں گے ذلت کے بدلے عزت دیں گے۔ اے رب ہمارے
ہماری آنکھیں کھول اپنے پسندیدہ راستہ پر چلا صدقہ رسولوں کے سورج
مدینہ کے چاند کا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وبارک وکرم
آمین۔ خیر یہ مرثیہ تو عمر بھر کا ہے مسلمان ان چار باتوں میں سے ایک کو بھی
اختیار کرتے نہیں معلوم ہوتے مگر ضرورت امداد ترک کی نسبت کیسے مرثیے
ہزاروں پڑھے گئے مگر سوا بعض غربا کے امرا ور سا بلکہ دنیا بھر کے والیان
ملک نے بھی کوئی قابل قدر حصہ لیا وہ جو فوجی مدد دے سکتے تھے وہ جو
لاکھوں پونڈ بھیج سکتے تھے وہ ہیں اور بے پرواہی گویا اُنھوں نے کچھ
سُنا ہی نہیں۔ اُنھیں جانے دیجیے وہ جانیں اور اُنکی مصلحت۔ آپ ہی
کہیے کتنا چندہ ہوا ہے جس پر ہمدردی اسلام کا دعویٰ ہے۔ مصارف
جنگ کچھ ایسے ہلکے ہیں جتنا چندہ جا چکا ہے ایک دن کی لڑائی میں اُس
سے زیادہ اُڑ جاتا ہے۔ اب بھی اگر تمام ہندوستان کے جملہ مسلمان امیر
فقیر غریب بیس اپنے سچے ایمان سے ہر شخص اپنی ایک مہینہ کی آمدنی دیدے
تو گیارہ مہینے کی آمدنی ہیں باڑہ۔ مہینے گزر کر لینا کچھ دشوار نہ ہوا اور اللہ عزوجل
چاہے تو لاکھوں پونڈ جمع ہو جائیں۔ یونیورسٹی کے نئے غریبوں کے پیٹ کاٹ کر
تیس لاکھ سے زیادہ جوڑ لیا اور اُس پر سود ل رہا ہے کہ اُسکی مقدار بھی چالیس
ہزار سے زائد ہو چکی ہوا اور وہ بھی کچھ نہیں یہ روپے تو گھر سے دینا نہیں

اس کو اتنا واحد تھا کی، اہ میں کھیجیے بیچیے اسلام باقی ہے تو یونیورسٹی ضرور بنا دیگا اور اسلام نہ رہا تو یونیورسٹی کیا غیظ و انشلنگی بلکہ ہم کہے دیتے ہیں کہ واس وقت ہرگز ہر گز بن بھی نہ سکے گی اس وقت جو گت ہو گی اس کا بیان بیرون از وقت ہے اور بالفرض تنگدل اور بخیل دعدہ پرایا مال تو دیں وسینے کو نہ ہونو یہ ہم و کمال روپے سلطنت اسلامیہ کو ایک سے اسلامیہ بطور قرض حسن ہی دید یجیے اور زیادہ کیا کہوں ۔ و حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمد المصطفی النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مہر دار الافتاء سنہ اہل سنت و جماعت بریلی

مہر محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری النوری۔

مہر عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں محمدی سنی حنفی قادری

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مہر محمد امجد علی اعظمی رضوی

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

وانا علی ذلک من الشاہدین

مہر محمد رضا خاں قادری۔

مہر عبید النبی نواب مرزا رضوی سنی حنفی

مہر فقیر حسین احمد العاشق امیٹھوی

اصاب المجیب جزاہ اللہ خیرا ویثیب

سیر الصحابہ

الحمد للہ رب العلمین حمد الشاکرین والصلاۃ والسلام علی افضل الانام سید المرسلین رحمۃ للعلمین محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین

قصد ہے کہ صفحات کاغذ کو ان پاک اور مقدس ہستیوں کے کارنامہ ہائے زندگی کے ذکر سے زیب و زینت دی جائے جن کے نفوس قدسیہ بواسطہ آفتاب نبوت و رسالت مستنیر و مستفیض ہیں۔ اور جن کے قلوب حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیات جمال اقدس کی جلوہ گاہ ہیں۔

حروف کے پیکر اگر ان نورانی ہستیوں کی تصویریں پیش کر سکیں تو کاغذ کا میدان چمنستان فردوس کا رشک بہار ہو۔ الا عند ذکر اولیاء اللہ تنزل الرحمۃ۔

بیشک خاصانِ خدا کے ذکر کے وقت رحمتیں نازل ہوتی ہیں مسلمانوں کو صحابہ کی سیرتِ پاک کا مطالعہ برکات بے نہایت کا ثمر اور ایمان افروز ہے اور خاکسار کاتب الحروف اس تذکرہ نویسی سے اپنے کفارہ سیأت اور اخروی نجات کا امیدوار ہے۔ غفر اللہ تعالیٰ بلطفہ وکرمہ۔

صحابہ یہ لفظ جو لغۃً یاری کرنے کے معنی میں آتا ہے اصل میں باب علم کا ایک مصدر ہے یقال صَحِبَہ یصحبہ صحابۃً لغت کے اعتبار سے

صحبت رکھنے والا شخص صحابی کہا جا سکتا ہے۔

محدثین کی اصطلاح میں **صحابی** وہ حضرات ہیں جو بحالت ایمان حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت میں حضور اقدس علیہ الصلاۃ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ایمان پر اُن کا خاتمہ ہوا عام ازیں کہ وہ جن ہوں یا انسان۔

سخاوی کا قول ہے کہ جنات میں سے جو حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کے دیدار سے مشرف ہوئے اور آپ پر ایمان لائے وہ صحابہ میں داخل ہیں۔

تعریف میں ملاقات کا جو لفظ ذکر کیا گیا ہے وہ اپنے معنی میں عام ہے خواہ وہ ملاقات بطریق مجالست ہو یا سفر وحضر کی ہمراہی ہو۔ یا رکاب سعادت میں پہنچا ہو۔ یا حضور کرم فرمائیں۔ خواہ مکالمہ کی نوبت آئی ہو یا نہ آئی ہو۔ حتیٰ کہ وہ بھی صحابی ہیں جنھوں نے ایک لحظہ ایک نظر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے جمال پاک کی زیارت کی۔

اُس آفتاب حق نما کا دیدار کبریت احمر اور یاقوت اخضر سے بدرجہا افضل وبرتر ہے۔ ایمانی نگاہیں درکار ہیں۔ صحابی ہونے کے لیے چشم ظاہر سے دیکھنا بھی شرط نہیں۔ حضرت ابن ام مکتوم بھی صحابی ہیں جن کی فقط چشم باطن نور ایمان سے مشرف تھیں۔

زمانۂ نبوت کی قید کا یہ فائدہ ہے کہ شرف صحابیت اُنھیں کو حاصل ہے جنھوں نے زمانۂ نبوت میں عزت ملاقات حاصل کی ہو۔ خواب میں دولتِ دیدار سے بہرہ مند ہونے والے کو یہ دعویٰ نہیں پہنچتا۔ اور پردہ فرمانیکے بعد

خدمت میں باریاب ہونا بڑی برکت ہے۔ بڑی خوش نصیبی ہے لیکن اس سے صحابیت کا مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

یہ تعریف جمہور محدثین کے مذہب پر ہے لیکن بعض محدثین زمانۂ نبوت کی قید نہیں لگاتے۔ اُن کے نزدیک حضور کے زمانۂ حیات ظاہری میں شرف لقا سے بہرہ اندوز ہونا اور حضور کی نبوت حقہ کی تصدیق کرنا صحابی ہونے کیلیے کافی ہے۔ اسی وجہ سے وہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل اور بحیرا راہب کو صحابہ میں شمار کرتے ہیں کیونکہ یہ حضرات خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے حضور کے پیغمبر آخر الزماں ہونے کی تصدیق کی۔ اگرچہ یہ سب زمانۂ نبوت سے قبل ہی دنیا سے رخصت ہو گئے۔

جن حضرات نے اپنے زمانۂ عقل و تمیز میں حضور کو نہ پایا لیکن خورد سالی اور ایام طفولیت میں فیضیاب خدمت ہوئے اُنکی صحابیت میں محدثین کو تردد ہے۔ حافظ ابوسعید علائی کتاب مراسیل میں عبداللہ بن طلحہ انصاری کے حق میں لکھتے ہیں۔ حنکہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعا لہ و

لا یعرف لہ روایۃ بل ھو تابعی وحدیثہ مرسل۔

لیکن متاخرین محدثین کا خیال ہے کہ اگرچہ اُنکی حدیث مرسل ہے مگر وہ صحابہ میں معدود ہیں۔

اسی وجہ سے محمد ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما صحابہ میں شمار کیے گئے باوجودیکہ وہ حضور علیہ الصلاۃ والتسلیمات کی وفات شریف سے تین ماہ چندروز قبل پیدا ہوئے ہیں۔ کیونکہ حضور کا اُن کو ملاحظہ فرمانا اُنکی صحابیت

کے لیے کافی ہے۔

اسی طرح وہ لوگ جو حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانۂ اقدس میں موجود تھے اور دولتِ ایمان سے بھی بہرہ یاب ہوئے لیکن انکو خدمت اقدس میں حاضری کا موقع نہ ملا جیسا کہ نجاشی بادشاہ وہ بھی اس لحاظ داخلِ صحابہ ہیں کہ حضور نے شبِ معراج اُن کو ملاحظہ فرمایا جبکہ حضور کیلیے تمام مخلوقات ارض اللہ تعالیٰ نے منکشف فرما دیے تھے۔ اور حضور نے تفصیلاً ان کا ملاحظہ فرمایا تھا (یہ بھی ایک قول ہے)

انہوں نے روایت اور بعض نے طولِ صحبت کی قید بھی لگائی ہے کے لیے زیادہ کی ہیں۔

کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی رحلت کے وقت صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار تھی۔

صحابہ کی عدالت

اہلِ سنت و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام صحابہ عدول ہیں اور اس میں سوائے چند مبتدعہ کے کسی نے اختلاف نہ کیا۔ خطیب نے کفایہ میں ایک فصل نفیس ذکر کی اس میں کہا کہ صحابہ کی عدالت ثابت و معلوم ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کی تعدیل فرمائی ہے اور اُن کی طہارت و پاکیزگی کی خبر دی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا۔

آیت (۱) کنتم خیر امۃ اخرجت للناس — تم بہتر ہو اُن سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں

فہرست کتب موجودہ مطبع نعیمی مراد آباد

بہار شریعت حصہ اول مطبوعہ مطبع اہل سنت کلکتہ قیمت ۵ر

اس کتاب میں مصنف علام نے تحقیق کے دریا بہائے ہیں مسائل فقہیہ ضروریہ بامحاورہ اردو میں تحریر فرمائے ہیں عورتوں مردوں بچوں سب کیلئے نہایت ضروری اور کارآمد ہے ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا موجود ہونا ضروری ہے۔

حصہ دوم ۵ر

حصہ سوم ۸ر

انوار ساطعہ مولود شریف اور فاتحہ مروجہ وغیرہ کے جواز و استحسان میں یہ نفیس کتاب ہے، وہابیہ کے اعتراضات کے جواب میں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کمال تحقیق سے کام لیا ہے مطبع مجتبائی میں ۳۲۸ صفحہ پر چھپی ہے قیمت ۲ر

الکوکبۃ الشہابیہ پیشوائے وہابیہ کی کتابوں سے اس کے اقوال اور کتب علماء سے اونپر حکم کفر و ضلال بہ نشان صفحات بیان فرمائے گئے ہیں تصنیف جلیل اعلیحضرت عظیم البرکت امام المحققین قدوۃ المدققین مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب مجدد مأتہ حاضرہ دامت برکاتہم۔ مطبوعہ کلیمی پریس کلکتہ قیمت ۴ر

تاریخ وہابیہ تصنیف حامی سنت حاجی مولوی محمد لعل خاں صاحب قیمت ۵ر

جواہر البیان امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی خیرات الحسان کا ترجمہ قیمت ۱۰ر

تسہیلات - وہابیہ کے کفر کا بیان - قیمت ۱ر رسالہ برکت الاولیاء قیمت

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ

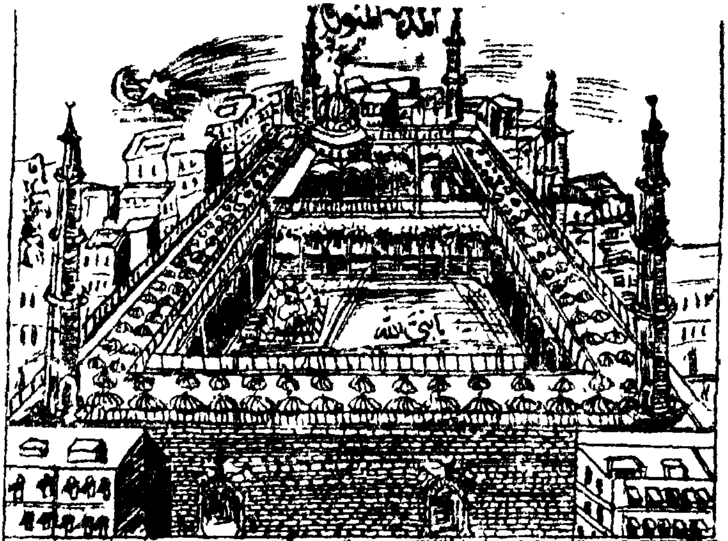
یہ وہ نادر و نفیس کتاب ہے جسکو زمانہ نہایت سے زمانہ میں تلاش کر رہا تھا اور ڈھونڈی نہ ملتی تھی۔ اس کتاب نے مخالفین کے چھکے چھڑا دیے ہوش اڑا دیے قلم توڑ دیے دل چور کر دیے۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے لئے علوم جمیع اشیاء کے اثبات پر وہ دلائل و براہین قائم کئے جس کو مخالفین کو جائے سخن نہ رہی۔ ایک ایک اعتراض کے وہ وہ زبردست جواب دئے کہ مخالف سکتہ میں ہیں۔ ان کے اعتراضات کی دھجیاں اڑا دیں قرآن۔ حدیث۔ تفسیر اور معتبر و معتمد کتب کے حوالوں سے مسئلہ ایسا واضح اور روشن کر دیا کہ ذرا بھی جائے چون و چرا باقی نہ رہی۔ وہ مسئلہ کی حقانیت آفتاب سے زیادہ ظاہر و واضح ہو گئی وہابیہ کے اعتراضات تلاش کر کرکے جمع کئے گئے اور ہر ایک کا جواب اس کتاب میں بالتفصیل محققانہ طور پر دیا گیا ہے۔ یہ بے نظیر کتاب پہلی مرتبہ ۱۳۴۲ھ میں چھپی اور ہاتھوں ہاتھ نکل گئی۔ حتی کہ حضرت مصنف مدظلہ کے پاس ایک نسخہ بھی باقی نہ رہا ملک کے اطراف و اکناف سے برابر درخواستیں آتی رہیں اور طلب جاری رہی۔ آخر کار ایک نسخہ مستعار لیکر بعد نظر ثانی دوسری مرتبہ نہایت خوشخط چھپوایا۔ بحمد اللہ اب تھوڑے ہی ایک مہینہ میں تین سو کتابیں فروخت ہو گئیں۔ شائقین جلد طلب فرمائیں ورنہ طبع آئندہ کا انتظار کرنا پڑے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

قیمت علاوہ محصول ڈاک ایک روپیہ (عہ)

فرائد النور فی جرائد القبور

قبروں پر پھول اور تر شاخیں ڈالنے اور قرآن پاک پڑھنے کے ثبوت اور منکرین کے جواب میں نہایت مدلل اور محققانہ رسالہ ہے قیمت مجلد ۲ (

المشتہر محمد نعیمی۔ مراد آباد محلہ چوکی حسن خاں



اہلسنت کا مذہبی اخلاقی ماہوار رسالہ

السواد الاعظم

حمایت مذہب اصلاح معاشرت
تہذیب اخلاق کے لئے
شائع ہوتا ہے

السواد الاعظم کے مقاصد

مذہب مقدس کی حمایت وحفاظت دشمنان دین اور مخالفین اسلام کے حملوں کا دفع کرنا اور متانت وسنجیدگی کیساتھ ان کے اعتراضات رد کرنا فرقہ بندی کو شکست دینا، وجوہ تفرق واختلاف پر عمیق نظر ڈال کر اتحاد و اتفاق کی تدابیر پیدا کرنا مسلمانوں کو اخلاق ومعاشرت سکھانا قوم کی شیرازہ بندی کھوئی ہوئی دولت کا پتہ چلانا گذرے ہوئے زمانہ کو واپس لانا سوتوں کو جگانا مردہ دلوں کو جلانا یعنی مسلمانوں کی اصلاح کرکے انہیں حالت سابقہ پر لانا.... ناواقف مسلمانوں کو مذہب سے واقف کرنیکی کوشش کرنا دین کیطرف توجہ دلانا اہل اسلام کے دینی و دنیوی زندگی کو کامیاب بنانا اس رسالہ کے بڑے بڑے مقاصد ہیں

اصحاب قلم کی خدمت میں گزارش

رسالہ کی زبان فصیح اور شستہ زبان رسالہ کے لوازم ضروریہ میں داخل ہے مضامین میں زبان کا لحاظ ضرور رہے

طرز تحریر علمی مباحث میں محققانہ رنگ ہو مناظرات میں سخت و شنیع الفاظ سے احتراز کیا جائے۔ رسالہ کے اس انداز خاص کا لحاظ رہے

مناظرات میں سطحی نظر تعصب ونفسانیت کی روش سے رسالہ انشاء اللہ تعالی بالکل پاک رہیگا۔ مباحثات ومناظرات میں عدل وانصاف کے ساتھ قلم اٹھائے جائینگے۔ رد وجواب میں تفہیم مد نظر ہوگی تجہیل وتحمیق منظور نہیں البتہ واقعی حالت کا بے رو رعایت کماہی ظاہر کرنا ممنوع نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موالات

(لاحق بسابق)

اور اُس کا دل جو محبوب حقیقی کے عشق و محبت کی جلوہ گاہ بن چکا ہے مغضوبانِ الٰہی کی الفت و وداد کی تاریکیوں کو قبول کر سکے۔ جو زبان شیرینی کی عادی اور خوگر ہو وہ تلخی سے استلذاذ کرے یہ متصور نہیں

مجازی و معمولی محبتوں میں محبوب کے دشمنوں کے ساتھ قلب کو نفرت ہو جاتی ہے اور دوست کا ادنیٰ مخالف دشمن سے بدتر معلوم ہوتا ہے حتیٰ کہ قرابتوں کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔ تو کس طرح ممکن ہے کہ عشقِ الٰہی کی دولت سے مالا مال ہو کر کوئی دل کفار کی طرف مائل ہو سکے اور باوجود ایمان کے دل میں محبت کفار کی گنجائش رہے۔

یہ آیات و عبارات مذکورۃ الصدر کا حاصل و مفاد ہے اور اس سے محبت و مودت کفار کا حال معلوم ہوا۔

کفار کے ساتھ مخالطت و معاملت

یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں ہے کہ مخالطت و معاملت مطلقاً داخلِ موالات اور ممنوع نہیں کیونکہ موالات اور دوستی کا اطلاق جیسا کہ محبت و ربطِ قلب پر ہوتا ہے ایسا ہی رفیقانہ اختلاط اور دوستانہ میل جول پر بھی ہوتا ہے۔ کفار کے ساتھ ایسی مجالست و مصاحبت مواکلت و مشاربت تناصر و تعاون بھی ممنوع ہے انہیں رازدار بنانا۔ اپنے امور اُن کے ہاتھ میں دینا بھی ناجائز ہے۔

اسکی قدرے تفصیل گزارش کروں۔

(۱) کفار کے ساتھ یہ اختلاط عمل ایسا میل جول ایسا جو باوجود دوستی اور محبت کی صورت رکھتا ہو اور علامت موالات ہو سکے گو محبت قلب کے ساتھ نہ ہو وہ بھی داخلِ موالات اور ناجائز ہے۔

علامہ شیخ اسمٰعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ آیۂ کریمہ لَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيرًا کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ای جانبوهم مجانبة كلية اُن سے بالکل علٰحدہ رہو اور اُن کی نصرت ولا تقبلوا منهم ولاية و ولایت ہرگز نہ قبول کرو۔ لا نصرة ابدا (کذا فی تفسیر ابی السعود)

(روح البیان جلد ۱ صفحہ ۲۸۱)

علامہ مفتی ابو السعود لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ای لا یتخذ احد منکم احدا تم میں سے کوئی اُن میں سے کسی کو ولی بنائے

منہم ولیا بمعنی لاتصافوھم ولاتعاشروھم مصافاۃ الاحباب معاشرتھم لا بمعنے لاتجعلوھم اولیاء لکم حقیقۃ فانہ امر ممتنع فی نفسہ لایتعلق بہ النھی (تفسیر ابو السعود جلد ۲ صفحہ ۵۹۱)

یعنی تم ان سے یاری نہ کرو۔ اور ان کے ساتھ دوستوں کا سا ملنا اور انکی سی معاشرت نہ کرو۔ یہ نہیں کہ انھیں حقیقۃً اپنا دوست نہ بناؤ کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں اس کے ساتھ نہی کیونکر متعلق ہو۔

(۲) جو تعلق اور میل جول کہ حقیقۃً محبت و مودت کے ساتھ نہیں ہے اور نہ دوستی و موالات کی علامت ہو سکتا ہے مگر اس سے مسلمان کا کوئی مقصد صحیح اور حاجت معتبرہ بھی نہیں اور کفار کا اس میں نفع ہے وہ بھی موالات کے ساتھ ملحق اور ناجائز ہے کیونکہ یہ اگر علامت موالات نہیں تو کم از کم صورتِ موالات تو ہے ہی۔

تفسیر ابو السعود صفحہ ۵۹۵ میں ہے۔

وفیہ زجر شدید للمؤمنین عن اظہار صورۃ الموالاۃ لھم وان لم تکن موالاۃ فی الحقیقۃ

اس میں مومنین کو کفار کے ساتھ صورت موالاۃ ظاہر کرنے پر زجر شدید فرمایا ہے گو حقیقۃً موالات نہ ہو۔

(کذا فی روح البیان)

(۳) جس تعلق میں ربط قلب مودت بھی نہ ہو اور وہ علامت دوستی بھی نہ ہو اور مسلمان کا اس میں کوئی مقصد بھی ہو مگر اسلام یا مسلمانوں کے

حق میں اس سے کوئی ضرر ہوتا ہو وہ بھی اسی کے ساتھ ملحق اور ناجائز ہے جیسے مسلمانوں سے لڑائی کے وقت بطمع زر لشکر کفار میں داخل ہونا انہیں سہ یا مال سے مدد پہنچانا وغیرہ اس کے امثال۔

تفسیر خازن میں ومن یتولھم منکم فانہ منھم کے تحت میں فرماتے ہیں

یعنی ومن یتولی الیھود والنصٰرٰی دون المؤمنین فینصرھم علی المؤمنین فھو من اھل دینھم وملتھم (خازن جلد ۱ صفحہ ۴۷۲)

جو مومنین کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کو دوست بنائے اور مومنین کے مقابلہ میں ان کی مدد کرے وہ انہیں کے دین و ملت والوں میں سے ہے۔

تفسیر مدارک میں فتری الذین فی قلوبھم مرض یسارعون فیھم کے تحت میں فرماتے ہیں۔

فی معاونتھم علی المؤمنین وموالاتھم۔

(جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ) کفار کے ساتھ موالات اور مومنین کے مقابلہ میں ان کی مدد کرنے میں جلدی کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ موالات کی مسطورہ بالا صورتیں ممنوع ہیں جن کے احکام مع دلائل مفصلاً مذکور ہو چکے اور جن کا لب لباب یہ ہے کہ کفار کو دوست بنانا ان پر اعتماد کرنا ان کو رازدار ٹھہرانا ان کو مددگار سمجھنا۔ ان کو اپنے امور کا والی اور دخیل کار قرار دینا انہیں قوت پہنچانا ان سے بے ضرورت شدید میل جول اختلاط و ارتباط رکھنا ان کی رسمیں برتنا مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کی امداد کرنا یہ سب باتیں ممنوع اور داخل موالات ہیں۔ اور قرآن پاک میں

ان کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ لیکن شریعت مطہرہ کے احکام سراسر حکمت ہیں۔ اور مسلمانوں کی مصلحتیں اُن میں ملحوظ۔ جہاں کفار کا غلبہ ہو یا وہ حاکم و والی ہوں اور مجانبت کلیہ و انقطاع تام سے مسلمانوں کے ضرر کا اندیشہ ہو۔ وہاں اُن کے ساتھ ایسے امور میں شرکت جو ممنوع نہیں ہیں اور جن سے اسلام و اہل اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا ہے جائز ہو قلب کفر و کفار کی محبت سے فارغ ہونا چاہیے۔

آیت وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ط	اور جو ایسا کرے گا (کافروں سے دوستی کا برتاؤ کریگا) اُسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم اُن سے کچھ ڈرو۔

تفسیر ابو سعود میں ہے۔

الا ان تخافوا من جهتهم امرا يجب اتقاؤه اى الا ان يكون للكافر عليك سلطان فتخاف على نفسك ومالك فحينئذ يجوز لك اظهار الموالاة و ابطان المعاداة۔	مگر یہ کہ تمھیں اُنکی طرف سے کسی ایسی بات کا خوف ہو جس سے ڈرنا ضروری ہو یعنی مگر جبکہ کافر کو تم پر غلبہ ہو اور تم کو اُس سے اپنی جان و مال کا خوف ہو اُس وقت تمھیں اظہار موالات اور ابطان معادات جائز ہے

تفسیر خازن میں فرماتے ہیں۔

معنى الاية ان الله نهى المومنين عن موالاة الكفار ومداهنتهم	معنی آیت کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو کفار کی موالات اور اُنکے ساتھ مداہنت

ومداهنتهم الا ان يكون الكفار	اور رازداری کی ممانعت فرمائی مگر
غالبين ظاهرين او يكون	جبکہ کافر غالب ہوں یا مومن قوم کفار میں
المومن في قوم كفار فيداهنهم	ہو تو اپنی جان سے دفع ضرر کے لئے زبانی
بلسانه وقلبه مطمئن بالايمان	مداہنت کر سکتا ہے بشرطیکہ دل ایمان کے
لدفع الضرر عن نفسه من غير ان	ساتھ مطمئن ہو اور کسی خون حرام یا مال
يستحل دما حراما او مالا حراما	حرام کا استحلال یا اور کوئی حرام کام
او غيره من المحرمات او	نہ کرنا پڑے نہ کفار کو مسلمانوں کے راز
يطلعهم الكفار على عورات المسلمين	پر آگاہی دے۔

(۴) جو تعلق مذکورہ بالا باتوں سے خالی ہو یعنی وہ نہ حقیقت میں محبت کی بنا پر ہو نہ اس کی علامت و دلیل نہ اس سے اسلام یا مسلمانوں کا ضرر و نقصان متصور ہو نہ کفار کا فائدہ و نفع مقصود ہو اور اس میں مسلمان کی کوئی حاجت و ضرورت یا مقصد صحیح ہو تو وہ جائز ہے اور موالات محرمہ میں داخل۔

روح البیان میں من يتولهم منكم فانه منهم کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

اى هو على دينهم ومعهم فى	(جو ان سے دوستی کریگا وہ انہیں میں سے
النار وهذا اذا تولاهم	ہے) یعنی ان کے دین پر اور ان کے ساتھ
لدينهم واما الصحبة لمعاملة	دوزخ میں یہ جب ہے کہ ان سے ان کے
شراء شئ منهم او طلب عمل	دین کی وجہ سے دوستی کی ہو۔ لیکن صحبت

منهم مع المخالفة فی الاعتقاد	کسی معاملہ خرید و فروخت کے لیے یا اُن سے
والامور الدينية فليس تحت	کوئی کام خدمت لینے کے لیے باوجود مخالفت
هذا الوعيد	اعتقاد اور مخالفت امور دینی کے یہ اس وعید
	میں داخل نہیں۔

یہی علامہ آیہ لاتتخذوا قوماً الآیہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

واما المعاملة كالمبايعة العادية	لیکن معاملہ کرنا مثل خرید و فروخت کے لیے
او المجاورة او المرافقة بحيث	یا پڑوس کی وجہ سے یا ہمراہی کے سبب
لا تضر بالدين فليس بمحرم	اس طور پر کہ اُس سے دین میں ضرر نہ ہو حرام
(روح البیان جلد ۹ صفحہ ۴۱)	نہیں۔

اس قسم کے معاملات اور مسلمانوں کو کفار کے ساتھ محل و موقع پر حسب حاجت مکارم اخلاق کا برتاؤ کرنا بھی جائز ہے تاکہ وہ بھی اہل اسلام کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں

ہدایہ میں ہے۔

وان علم انهم يأخذون	اگر یہ معلوم ہو کہ وہ (اہل حرب) ہم
منا ربع العشر او نصف العشر	(مسلمانوں) سے چہارم عشر یا نصف عشر
يأخذ بقدره وان كانوا	لیتے ہیں تو (مسلمانوں کا) کل مال لے لیتے
يأخذون الكل لا يأخذ الكل	ہوں تو یہ کل نہ لے کیونکہ یہ غدر ہے اور
لانه غدر وان كانوا لا يأخذون	اگر وہ بالکل نہ لیتے ہوں تو یہ بھی بالکل نہ
اصلا لا يأخذ ليتركوا الاخذ	تاکہ وہ ہمارے تجار سے لینا ہی چھوڑ دیں

من تحتہا ... ناحق مکارم الاخلاق ...	اور اس لیے کہ ہم اخلاق کریمہ کے سزاوار ہیں۔

یہود و نصاریٰ ... محارب و غیر محارب کا فرق

[illegible] کوئی بھی ہوں مجوس یا ہنود۔ نصاریٰ یا یہود۔ موالات سب سے ممنوع ... محارب و غیر محارب میں کوئی فرق نہیں۔ بات یہ ہے کہ کفار سب ہی اسلام و اہل اسلام کے دشمن ہیں۔ (الکفر ملۃ واحدۃ) اپنے موقع پر کوئی بھی مسلمانوں سے درگزر کرنے والا نہیں۔ جس کو موقع ملا اس نے جنگ کی جس کو موقع نہیں ملا وہ ہر دم موقع کی تلاش میں ہے۔ اور اس کے سینے میں بھی وہی عداوت بھرا دل ہے وہی جوش غضب ہے جو محارب کے دل میں۔ یہ اس سے کسی طرح کم نہیں لڑائی بھی قسم قسم کی ہے۔ کوئی تلوار لیکر مقابل آتا ہے۔ کوئی دوست بنکر خفیہ تدابیر سے کام کر جاتا ہے۔ اور صیاد کی طرح گرفتار مصیبت کرنے کے لیے دانہ سامنے رکھتا ہے اور جال خاک میں چھپاتا ہے اور اپنی کیادی و مکاری سے ضرر عظیم پہنچاتا ہے۔ مسلمانوں کا دوست ان میں ایک بھی نہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا	اے ایمان والو غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ
بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ	وہ تمہاری برائی میں درگزر نہ کریں گے
خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ	انکی آرزو ہے جتنی تمھیں ایذا پہنچے دشمنی

الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَ
مَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ
قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ
تَعْقِلُونَ ۝ هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ
تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَ
تُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ
وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَ
إِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ
مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ
إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ
وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا
بِهَا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا
لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا
إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ

اُن کے مونھوں سے ظاہر ہو چکی اور جو
اُن کے سینے پوشیدہ رکھتے ہیں وہ اور بھی
بڑا ہے۔ ہم نے تمھیں کھول کر نشانیاں
سُنا دیں اگر تمھیں عقل ہو۔ سُنتے ہو یہ جو
تم ہو۔ تم تو اُنھیں چاہتے ہو اور وہ تمھیں
نہیں چاہتے۔ حالانکہ تم سب کتابوں پر
ایمان لاتے ہو۔ اور وہ جب تم سے ملتے
ہیں کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ اور جب
اکیلے ہوں تو تم پر اُنگلیاں چبائیں غصہ سے
تم فرما دو کہ مر جاؤ اپنی غیظ میں۔ اللہ
خوب جانتا ہے دلوں کی بات تمھیں کوئی
بھلائی پہنچے تو اُنھیں بُرا لگے۔ اور تم کو
بُرائی پہنچے تو اس پر خوش ہوں اور اگر تم صبر
اور پرہیزگاری کیے رہو تو اُن کا داؤں تمھارا
کچھ نہ بگاڑے گا۔ بیشک اُن کے سب کام اللہ کے گھیرے
میں ہیں۔

کفار کی عداوت قرآن پاک نے اس صراحت کے ساتھ بیان فرمائی اور
اُن کے آتشِ عناد کے تیز شراروں سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو
آگاہ فرمایا۔ ہر صاحبِ عقلِ سلیم اور ہر ذی ہوش جانتا ہے کہ جن سے

قلوب عداوت سے لبریز اور جن کے باطن دشمنی وعناد کا دریا طوفان خیز ہیں اُن سے نہ فقط بےخطر رہنا اُن کو خیرخواہ اور دوست سمجھنا خودکشی کا مرادف ہے۔

عداوت جن کی طبیعت بن گئی وہ موقع نہ پانے سے دوست سمجھ لینے کے قابل نہیں ہو جاتا۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ سانپ دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو مجھ پر حملہ کر چکا وہ تو بے شک احتراز کے قابل ہے لیکن دوسرا وہ جس نے مجھ پر کوئی حملہ نہیں کیا ہے اُس سے احتراز کرنا کم ہمتی اور بدخلقی ہے۔ حملہ آور اور غیر حملہ آور کے ساتھ ایک سلوک نہایت بیجا ہے۔ بایں دلیل کالے زہریلے سانپ سے احتراز نہ کرے اُس کو گود میں پرورش کرے تو اُس کو لاالعقل و نادان کہا جائے گا۔ اور ہلاکت اُس کا مآل کار ہوگا۔

قرآن پاک نے اس پر جابجا تنبیہ فرمائی ہے اور مسلمانوں کو باخبر اور ہوشیار کیا ہے۔

اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ

کفار اگر تم پر موقع پائیں تو تمہارے دشمن ہونگے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں بدی کے ساتھ دراز کریں گے اور اُنکی تمنا ہے کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ۔

تفسیر خازن میں فرماتے ہیں۔

(اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ) اي يظفروا (کفار اگر تم کو پائیں) یعنی اگر تم پر دسترس

بكم ويكونوا لكم اعداء	پائیں اور تمہیں دیکھ لیں (تو تمہارے دشمن
وَيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ	ہو جائیں گے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ
وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ) اى	اور اپنی زبانیں بدی کے ساتھ دراز کریں
بالضرب القتل والشتم	گے) یعنی ضرب قتل اور سب وشتم کے ساتھ)
والسب (وَوَدُّوْا) اى	اور آرزو کریں گے کہ تم کافر ہو جاؤ یعنی
تمنوا (لَوْ تَكْفُرُوْنَ) اى ترجعون	اُنکے دین کی طرف پلٹو جیسا کہ وہ کافر
الى دينهم كما كفروا والمعنى	ہو گئے۔ اور معنے یہ ہیں کہ دشمنانِ خدا
ان اعداء الله لا يخلصون	اللہ والوں کے ساتھ اخلاص ومحبت
المودة لاولياء الله ولا ينصحونهم	نہیں کرتے کیونکہ اُن کے درمیان
لما بينهم من الخلاف	مخالفت ہے۔ پس تم بھی اُن سے دوستی
فلا تناصحوهم انتم ولا تتوادوهم	ومحبت نہ کرو۔

(تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۲۵۶)

تفسیر مدارک میں ہے۔

(ان يثقفوكم) اى يظفروا	یعنی اگر تم پر موقع پائیں اور قادر ہوں تو
بكم ويتمكنوا منكم (يكونوا لكم	تمہارے دشمن خالص العداوۃ بن جائیں
اعداء) خالصى العداوة	اور تمہاری طرح وہ تمہارے دوست
ولا يكونوا لكم اولياء كما	نہ ہوں۔ اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور
انتم (ويبسطوا اليكم ايديهم	زبان بدی کے ساتھ دراز کریں قتل وشتم
والسنتهم بالسوء) بالقتل	کے ساتھ۔

التمسم (وددو الوتکفرون)	اور تمنا کرتے ہیں کہ تم اپنے دین سے مرتد
مندوا لوترتد ون عن دینکم	ہو جاؤ۔ ایسی حالت میں ایسوں سے
اذا موادة اشالہم خطاء	دوستی کرنا خطائے عظیم ہے۔
عظیم منکم و الماضی وان	اور ماضی اگرچہ باب شرط میں مضارع کے
کان یجری فی باب الشرط	قائم مقام ہوتی ہے۔
مجری المضارع ففیہ نکتة	پس اس میں نکتہ ہے گویا کہ کہا گیا کہ انھیں
کانہ قیل ودوا قبل کل شئ	ہر چیز سے پہلے تمھارے کافر و مرتد ہو جانے
کفرکم وارتدادکم یعنی انہم	کی آرزو ہے۔ یعنی وہ چاہتے ہیں کہ تھیں
یریدون ان یلحقوا بکم مضار	دینی و دنیوی ضرر پہنچائیں۔
الدنیا والدین من قتل الانفس	جانوں کا قتل۔ آبروریزی اور تھیں کافر
تمزیق الاعراض وردکم	بنانا سب سے پہلا ضرر ہے۔ اُن کے نزدیک
کفار اسبق المضار عندھم	کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ دین تھیں جانوں سے
اولہا لعلمہم ان الدین	زیادہ پیارا ہے۔
اعز علیکم من ار واحکم	کیونکہ تم اُس کے لیے اُنھیں خرچ کرنے
لانکم بذالون لہا دونہ	والے ہو اور دشمن کے نزدیک جو چیز
العدو اہم شئ عندہ ان	اہم ہوتی ہے جو اُس کے حریف کے
یقصد اہم شئ عند صاحبہ	نزدیک سب سے اہم ہو۔

قرآن پاک نے ۔ ۔ ۔ بتایا کہ ۔ ۔ ۔ [illegible]

سمجھ ۔ ۔ ۔ [illegible] ۔ ۔ ۔ دشمن ۔ ۔ ۔ [illegible]

ہوتے ہیں اُن کی زبانوں سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے دلوں میں اُس سے
سخت تر عناد ہے۔ وہ اگر موقع پائیں تو ہاتھ اور زبان سے تکلیف
پہنچائیں قتل کریں ماریں گالیاں دیں۔ بُرا کہیں کوئی تکلیف ایسی نہیں
ہے کہ اُن کے اختیار میں ہو اور وہ درگزر کر جائیں۔

اب ثابت ہو گیا کہ ترک موالات کا حکم تمام کفار سے ہے [illegible]
اور ہنود و نصاریٰ کا فرق باطل ہے۔ موالات تمام کفار سے ممنوع
ہے۔ اور ہنود تو بدترین کفار میں سے ہیں۔

بعض صاحبوں کا یہ خیال کہ ہندو ہم سے برسر جنگ نہیں ہیں انھوں نے
ہمیں گھروں سے نہیں نکالا۔ وہ ہمارے اخراج پر مظاہرہ نہیں کرتے
اس لیے اُن کے ساتھ موالات جائز اور نصاریٰ کے ساتھ اس وجہ سے
ناجائز ہے کہ وہ برسر جنگ ہیں۔

قطع نظر اس سے کہ یہ بیان واقعہ کے خلاف ہے۔ رات دن کے حالات
ظاہر و مخفی عداوتیں حریفانہ چالیں قسم قسم کی ایذائیں جو ہندو پہنچاتے رہتے
ہیں۔ آرہ اور کٹارپور کے واقعات مسلمانوں کو قتل کرنا۔ عورتوں۔
بچوں کو جلانا گھروں کو پھونکنا قرآن شریف اور مسجدوں کی بے حرمتی کرنا اور
طرح طرح کی ایذائیں سب اس کے مکذب ہیں۔ ان سب سے قطع نظر
کیجیے تو یہ تفرقہ قرآن پاک کی کثیر آیتوں کے خلاف ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ	دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا کہ
مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا	ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ
إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ	کرو بیشک انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں۔

اس آیت پر استدلال پیش کرنا مستدل کی فاحش غلطی ہے۔ اسلئے کہ اول تو یہ آیت ایسی نہیں جو مستدل کو نفع دے سکے۔ منسوخ ہے تفسیر جلالین میں ہے۔

وھذا قبل الامر بالجھاد	یہ حکم جہاد سے قبل تھا۔

(تفسیر جلالین صفحہ ۴۵۵)

علامہ عبد الرحمن بن محمد دمشقی رسالہ ناسخ ومنسوخ میں لکھتے ہیں۔

سورۃ الممتحنۃ فیھا من	سورہ ممتحنہ میں تین حکم منسوخ ہیں۔
المنسوخ ثلثۃ احکام الحکم	حکم اول ان لا ینھاکم اللہ المقسطین
الاول قولہ تعالیٰ لا ینھاکم	آیہ اقتلوا المشرکین سے
اللہ عن الذین لم یقاتلوکم	منسوخ ہوا۔
فی الدین الیٰ قولہ تعالیٰ ان	
اللہ یحب المقسطین نسخ	
بقولہ تعالیٰ اقتلوا المشرکین	

تفسیر کبیر میں ہے۔

وقال قتادۃ نسختھا اٰیۃ	قتادہ نے کہا کہ اس کو آیت قتال نے
القتال (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۹۰)	منسوخ کیا۔

اور بالفرض اگر آیت منسوخ نہ ہو تو بھی اُس سے یہ استدلال کسی طرح درست نہیں۔ کیونکہ اَلَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ سے کفار ہی مراد ہوں اس پر کوئی دلیل قاطع نہیں ہے۔

(۱) اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے اہل عہد مراد ہیں جنھوں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے ترک قتال و مظاہرہ پر عہد کیا تھا اور وہ قوم خزاعہ تھی اس آیت میں حضور کو حکم کیا گیا کہ اُس معاہدہ کی مدت تک وفا فرمائیں۔ یہ قول ابن عباس اور مقاتلین اور کلبی کا ہے۔

(۲) مجاہد کا قول ہے کہ وہ لوگ مراد ہیں جو مکہ مکرمہ میں ایمان لائے اور اُنھوں نے ہجرت نہیں کی۔

(۳) اور کہا گیا ہے کہ وہ عورتیں اور بچے ہیں۔

(۴) حضرت عبد اللہ بن زبیر سے مروی ہے کہ یہ آیت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے حق میں نازل ہوئی ہیں کے پاس اُنکی والدہ بحالت شرک ہدیہ کے طور پر چند چیزیں لیکر آئی تھیں اور اُنھوں نے نہ اُنکا ہدیہ قبول کیا نہ اُنھیں گھر میں داخل ہونے کی اجازت دی حضور نے اُن کو حکم فرمایا کہ ہدیہ قبول کریں اور اُنھیں گھر میں داخل ہونے دیں اور اُنکے ساتھ احسان واکرام کریں۔

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ بنی ہاشم کی ایک قوم مراد ہے۔

(۶) حسن سے مروی ہی کہ مسلمانوں نے حضور سرور عالم علیہ الصلاۃ والسلام سے

اپنے مشرک رشتہ داروں کے ساتھ صلہ و احسان کی اجازت چاہی۔
بہرحال اقوال بہت ہیں والکل فی التفسیر الکبیر۔
اس پر یہ جزم کر لینا کہ آیت میں ... سے کفار ہی مراد ہیں کس طرح ممکن ہے۔ جائز ہے کہ مسلمان مراد ہوں۔ جائز ہے کہ ... کافر مراد ہوں جو لڑنے کے قابل نہیں جیسے عورتیں۔ بچے۔ بوڑھے چنانچہ مفسرین سے یہ تمام اقوال ملتے ہیں۔
اور فرض کرو کافر ہی مراد ہیں تب بھی استدلال صحیح نہیں۔ کہ مراد کفار معاہدین ہیں کیونکہ آیت سے اُن کے ساتھ بر و اقساط ثابت ہوگا اور وہ اُن سے ترک موالات کے منافی نہیں۔ نہ اُس سے موالات کا جواز لازم آتا ہے۔ موالات ممنوع ہونے پر بھی اُن کے ساتھ بر و اقساط ممکن ہے۔
الحاصل آیت سے یہ ثابت کرنا کہ ہنود سے غیر محارب ہونے کی وجہ سے موالات جائز ہے کسی طرح صحیح نہیں۔
تفسیر روح البیان میں ہے۔

کان الظاھر من امر المقابلۃ فی الایتین ان یقال فی الاولی ان تولوھم کما فی الثانیۃ او یعکس بان یقال فی الثانیۃ ان تبروھم کما فی الاولی او یذکر کل منھما فی کل من الایتین	دونوں آیتوں میں جو مقابلہ ہے اُس کے لحاظ سے ظاہر یہ تھا کہ پہلی آیت میں ان تولوھم فرمایا جاتا جیسا کہ دوسری میں ہے یا عکس کیا جاتا اور دوسری میں پہلی کی طرح ان تبروھم فرمایا جاتا۔ یا ہر ایک کو دونوں آیتوں میں ذکر کیا جاتا۔

لکن الدلائل العقلیۃ و	لیکن دلائل عقلیہ و شواہد نقلیہ اس پر
الشواھد النقلیۃ دلت	دال ہیں کہ کافر کی موالات ناجائز ہے
علی ان موالاۃ الکافر غیر	خواہ وہ مقاتل ہو یا غیر مقاتل بخلاف
جائزۃ مقاتلا کان او غیرہ	مبرۃ کے کیونکہ غیر مقاتل کے لیے جائز
بخلاف المبرۃ فانھا جائزۃ	اور مقاتل کے لیے یہ بھی موالات کی
لغیر المقاتل غیر جائزۃ	طرح ناجائز ہے۔
للمقاتل کالموالاۃ۔	

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ کافر سے مطلقاً موالات ممنوع ہے عام ازیں کہ وہ محارب ہو یا غیر محارب اور یہ مضمون آیات کثیرہ سے ثابت ہو۔

آیت یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے ایمان والو غیروں کو اپنا رازدار
لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ	نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں درگزر
لا یالونکم خبالا۔	نہ کریں گے۔

تفسیر خازن میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

وقیل المراد بھذہ جمیع اصناف	کہا گیا اس سے کفار کے جمیع اصناف مراد
الکفار و یدل علی صحۃ ھذا	ہیں اور اس قول کی صحت پر آیت کے
القول معنی الایۃ لان اللہ	معنی دلالت کرتے ہیں اسلیے کہ اللہ تعالیٰ
تعالیٰ قال لا تتخذوا بطانۃ	نے فرمایا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم
من دونکم فمنع المومنین ان	مومنین کو غیروں کے رازدار بنانے
یتخذوا بطانۃ من دون المومنین	سے منع فرمایا یہ تمام کفار

فیکون ذلک نہیا عن جمیع الکفار — ممانعت ہوئی۔

(خازن جلد ۱ صفحہ ۳۲)

آیت یٰایها الذین اٰمنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علٰی اعقابکم فتنقلبوا خٰسرین

اے ایمان والو اگر تم کافروں کے کہے پر چلے تو وہ تمھیں اُلٹے پاؤں پلٹا دیں گے پھر ٹوٹا کھاتے پلٹ جاؤ گے۔

تفسیر مدارک شریف میں اس آیت کے تحت مسطور ہے۔

قیل هو عام فی جمیع الکفار وعلی المؤمنین ان یجانبوهم ولا یطیعوهم فی شیء حتی لا یستجروهم الی موافقتهم۔

کہا گیا کہ یہ تمام کفار کے حق میں عام ہے اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ اُن سے علٰحدہ رہیں اور کسی بات میں اُن کا کہنا نہ مانیں تاکہ وہ انھیں اپنی موافقت پر مجبور نہ کرسکیں

(تفسیر مدارک جلد ۱ صفحہ ۱۶۹)

تفسیر کبیر میں یایها الذین امنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزوا الآیہ کی تفسیر میں ہے۔

اعلم انه تعالیٰ نهی فی الآیة المتقدمة عن اتخاذ الیهود والنصاریٰ اولیاء وساق الکلام فی تقریره ثم ذکر ههنا النهی العام عن موالاة جمیع الکفار وهو هذه الآیة۔

جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں یہود و نصاریٰ کو دوست بنانے سے ممانعت فرمائی۔ اور اس کی تقریر میں کلام جاری فرمایا۔ پھر یہاں تمام کفار سے موالات کی عام ممانعت فرمائی۔

ان آیات و عبارات سے معلوم ہوا کہ کفار حربی ہوں خواہ غیر حربی جنگجو ہوں یا نہ ہوں سب سے موالات ممنوع اور انقطاع واجب ہے۔ حتی کہ اگر وہ اعوان و انصار اور ظہیر و مددگار بنکر آئیں تو بھی ان کے ساتھ موالات ناجائز ہے۔ اور مجانبت واجب ہے اور اُن کی نصرت و امداد نامقبول۔

آیت لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین	مومن ایمان والوں کو چھوڑکر کافروں کو دوست نہ بنائیں۔

تفسیر مدارک میں ہے۔

نہوا ان یوالوا الکافرین لقرابة بینہم او لصداقة قبل الاسلام اوغیر ذلک۔	کفار کی موالات اور دوستی سے مسلمانوں کو ممانعت کی گئی خواہ وہ دوستی کسی قرابت کی وجہ سے ہو یا اسلام سے پہلی رسم و راہ کی وجہ سے
(تفسیر مدارک جلد ۱ صفحہ ۲۲۷)	یا کسی اور وجہ سے۔

تفسیر خازن میں ہے۔

قیل ان عبادة بن الصامت کان له حلفاء من الیہود فقال یوم الاحزاب یارسول الله ان معی خمسمائة من الیہود وقد رأیت ان استظہر بہم علی العدو فنزلت ہذہ الآیة وقوله لا یتخذ المؤمنون الکافرین	کہا گیا ہے۔ کہ عبادہ بن صامت کے یہودی حلفاء تھے عبادہ رضی اللہ عنہ نے جنگ احزاب کے روز حضور سے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ پانسو یہود ہیں اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ دشمن کے مقابلہ میں ان سے مدد لوں۔ پس یہ آیت نازل ہوئی اور لا یتخذ المؤمنون الکافرین

اولیاء یعنی انصارا او اعوانا	اولیا کے معنی یہ ہیں کہ مومن کفار کو اعوان
من دون المؤمنین یعنی من	و انصار نہ بنائیں۔ اور مسلمانوں کے سوا کسی
غیر المومنین والمعنی لا یجعل	کو یار و مددگار نہ ٹھہرائیں۔ مطلب یہ کہ مومن
المؤمن ولا یتولیٰ من ھو غیر	کے دوستی غیر مومن کے لیے نہیں۔
مؤمن نھی اللہ المؤمنین ان	اللہ تعالیٰ نے مومنین کو کفار کی دوستی اور ان
یوالو الکفار او یلاطفوھم	کے ساتھ ملاطفت سے منع فرمایا خواہ یہ کسی
لقرابۃ بینھم او محبۃ او معاشرۃ	قرابت و رشتہ داری کی وجہ سے ہو یا محبت
والمحبۃ فی اللہ والبغض فی	ومعاشرت کی وجہ سے۔ اور اللہ کے لیے
اللہ باب عظیم واصل من	دوستی اور اسی کے لیے دشمنی ایمان کے اصول
اصول الایمان۔	میں سے بڑی اصل ہے۔

(تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۲۲۷)

تفسیر خازن میں آیہ لا تتخذوا منھم ولیا ولا نصیرا کے تحت میں ہے

یعنی ینصر کم علی اعداءکم	یعنی کفار کو ایسا مددگار نہ بناؤ کہ وہ تمہارے
لانھم اعداء۔	دشمنوں پر تمہاری مدد کریں کیونکہ وہ دشمن ہیں۔

(تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۳۸۲)

مدارک شریف میں اسی آیت کے تحت میں فرمایا

وان بذلوا لکم الولایۃ و	اگر وہ تمہارے لیے ولایت و نصرت
النصرۃ فلا تقبلوا منھم۔	صرف کریں تو تم اُن سے قبول نہ کرو۔

(تفسیر مدارک جلد ۱ صفحہ ۳۷۶)

تفسیر کبیر میں انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الایہ کی تفسیر میں ہے

لا شك ان الولایة المنهی عنها هی الولایة بمعنی النصرة۔	اس میں شک نہیں کہ ولایت ممنوعہ ولایت بمعنی نصرت ہی ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۶۲۰)

کچھ آگے چلکر فرماتے ہیں۔

انما ذکر اللہ هذا الكلام تطییبا لقلوب المؤمنین وتعریفا لهم بانه لا حاجة بهم الی اتخاذ الاحباب والانصار من الكفار وذلك لان من كان اللہ ورسوله ناصرا له ومعینا له فای حاجة به الی طلب النصرة والمحبة من الیهود والنصاری۔	اللہ تعالیٰ نے یہ کلام اسلیے ذکر فرمایا کہ مومنین کے قلوب کو مسرت حاصل ہو اور اُن کو معرفت کرائی جائے کہ اُنھیں کفار کو یار و مددگار بنانے کی ضرورت و حاجت نہیں ہے کیونکہ اللہ و رسول جس کے ناصر و مددگار ہوں اُس کو یہود و نصاریٰ سے مدد چاہنے اور محبت کرنے کی کیا حاجت۔

(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۶۲۱)

پھر اِسی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

والمراد ان اللہ تعالیٰ امر المسلم ان لا یتخذ الحبیب والناصر الا من المسلمین۔	مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو حکم فرمایا کہ دوست اور مددگار نہ بنائے مگر مسلمان کو۔

(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۶۲۲)

اور آگے چلکر فرماتے ہیں۔

فلا تتخذ وهم اولياء وانصارًا واحبابًا فان ذلك كالامر الخارج عن العقل والمروءة ۔	تم انھیں اپنا دوست یار و مددگار و ہمنوا نہ بناؤ کیونکہ یہ ایسا ہے جیسے کوئی بات عقل و مروت سے خارج ہو۔

(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۶۲۳)

کفار غیر محارب کفار۔ تو ہیں دوستی و موالات تو الگ رہی ان سے اور فساق و فجار سے بھی ممنوع ہے۔

تفسیر خازن میں لا تقعد و امعہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ کی تفسیر میں فرمایا۔

قال ابن عباس دخل فی هذه الاية كل محدث فی الدين وكل مبتدع الى يوم القيمة	ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت میں قیامت تک کے بدعتی داخل ہیں۔

(تفسیر خازن جلد ا صفحہ ۴۱۰)

تفسیر کبیر میں آیۂ لا تجد قوما کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

فالاية زجر عن التودد الى الكفار والفساق عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه كان يقول اللهم لاتجعل لفاجر ولا لفاسق عندی نعمة فانی وجدت	آیت میں کفار و فساق کی دوستی و محبت سے زجر منع کیا گیا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے حضور یوں دعا فرماتے تھے یارب مجھ پر کسی فاجر و فاسق کا احسان مت رکھ کہ میں نے قرآن پاک میں

فیما وجبت لاتجد قوما الیٰ آخرہ	یہ آیت پائی ہے لاتجد الایہ
(تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۷۱)	
تفسیر روح البیان میں ہے۔	
وینبغی ان یعلم ان المومن کما یلزم لہ ان یقطع الموالاۃ عن الکفار کذلک یقطع ذلک عن الاقرباء الفجار۔	جاننا چاہیے جیسا کہ مومن پر کفار سے قطع موالات لازم ہے۔ ایسا ہی بدکار فاجر رشتہ داروں سے بھی مقاطعہ ضروری ہے۔
اسی روح البیان میں ہے۔	
عن سہل بن عبد اللہ التستری قدس سرہ من صحح ایمانہ فانہ لا یانس الی مبتدع ولا یجالسہ ولا یواکلہ ولا یشاربہ ولا یصاحبہ ویظہر من نفسہ العداوۃ والبغضاء	سہل بن عبد اللہ تستری قدس سرہ سے منقول ہے جس نے اپنا ایمان درست کرلیا اُس کو اہل بدعت سے انس نہ ہوگا نہ وہ اُس کے ساتھ ہمنشینی کرے نہ اُس کا ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو۔ نہ اُس سے یارانہ کرے اور اُس سے نفرت و عداوت ظاہر کرے گا۔
(تفسیر روح البیان جلد ۹ صفحہ ۲۶۵)	
اسی تفسیر میں ہے۔	
ینبغی للمومن الکامل ان ینقطع عن صحبۃ الکفار والفجار واہل البدع والاہواء وارباب الغفلۃ	مومن کامل کو چاہیے کہ کفار و فجار و اہل بدع و ہوا اور ارباب غفلت و انکار کی صحبت سے انقطاع کرے۔

والانکار (تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۵۰۸)

تفسیر احمدی میں ہے۔

ان القوم الظالمین یعم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع کلھم ممتنع۔ — قوم ظالم مبتدع اور فاسق و کافر سب کو عام ہے۔ اور سب کے ساتھ بیٹھنا ممنوع ہے۔

(تفسیر احمدی صفحہ ۳۰۸)

جبکہ مبتدع اور فاسق و فاجر کے ساتھ بھی موالات ممنوع ہے تو کافر کے ساتھ ممنوع ہونے میں کیا جائے تامل ہے۔ کافر غیر محارب کا فر تو ہے اُس سے ترک موالات کوئی تعجب کی بات نہیں شریعت مطہرہ فاسق مومن سے بھی ترک موالات کا حکم فرماتی ہے۔ اور ہنود تو مشرک و بت پرست ہونے کی وجہ سے بدترین کفار میں سے ہیں۔

تفسیر خازن میں تحت آیہ یایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا الآیہ فرمایا۔

انما فصل بین اھل الکتاب والکفار وان کان اھل الکتاب من الکفار لان کفر المشرکین من عبدۃ الاصنام اغلظ وافحش من کفر اھل الکتاب (تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۴۸۴) — اہل کتاب اور کفار کا جدا جدا ذکر فرمایا اگرچہ اہل کتاب داخل کفار ہیں۔ اسلئے کہ مشرکین بت پرستوں کا کفر اہل کتاب کے کفر سے اغلظ و افحش ہے۔

اب ظاہر و باہر ہو گیا کہ ہنود سے بھی ترک موالات فرض ہے اور آیت لا ینھٰکم اللہ الآیہ سے کفار غیر محاربین کے ساتھ جواز موالات ثابت کرنا باطل محض ہے۔ ہنود نہ تو غیر محارب ہیں نہ ذمی بلکہ وہ اہل کتاب سے بدرجہا بدتر ہیں ان سے موالات درکنار برّ و احسان بھی جائز نہیں کیونکہ آیت ممتحنہ سے اگر برّ و احسان کا جواز ثابت ہوتا ہے تو ذمی کے لیے نہ کہ حربی کے لیے۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے۔

الاولیٰ فی جواز الاحسان الی الذمی والثانیۃ فی عدم الحربی	پہلی آیت ذمی کے ساتھ جواز احسان کے بیان میں ہے اور دوسری اُس کے عدم جواز میں حربی کے ساتھ۔
(تفسیر احمدی صفحہ ۷۰۸)	

اور موالات تو کسی کافر کے ساتھ جائز نہیں حربی ہو یا غیر حربی۔ اس مدعا پر آیات کثیرہ پیش ہو چکی ہیں۔ آیت ممتحنہ میں جواز موالات پر کوئی دلالت نہیں تفاسیر کی عبارتیں گزر چکیں۔ موالات تو کجا کفار سے خواہ وہ غیر محارب بلکہ ذمی ہی بے ضرورت سلام تک جائز نہیں چہ جائیکہ موالات۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے

عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ لا ابتداء بالسلام فی کتاب و لا فی غیرہ	امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ کافر ذمی سے خط وغیرہ میں ابتدا بالسلام جائز نہیں
عن ابی یوسف رحمہ اللہ لا تسلم علیھم ولا تصافحھم (تفسیر احمدی صفحہ ۷۰۸)	اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ان پر سلام نہ کرو نہ اُن سے مصافحہ کرو۔

جب سلام و مصافحہ بھی جائز نہیں تو موالات کہاں سے جائز ہو گئی شریعت مطہرہ نے نکاح تک نہیں مسلمانوں پر کافروں کی خواہ وہ کوئی بھی ہوں ذمی یا غیر ذمی

شہادت تو جائز نہیں رکھی۔ ہدایہ میں ہے

ولا بد من اعتبار الاسلام فی انکحۃ المسلمین لانہ لا شہادۃ للکافر علی المسلم (ہدایہ صفحہ ۲۸۶)	مسلمانوں کے نکاحوں میں اسلام کا اعتبار ضروری ہے کیونکہ مسلمان پر کافر کی گواہی جائز نہیں۔

نیز ہدایہ میں ہے۔

لا ولایۃ لکافر علی مسلم لقولہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا و لھذا لا تقبل شہادتہ علیہ۔	کافر مسلمان کا ولی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ہرگز اللہ تعالی کافروں کے لیے مسلمانوں پر راہ نہ کریگا اسی لیے مسلمان پر کافر کی گواہی قبول نہ کی جائیگی۔

(ہدایہ صفحہ ۲۹۰)

اگر اس مسئلہ میں عبارات فقہیہ کا التزام کیا جائے تو بہت زیادہ ہوں لہذا میں اسیقدر پر اکتفا کرکے کلام ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالی بنی نوع کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ

محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

کتبہ العبد المعتصم بذیل سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نعیم الدین المرادآبادی غفرلہ
ولوالدیہ

اظہار حق

اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ صاحب آیاتِ باہرہ مجدد مائۃ حاضرہ مولانا الحاج الحافظ القاری احمد رضا خانصاحب متعنا اللہ تعالیٰ بطول بقائہ و دوام برکاتہ کی نسبت ملک میں جو غلط افواہیں مشہور ہیں اُن میں سے اہم ترین یہ ہیں:-

(۱) حمایتِ سلطنتِ عثمانیہ کے خلاف ہیں۔

(۲) حفاظتِ اماکنِ مقدسہ ضروری نہیں بتاتے۔

(۳) نینی تال پر لفٹنٹ گورنر سے ملاقات کی۔

(۴) گورنمنٹ کی خوشی کے لئے اُس کے حسب منشا فتوے لکھدیا۔

(۵) گورنمنٹ سے تنخواہ پاتے ہیں۔

(۶) کانپور میں حنفی سنی علمائے صوبہ متحدہ کے جلسہ میں باصرار بلایا گیا مگر شرکت سے انکار کر دیا۔

یہ اور اس قسم کی اور بعض لغویات مغویاتِ عوام کے علاوہ بعض جبہ پوش عمامہ باندوں نے ہر خلوت و جلوت میں بیان کرنا اپنا شیوۂ خصوصی اور خلافت کمیٹی کا مقصد اعظم بنالیا تو فقیر نے (اولاً) ان روایات کے اسناد کی طرف توجہ کی سب کا مبدا ایک ایسے صاحب کو پایا جنھوں نے طعنہ

پاکبازاں کو اپنے لیے ذریعۂ شہرت سمجھ رکھا ہے۔ حتی کہ ایکبار کفار کی کچہری میں اعلیٰ حضرت قبلہ پر ازالۂ حیثیت عرفی کا جھوٹا مقدمہ لیکر پہنچے اور تعزیرات ہند کے مطابق فیصلہ کے طلبگار ہوئے۔ مگر خائب و خاسر لوٹے اب اُس بغض و عناد کو مختلف طرق سے نکالنا چاہتے ہیں۔ کبھی لغو و بیہودہ سوالات دوسروں کے نام سے چھپ کر بیجتے اور مُردوں تک کے نام سے لکھ لکھ کر بھیجے جاتے ہیں۔ کبھی مناظرہ کا اعلان کرتے اور خود فرار ہو جاتے ہیں۔

یہاں سے جواب میں سکوت کیا جاتا ہے تو بغلیں بجاتے ہیں کہ "ہم نے ہرا دیا" الفاظِ سوال کا جواب دیا جاتا ہے تو جتے پہنکر اسٹیج پر ناچتے اور بیباک کو ورغلاتے ہیں کہ "یہ خلافت کی مخالفت کرتے ہیں"۔

فقد خابوا وخسروا وذلك هو الخسران المبين

(ثانیاً) اگرچہ میں ابتداءً اعلیٰحضرت قبلہ کے خیالات مبارکہ سے واقف ہو تاہم بمبئی سے اپنے مطلب کا حرج کرکے بریلی حاضر ہوا۔ لیکن یہ حُسنِ اتفاق تھا کہ حضرت اقدس جناب مولانا سید محمد میاں صاحب مدظلہ العالی (صاحبزادہ سرکار مارہرہ شریف) بھی آج رونق افروز تھے۔ اور جو امور میں عرض کرنا چاہتا تھا وہی اُنھوں نے پیش فرمائے۔ چنانچہ اُنکے استفسارات پر اعلیحضرت قبلہ (روحی فداہ) نے مسائل مذکورۂ بالا پر کافی مصرح و مشرح روشنی ڈالی جس کا نہایت مختصر خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) سلطانِ اسلام اگرچہ بدعمل بدمذہب ہو بشرطیکہ اُس کی بدمذہبی حد کفر تک پہنچی ہو

جب کفار سے اسکی جنگ ہو گی مسلمانوں پر حسب استطاعت اسکی امداد فرض ہے، استطاعت سے زیادہ نہیں کہ فاتقوا اللہ ما استطعتم۔ اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔

حضرت سید محمد میاں صاحب نے فرمایا "اگر صرف ملک کے واسطے لڑتے ہوں"۔ ارشاد ہوا "مسلمانوں اور کافروں کی لڑائی کسی طرح مذہب سے جدا نہیں ہو سکتی"۔

(۴) "اسی طرح اماکن مقدسہ وجملہ شعائر اسلام کی حفاظت علی حسب الوسعۃ فرض ہے"۔

اس پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا "لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے کیا کیا؟"

ارشاد ہوا خود انھوں نے کیا کیا۔ سوا اس کے کہ لاکھوں روپے مسلمانوں سے لیکر اپنے سفر خرچ وسیر وسیاحت اور جلسوں، ہنگاموں بلاؤ قورمے میں صرف کیے۔

انھیں میں ہیں وہ جنھوں نے ہزاروں آدمی بہکا پھسلا کر فوج میں بھرتی کرائے۔ جنھوں نے فتح بیت المقدس وعراق عرب وغیرہ میں نصاریٰ کو مدد دی ان لوگوں نے جنگ میں چندے دیے۔ دلانے۔ شروع جنگ تک انھیں لوگوں کے تار، مخالفت جنگ کے سلطان کو گئے۔ بغداد مقدس کی فتح پر مبارکباد کے تار دیے۔ اور اب یہی ہمدرد بنکر ز ور رہتے ہیں۔ ترکوں کی حمایت اور اماکن مقدسہ کی حفاظت کا نام مسلمانوں سے چندے وصول کرنے کا آلہ

بنا رکھا ہے مقصود اصلی ہندوستان پر خود مختاری کا قبضہ ہے جیسے متعدد تحریروں میں صاف ظاہر کر دیا بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ اب اگر ترک بھی ہندوستان پر چڑھ کر آئیں تو اُن سے بھی لڑو۔ اسی سبب سے ہندوؤں کا دامن تھاما اور بر خلاف قرآن عظیم اُن سے اتحاد گانٹھا۔ میرے نزدیک بحالتِ موجودہ مسلمانانِ ہند کو ہرگز جہاد کا حکم نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ جو لوگ یہ پکار کر رہے ہیں میرے نزدیک مسلمانوں کے بدخواہ ہیں۔

اپنی مصلحت وہ جانیں میری ذاتی حالت تو یہ ہے کہ میرے ہاتھ سے تلوار اُٹھ بھی نہیں سکتی ہاں جو مجھ سے ہو سکتا ہے کر رہا ہوں یعنی اسلام و مسلمین کے لیے دعا۔

(۳-۴-۵) اس تذکرے پر ارشاد فرمایا کہ یہ افواہیں جو کذابین اُڑاتے ہیں (ا) پہاڑ پر انگریزوں سے ملنا۔ یا

(ب) اُن کی خوشی کے لیے کوئی فتوے لکھنا۔ یا

(ج) اُن سے تنخواہ پانا۔

ان کا جواب میرے پاس اس سے بہتر کیا ہے لعنۃ اللہ علی الکذبین جس نے ایسا کیا ہو اُس پر قیامت تک اللہ جل جلالہ اور اُس کے رسول صلے اللہ تعالے علیہ وسلم اور اُس کے نیک بندوں کی لعنت ہو۔ ورنہ ان جھوٹ بولنے والوں۔ بہتان لگانے والوں پر قیامت تک اللہ (جل جلالہ) اُس کے رسول (صلے اللہ تعالے علیہ وسلم) اور اُس کے فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہو۔

(۶) یہ مضمون میں نے خود پیش کیا کیونکہ مولوی نثار احمد صاحب کانپوری نیز مولوی ریاست علی خاں صاحب شاہجہانپوری نے نہایت شد و مد کے ساتھ مجھ سے بیان کیا تھا جس پر ارشاد ہوا کہ :-

مولوی نثار احمد صاحب میرے پاس جمعیت العلماء صوبہ متحدہ کی دعوت لیکر آئے تھے۔ میں نے اس کے مفاسد ہندوؤں سے اتحاد اور دیوبندیوں وہابیوں کی شرکت و رکنیت وغیرہ بیان کیے انھوں نے کہا کہ ہم خالص اہلسنت کا جلسہ کریں گے۔ میں نے کہا بھیجیے۔ میں خالص اہل سنت کے ایک خادم کی حیثیت سے اپنی تحریر بھیجدونگا کہ جلسہ میں پڑھی جائے کہ بوجہ ضعف و علالت حاضری سے معذور ہوں۔ انھوں نے کہا تیری شرکت تو ضروری ہے ہم ان لوگوں کو دکھا دیں گے کہ اہل سنت اپنے معظم کی ایسی تعظیم کرتے ہیں۔ میں عذر کرتا رہا جب ان کا اصرار بڑھا میں نے کہا میری حاضری ہی ضروری ہے تو رجب شریف ہی میں جلسہ کر لیجیے پھر شعبان میں گرمی کی شدت ہو جائے گی جس کی مجھے برداشت نہیں۔ انھوں نے وعدہ کیا اور تشریف لے گئے اور جا کر اسی جلسہ میں مل گئے۔

فلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ناظرین کرام!

اس تقریر سے آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے ہونگے کہ اعلیٰحضرت قبلہ کو ہرگز اس سے خلاف نہیں کہ حدود شرع میں رہکر جائز طریقوں پر بقدر استطاعت سلطنت

اسلام کی حمایت اور دین مقدسہ کی حفاظت میں سعی کیجیے اور کون
مسلمان اسکے خلاف ہوسکتا ہے۔ خلاف کن باتوں سے ہو؟ اس سے کہ مشرکین
وداد واتحاد منایا گیا۔ اس سے کہ انھیں معاہد وحلیف بنایا گیا۔ اس سے کہ انھیں
رازدار و خیلکار ٹھہرایا گیا انھیں اپنا یار و مددگار و خیر خواہ و غمگسار جانا۔
آپ میں ہوبے انھیں پیشوا مانا۔ قرآن و حدیث کی تمام عمر بت پرستی یا بت پرستوں پر
نثار کی۔ انکی بڑی بڑی تعظیمیں ہوتی ہیں انکی مدح میں سخت غلو و اغراق کے گیت گائے
جاتے ہیں۔ انھیں مسجد میں لیجا کر واعظ مسلمین بنایا جاتا ہے۔ انکی خوشی کیلیے شعار اسلام
مٹایا جاتا ہے۔ ایسا مذہب بنانیکی فکر کیجاتی ہے جو ہندو مسلم کا امتیاز اٹھا دے سنگم
و پریاگ کو مقدس علامات بنا دینے۔
وہابیہ و دیوبندیہ کو صدر و رکن کیا جاتا ہے۔ انکی تعظیمیں ہوتی ہیں۔ کل تک جو انھیں
مرتدین یا کم از کم بد دین جانتے تھے آج انکے ماتحت و پیش دست بنتے ہیں۔
مسلمان اپنے ماتھوں پر قشقے لگواتے ہیں۔ ہندوؤں اور گئو ماتا کی جے پکارتے
ہیں۔ قربانی کی گائے پھولوں کے ہار پہنا کر باجے گاجے کے ساتھ گئوشالہ تک
پہنچائی جاتی ہے مشرک کی لاش کو کندھا دیتے مرگھٹ تک لیجاتے ہیں۔
مسٹر گاندھی کا نام خطبۂ جمعہ میں "مقدس ذات ستودہ صفات" جیسی تعریفات
و توصیفات کے ساتھ داخل کیا جاتا ہے جیسا کہ مولوی ابوالکلام آزاد نے ناگپور
خلافت کیمپ میں خطبۂ جمعہ اور دوران میں پڑھتے وقت کیا اور حاضرین میں بہت سے
مولوی تھے سب خاموش رہے۔ کون مسلمان ہے کہ ان باتوں سے خلاف نہ کرے گا

واللہ الہادی

احمد مختار الصدیقی متوطن میرٹھ

فہرست کتب موجودہ مطبع نعیمی مراد آباد

بہار شریعت حصہ اول مطبوعہ مطبع اہل سنت کلکتہ قیمت ۵/
اس کتاب میں مصنف علام نے تحقیق کے دریا بہائے ہیں مسائل فقہیہ ضروریہ بامحاورہ اردو میں تحریر فرمائے ہیں عورتوں مردوں بچوں سب کے لئے نہایت ضروری اور کار آمد ہے ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا موجود ہونا ضروری ہے۔

حصہ دوم ۵/

حصہ سوم ۸/

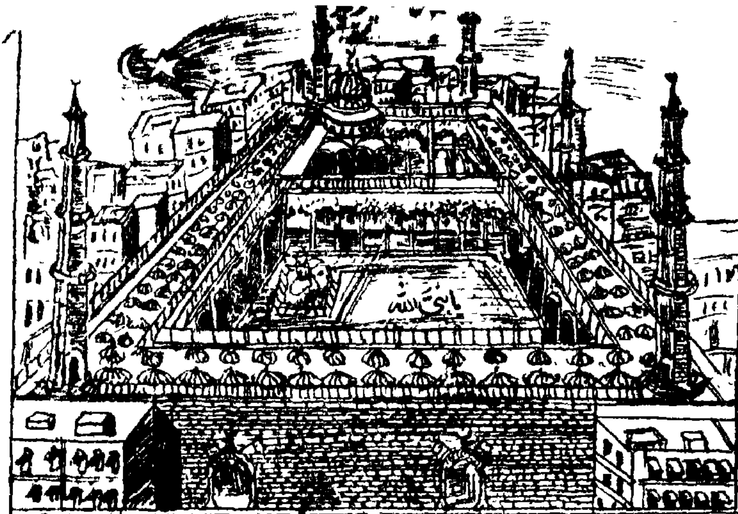
انوار ساطعہ مولود شریف اور فاتحہ مروجہ وغیرہ کے جواز و استحسان میں بے نظیر کتاب ہے، وہابیہ کے اعتراضات کے جواب میں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کمال تحقیق سے کام لیا ہے مطبع مجتبائی میں ۳۲۸ صفحہ پر چھپی ہے قیمت ۲

الکوکبۃ الشہابیہ پیشوائے وہابیہ کی کتابوں سے اس کے اقوال اور کتب علماء سے اور نیز حکم کفر و ضلال بہ نشان صفحات بیان فرمائے گئے ہیں تصنیف جلیل علیحضرت عظیم البرکۃ امام المحققین قدوۃ المدققین مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب مجدد مأۃ حاضرہ دامت برکاتہم۔ مطبوعہ کلیمی پریس کلکتہ قیمت ۲

تاریخ وہابیہ تصنیف حامی سنت حاجی مولوی محمد لعل خاں صاحب قیمت ۵/

جواہر البیان امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی خیرات الحسان کا ترجمہ قیمت ۱۰

تمہید ایمان - وہابیہ کے کفر کا بیان - قیمت ۱ رسالہ ترک موالات قیمت ۲



يد الله على الجماعة اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ في النار

اہلسنت کا مذہبی اخلاقی ماہوار رسالہ

السواد الاعظم

حمایت مذہب اصلاح معاشرت
تہذیب اخلاق کے لئے
شائع ہوتا ہے

السواد الاعظم کے مقاصد

مذہب مقدس کی حمایت و حفاظت شان دین اور مخالفین اسلام کے
حملوں کا دفع کرنا، متانت و سنجیدگی کیساتھ ان کے اعتراضات رد کرنا
فرقہ بندی کی علت دینا، وجوہ تفرق و اختلاف پر عمیق نظر ڈال کر اتحاد و
اتفاق کی تدابیر پیدا کرنا، مسلمانوں کو اخلاق و معاشرت سکھانا قوم کی شیرازہ بندی
کھوئی ہوئی دولت کا پتہ چلانا گذرے ہوئے زمانہ کو واپس لانا سوتوں کو
کا نام دوبارہ جلانا یعنی مسلمانوں کی اصلاح کرکے انہیں حسب سابقہ پر لانا....
ناواقف مسلمانوں کو مذہب سے واقف کرنیکی کوشش کرنا دین کیطرف
توجہ دلانا اہل اسلام کے دینی و دنیوی زندگی کو کامیاب بنانا اس رسالہ
کے بہترین مقاصد ہیں

اصحاب قلم کی خدمت میں گزارش

رسالہ کی زبان فصیح اور شستہ زبان رسالہ کے لوازم ضروریہ میں داخل ہے
مضامین میں زبان کا لحاظ ضرور ہے۔

طرز سخن علمی مباحث میں محققانہ رنگ ہو مناظرات میں سخت و شنیع
الفاظ سے احتراز کیا جائے۔ رسالہ کے اس انداز خاص کا لحاظ رہے

مناظرات میں سطحی نظر تعصب و نفسانیت کی روش سے رسالہ انشاءاللہ
تعالی بالکل پاک رہیگا۔ مباحثات و مناظرات میں عدل و انصاف کے
ساتھ حکم لگائے جائینگے۔ رد و جواب میں تفہیم مدنظر ہوگی تجہیل و تحمیق منظور نہیں
البتہ واقعی حالت کا بے رو رعایت کماہی ظاہر کرنا ممنوع نہیں۔

آیت۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً — اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں سب
وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ — امتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو

آیت۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ — بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے
الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ — جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے
الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ — تھے تو جانا اس نے جو ان کے دلوں میں ہے

آیت۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ — اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار
مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ — جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ
وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ — ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی
رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

آیت۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ — اے نبی اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے
وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ — مسلمان تمہارے پیرو ہوئے

آیت۔ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ — ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لیے جو اپنے
الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ — گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا
يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا — فضل اور اس کی رضا چاہتے

آیات کثیرہ و احادیث شہیرہ جن کی تعداد بہت زیادہ ہے صحابہ کی عدالت کا

اطمینان دلاتی ہیں اور اللہ کی تعدیل کے بعد پھر کسی مخلوق کی تعدیل کی حاجت باقی نہیں رہتی۔

علاوہ بریں اگر ان تمام براہین بینہ سے قطع نظر کی جائے اور صرف ان کے حالات اور طرز زندگی کو سامنے لایا جائے تو ان کا دین کے لیے وطن مال کو چھوڑنا تلوار لیکر سر بکف ہوکر دشمنان خدا کے مقابلے میں جانبازیاں کرنا اپنی جان و مال اسلام کی نصرت میں فدا کر ڈالنا اور دین کی محبت میں ماں باپ، اولاد سب سے اجنبی ہو جانا دینی دوستی اور قوت ایمان کے ساتھ بسر کرنا ان کے تقدس اور عدالت انکی پاکیزگی و راستبازی کا یقین دلاتا ہے اور یقیناً وہ اپنے بعد والوں سے سب سے افضل ہیں انھیں میں وہ معدلین بھی داخل ہیں جن کا زمانہ صحابہ کے بعد ہے یہ کافہ علما کا مذہب اور قول مستند ہے۔

خطیب نے اپنی مسند کے ساتھ جو ابو زرعہ رازی تک پہنچتی ہے روایت کیا کہ جب تم دیکھو کہ کوئی شخص اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کی تنقیص کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے یہ اسلیے کہ رسول بے شک حق ہے اور قرآن یقیناً حق ہے اور رسول جو دین لائے وہ بے شبہہ حق ہے رسول کی تعلیم اور قرآن پاک اور دین حق یہ سب ہم تک صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پہنچائے اور انکی وساطت سے یہ نعمتیں ہمکو حاصل ہوئیں ان میں طعن کرنے والا اور انکی شان کے دھبے لگانے والا یہ چاہتا ہے کہ ہمارے گواہوں کو مجروح کرے تاکہ اس کو دین پروست درازی

کرنے کا موقع مل سکے۔

راز یہ ہے کہ اسلامی سطوت اور مسلمانوں کی ترقی اور ان کا عروج جب
کو باطن پرستوں سے دیکھا نہ گیا اور بددینوں نے دیکھا کہ ان کے
ادیان باطلہ حقانیت اسلام کے سامنے مٹے جاتے ہیں اور ان کی ملمع کاری
کی قلعی ربانی انوار کی چمک سے اڑی جاتی ہے تو انھوں نے یہ سبیل [illegible]
اپنے آپ کو مسلمان بنا کر اور مسلمان ظاہر کر کے لوگوں کو صحابہ کی طرف
سے بدگمان کرنے کی کوششیں کیں اور اس میں ان کا مقصود یہ تھا کہ
دین جو صحابہ کی معرفت ہم تک پہنچا ہے جب اس کے حامل اور ناقل مطعون اور
مجروح کر دیے جائیں گے اور ان کا اعتبار اٹھا دیا جائیگا تو مسلمانوں کو
گمراہ کرنا کچھ مشکل نہ رہے گا اہل باطل کو اپنی اس تدبیر میں ایک حد تک کامیابی
بھی ہوئی اور ان کا یہ کید اسکے لیے کسی نہ کسی قدر کارآمد بھی ثابت ہوا شیعہ
اور روافض اسی کید عظیم کا نتیجہ ہیں کہ وہ کفار اور بدخواہان اسلام کے
فریب میں آکر صحابہ کے دشمن ہو گئے اور اپنے استادوں سے [illegible] دین
کی بیخ کنی کے درپے ہوئے۔ کاش وہ سمجھتے کہ انھیں کس دست [illegible]
گمراہ کیا گیا ہے۔

الحمد للہ اہل سنت و جماعت جو صراط مستقیم پر ثابت قدم ہیں ان پر یہ حیلہ
کارگر نہ چلا اور انکی حق بین نگاہیں اس مکاری کی بنیاد تک پہنچ گئیں اور انھوں
نے دلائل واضحہ کے ساتھ یقینی طور پر یہ سمجھ لیا کہ دین حقیقت گمراہ [illegible]
غرض نفس سے بددین صحابہ کی تنقیص کے درپے ہیں اسلیے انھوں نے [illegible]

ان طاعنین کی حیثیت پر تبصرہ کرنا ضروری سمجھا۔
پہلی بات جو ان کو نہ دیکھی وہ یہ تھی کہ صحابہ پر طعن کرنا اشد کبیرہ اور سخت حرام ہے اور اس جرم کا مرتکب کرنے والا فاسق ہے۔ اور جبکہ قرآن اور شواہد واقعیہ اس بات پر بھی دلالت کریں کہ اس طعن سے مقصود دین اسلام کی عداوت اور اس کا منشاء ضلالت تو ان طاعنین کے زندیق و بےدین ہونے میں شبہ نہیں رہتا۔ اب طاعن خواہ زندیق ہو یا فاسق خود نامعتبر ہے اس کا قول دوسرے کے حق میں کیا قابل اعتبار ہو سکتا ہے اور دوسرا پہلو وہ جس کی عدالت و پاکبازی قرآن و حدیث کی شہادتوں سے ثابت ہے نتیجہ یہ نکلا کہ صحابہ سب عدول ہیں اور ان کی تعدیل قرآن و حدیث سے ہو چکی کسی کی حاجت نہیں رکھتے اور ان میں طعن کرنا طاعن کو رسوا کرتا ہے نہ کہ ان کو۔
صحابہ کے فضائل میں احادیث کثیرہ وارد ہیں ترمذی اور ابن حبان نے بروایت عبداللہ بن مغفل ایک حدیث روایت کی۔

قال رسول الله صلی الله علیه واله واصحابه وسلم الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا من بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی و . .	حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اصحاب کے باب میں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو ان کو نشانہ نہ بناؤ میرے بعد جو ان سے محبت کرتا ہے میری محبت کی وجہ سے محبوب رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے میرے ساتھ بغض رکھنے کے سبب بغض رکھتا ہے اور جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی

اذ اللہ ومن اذ اللہ فیوشک ان یاخذہ۔	بے شک اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دینا چاہی قریب ہے کہ اللہ اس کو گرفتار کرے
حدیث ۲ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ متفق علیہ	روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ برا کہو تم میرے صحابہ کو اگر کوئی تم میں خرچ کرے احد پہاڑ برابر سونا تو نہ پہنچے اُن کے ایک مد کے ثواب کو اور اُن کے آدھے کے برابر (متفق علیہ)

مُد غلہ کا ایک پیمانہ ہے جس میں تیرہ چھٹانک کے قریب غلہ آتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ کو صحابہ کرام کے اعمال اسقدر مقبول ہیں کہ اگر وہ ایک مُد یا نصف مُد غلہ خرچ کریں تو وہ میرے رسول کا احد پہاڑ کی برابر سونا خرچ کر دینا بھی اُسکی برابر نہیں ہوسکتا۔ حاصل یہ کہ حیثیت عمل سے صحابہ کے ساتھ امت کی کوئی نسبت ہی نہیں ہے اور کسی کا عمل اُنکے عمل کے سامنے بلحاظ قبولیت و ثواب کوئی وزن ہی نہیں رکھتا۔

حدیث ۳۔ وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل اصحابی فی امتی کالملح فی الطعام لا یصلح الطعام الا بالملح	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوۃ والتسلیمات نے فرمایا میری امت میں میرے اصحاب کی ایسی مثال ہے جیسا کھانے میں نمک کہ بغیر نمک کے کھانا درست ہوتا ہی نہیں

حدیث ۴ ۔ عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے اصحاب ستاروں کی مثل ہیں تم ان میں سے جس کی پیروی کروگے راہ پاؤ گے۔

حدیث ۵ ۔ عن جابر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تمس النار مسلما رآنی او رأی من رآنی (ترمذی شریف)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ آگ اس مسلمان کو نہ چھوئے گی جس نے مجھکو دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا الصحابہ کا ایسا بڑا مرتبہ ہے کہ جو مسلمان انھیں دیکھے وہ بھی دوزخ سے امن میں ہے۔ سبحان اللہ

خطیب نے نقل کیا کہ ابو محمد ابن حزم نے کہا کہ صحابہ سب کے سب یقینی جنتی ہیں اور اس دعوے کے ثبوت میں یہ دو آیتیں پیش کیں۔

آیت ۱ ۔ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی۔

برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھے ہیں اور وہ کہ راہ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں اللہ نے جہاد والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے بڑا کیا اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا

آیت ۲۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰۤی ۙ اُولٰٓئِکَ عَنۡهَا مُبۡعَدُوۡنَ ۝ — بیشک وہ جن کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ اس سے دور رکھے گئے ہیں۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ صحابہ تمام اہل جنت سے ہیں۔

اس کے بعد خطیب نے مخالف اقوال اور ان کے جواب لکھکر کہا ہے۔

والقول بالتعمیم هو الذی صرح به الجمهور وهو المعتبر — اور تعمیم کا قول بھی صحیح ہے اسکی جمہور نے تصریح کی اور یہی معتبر ہے۔

والله سبحانه تعالیٰ اعلم۔ — واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

(اصابہ ۔ ملخصاً)

حضرت ابوبکر صدیق

ذکر اخیار کا سلسلہ ایک ایسی مقدس ہستی اور پاک وجود سے شروع کرنا ہے جس کو حضرات انبیاء علیہم التحیۃ والثنا کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہونے کا شرف حاصل ہے اور جو امت محمدیہ میں پہلا مسلمان اور پہلا خلیفہ ہے ان کا نام نامی عبداللہ کنیت ابوبکر اور صدیق و عتیق لقب ہے۔

دارقطنی نے افراد میں بطریق ابو اسحٰق ابو یحییٰ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ میں نے کتنی مرتبہ حضرت علی مرتضیٰ کو منبر پر فرماتے سنا کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ہمارا نام

حضرت ابوبکر کا نام صدیق رکھا۔ عتیق آپ کا لقب کیوں ہے اسکے چند وجوہ ملتے ہیں۔ ابن مندہ نے بطریق عبدالرحمن بن قاسم بن محمد نقل کیا ہے کہ عبدالرحمن نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت ابوبکر کا نام دریافت کیا انھوں نے عبداللہ بتایا۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ اُن کو عتیق کہتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ ابو قحافہ (والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی تین اولادیں تھیں جن میں سے ایک کا نام عتیق دوسرے کا معتق تیسرے کا عتیق رکھا۔ عبدالرزاق نے کہا کہ معمر نے محمد بن سیرین سے روایت کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق بن عثمن ہے۔

ابن سعد اور ابن ابی الدنیا نے بطریق ابن ابی ملیکہ نقل کیا کہ حضرت ابوبکر کا نام نامی عبداللہ ہے اور عتیق آپ کا لقب ہے۔

ابونعیم نے معرفت میں بطریق لیث ذکر کیا کہ حضرت ابوبکر کا نام اُن کے خوبروئی اور جمال کی وجہ سے عتیق رکھا گیا۔

عباس دوری نے بھی روایت کی ابن جعفر اسماعیل ذکر کیا تاریخ فضل بن دکین میں ہے کہ آپ کی قدامت خیر اور دیرینہ نکوکاری کی وجہ سے آپ کا نام عتیق رکھا گیا۔

دولابی و ابن مندہ نے نقل کیا کہ آپ کے والدہ ماجدہ کے اولاد زندہ نہ رہتی تھی جب آپ پیدا ہوئے تو وہ آپ کو خانہ کعبہ میں لیکر حاضر ہوئیں اور رب العزۃ سے اس طرح دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا عَتِیْقُکَ مِنَ — یا رب یہ تیرا آزاد کیا ہوا ہے موت سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کھلی چٹھی- بخدمت جناب مولوی عبدالباری صاحب لکھنوی فرنگی محلی-

جناب کامل النصاب کثیر المناقب مولوی عبدالباری صاحب زادمناقبکم-

پس از اداے مراسم سنت ملتمس خدمت- جناب والا سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ مسلمان قرانی فرمان اور دینی احکام کی رو سے گائے کی قربانی کو شعار دین جانتے ہیں اور گاؤکشی کو اپنا جائز اسلامی و تمدنی و قانونی حق مانتے ہیں- اسی طرح یہ امر واقع بھی محتاج بیان نہیں کہ "گائے کے پوجاری" مشرکین "ہنود" چونکہ "گائے کو اپنا معبود" جانتے ہیں اسلیے وہ صدہا سال سے مسلمانوں کے اس شعار دین کو بند کر دینے- اور انھیں اُن کے جائز اسلامی و تمدنی و قانونی حق سے زبردستی محروم کر دینے کے پیچھے پڑے ہوے ہیں- جسکی اندھا دھند میں ان گائے کے پوجاریوں نے غریب مسلمانوں پر اپنی سی چلتی ظلم و ستم توڑنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی- جس کے تازہ شاہد" واقعات آرہ و شاہ آباد واجودھیا وکٹار پور وسلطان پور ضلع الہ آباد" وغیرہ وغیرہ میں واقعات اپنی رفتار پر چل رہے تھے- اور اگر ایک طرف "ظالم مشرکین" گاپرستی کی "اندھا دھند" میں اپنے" زور وزر کے گھمنڈ" پر ہر وحشیانہ اور مجنونانہ ظلم توڑنے پر ہر وقت تیار تھے- تو دوسری طرف "مظلوم مسلمان" "حمایت حق و حفاظت شعار مذہبی" میں ہر قسم کے مظالم کو صبر و استقامت سے برداشت کر لینے اور اپنے دین پر سے ظالموں کے حملوں کی مدافعت

سکے لیے اپنے خدائے واحد قہار کی نصرت و اعانت پر بھروسہ" رکھتے ہوئے قائم و برقرار تھے کہ یکایک ملک میں نامراد سراپا فساد نام نہاد ہندو مسلم اتحاد کی "باد سموم" چلی جس پر قوم کے چند نام نہاد لیڈروں اور مسلمانوں کی رہبری و رہنمائی کے بعض مدعیوں نے سب میں پہلے اپنے نئے گرو کے پوجاری بھائیوں کی "خوشامد" میں اُن کی "مشرکانہ ہٹ" پر قربانی گاؤ کے "شعار اسلامی" کی "قربانی" چڑھائی۔

ہمیں اس وقت یہاں دوسروں سے بحث نہیں۔ صرف آپ کے ہی متعلق چند عرض گزارش کرنا ہے۔ والاجناب نے اپنے گائے کے پوجاری ہندو بھائیوں کی ہٹ پر اس شعار اسلامی قربانی گاؤ کی بھینٹ چڑھا کر عوام کو اس کی ترغیب اور جہال کو اپنے اس فعل کے بجا و درست سمجھانے کے لیے جو جو کوششیں تقریراً و تحریراً و قولاً و عملاً کیں وہ عالم آشکار ہیں۔ نج کے طور پر اور گھریلو ملاقاتوں وغیرہ میں جو کوششیں کی گئیں وہ الگ رہیں۔ اُن کے علاوہ عام جلسوں میں تقریریں کیں۔ اخباروں رسالوں میں تحریریں چھپوائیں۔ جن میں اپنے اس فعل کو مذہبی حیثیت سے درست و بجا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ناواقف عوام پر مذہبی دلائل قرآن و حدیث و فقہی مسائل کے نام سے اثر ڈالا گیا۔ لیکن اس سب کے باوجود اس شعار دین کی بقا و حفاظت و مخالفین اسلام کی مزاحمت و ممانعت کے وقت آپ بھی "واجب و ضرور" کہتے رہے ہیں۔ چنانچہ ابھی گزشتہ بقرعید ہی میں آپ ایک ایسے ہی موقع پر اس کا اعادہ کر چکے ہیں جس کے

بارے میں آپ کے مقامی اخبار ہمدم کا بیان یہ ہے "انھوں (آپ) نے ہندو اصحاب کے اس طریق عمل پر سخت اعتراض کیا کہ انھوں نے گایوں کو دیکھکر اس معاملہ میں دخل دینا چاہا اور جتایا کہ ایسی مداخلت سے مسئلہ کی نوعیت بدل جاتی ہے اور زبردستی رکاوٹ ڈالنے کی صورت میں گائے کی قربانی واجب ہو جاتی ہے"۔ (ہمدم ۲۸- اگست سنہ ۲۰ء)

ایسا کہنے میں اگرچہ آپ نے مسلمانوں کو (جو مسئلہ کی دینی شعار اور اسلامی جائز حق ہونے کی حیثیت پر زور دیتے ہیں) تسکین دینے کا یہ پہلو بھی مدنظر رکھا ہو کہ دیکھو ہم بھی تمہارے دینی شعار اور مذہبی حق کو اپنے گاؤ پرست ہندو بھائیوں کے ہاتھوں نہیں مٹنے دینا چاہتے (اگرچہ اُن کی ہٹ پر خود اپنے ہی ہاتھوں اس شعار دینی و حق اسلامی کی بھینٹ چڑھائے دیتے ہیں) لیکن اس نے مسلمانوں کو یہ آس ضرور دلائی تھی کہ کم از کم آپ اس شعار دینی و حق مذہبی کی حفاظت و حمایت اپنے گئو پرست ہندو بھائیوں کی براہ راست مزاحمت و مداخلت کی صورت میں تو کریں گے اور اُن کے ہاتھوں اس شعار دین کا خون ناحق نہ ہونے دینگے مسلمان اسی گمان میں تھے کہ خود جناب کے ہی شہر لکھنؤ میں آپ کے ہندو بھائیوں نے بقول ایڈیٹر اخبار ہمدم (جو خود بھی ایک بہت زبردست اتحادی اور انسداد قربانی گاؤ و گاؤکشی کے بڑے بھاری حامی ہیں) اپنے ایک مذہبی حکم کو (جس کا خود ہندو دھرم سے بھی ثبوت ادعائی و جبری ہے) جبراً دوسروں (مسلمانوں) سے منوانے کے لیے اپنے تمام

مسلمان رفقا کی مخالفت کے باوجود" محض اپنی جتھا بندی اور کثرت تعداد سے فائدہ لیکر" قطعی انسداد گاؤکشی" کا ریزولیوشن میونسپل بورڈ لکھنؤ کے ۳۱۔ اکتوبر سنہ ۲۰ء کے جلسہ میں پاس کردیا۔ جس کی ضمن کارروائی میں ہندو ممبران نے جو تقریریں کیں اُن سے صاف ظاہر ہوگیا کہ اس سے ہنود کا مقصد اپنی گائے پرستی کو بالا رکھنا اور "مسلمانوں کے شعار دینی کو مٹانا" اور مسلمانوں کے جائز حقوق مذہبی و قانونی و تمدنی میں زبردستی ناجائز مداخلت ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر گنگا رام جیتلی ایک ہندو ممبر کی ریزولیوشن مذکور کی تائیدی تقریر کے اس فقرہ کا حوالہ دیکر کہ" وہ ایک گائے کا ذبح کیا جانا بھی روا نہیں رکھ سکتے بغیر کسی تخصیص کے تمام گایوں اور بچھڑوں کے ذبح کرنے کی ممانعت ہونی چاہیے"۔ اخبار ہمدم کے ایڈیٹر سے زبردست " فدائے اتحاد" کو بھی اپنے ہندو بھائیوں کے اس مقصد کا اقرار کرنا پڑا کہ" دودھ گھی کی کمی اور زراعت کی مشکلات صرف کہنے کے لیے ہیں۔ اصل مقصد ہندو اصحاب کا یہ ہے کہ گایوں کو بچایا جائے اور ملکی حالات کو بدلکر اپنے مذہبی عقائد کی سطح پر لایا جائے" (ہمدم ۳ نومبر سنہ ۲۰ء)

اسلامی حقوق میں یہ زبردستی مداخلت بیجا اور دینی شعار پر یہ مشرکانہ حملہ خود جناب کے شہر لکھنؤ میں ہی جو اتحادیوں کے بقول خاص "مرکز اتحاد" ہے ہوتا ہے۔ مگر اس شعار دینی و حق اسلامی کی بقا و حفاظت کی خاطر مسلمان آپکو ویسی دھواں دھار تقریریں اور تحریریں اور پُرزور قولی و عملی کوششیں جیسی آپ نے انسداد قربانی گاؤ و گاؤکشی کے لیے کیں بلکہ انکا عشر عشیر بھی

کرتے نہیں دیکھتے۔ اور خود آپ کی تحریر مندرجہ ہمدم ۲۷ نومبر ۱۹۲۰ء کے مطابق آپ کو "تنفیر عام" کرتے یا کفن پہنکر نکل کھڑے" ہوتے دیکھنا تو الگ رہا۔ اس وقت تک اس کے متعلق آپ کی زبان سے ایک لفظ بھی نکلتے نہیں سُننے۔ جبکہ خود آپ کے طور پر بھی وہ وقت آچکا ہے کہ اس شعار دین و حق اسلامی کی حفاظت واجب و ضروری ہے آپ نے اس خود مسلم ضروری و واجب حکم دینی سے کیوں یہ غفلت اختیار کر رکھی ہے۔

جب آج صرف میونسپلبورڈ میں تھوڑا سا قابو پاکر آپ کے ہندو بھائیوں نے "خاص مرکز اتحاد" میں مسلمانوں کے دینی شعار اور مذہبی حق کے مٹانے اور اپنا دھرم جبراً مسلمانوں کو منوانے کے لیے یہ استبداد و زبردستی برتی تو کل سوراج کے دور میں (جس کے معنی درحقیقت ہندو راج کے ہیں اور جو بقول اتحادیاں اس نام نہاد اتحاد کا لازمی نتیجہ ہے) جب وہ بہت کچھ قابو پالیں گے اسلام و اہل اسلام کے ساتھ کیسی کچھ جبر و زبردستی کی کوشش نہ اختیار کریں گے۔ اور قوم کے لیڈروں اور مسلمانوں کی ہر زبانی رہنمائی کے مدعی ہندو مسلم اتحاد کے داعیوں منادیوں نے جیسی آج اس معاملہ میں سرد مہری دکھائی ہے کل وہ اپنے ہندو بھائیوں کی قابو یافتگی کو اس سے بڑھکر اپنی بےحسی کا حیلہ بنائیں گے۔ آپ نے بحیثیت اس نام نہاد اتحاد کے ایک زبردست داعی ہونے کے اُس کے ان خطرات و مہلکات سے اسلام و اہل اسلام کو بچانے کی کیا روک تھام کی ہے کیا یہ فقیر امید کر سکتا ہے کہ آپ فقیر کے ان مخلصانہ معروضات کو اپنی ذات پر کوئی

بیجا و نارو اطعن نہ خیال فرما کر ان کا شافی و معقول جواب دیں گے۔

(محمد میاں قادری برکاتی عفی عنہٗ)

سوال

جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ابتدائے عالم سے قیامت تک کے تمام علوم عنایت فرما دیے تھے تو کفار نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت باندھی تو حضور کو کیوں غم ہوا اور حضور نے خود کیوں نہ فرما دیا کہ کافر جھوٹے ہیں۔ جواب بالتفصیل بیان فرمائیے۔

(اشتیاق علی)

جواب

وہابیہ کا سرمایۂ نازیہی شبہ ہے جو ہر چھوٹے بڑے کو یاد کرا دیا گیا ہے اور اس بیباکی سے زبان پر آتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ پھر اگر انصاف سے غور فرمائیے تو کھل جائے کہ بجز ابلہ فریبی کے اور کچھ نہیں۔ اللہ ہوش درست نصیب فرما دے تو یہ سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں ہے کہ بدنامی ہر شخص کو غم کا باعث ہوتی ہے اور پھر جھوٹی بدنامی۔ اگر اپنی بدنامی ہوتے دیکھیں اور لوگوں کے طعن سنیں اور یقیناً جانیں کہ جو ہم کو کہا جاتا ہے بالکل غلط اور سراسر بہتان ہے تو کیا حیا دار دل کو رنج نہ ہوگا۔ اور جو ہوگا تو وہ اُن کی بدگمانی کی دلیل ہو جائے گا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

حضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کی نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی۔ پھر غم کیوں تھا۔ صرف اس وجہ سے کہ کافروں کی یہ حرکت یعنی تہمت اور اس کی شہرت پریشانی کا باعث ہو گئی تھی۔ یہ وجہ غم کی تھی۔ نہ اصل واقعہ کی ناواقفیت جیسا کہ سفہائے زمانہ کا خیال ہے۔

تفسیر کبیر جلد ۶ مطبوعہ مصر میں ہے فان قیل[1] کیف جاز ان تکون امرأۃ النبی کافرۃ کامرأۃ نوح ولوط ولم یجز ان تکون فاجرۃ و ایضاً فلولم یجز ذلک لکان الرسول اعرف الناس بامتناعہ و اوعرف ذلک لما ضاق قلبہ ولما سال عائشۃ کیفیۃ الواقعۃ قلنا الجواب عن الاول ان الکفر لیس من المنفرات اما کونھا

[1] پس اگر کہا جاوے کہ یہ کیونکر ممکن ہو کہ انبیا علیہم السلام کی بیبیاں کافر تو ہوں جیسے کہ حضرت لوط اور نوح علیہما السلام کی مگر فاجرہ اور بدکار نہ ہوں۔ اور اگر یہ ممکن نہ تھا کہ انبیا (علیہم السلام) کی بیبیاں فاجرہ ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ضرور معلوم ہوتا اور جب حضرت کو معلوم ہوتا کہ نبی کی بیبیاں فاجرہ ہو ہی نہیں سکتیں تو حضور تنگدل نہ ہوتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے واقعہ کی کیفیت دریافت نہ فرماتے تو پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ کفر نفرت دینے والی چیز نہیں ہے۔ مگر بی بی کا فاجرہ (بدکار) ہونا نفرت دلانے والی چیز ہے لہذا ممکن نہیں کہ انبیا علیہم السلام کی بیبیاں فاجرہ (بدکار) ہوں۔ دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافروں کے اقوال سے تنگدل اور مغموم ہو جایا کرتے تھے باوجودیکہ حضور کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کفار کے یہ اقوال بالکل فاسد ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون یعنی ہم جانتے ہیں کہ آپ اُن کی بیہودہ باتوں سے تنگدل ہوتے ہیں تو یہ واقعہ بھی ایسا ہے یعنی حضور کا تنگدل ہونا محض کفار کی بیہودہ گوئی پر تھا باوجودیکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُن کی بیہودہ گوئی کا باطل اور جھوٹا ہونا معلوم تھا

۱۲ منہ

فاجرۃ فمن المنفرات والجواب عن الثانی انہ علیہ السلام کثیرا ما کان یضیق قلبہ من اقوال الکفار مع علمہ بفساد تلک الاقوال قال اللہ تعالیٰ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فکان ھذا من ھذا الباب جب رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کافروں کے مفسدانہ اقوال سے تنگدل ہوتے تھے جس کو خود حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد نعلم انک یضیق الآیہ اور ان مفسدوں کے اقوال کے فساد کو جانتے بھی تھے۔ اسی طرح اس موقع پر بھی کفار کی جھوٹی تہمت سے مغموم تھے اور یہ جانتے تھے کہ کافر جھوٹے ہیں۔

صاحب تفسیر کبیر کی یہ تقریر نہایت معقول ہے ہر شخص جس کو زنا وغیرہ کی تہمت سے متہم کریں اور ہر جگہ اسی کا چرچا اسی کا ذکر ہو تو وہ شخص اور نیز اس کے احباب باوجود اس کی پاکی کے اعتقاد کے بھی سخت مغموم و پریشان ہونگے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت کو غم ہوا۔ مگر مخالف عنید یا بدبخت پلید نہیں مانے گا جبتک دو الزام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نہ لگائے۔ ایک عدم علم کا۔ اور ایک یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بدگمانی کی جو شرعًا ناجائز ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقوی اور متہمین کے منافق ہونے کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی۔ چاہیے تو تھا گمان نیک اور کی بدگمانی۔ معاذ اللہ۔

تفسیر کبیر جلد ۶ میں ہے۔ وثانیہا[1] ان المعروف من حال عائشۃ

---

[1] یعنی دوم یہ کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے پیشتر کے حالات سے (بقیہ صفحہ آئندہ)

قبل تلك الواقعة انما هو الصون والبعد عن مقدمات الفجور ومن كان كذلك كان اللائق احسان الظن به وثانيها ان القاذفين كانوا من المنافقين واتباعهم وقد عرف ان كلام العدو والمفتري ضرب من الهذيان فلمجموع هذه القرائن كان ذلك القول معلوم الفساد قبل نزول الوحی اگرچہ تفسیر کبیر کی عبارت سے یہ بات یقینی ہو چکی ہے کہ اس قصہ افک سے عدم علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال کرنا سخت جہالت ہے اور حضرت کو قبل از نزول وحی علم تھا کہ صدیقہ پاک ہیں۔ پھر حضرت کا ظاہر نہ فرمانا بالکل عقل کے موافق کہ کوئی اپنے قضیہ اور معاملہ کا خود فیصلہ نہیں کر لیتا۔ دوسرے نزول وحی کا انتظار کہ قضیات اور براءۃ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قرآن پاک سے ثابت ہو تاکہ اس تہمت کا جتنا رنج ہوا ہے وہ سب کالعدم ہو کر مسرت تازہ حاصل ہو مگر اب ہم ایک ایسی مضبوط دلیل لائیں جس کے بعد مجال گفتگو نہ رہے حدیث افک جو بخاری کی کتاب الشہادات باب تعدیل النساء بعضهن عن بعض میں ہے اس میں ہے فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من يعذرني من رجل بلغني اذاه في اهلي فوالله ما علمت على اهلي الا خيرا وقد ذكروا رجلا ما علمت عليه الا خيرا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ظاہر تھا کہ وہ مقدمات فجور سے ... پاک ہیں اور جو ایسا ہو اس کے ساتھ نیک گمان کرنا چاہیے دوسرے یہ کہ تہمت لگانے والے منافق اور ان کے اتباع تھے اور یہ ظاہر ہے کہ مفتری دشمن کی بات ایک ہذیان ہے پس ان تمام قرائن کے ہوتے وہ قول بہتر ... جس سے مخالفوں نے مدد چاہی ہے نزول وحی سے قبل معلوم الفساد تھا ۱۲ منہ

ے معاون ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیقہ
اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکی پہ یقین تھا اور کفار کی تہمت سے شبہ تک
ہوا اسی واسطے آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے اپنے اہل
یقین ہے۔ اب بھی اگر کوئی انکار کرے اور کہے کہ نہیں حضرت کو علم
تو اس منکر متعصب کا دنیا میں تو کیا علاج مگر میدان حشر میں انشاء اللہ
بیباک کو ضرور اپنی اس بیباکی کی سزا ملے گی کہ سرور اکرم صلی اللہ
وسلم جس چیز پر قسم کھا کر فرما دیا کہ میں خیر جانتا ہوں۔ یہ دشمن دین
کہے کہ وہ نہیں جانتے تھے معاذ اللہ۔ مومن کامل کے لیے تو اتنا ہی
تھا کہ جب بدگمانی شرعاً جائز نہیں تو سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
شبہہ بھی نہ تھا اسلیے کہ آپ معصوم ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ حضرت
یقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر یا کسی پر بدگمانی کریں مگر اب تو ماننے کے لیے
اللہ تعالیٰ حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ حضرت کو اس واقعہ سے
تعیت نہ تھی نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت کوئی بدگمانی
پ کے پرتو فیض سے جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
یشوں میں جلوے نظر آئے اور انھوں نے بوقت مشاورت بیان
ئے اس مختصر میں گنجائش نہیں کہ مذکور ہو سکیں اور حضرت سرور اکرم
اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ایک مدت
توجہ نہ فرمانا بھی اُن کی طرف بدگمانی کی دلیل نہیں ہو سکتا بلکہ حالت
انتشار بے التفاتی ہے اور اگر خدا حق بیں آنکھ عطا فرمائے تو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف چند روز توجہ نہ فرمانے میں وہ بھید نظر آئیں جو مومن کی روح کے لیے راحت ہے نہایت عین انتظار وحی میں محبوبہ کی طرف توجہ نہ فرمانا۔ وحی دیر میں آئی۔ اگر فوراً آجاتی تو کافروں کی اتنی شورش نہ ہوتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صبر پر ثواب زیادہ ہوتا رہا اور امتحان بھی ہو گیا کہ کیسی صابرہ ہیں ادھر حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا امتحان کہ علم سے سینہ پر دیا واقعہ سامنے کر دیا۔ جملہ حالات حق سبحانہ تعالے نے حضرت کے پیش نظر فرما دیے۔ ادھر کافروں نے جھوٹی تہمت لگائی۔

اب دیکھنا ہے کہ محبوب رب اپنی محبوبہ یعنی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تہمت پر باوجود علم کے صبر کر کے اللہ جل شانہ پر معاملہ تفویض کرتے ہیں جو لائق شان کامل کے ہے۔ یا کفار کے طعن سے بیقرار ہو کر سینہ کا خزانہ کھول ڈالتے ہیں شاید تھوڑی دیر صبر ہونا ممکن ہوا اور زیادہ دیر تک صبر نہ کر سکیں اس واسطے عرصہ تک تو وحی ہی نہیں آئی کہ اس پر ایک دوسرا امتحان یہ تھا کہ ان کی محبوبہ پریشان ہیں ان کی تسکین کرتے ہیں یا وحی کلام محبوب حقیقی میں دیر ہونے سے بیقرار ہوئے جاتے ہیں اگر حضرت کے معاملہ ظاہر نہ فرمانے اور وحی دیر میں آنے کی حکمتوں پر غور کر کے لکھا جائے تو بڑے بڑے دفتر ناکافی ہیں اسلیے اس مختصر میں اسی پر اکتفا کیا گیا۔ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو براءت صدیقہ کا یقین ہونا ثابت ہوا مگر اب ان حضرات کا مرتبہ دریافت کیجیے جنہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

دو بدگمانیاں کیں۔ ایک یہ کہ ان کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بدگمانی
تھی اور ایک یہ کہ آپ کو واقعہ کا علم نہ تھا۔ عینی شرح بخاری جلد پنجم صفحہ ۱۶۲
میں ہے قال المہلب ظن السوء بالانبیاء کفر یعنی انبیا علیہم الصلوٰۃ
والسلام پر بدگمانی کرنا کفر ہے تو حسن نے دو بدگمانیاں کیں اس کا
کیا حال ہے ان کو چاہیے کہ وہ توبہ کریں۔ (از تذکرۃ العلماء)

جمعیۃ العلما ہند

احباب دریافت کرتے ہیں کہ جمعیۃ العلماء کیسا اور کتنا بڑا کس قسم کے علما کا گروہ ہے وہ کیا کام انجام دے رہا ہے مشہور ہے کہ پانسو علما کی ایک جماعت ہے لیکن عند التحقیق پانسو کا عدد محض مبالغہ معلوم ہوتا ہے یا علما کی کوئی جدید اصطلاح مقرر کر لی گئی ہو جیسا کہ آجکل بہت سے لیڈروں اور ایسے انگریزی دانوں کو جنھیں عربی سے کچھ مس ہی نہیں ہے اور وہ علوم دینیہ اور دین سے محض بیگانہ ہیں اخباروں اشتہاروں میں مولانا چھاپا جارہا ہے۔ تمام مسلمان وکیلوں کا لقب مولوی صاحب ہے اس طرح کے علما اگر شمار کیے جائیں تو پانچسو سے زیادہ ہو سکتے ہیں لیکن عرف میں علما کے لفظ سے جو متبادر ہیں ان کی تعداد پانچسو تک مبالغہ معلوم ہوتی ہے۔

جمعیۃ العلما مختلف الخیال لوگوں کی ایک جماعت ہے جن میں دیوبندیوں

وہابیوں کا عنصر غالب ہے باقی شاذ ہندوستان کے معتبر و معتمد اکابر علما میں سے شاید ہی کوئی شریک ہو درحقیقت جمعیۃ وہابیہ ہے جس کا نام جمعیۃ العلما لکھا گیا ہے۔

رہی یہ بات کہ اس گروہ کا انجام دے رہے ہیں نہیں معلوم ہوتا کہ انھوں نے حوادث موجودہ کے متعلق کوئی بھی کام کیا ہو۔ اور اماکن مقدسہ اور بلاد اسلامیہ کی حمایت و اعانت میں کوئی کارآمد حصہ لیا ہو۔ بجز اس کے کہ وہ اماکن مقدسہ اور بلاد اسلامیہ کے نام سے مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کرتے اور اپنا اقتدار و اثر بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان کو موقع ملا ہے کہ اہل اللہ کو نائبین خیر انام کو علیہ الصلاۃ والسلام وارث علوم انبیا کو دین کے پیشواؤں کو اور رہنماؤں کو اسلام کے حامیوں اور ناصروں کو جو ہمیشہ خدمت مذہب و ملت میں سرگرم رہتے ہیں اور کسی مفسد بے دین گمراہ ضال دشمن اسلام فرقے کو سر اٹھانے نہیں دیتے اور جن کی براہین ساطعہ اہل ضلال کے پرزور طعنوں کی قلعی کھول دیتی ہیں وہابیہ کو موقع ملا ہے کہ ان حامیان اسلام سے دنیا کو بدظن کر کے اپنا کام بنائیں اور اپنے دلوں کے گھٹے ہوئے بخار نکالیں۔ چنانچہ ایسا ہو رہا ہے خلافت کی آڑ میں دین حق کے حامیوں پر حملے کیے جاتے ہیں۔

مراد آباد میں **کالا کافر پکا وہابی** کے عنوان سے ایک اشتہار کثیر تعداد میں شائع کیا گیا پھر ایک رسالہ کی صورت میں یہ گالی نامہ چھاپا گیا اور سہوارہ اور لکھنؤ کے جلسوں میں بیچا یا تقسیم کیا گیا اس اشتہار میں

حامی اسلام وارث علوم سید انام امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیحضرت عظیم البرکت حضرت مولنا مولوی مفتی قاری حافظ شاہ محمد احمد رضا خانصاحب مدظلہ العالی کی شان عالی ہیں حد سے زیادہ سب و شتم کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کی گئی ہو اور اہلسنت کی کثیر تعداد کو (کہ دوسرے تمام فرقے مل کر بھی جن کا عشر عشیر نہیں ہو سکتے ہیں) روحانی اور قلبی صدمے پہنچائے ہیں اور ایک جنگ کی بنیاد ڈالی ہو حضرت موصوف مدظلہ ملک کے وہ مایۂ فخر اور سرمایۂ ناز عالم ہیں جنکی بدولت ملک کی عزت ہے۔ آپکا دارالافتاء مدت مدیدہ سے ممالک و بلدان اور عالم کے گوشہ گوشہ کا مرجع ہے۔ عرب۔ روم۔ مصر۔ مراکش۔ طرابلس۔ افریقہ وغیرہ تمام ممالک سے آپ کی خدمت میں استفتا پہنچتے ہیں اور ہر مقام کے اہل علم آپ کے جود قلم اور فیض علم سے متمتع اور مستفیض ہیں آپکے تمام اوقات بفضلہ تعالیٰ دین کی خدمت میں صرف ہوتے ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ آج فتاوی شریف کی بارہ ضخیم جلدیں مکمل ہیں اور تصانیف کا عدد صدہا سے متجاوز ہے آپ کی تحقیقات انیقہ نے علوم اسلامیہ کا احیا فرمایا۔ آپ کے قلم نے دشمنان اسلام کی تمام مخالف اسلام کوششیں ملیامیٹ کر ڈالیں۔ انھیں میں سے وہابیہ بھی ہیں جنکے سربستہ راز آں ممدوح نے طشت از بام کر دیے اور اُن کا کوئی حیلہ اور کوئی حملہ اسلام پر چلنے نہ دیا۔ اس پیشوائے اسلام کی عمر کا ایک ایک لمحہ طاعت و عبادت میں صرف ہوا اور ہو رہا ہے

اُن کے قلم حق نگار نے سالہا سال سے استراحت کی طرف متیل
نہ کیا اُن کے زندہ مساعی نے دنیا کو دینی دولت سے مالا مال فرما دیا
حالات حاضرہ کے متعلق جو حضرت کی روش ہے اُس کا اظہار
السواد الاعظم جلد ۲ نمبر ۱ و ۲ میں ہو چکا ہے اور اسکے صفحات میں اعلیحضرت
کا فرمان ملاحظہ کے لیے حاضر ہے لیکن چشم بد اندیش کہ برکندہ باد * عیب نماید
ہنرش در نظر * حاسد کا کیا علاج اس اشتہار میں اعلیحضرت مدظلہ العالی کو
سلطنت اسلامیہ خلدہا اللہ تعالی کا مخالف ظاہر کیا گیا ہے کس قدر عجیب و غریب
ہے کہ دین اسلام کا حامی اور شریعت حقہ کا ایک امام تو سلطنت اسلامیہ
اور مقدمات مقدسہ کا مخالف ہو اور وہابیہ جن کے نزدیک ساری دنیا
مشرک ہے۔ ہر عرس میں شریک ہونے والا ہر میلاد مبارک کی محفل کرنے والا
اموات کے لیے فاتحہ اور ایصال ثواب کرنے والا قبروں کی زیارت کے
لیے جانے والا سب مشرک و بدعتی ہیں۔ وہابیہ کے نزدیک مسلمان ہی کون
ہے جسکی وہ اعانت کریں۔ ترک کیا اُنکے نزدیک مشرک نہیں اماکن مقدسہ کی
عظمت کا تو یہ عالم ہے کہ مدینہ طیبہ کی زیارت کے لیے جانا وہابی کو موت سے
سخت تر ہے۔ وہابیہ شد رحال کو ناجائز کہتے ہیں۔ اُنکے پیشوا عبدالوہاب نجدی
کے نزدیک تمام مسلمان کافر تھے۔ اُس نے مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی تھی
وہابیوں نے خانہ کعبہ کی بیحرمتی کی۔ حجر اسود شریف کو توڑا حرم شریف کی
پاک سرزمین میں عالموں اور سیدوں کے خون بہائے۔ کیا یہی لپنے دل
میں کعبہ کا درد رکھتے ہیں وہ قوم جس کا پیشوا حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام

وضرر ظاہر ہو کو صنم اکبر کہتا تھا کیا وہ حرمین طیبین کی خیرخواہ ہو سکتی ہے مگر دنیا کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے خلافت خلافت کہا جاتا ہے۔
سلطنت اسلامیہ اور مقامات مقدسہ کی خدمت وحمایت اور وہابیہ معاذاللہ ثم معاذاللہ گرگ اور گلہ کی چوپانی لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔
مشہور کیا جاتا ہے کہ اعلیحضرت گورنمنٹ کے آدمی ہیں اور اُن کو گورنمنٹ سے بیش قرار تنخواہیں ملتی ہیں اور بعضے مفتری تو اسقدر جری ہیں جو یہاں تک کہہ گزرتے ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھ سے انگریزی دفاتر میں حضرت کا نام درج دیکھا ہے اور قبض الوصول میں وصولِ تنخواہ کے دستخط ثبت پائے ہیں۔
خدام اعلیحضرت نے ساڑھے چھ ہزار روپیہ انعام کا اعلان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ ثابت کردے کہ اعلیحضرت نے گورنمنٹ سے ایک پیسہ بھی لیا ہے تو اُس کو ساڑھے چھ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا لیکن آج تک کوئی یہ انعام حاصل کرنے کے لیے تیار نہ ہوا۔ اور غیرت یہ کہ ابتک بھی وہی راگ گائے جاتے ہیں درحقیقت علما کو بدنام کرکے عوام کو اُنکی طرف سے برگشتہ کرنا ان کا مقصود ہے اور اسی میں انکی کامیابی بھی ہے۔ اگر عوام علما کے ساتھ وابستہ رہے تو اُن پر ان کا جادو کسی طرح چلنے والا نہیں۔ مذکورہ بالا اشتہار جو بدتر سے بدتر سب وشتم کا انبار اور دلیہ بندی تہذیب کا نمونہ ہے مہذب طبقوں میں بہت حقارت کی نگاہوں سے دیکھا گیا۔
اس اشتہار میں امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کے کفریات شمار کرکے اُس کے حق میں مقتدیانہ احتیاط فرمانے پر اعتراض کیا گیا ہے یہ اعتراض ہی انیا ہے

تنفقی کا کمال ورع ہے کہ ادنیٰ احتمال بھی سے ذراسی گنجائش بھی پائے تو احتیاط کرے۔

یہ اعلیحضرت مدظلہ العالی کا کمال تقویٰ ہے جس پر نابینا دشمن زہر اُگل رہا ہے اور اس کا کافی جواب **الموت الاحمر** میں چھپ چکا ہے جس کو دیکھکر تمام دیوبند کا دم بند ہے۔ کسی سے اُس کا جواب نہ ہوسکا اور نہ ہوسکتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ مگر اُنھیں تو گالیاں دینے کے لیے بہانہ درکار تھا۔

غرض یہ کارہائے نمایاں ہیں جو دیوبندی پارٹی انجام دے رہی ہے اب اس کو ترکی کی اعانت کہیے یا مقامات مقدسہ کی حمایت وحفاظت جو کچھ نقد عمل ہے یہ ہی جو کچھ سرمایہ سعی ہے سامنے موجود ہے۔ اللہ اللہ روضۂ طاہرہ کو صنم اکبر بنانے والے حرم کعبہ مقدسہ میں مقتولوں اور ظالموں کے خون بہانے والے آج ... کی ہمدردی کا دم بھریں اور علمائے اسلام کو کافر بنانے کا آدمی بتائیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش من انداز قدت را مے شناسم

بعض عوام کسی بہروپ سے دھوکہ کھا جائیں تو ممکن ایسا پہلے بھی ہوچکا سیدنا عثمن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کرہی ڈالے گئے مگر دنیا اہل عقل سے خالی نہیں ہے۔ اِنَّ اللّٰہ لا یھدی کید الخائنین

"مدیر"

اعلحضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولنا شاہ محمد احمد رضا خانصاحب دام ظلہم الاقدس کا مبارک

فرمان واجب الاذعان

جو

شاندار جلسہ اہل سنت و جماعت واقعہ بریلی مسجد بی بی جی میں گیارہ جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ روز یکشنبہ کو ہزاروں مسلمانوں کے مجمع میں پڑھا گیا

مبسملا وحامدا ومصلیا ومسلما

حضرات اہل سنت وجماعت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ. فقیر بوجہ علالت حاضر نہ ہوسکا۔ میری تین تحریریں کہ شائع ہوچکی ہیں اور اُن میں سے دو کی اشاعت کو آٹھ آٹھ برس ہوچکے حاضر کی جاتی ہیں وہ آپ حضرات کے سامنے پڑھی جائیں گی اُن کو بنظر غور استماع فرمائیے وہی میری رائے کی ترجمان ہیں۔ میں حضرات مقررین سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ اُن کے تمام بیان میری انھیں تحریرات کے دائرے میں رہیں اگر انھیں اس کا لحاظ رہا بہتر ورنہ ان تحریروں کے دائرے سے باہر جو کچھ وہ فرمائیں وہ اُن کی ذاتی رائے ہوگی وہ فقیر کی آواز نہیں۔

میں اعلان کے ساتھ کہہ چکا اور کہتا ہوں کہ سلطنت اسلام نہ سلطنت

بلکہ ہر جماعت اسلام نہ جماعت بلکہ ہر فرد اسلام کی خیر خواہی ہر مسلمان پر فرض ہے کونسا مسلمان ہوگا کہ اماکن مقدسہ کی حفاظت نہ چاہیگا۔ مگر دو باتوں کا لحاظ لازم ہے اور اُن کا ترک عقل و نقل دونوں سے خروج۔

اول یہ کہ ہر فرض ہمیشہ بقدر قدرت ومشروط بہ استطاعت ہے قرآن عظیم جابجا شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ وسعت سے زائد کسی کو حکم نہیں دیتا۔ ایسی تحریکیں کہ قدرت سے باہر ہیں اور اُن کا نتیجہ یہاں کے مسلمانوں کی تباہی ہے اسلام و مسلمین کی خیر خواہی نہیں صریح بدخواہی ہے۔

دوم اسلام کی تائید کبھی اللہ و قرآن و رسول جل وعلا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیٹھ دیکر نہیں ہوسکتی۔ مشرکین سے اتحاد و وداد اُن سے استعانت و استمداد اُن سے موافقت و انقیاد جس کی ہوا چل رہی ہے قطعاً حرام و بیخکنی اسلام ہے اور اُس کے سبب دین پر سخت آفت۔ وہابیہ و دیوبندیہ کی مداخلت ہے انھوں نے جوش بھینی دیکھکر موقع پایا اس میں مطلب شریک ہولیے کل تک جو اُن کو کافر یا بددین جانتے تھے اُن سے ملکر متحد ہوگئے اُن کی کمیٹیں اُنکی صدارتیں اُن کی تنظیمیں ہونے لگیں۔ اس سے سلطنت اسلامی یا اماکن مقدسہ کو فائدہ پہنچنا تو معلوم نہ وہابیہ کو اس سے غرض۔ وہ تمام اہل سنت کو مشرک جانتے ہیں۔ سلطان اور عام ترکوں کو کیا مسلمان جانیں گے۔ وہ اماکن مقدسہ کو مشرکستان سمجھتے ہیں کیا اُن کی حفاظت چاہیں گے یہ تو سب زعم باطل ہے۔ ان وہابیت کے پیچ حیتے جاتے ہیں اور یہ دین کی سخت بربادی ہے۔ آنکھ کھولو اور دوست و دشمن کی

تیز کرو۔ دنیوی معاملت مطابق احکام شریعت ہر کافر غیر مرتد سے جائز ہے۔ ان سوالات اصلاکسی سے جائز نہیں۔ یہاں ان کا عکس ہو رہا ہے۔ آٹھ برس ہوئے جب اس جنگ کا نام و گمان بھی نہ تھا فقیر نے فلاح مسلمین کی چار تدبیریں شائع کی تھیں امید کہ ان پر غور فرما کر ان کے اجرا میں سعی کریں۔ وباللہ التوفیق والسلام۔

(فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۱۱۔ جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ)

وہ تدابیر رسالہ سے بنام تاریخی تدبیر فلاح و نجات و اصلاح ہیں کہ حامی سنت ماحی بدعت جناب منشی حاجی محمد لعل خانصاحب نے ۱۳۳۱ھ میں کلکتہ میں چھپوا کر شائع ہو چکیں ان کا خلاصہ یہ ہے

(۱) سوا ان باتوں کے جن میں حکومت کی دست اندازی ہو اپنے معاملات باہم فیصل کرلیں کہ کروڑوں روپے مقدمہ بازیوں میں نہ اڑیں۔

(۲) مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں کہ گھر کا نفع گھر ہی میں رہے۔

(۳) بمبئی۔ کلکتہ۔ رنگون۔ مدراس۔ حیدرآباد وغیرہا کے تونگر مسلمان اپنے بھائیوں کے لیے بنک کھولیں۔ سود شرع نے حرام قطعی فرمایا ہے مگر اور صدہا طریقے نفع کے حلال فرمائے ہیں۔ ایک نہایت آسان طریقہ کتاب کفل الفقیہ میں چھپ چکا ہے ان جائز طریقوں پر نفع بھی لیں کہ خود بھی فائدہ ہو اور بھائیوں کی حاجت بھی روا ہو یہ تو نہ ہو

کہ مسلمان ننگے اور بنیے چنگے۔

(۴) سب سے اعظم علم دین کی ترویج و تحصیل۔

باقی تفصیل اور یہ کہ مسلمان کہاں تک ان کے خلاف پر عامل ہیں اُسی رسالے میں دیکھیے۔

یہ ہے ان امور میں اعلیحضرت قبلہ کی رائے۔ اس کے خلاف تہمتیں رکھنے والے یا اس میں کتر کرلا تقربوا الصلوٰۃ کی اشاعت کرنے والے واحد قہار کے یہاں اپنی حرکات کے ذمہ دار ہیں۔ اعلیحضرت قبلہ کا مبسوط رسالہ المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ سوا جزو پر طبع ہو رہا ہے کامل شرعی تفصیل احکام اُس سے معلوم ہوگی۔ دفتر جماعت رضائے مصطفےٰ (علیہ افضل الصلاۃ والثنا) واقع بریلی محلہ سوداگران سے ۵۰ کو ملیگا

(جماعت رضائے مصطفےٰ)

بضمن جوابات پنڈت دیانند متعلق سورۂ فاتحہ

(بقیہ بحث تناسخ)

اور وید کی وہ تعلیم اُن تک پہنچائے جو آریہ اعتقاد میں نجات کے لیے ضروری ہے اگر اُنکے لیے کوئی وید و پنڈت ہے تو کہاں کس صورت میں کس طرح تعلیم دیتا ہے ثبوت دیجیے اور نہیں تو انسان کو ہر جنم میں یا دصفعال اور اک ایک دستور العمل اور وید دیا جائے اور اُسکی رہنمائی کی جائے اور کمزور حیوانات کو جو عقل و خرد میں انسان سے کوئی نسبت ہی نہیں رکھتے

اُن احکام کی خبر تک نہ دی جائے جن پر عمل کرنا اُن کی نجات کے لیے ضروری اور لازمی ہے پھر اُنھیں ماخوذ کرنا اور سزا دینا عقلاً کب درست ہے خود پنڈت دیانند صاحب نے اسی سورۂ فاتحہ شریف پہ زبان کھولتے ہوئے لکھا ہے۔

جس کتاب میں طرفداری کی باتیں پائی جاویں وہ کتاب خدا کی بنائی ہوئی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً عربی میں نازل کرنے سے عرب والوں کو اس کا پڑھنا سہل اور دوسری زبان والوں کو مشکل ہو جاتا ہے اس سے خدا طرفدار ٹھہرتا ہے اور جس طرح خدا نے کل دنیا کے رہنے والے آدمیوں پر نظر انصاف سے سب ملکوں کی زبان سے نرالی سنسکرت زبان میں جو سب ملک والوں کے لیے یکساں محنت سے حاصل ہوتی ہے۔ ویدوں کو نازل کیا ہے ایسی ہی زبان میں اگر قرآن کو نازل کرتا تو یہ نقص عائد نہ ہوتا۔ (ستیارتھ صفحہ ۷۶۱)

خود اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے ماننا پڑیگا کہ انسانوں کو وید دینے اور حیوانوں کو محروم رکھنے سے ایشور پہ طرفداری اور ظلم کا الزام آتا ہے جبکہ وہ بھی انسانوں کی طرح مکلف ہیں اور اُنھیں بھی نیک و بد اعمال کی سزا ملتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتانا ہوگا کہ وہ جانور جن کی غذا گوشت پر منحصر ہے اور اُن کی زندگانی کا دارومدار شکار پر ہے جو کبھی گھاس اور دانہ کی طرف التفات نہیں کرتے اور یہ اُن کی نوع کا خاصہ ہے جو اُن کے تمام افراد میں

پایا جاتا ہے اور کوئی فرد اُس سے مستثنیٰ نہیں ملتا آیا اُن کی یہ خوراک
گناہ اور جرم ہے۔ ایسا تو ہو نہیں سکتا کیونکہ شکار اور گوشت خوری اُن کا
طبعی مقتضا ہے اُن کے بنانے والے نے۔ اُن کے پیدا کرنے والے نے
اُن کی فطرت میں یہ اقتضا رکھا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اُن کا کوئی فرد تو ترک
گوشت کرتا یا سب نے مل کر اتفاق کر لیا ہے کہ ایشور کے قانون کو توڑنا
چاہیے وہ بھی نان کوآپریٹر ہو گئے ہیں یہ بھی بداہۃً باطل تو لامحالہ تسلیم کرنا
پڑیگا کہ گوشت اُن کی جائز غذا اور مباح خوراک ہے اور گوشتوں میں
بھی یہاں تک درست کہ ہندوؤں کی گئو ماتا تک سے انھیں درگزر نہیں
آیا گوشت کی اباحت اور شکار کا جواز انھیں وید کا عطا کردہ انعام ہے
اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ جب وید اُن کے لیے گوشت کو جائز کرتا ہے
دوسرے حیوانات کے لیے کیوں ناجائز کرتا ہے کچھ دیکھا آپ نے تناسخ
کا ثمرہ اور آواگون کا تماشہ۔

پنڈت دیانند صاحب سے پوچھو کیا ہوئیں اُن کی تعلیاں۔ اسی مونہہ سے
قرآن پاک پر اعتراض کرتے تھے۔ مگس فضلہ خوار را بہ شہباز سے
آہنگ ہمسری۔

گر یہ دعوے جانچنے کے قابل ہو کہ وید تمام بنی نوع انسان سے نسبت
برابر رکھتا ہے اول تو ایسی زبان میں ہونا جو کسی ملک میں نہ بولی جاتی ہو
کسی قوم کی زبان نہ ہو ایک مسخرگی انسانوں کی تعلیم کے لیے جو کتاب
ہوگی ضرور ہے کہ انسانوں کی زبان میں ہوگی۔ اس سے بھی قطع نظر

لکھیے تو میں پوچھتا ہوں کہ رشی جن کو آریہ کے خیال میں وید کا الہام ہوا ویدک زبان کو سمجھتے تھے یا نہیں اگر سمجھتے تھے تو کس طرح۔ آیا وہ اُنکی مادری زبان تھی۔ یہ تسلیم کیجیے تو وہ زبان تمام انسانوں کے لیے یکساں دشوار نہیں رہی۔ اگر سنسکرت رشیوں کی مادری زبان نہ تھی اور اُنکے لیے بھی اتنی ہی مشکل تھی جتنی آج یورپ و امریکہ والوں کے لیے ہی تو سوال یہ ہے کہ انھوں نے وید کو کیسے سمجھا اور جو ذریعہ وید کی تفہیم کا ایشور نے اُنہیں دیا تھا اور جن اسبابوں سے وید کا سمجھنا انھیں آسان کیا تھا وہی اسباب دوسروں کو کیوں نہ ملے۔ اس سے تو ایشور طرفدار ٹھہرتا ہے اور اُس کا انصاف پنڈت جی کے قانون سے رفو چکر ہوا جاتا ہے۔

اب پنڈت جی بتائیں کہ رشیوں کے لیے ذریعۂ علم کیا ہے اور جو اُن کے لیے ہی دوسروں کے لیے کیوں نہیں۔ اس طرفداری کا پنڈت جی کے پاس جواب کیا ہے۔ یا یہی الزام وہ وید کو بھی لگاتے ہیں اور قرین انصاف تو ہے کہ جو اعتراض اُنھوں نے دوسری کتابوں کی نسبت کیا جب وہ خود اُن کی کتاب پر عاید ہوتا ہو تو وہ اُس کو تسلیم کریں وہ تسلیم کریں خواہ نہ کریں مگر عقلاً جانتے ہیں کہ پنڈت صاحب اپنے اعتراض کی زد میں خود ہی آ گئے اور اُن کے لیے اس سے بچنے کی کوئی صورت نہ رہی ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

فہرست کتب موجودہ مطبع نعیمی مراد آباد

بہار شریعت حصہ اول مطبوعہ مطبع اہل سنت کلکتہ قیمت ۵ر — اس کتاب میں مصنف علام نے تحقیق کے دریا بہائے ہیں مسائل فقہیہ ضروریہ بامحاورہ اردو میں تحریر فرمائیں عورتوں مردوں بچوں سب کیلئے نہایت ضروری اور کارآمد ہے ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا موجود ہونا ضروری ہے۔

حصہ دوم ۵ر

حصہ سوم ۸ر

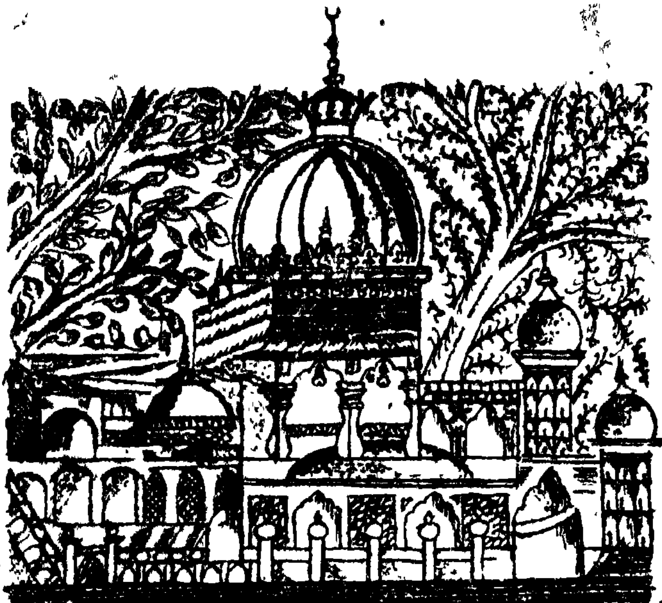
انوار ساطعہ مولود شریف اور فاتحہ مروجہ وغیرہ کے جواز و استحسان میں یہ نفیس کتاب ہے، وہابیہ کے اعتراضات کے جواب میں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کمال تحقیق سے کام لیا ہے مطبع مجتبائی میں ۳۲۸ صفحہ پر چھپی ہے قیمت ۲

الکوکبۃ الشہابیہ پیشوائے وہابیہ کی کتابوں سے اس کے اقوال اور کتب علمائے سے اوس پر حکم کفر و ضلال بہ نشان صفحات بیان فرمائے گئے ہیں تصنیف جلیل الحضرت عظیم البرکۃ امام المحققین قدوۃ المدققین مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب مجدد مأۃ حاضرہ دامت برکاتہم۔ مطبوعہ کلیمی پریس کلکتہ قیمت ۴

تاریخ وہابیہ تصنیف حامی سنت حاجی مولوی محمد لعل خاں صاحب قیمت ۵ر

جواہر البیان امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی خیرات الحسان کا ترجمہ قیمت ۱۰

تمہید ایمان - وہابیہ کے کفر کا بیان - قیمت ۱ر رسالہ ترک آلا قیمت



بیا کہ کعبۂ اہل دل است خواجہ معین
کہ طوف مرقد او می کنند شاہ و گدا

زراہ صدق درآ در مقام خواجۂ پاک
کہ ہست خاک درش چشم خضر را توتیا

جلد ۲

خواجہ نمبر

السواد الاعظم

فہرست مضامین

السواد الاعظم کے مقاصد

مذہب مقدس کی حمایت و حفاظت دشمنانِ دین اور مخالفین اسلام کے حملوں کی مدافعت متانت و سنجیدگی کے ساتھ اُن کے اعتراض دور کرنا فرقہ بندی کو شکست دینا وجوہ تفرق و اختلافات پر عمیق نظر ڈال کر اتفاق و اتحاد کی تدابیر پیدا کرنا مسلمانوں کو اخلاق و معاشرت سکھانا قوم کی شیرازہ بندی کرنا کھوئی ہوئی دولت کا پتا چلانا گزرے ہوئے زمانہ کو واپس لانا سوتوں کو جگانا مُردوں کو جلانا یعنی مسلمانوں کو اُن کی حالتِ زار پر رلانا ناواقف مسلمانوں کو مذہب سے واقف کرنے کی کوشش کرنا دین کی طرف توجہ دلانا اہل اسلام کی دینی و دنیوی زندگی کو کامیاب بنانا اس رسالہ کے بہترین مقاصد ہیں

(مدیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل

منظر نور دین معین الدین — آفتاب [illegible] الدین
خواجۂ خواجگان ہندوستان — بیکساں [illegible] معین الدین
سرور انبیا رسول اللہ — حامی [illegible] الدین
میں ترے آستاں کا خاک نشیں — [illegible]
المدد المدد کہ تیرے سوا — کوئی [illegible]
در فردوس پر ہو آپ کا ہاتھ — [illegible]
وہ جہاں ہو کہیں ہو دل میرا — [illegible]

داغ تیرا [illegible] دم [illegible]
[illegible] معین [illegible]

ذکر اخیار
سلطان الہند غریب نواز

امت محمدیہ علی اللہ تعالیٰ علیٰ صاحبہا وسلم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے
پاک نفوس بھی پیدا فرمائے ہیں جنکی وجہ سے امت پر رحمت فرماتا ہے
اُن کے صدقے میں بارشیں کی جاتی ہیں۔ قحط سالیوں کی مصیبتیں دفع
ہوتی ہیں اُنھیں کی بدولت دشمنوں پر نصرت وظفر حاصل ہوتی ہے اُنھیں
کی برکت سے عذاب اور آفات دفع کیے جاتے ہیں۔ حدیث شریف
میں وارد ہے۔

یُسْقٰی بِہِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِہِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَہْلِ
الشَّامِ بِہِمِ الْعَذَابُ۔

ابن عساکر نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت
کیا کہ اللہ تعالیٰ کے تین سو بندے قلب آدم پر ہیں اور چالیس ایسے ہیں
کہ اُن کے قلوب قلب موسیٰ پر اور سات ایسے جن کے قلوب قلب ابراہیم پر
اور پانچ ایسے جن کے قلوب قلب ابراہیم پر اور پانچ ایسے کہ جن کے
قلوب قلب جبرئیل پر اور تین ایسے کہ اُن کے قلوب قلب میکائیل پر اور
ایک ایسا کہ اس کا قلب قلب اسرافیل پر ہے علیہم الصلاۃ والسلام
جب اس ایک کا وصال ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُن تین میں سے کسی کو اس کا
قائم مقام کرتا ہے اور جب اُن تین میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ ان پانچ میں سے کسی کو ان کی جگہ عنایت فرماتا ہے اور جب پانچ میں سے کسی ایک صاحب کی رحلت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ سات میں سے کسی کو اُن کے رتبہ پر فائز کرتا ہے اور سات میں سے کوئی صاحب پردہ فرماتے ہیں تو اُن کی جگہ اللہ تعالیٰ چالیس میں سے کسی صاحب کو ممتاز فرماتا ہے اور جب چالیس میں کوئی صاحب داعی اجل کو لبیک کہتے ہیں تو اُن تین سو میں سے کوئی اُن کی کرسی پر متمکن ہوتے ہیں اور جب ان تین سو میں سے کوئی صاحب چشم اہل ظاہر کو اپنے دیدجمال سے محروم فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کا مقام عام مسلمانوں سے کسی خوش نصیب کو مرحمت فرماتا ہے۔

یہ وہ گروہ ہیں جنکی بدولت اس امت کی بلائیں دفع ہوتی ہیں ہندوستان کی زمین میں ہزارہا اولیا آسودہ ہیں جنکی ذات سے فیوض و برکات کے سلسلے جاری ہیں اہل حاجت اُن کے وسیلہ سے دعائیں کرتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ اُن کی برکتوں سے قبول کرتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

قَبْرُ مُوسٰی الْکَاظِمِ تِرْیَاقٌ مُجَرَّبٌ لِاِجَابَۃِ الدُّعَاءِ۔ موسیٰ کاظم کی قبر قبول دعا کے لیے مجرب ہے۔

امام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کُلُّ مَنْ یُسْتَمَدُّ بِہٖ فِیْ حَیَاتِہٖ یُسْتَمَدُّ بِہٖ بَعْدَ وَفَاتِہٖ۔ جس کسی سے اُسکی حیات میں استمداد کیجا سکتی ہو اُس سے بعد وفات بھی کی جاسکتی ہے۔

سیدی احمد زروق رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر فقہا و علما و صوفیہ میں سے ہیں فرماتے ہیں۔

قَالَ الشَّيْخُ أَبُو الْعَبَّاسِ الْحَضْرَمِيُّ يَوْمًا هَلْ إِمْدَادُ الْحَيِّ أَقْوٰى أَمْ إِمْدَادُ الْمَيِّتِ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ إِمْدَادُ الْحَيِّ أَقْوٰى وَأَنَا أَقُوْلُ إِمْدَادُ الْمَيِّتِ أَقْوٰى فَقَالَ نَعَمْ لِأَنَّهُ فِيْ بِسَاطِ الْحَقِّ۔

شیخ ابو العباس حضرمی نے ایک روز فرمایا کہ زندہ کی امداد قوی ہے یا مردے کی۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ زندہ کی امداد قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ میت کی قوی ہے۔ فرمایا کہ ہاں اس لیے کہ وہ بساط حق میں ہے۔

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ خیرات الحسان میں فرماتے ہیں۔

لَمْ يَزَلِ الْعُلَمَاءُ وَذَوُو الْحَاجَاتِ يَزُوْرُوْنَ قَبْرَ الْإِمَامِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَيَتَوَسَّلُوْنَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ قَضَاءِ حَوَائِجِهِمْ وَيَرَوْنَ أَنْجَحَ ذٰلِكَ مِنْهُمُ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ يَقُوْلُ إِنِّيْ أَتَبَرَّكُ بِأَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَجِيْءُ إِلٰى قَبْرِهٖ زَائِرًا فَإِذَا عَرَضَتْ لِيْ حَاجَةٌ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ

علما اور اہل حاجات کا ہمیشہ دستور رہا ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مقدس کی زیارت کرتے اور انھیں اپنے قضائے حوائج میں اللہ تبارک و تعالیٰ تک وسیلہ بناتے اور اس سے اپنی حاجت روائی کا اعتقاد کرتے۔ انھیں میں سے امام شافعی ہیں جو فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور زیارت کے لیے ان کی قبر پر حاضر ہوتا ہوں جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے

وَجِئْتُ اِلٰی قَبْرِہٖ وَسَئَلْتُ اللّٰہَ عِنْدَہٗ فَمَا یَبْعُدُ حَتّٰی یُقْضٰی۔

پیش آتی ہے تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور امام کی قبر پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں وہ میری مراد کو پورا فرماتا ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرۃ العینین میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں۔

قَالَ اَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَجَاءَ رَجُلٌ اِلٰی قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّھُمْ قَدْ ھَلَکُوْا قَالَ فَاَتَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَقَالَ اِیْتِ عُمَرَ فَمُرْہُ اَنْ یَّسْتَسْقِیَ لِلنَّاسِ فَاِنَّھُمْ یُسْقَوْنَ۔

آپ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط سالی ہوئی۔ ایک شخص نے حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ پاک پر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اپنی امت کے لیے پانی طلب فرمائیے کہ وہ ہلاک ہو گئی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواب میں اس شخص کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کر کہ لوگوں کے لیے پانی کی درخواست کریں

(رواہ ابو عمر فی الاستیعاب)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں امام بخاری علیہ الرحمۃ کے

احوال میں تحریر فرمایا ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ کی وفات سے چند سال بعد خشک سالی ہوئی اور اہل سمرقند نے کئی مرتبہ استسقا کیا۔ لیکن پانی نہ برسا۔ بعضے صلحا نے قاضی سمرقند کو مشورہ دیا کہ وہ لوگوں کو لیکر امام بخاری علیہ الرحمۃ کی قبر پر جائیں اور وہاں رب عزوجل سے پانی کی دعا کریں تو امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قبول فرمائے۔ قاضی صاحب نے ایسا کیا اور لوگ قبر شریف کے پاس روئے اور انھوں نے امام بخاری علیہ الرحمۃ کو وسیلہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور بکثرت بارش ہوئی۔

علامہ علی قاری نے طبرانی سے بروایت زید بن علی عن عقبہ بن غزوان عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم روایت کیا کہ حضور علیہ الصلاۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ جب تم سے کسی شخص کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ ایسی جگہ ہو جہاں اس کا کوئی یار ومددگار نہیں ہے اور اسے مدد کی ضرورت ہو تو چاہیے کہ یہ کہے یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَغِیْثُوْنِیْ۔ اے بندگان خدا میری مدد کرو بیشک خدا کے ایسے بندے ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے ہو اور یہ عمل مجرب ہے۔

الحاصل اہل اللہ وسیلہ ہیں اللہ کی جناب میں انکے ذریعہ سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور ان کے مزارات کی زیارت مستحب اور موجب برکت ہے خود حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم زیارت قبور کے لیے تشریف لیجاتے اور حضور نے ارشاد فرمایا۔

زُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهٗ تُذَكِّرُ الْمَوْتَ (مسلم شریف)

قبروں کی زیارت کرو کہ یہ موت کو یاد دلاتی ہے۔

دوسری حدیث میں ہے۔

قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهٗ وَكُتِبَ بَرًّا۔ (بیہقی)

حضور نے فرمایا جو شخص اپنے والدین یا اُن میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ کو زیارت کرے اُس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور وہ نکوکار لکھا جاتا ہے۔

زیارت کے آداب میں سے یہ ہے کہ پائیں کی جانب سے داخل ہو اور قبر کی جانب موںھ کرکے قبر سے جانب قبلہ کھڑا ہو اور بطریق سنت اس طرح سلام کرے السلام علیکم اھل الدیار من المومنین والمسلمین وانا انشاء اللہ بکم للاحقون نسأل اللہ لنا ولکم العافیۃ۔ صاحب قبر اگر حیات ہوتے اندازہ کرے کہ اُنکے مرتبے کے لحاظ سے یہ کتنی دور بیٹھتا۔ قبر سے اتنی ہی دُور رہے اور صاحب قبر کے لیے دعا واستغفار کرے قرآن پاک کی تلاوت کا اُنھیں ثواب پہنچائے اور اُن کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتوں کی دعا کرے۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہدا کی زیارت کے لیے سالانہ تشریف لیجایا کرتے تھے۔ کما فی الدر المنثور۔ یہی عرس کی اصل ہے

خلاصہ یہ کہ اولیا کے نفوس قدسیہ حیات ظاہری میں اور بعد وفات اہل عالم کے لیے رحمت و برکت ہیں اور ان سے استفاضہ برابر جاری ہے۔ کتب دینیہ میں اس کے دلائل اسقدر مذکور ہیں جن کی شمار مشکل ہے۔

ہندوستان میں حضرت خواجہ غریب نواز قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز جو سلطان الہند کے لقب سے مشہور ہیں اور جن کا مزار اقدس صدیوں سے ملجا علما فقرا اولیا کا زیارتگاہ رہا ہے اور ہمیشہ آپ کے فیض سے اہل حاجت نے فائدے اٹھائے ہیں۔ آپکے مراتب رفیعہ بیان میں نہیں آسکتے اور ان کے زمانہ حیات کی کرامات کیا شمار کی جائیں جن کا در فیض آج بھی کھلا ہوا ہے اور ہزار ہا بندگان خدا ان کے وسیلے سے اپنی مرادیں پا رہے ہیں۔

آپ بتول زہرا کے لخت جگر اور علی مرتضٰے کے نور نظر ہیں حسنی حسینی سید ہیں آپ کا شجرۂ نسب یہ ہے۔

سلطان الاولیا سید الاتقیا خواجہ خواجگان دستگیر درماندگان خواجہ بزرگ سلطان الہند غریب نواز سیدی حضرت خواجہ معین الحق والدین حسن چشتی سنجری اجمیری قدس اللہ سرہ العزیز کا شجرۂ نسب۔

حضرت کا پدری نسب نامہ

حضرت خواجہ معین الحق والدین حسن چشتی سنجری بن حضرت خواجہ غیاث الدین

والدین احمد بن سید کمال الدین ابن سید احمد حسین بن سید طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن حضرت امام علی موسیٰ رضا بن حضرت امام موسیٰ کاظم ابن حضرت امام جعفر صادق ابن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین ابن حضرت سیدالشہداء شہید کربلا سیدنا امام حسین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علی جدہ وعلیہ وآلہ وسلم

حضرت کا مادری نسب نامہ

حضرت کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کا نام مبارک ام الورع و آمنہ الورع بنت حضرت سید داؤد ابن حضرت عبداللہ حنبلی ابن حضرت سید یحییٰ ابن سید مورث ابن سید داؤد ابن حضرت سید موسیٰ جون ابن حضرت سید عبداللہ محض ابن حضرت سید حسن مثنیٰ ابن حضرت سیدنا امام حسن علی جدہ وعلیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ۔

ولادت شریف

۱۴ جمادی الآخری سنہ ۵۳۰ھ روز پنجشنبہ بوقت قریب فجر کے قصبہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سنہ ۵۳۷ھ میں ۱۴ رجب المرجب روز دوشنبہ وقت صبح صادق ولادت شریف ہوئی لیکن دونوں قولوں میں آپ کا مولد شریف سنجر ہی ہے۔

آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ ایام حمل میں گھر میں وہ شیا کی خیر و برکت سے

بھر گیا اور مجھے سچے خواب نظر آنے لگے اور جب سے حضرت کے تن مبارک میں جان آئی شکمِ والدہ ہی میں نصف شب سے چاشت کے وقت تک لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے آپ کی والدہ یہ آواز سنتی تھیں ولادت شریفہ کے بعد بھی یہ دستور رہا

ایامِ خورد سالی

گیارہ سال کی عمر تک حضرت نے والدین کے آغوش محبت میں نہایت ناز و نعم سے تربیت پائی جب حضرت کی عمر گیارہ سال کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد عازم عراق ہوئے اور وہاں پہنچتے ہی انتقال فرمایا۔ عراق ہی اُن کا مدفن ہے۔ اُسی سال آپ کی والدہ ماجدہ نے بھی رحلت کی آپ کے والدین کا ترکہ تقسیم ہوا اور ایک پُر فضا باغ آپ کو ورثہ میں ملا۔ آپ اکثر اس باغ میں تشریف لیجایا کرتے تھے ایک روز جب آپ وہاں تشریف رکھتے تھے حضرت خواجہ شیخ ابراہیم قندوزی مجذوب اس باغ میں رونق افروز ہوئے۔ حضرت نے انگور کا ایک خوشہ اس محترم مہمان کو پیشکش کیا مجذوب صاحب نے کمال خوشی قبول فرمایا اور کلام مبارک سے کوئی چیز نکالکر اپنے لعاب دہن میں تر کرکے حضرت خواجہ کو کھلائے۔ اس لقمہ کا حلق سے اُترنا تھا کہ دنیا اور اُس کا تمام رنگ روپ آپکی نگاہوں میں ہیچ ہو گیا۔ آپ نے وہ باغ اور تمام مال و اسباب راہ خدا میں لٹا کر طلب الٰہی میں سفر کے لیے

قدم اٹھایا اول آپ سمر قند تشریف لائے وہاں حضرت حسام الدین بخاری سے قرآن عظیم حفظ کیا اور علوم ظاہری حاصل کر کے اس کے بعد بغداد تشریف لے راہ میں حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ سے ملاقات ہوئی ان سے فیض حاصل کیا وہاں سے جودی پہاڑ پر جہاں حضرت قطب الاقطاب غوث العالم محبوب سبحانی سیدی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ یاد الٰہی میں مشغول تھے آپ ان کی زیارت سے مشرف ہوئے اور فیوض باطنیہ حاصل کیے اور حضرت کے ہمراہ جیلان اور وہاں سے کچھ عرصہ بعد بغداد تشریف لائے کچھ زمانہ حضرت شیخ الشیوخ سیدی شیخ شہاب الدین عمر السہروردی رضی اللہ عنہ سے صحبت رہی اس کے بعد سیدی شیخ اوحد الدین کرمانی کی صحبت سے مشرف ہوئے اور خرقۂ خلافت حاصل فرمایا پھر ہمدان میں حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم باطن پائے پھر تبریز میں حضرت شیخ ابو سعید تبریزی قدس سرہ العزیز سے کسب فیض کیا۔ بعد ازاں اصفہان میں حضرت شیخ محمود اصفہانی پھر حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر مبارک ۔۔۔ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ اور حضرت شیخ ناصر الدین اور حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی اور حضرت شیخ عبد الواحد قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم سے فیض حاصل کیا اور برکات صحبت سے متمتع ہوئے آخر میں حضرت شیخ عثمٰن ہارونی قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں پہنچکر کمالات باطنیہ کی تکمیل فرمائی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کا خرقۂ خلافت پایا۔ آپ کا شجرۂ طریقت یہ ہے۔

غریب نواز کا شجرۂ طریقت

حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ عثمن ہارونی حضرت حاجی شریف زندنی حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی حضرت خواجہ محمد یوسف چشتی حضرت خواجہ محمد چشتی ۔ حضرت خواجہ ابو محمد ابدال چشتی حضرت خواجہ اسحق شامی چشتی ۔ حضرت خواجہ علو ممشاذ دینوری ۔ حضرت شیخ امین الدین ۔ ابو ہبیرہ بصری ۔ حضرت شیخ سدید الدین حضرت شیخ سلطان ابراہیم ادھم بلخی حضرت شیخ ابو الفیض فضیل حضرت شیخ ابو الفضل عبد الواحد بن زید حضرت شیخ حسن بصری حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ۔ حضور سرور کائنات افضل موجودات سید عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ وبارک وسلم ۔

ایک سفر کا تذکرہ

ایک مرتبہ سفر میں آپ آتش پرستوں کے شہر میں پہنچے اور قریب آتشکدے کے قیام فرمایا آپ کے ایک خادم آگ لینے آتشکدے پر گئے ۔ آتش پرستوں نے آگ نہ دی ۔ خادم نے واپس آکر حقیقت حال عرض کیا ۔ آپ خود بنفس نفیس وہاں تشریف لے گئے ۔ اس وقت اکثر آتش پرست اس جگہ موجود تھے ۔ ان میں سے ایک کا نام مختار تھا ۔ وہی سب آتشکدے کا مختار تھا ۔ مختار کی گود میں ایک لڑکا نہایت حسین و جمیل تھا ۔ اسکی عمر سات

برس کی تھی۔ آپ نے مختار سے پوچھا کہ تم آتش پرستی کیوں کرتے ہو۔ آگ کو کیوں پوجتے ہو۔ مختار نے جواب دیا کہ آگ کو بیشک مانتے ہیں۔ اسی کو نور خدا جانتے ہیں۔ اس کی عبادت کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ تم مایہ ہو مدت سے آتش پرستی کرتے ہو۔ اس آگ میں اپنا ہاتھ تو ڈالدو۔ یا آگ کو اپنے ہاتھ میں اٹھالو۔ مختار نے عرض کیا کہ آگ کا خاصہ جلادینے کا ہے۔ اپنے عابد اور غیر عابد سب کو جلادیتی ہے۔ خاک بنادیتی ہے۔ آپ یہ سنکر ہنسے اور مختار کے فرزند کو گود میں لیکر آتشکدے کی آگ میں داخل ہوئے اور لوگوں کی نظر سے غائب ہوگئے۔ اس بات کا شہر میں شہرہ ہوا۔ ہر شخص اس سانحہ عجیب اور واقعہ غریب کے دیکھنے کو دوڑتا چلا آیا۔ سب آتش پرست باہر سے شور و غل مچاتے تھے۔ مختار کے پسر کے لیے کمال افسوس کرتے تھے مگر وہ مجبور تھے۔ آگ میں جانتے تھے۔ کسی قدر عرصے کے بعد آپ مع اس پسر کے صحیح و سالم آتشکدے سے باہر تشریف لائے۔ تمام آتش پرست آپ کی یہ کرامت دیکھکر کمال متعجب ہوئے۔ اور اس لڑکے سے آگ میں جانے اور اس کی سوزش سے امان پانے کی حقیقت پوچھنے لگے۔ لڑکے نے کہا کہ جب یہ حضرت مجھے گود میں لیکر آتشکدے کے درمیان داخل ہوئے۔ میں سہم گیا۔ مارے خوف کے آنکھ بند ہوگئی۔ مگر جب آنکھ کھولی تو آتشکدے کو ایک ایسا باغ دلکشا پایا کہ باغ بہشت کا مزا اٹھایا۔

آپ کی اس کرامت کو دیکھکر اکثر آتش پرست مع مختار اور اس پسر کے مسلمان

ہوگئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے مختار کا نام عبداللہ اور اُس کے لڑکے کا نام ابراہیم رکھا اور ڈھائی سال اُن کی تعلیم فرماکر درجۂ تکمیل کو پہنچاکر خدا سے ملادیا۔

اجمیر شریف میں غریب نواز کا ورود

حضرت خواجہ غریب نواز حسب الارشاد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے رخصت ہوکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے جس وقت آپ جانب ہند متوجہ ہوئے۔ چالیس آدمی آپ کی ہمراہی میں تھے۔ بعد قطع منازل ملک ہندوستان میں داخل ہوئے۔ لاہور پہنچکر اُس ماہ کامل مزار پرانوار حضرت سید علی ہجویری لاہوری قدس سرہٗ پر معتکف رہے۔ بعد حصول فوائد و فیوض باطنی لاہور سے دہلی میں رونق افروز ہوئے اور چند روز دہلی میں قیام فرماکر اجمیر شریف کا راستہ لیا۔ جب آپ قصبہ سماحوالے پٹیالہ میں پہنچے تو اُسے پتھوراکے آدمی جو وہاں موجود تھے۔ اُنھوں نے خواجہ صاحبؒ کو دیکھا اور حلیہ سے پہچان کر آپ کو فریب دینا چاہا اور التماس کرنے لگے کہ اگر ارشاد ہو تو آپ کے قیام کے لیے کوئی جگہ تجویز کریں۔ وہاں آپ کو ہر طرح کا آرام ہوگا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے مراقبہ کیا تو دیکھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے معین الدین ان لوگوں کی بات ہرگز نہ ماننا۔ ان کی نیت خراب ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ نے اُن لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا

کہ درویش کو خدا کے سوا کسی سے غرض نہیں۔ اس مراقبے میں جو کچھ
دیکھا تھا وہ سب اپنے ہمراہیوں سے بیان کیا اور اجمیر شریف کی طرف
روانہ ہوئے۔ راجہ پرتھی راج والی ریاست اجمیر کی ماں نہایت ساحرہ
تھی۔ اُس نے کئی برس پیشتر راجہ سے کہہ دیا تھا کہ تجھ کو کسی بادشاہ
یا راجہ سے شکست نہ ہوگی۔ مگر ایک فقیر آئے گا وہ تجھ کو شکست دیگا چنانچہ
راجہ پتھورا نے پیشتر سے اپنی ماں اور منجمان کے کہنے کے مطابق چاروں
طرف کے حاکموں کے نام حکم نامے جاری کر دیے تھے کہ اس صورت
کا درویش اگر وارد ہو تو اس کو ہلاک کر دینا۔ لیکن آپ مع چالیس خدام
کے علانیہ تشریف لائے اور کوئی اثنائے راہ میں متعرض و مزاحم نہ ہوا حتیٰ کہ
آپ اجمیر شریف میں بتاریخ دسویں ماہ محرم الحرام ۵۶۱ھ ہجری میں رونق افروز
ہوئے۔ شہر کے باہر ایک پیپل کے درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ وہ جگہ
راجہ اجمیر کے اونٹوں کے بیٹھنے کی تھی۔ راجہ کے ساربانوں نے کہا کہ آپ
یہاں قیام نہ کیجیے۔ اس جگہ کو چھوڑ دیجیے۔ یہاں راجہ کے اونٹ بیٹھیں
گے۔ آپ یہاں کس کے حکم سے ٹھہرے ہیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ
اچھا ہم جاتے ہیں۔ تمہارے راجہ کے اونٹ ہی بیٹھے رہیں گے۔ یہ فرما کر
آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور مع چالیس خدام ہمراہی کے آناساگر حوض کے
اُس مقام پر کہ جہاں اب آپ کا روضہ مقدسہ ہے قیام فرمایا۔ اس تالاب
آناساگر کے گرد بہت سے بتخانے تھے۔ تین سو پچاس پجاری ان بتخانوں
میں رہا کرتے تھے۔ اور ساڑھے تین من تیل کی روزانہ روشنی راجہ اجمیر کی

... سے تھانوں میں ہوتی تھی۔ جس وقت راجہ اجمیر کے اونٹ آئے سب کے سب زمین پر بیٹھ گئے اور زمین نے اُن کو ایسا پکڑا کہ ساربانوں اور اونٹوں نے ہر چند چاہا مگر کسی طرح اونٹ زمین سے نہ اُٹھ سکتے تھے۔ اسی طرح تمام رات گزر گیا اور وہ اونٹ نہ اُٹھ سکے چنانچہ ساربانوں نے راجہ سے جاکر اطلاع کی۔ راجہ نے ساربانوں سے کہا کہ تم لوگ درویشوں کے پاس جاؤ اور اُن کی خوشامد و منت و سماجت کرو اُن کی بددعا سے یہ اونٹ بیٹھ گئے ہیں۔ انہیں کی دعا سے کھڑے ہونگے۔ ہم اس امر میں کچھ نہیں کر سکتے آخرکار ساربان آپ کی خدمت فیضدرجت میں گئے اور حاضر ہو کر عذرخواہی کی اور بکمال انکساری اپنے قصور کی معافی مانگی۔ چنانچہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس کے حکم سے اونٹ بیٹھ گئے تھے اُسی کے حکم سے کھڑے ہو جائیں گے۔

ساربانوں نے وہاں سے آکر جو دیکھا تو سب اونٹوں کو کھڑا پایا۔ یہ خبر تمام شہر میں مشہور ہوئی۔ کافروں نے ہجوم کیکے باہم صلاح و مشورہ کیا اور راجہ پتھورا کے پاس جاکر راجہ کو بہکایا کہ حضور کچھ درویش مسلمان آئے ہیں اور تھانے کے قریب مقیم ہوئے ہیں اُن کا رہنا یہاں کسی طرح مناسب نہیں ہے کیونکہ ہمارے مذہب کے بالکل برخلاف ہیں۔ راجہ نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ درویشوں کو تھانے کے پاس سے اُٹھا دیں۔ راجہ کے ملازم حضرت قدس سرہ کے قریب گئے اور سختی کے الفاظ کہنے لگے۔ حضرت قدس سرہ نے تھوڑی سی خاک اُٹھاکر اُس پر آیۃ الکرسی پڑھکر اُنکی جانب پھینکی اُن میں سے

کچھ تو دیوانے ہو کر بھاگ گئے اور جسقدر لوگوں پر خاک پڑی جسم خشک ہو کر گر پڑے جو بھاگ گئے تھے انھوں نے راجہ کے پاس جاکر سب حال بیان کیا دوسرے روز پھر ہنود نے اجو راجہ اجمیر کی طرف سے ہٹانے میں متعین تھے ہجوم کثیر کرکے حضرت پر یورش کی جسوقت آپ کے قریب پہنچے سب کے بدن پر لرزہ آگیا خوف و ہیبت سے کانپنے لگے۔ رام دیو مہنت کہ جو سردار اور سرگروہ اُس جماعت کا تھا۔ جماعت سے نکل کر حضرت کے قدموں پر گرا۔ اور قدمبوس ہو کر آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی اور مشرف بہ دین اسلام ہوا۔ اور خود رام دیو نے لکڑی اور اینٹیں فراہم کرکے اُس جماعت کی طرف پھینک پھینک کر سب کو منتشر کرکے بھگا دیا۔ آپ نے ایک قدح پانی نوش کرکے رام دیو مہنت کو دیا۔ اُس پانی کے پیتے ہی دل رام دیو کا آئینہ کی طرح صاف ہو گیا اور نور ربانی نے اُس کے سینہ میں تابش کی اور وہ آپ کا مرید ہو گیا۔

راجہ اجمیر نے آپ کی اس کرامت کا حال سنکر کہا کہ یہ جو شخص ساحر دل الی ہے۔ کوئی بڑا جادوگر ہو وہ بڑا مقابلہ کرسکتا ہے۔ پس راجہ اجمیر جیپال نامی جو دیو اوتار گرو کہ جو فن جادوگری میں طاق شہرۂ آفاق تھا اور اس فن میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ طلب کرکے آپ کے مقابلے کو مامور کیا۔ جیپال ساحر ڈیڑھ ہزار چیلے اپنے ساتھ ایسے لیکر کہ ان میں ہر ایک فن ساحری میں جیپال ثانی تھا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آیا۔ جب آپ کو جیپال جوگی کی آمد کی خبر ہوئی آپ نے اپنا

تو آستانہ مبارک ایک خادم کو دیا کہ ہماری جماعت کی جگہ کے آس پاس
اس کے سامنے ایک لکیر زمین پر بطور حصار کر دو۔ کہ اس کے اندر انشاء اللہ
تعالیٰ جادو کچھ اثر نہ کرے گا۔ نہ کسی کو کچھ ضرر پہنچے گا۔ جب گروہ اشقیا نے
اس خط کے اندر قدم رکھا سر کے بل اوندھے گرے۔ آخر کار جادوگروں
کی جماعت نے کنارہ حوض آنا ساگر کے اس ارادے سے قیام کیا کہ
اس چشمہ کے پانی سے آپ تک کچھ پانی نہ جانے دیں۔ آپ نے رام دیو
مہنت نومسلم سے فرمایا جس طرح ممکن ہو ایک قدح پانی کا اس تالاب
سے بھر لا۔ چنانچہ وہ بہ تعمیل ارشاد قدح لیکر کنارے تالاب کے گیا اور
قدح تالاب سے بھرنے لگا تمام پانی تالاب کا اُس قدح میں آگیا ایک قطرہ
پانی نہ رہا اور قدح پُر بھی نہ ہوا۔ چنانچہ آپ کا کُل خرچ پانی کا اُس قدح
سے ہوتا تھا اور قدح سے پانی کم نہ ہوتا تھا اُس قدح میں پانی بھرنے
سے علاوہ تالاب کے جسقدر کوئیں تھے سب کا پانی خشک ہوگیا اور
جانوران شیردار و مستورات نوزائیدہ کا دودھ خشک ہوگیا۔ شدت
تشنگی سے جانور اور چھوٹے بڑے آدمی سب بیتاب ہوگئے۔ راجہ یہ
حال دیکھکر بہت پریشان ہوا۔ جوگی جیپال کنارے تالاب کے آیا اور
حضور کی طرف مخاطب ہوکر باواز بلند کہا کہ مخلوق خدا شدت تشنگی سے
مرتی ہے آپ فقیر ہیں۔ فقیر رحیم وکریم ہوتے ہیں مقتضائے دریا دلی یہ ہے
کہ بندگان خدا کو پانی دیا جائے۔ حضور نے یہ باتیں جیپال سے سُنیں۔
ارشاد فرمایا کہ اُس قدح کا پانی جو تالاب سے لایا ہے اُسی میں ڈالدے سائیں نے

حسب حکم قدح کا پانی تالاب آنا ساگر میں ڈال دیا۔ پانی ڈالتے ہی زمین سے پانی جوش کھا کر اُبلا تالاب لبالب ہو گیا۔ پھر جادوگر نے جادوگری شروع کی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ پہاڑ کی جانب سے ہزاروں سانپ دائرے کی جانب دوڑتے تھے مگر جب دائرے پر پہنچتے تھے دائرے پر سر رکھ کر رہ جاتے تھے۔ جوگی جیپال اس سے بھی عاجز و مجبور ہوا تو آسمان سے آگ برسانی شروع کی۔ اور اسقدر آگ برسائی کہ بڑے بڑے تودے اور انبار آگ کے ہو گئے اور ہزاروں درخت اُس آگ سے جلکر خاک سیاہ ہو گئے مگر ایک چنگاری بھی اُس دائرے کے اندر نہ پہنچی جب جوگی اس سے بھی عاجز آ گئے تو جیپال نے ایک مرگ چھالا نکالا اور آسمان کی طرف پھینک کر جست مار کر خود اس مرگ چھالا پر سوار ہو گیا اور آسمان کی طرف اُڑ کر نظر سے غائب ہو گیا۔ خدام نے حضور سے عرض کیا کہ جوگی جیپال اور جادوگری دکھلا رہا ہے اور آسمان پر اڑا چلا جا رہا ہے اب نگاہ سے غائب ہو گیا ہے۔ حضور چشم مبارک بند کیے ہوئے عالم استغراق میں ہر وقت رہتے تھے۔ یہ بات سنکر آپ نے آنکھ کھولدیں اور اپنی نعلین مبارک کو ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور جیپال کو اس حال سے اُتار لاؤ۔ آپ کے حکم سے نعلین مبارک ہوا پر اُڑیں اور جیپال کے سر پر برابر مارتی ہوئی اُتار لائیں۔ اور آپ کے حضور میں اسی حیثیت سے لاکر ڈالا۔ تمام مخلوق اجمیر شریف کی یہ عجائب و غرائب حال دیکھ رہی تھی۔ جوگی جیپال زار زار روتا ہوا قدم مبارک پر گرا۔ اور توبہ استغفار کر کے کلمہ طیبہ پڑھا اور آپ کے مرید

مذہب فروش مولوی کی تلاش

مسلمانوں کے اندرونی نظم کی خرابیاں اب وہ مناظر سامنے لا رہی ہیں جو کسی نہایت بدنصیب قوم میں تلاش کرنے سے نہیں ملتے اور جنپر خون کے آنسو بہانا اور جگر کے ٹکڑوں کو آنکھوں کی راہ پانی بنا کر نکالنا بھی اُس رنج و افسوس کا حق ادا نہیں کرسکتا جو ایسی صورتیں سامنے آنے سے پیدا ہوتا ہے۔

سید عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے مسلمانوں کو علما کے دامنوں کے ساتھ مربوط فرمایا تھا اور جب تک مسلمان علمائے اسلام کی اطاعت میں پختہ اور ثابت قدم رہے اُن کا دین و مذہب اُن کی عزت و وجاہت اُنکی شوکت و اقتدار ترقی پر رہا اور دنیا کی قومیں اُنھیں رشک و حسد کی نگاہوں سے دیکھا کیں لیکن جب سے علما کے ساتھ ان کے روابط کمزور ہوئے اور انگریزی سد حکومت میں ناواقف دین سے بیخبر انگریزی تعلیم یافتہ فیشنگان آزادی نے کمر ہمت باندھکر جو کارنمایاں انجام دیا وہ مسلمانوں کو علما سے بے تعلق کرنا تھا۔ علما کے شان میں تبرے کرنا شب و روز اُنکی عیب جینی و عیب جوئی میں معروف رہنا اُن کا نام سنتے ہی طیش و غضب کا مجسمہ بن جانا۔ ان حضرات کی عادت و خصلت ہے۔ اخباروں کے کالموں میں دمتورہ علما کے خلاف تحریریں چھپتی اور شائع ہوتی رہتی ہیں ایڈیٹران اخبار مسلمانوں کو علمائے اسلام سے بدظن اور بد اعتقاد

سا

پوری کوشش کرتے رہتے ہیں اور اُس کو وہ ایک منصبی فرض کے طور پر نہایت سرگرمی سے انجام دیتے ہیں۔

اس کا یہ نتیجہ ہے کہ عوام علما سے علحدہ ہو کر خودسر ہوتے چلے جاتے ہیں اور جہال اور گمراہ واعظوں کی صورتیں بنا بنا کر اپنے کسب چلاتے ہیں۔ یہ شکم پرور مذہب فروش لوگ علم و کمال و صحبت اہل کمال سے تو محروم ہیں اور ان کا مطمح نظر اور نصب العین تھوڑی معاش حاصل کر لینا ہے بدخواہان اسلام ان کو اپنی غرض کا آلہ بنا کر استعمال کرتے ہیں اور یہ دوختگان طمع تھوڑے لالچ اور ذلیل مال کے عشق میں وہ وہ حرکات کر گزرتے ہیں کہ العظمة لله منبر پر جلوہ گری کے وقت مجلس وعظ میں ان کے سامنے ابونصر و بوعلی ہیچ ہیں۔ ارسطو۔ افلاطون طفل مکتب ہیں زبان کی قینچی دین کی قبا کترنے کی مشین ہے۔ جدھر سے ٹکے ملتے دیکھے اُسی کا گیت گانا شروع کر دیا اس سے کوئی مطلب نہیں کہ دین پاک کو اس سے کیا نقصان پہنچے گا۔ دشمنان اسلام اس قسم کے طماعوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور وہ چند نقرئی تصویروں کی امید پر مسلمانوں کو بہکا رہے ہیں اور چونکہ وہ جانتے ہیں کہ حامیان اسلام علمائے کرام ہماری اس بدینی کو کب دیکھ سکتے ہیں اسلیے اس نابکار گروہ نے یہ طریقہ اختیار کر لیا ہے کہ وہ علمائے دین و پیشوایان اسلام کو بدنام کر کے مسلمانوں کو اُن سے بدگمان کرتے ہیں۔ جب مسلمان اپنے علماء سے بدگمان ہو گئے اور اُن کی جناب میں بے ادبی اور گستاخی سے زبان کھولنے لگے تو اب

اُن کے پاس کون جائے اور اُنکی کون سُنے اُنھیں تو ان فریبیوں نے گورنمنٹ کا مولوی بتایا اور خود عالم اسلام نے اب مسلمان ان کے گرویدہ ہیں انکی راہ چلتے ہیں اور یہ جس کا پیسہ لیتے ہیں اُسکے حسب منشا تعلیم و تلقین کرتے ہیں ابتک یہ کام خفیہ طور پر ہو رہا تھا مگر اب اعلان ہونے لگے۔

یکم مارچ کے پرچہ میں آہنسا پرچارنی سبھا کاشی کی طرف سے حسب ذیل نوٹس چھپا ہے جس پر اڈیٹر نے بھی اپنی رائے لکھی ہے۔ نوٹس کے الفاظ یہ ہیں۔

ہندوؤں کا نوٹس

"ایک مسلمان مولوی صاحب لکچرار چاہییں واسطے آہنسا پرچارنی سبھا کاشی کے جو چھوٹی قوموں مثلاً کنجڑے۔ قصاب۔ کیرسیے وغیرہ میں جاکر پہلے مواد شرایع کریں اور بعدہ رحم و ترک گوشت خواری وغیرہ پر لیکچر شہر بشہر دیں۔

آج ہندو اخباروں میں اعلان چھپا کرا یسے مولوی ملازم رکھنا چاہتے ہیں جو اسلام کے خلاف ہندوؤں کی مرضی کے مطابق ترک گوشتخواری کی تعلیم و تلقین کریں۔

یہ تنخواہ دار بھاڑے کے مولوی جب دیکھیں گے کہ ہماری اس مذہب فروشی پر علمائے اسلام کب صبر کرنے والے ہیں وہ ہماری رد کرکے ہمکو ذلیل کرینگے تو لامحالہ وہ علمائے اسلام پر تہمتیں لگانے اور اُن کو بدنام کرنے پر مجبور ہونگے

بہت نازک وقت ہے مسلمانو۔ اے اسلام کے فدائیو ہوشیار عقل وادراک سے کام لو۔ غور کی نگاہوں سے جانچو جس مولوی کو دیکھو کہ گوشت خوری یا قربانی کو منع کرتا ہے سمجھ لو کہ خاص ہندوؤں کا مزدور ہے۔ اس کے پیٹ میں ہندو سبھا کا پیسہ بول رہا ہے وہ اپنے مذہب کو تھوڑے پیسوں کے بدلے بیچ چکا اور تمہارے دین کو بھی برباد کرنا چاہتا ہے ایسے مولویوں کا وعظ سننے سے کنارہ کرو اُن سے بچو اور دُور بھاگو ؎

بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی
بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے

ہندو چاہتے ہیں کہ تمہاری جوتی تمہارا ہی سر کریں تمہارے ہی واعظوں سے تمھیں گمراہ کرادیں کیسا عظیم فتنہ ہے یارب پناہ دے۔ (مدیر)

فقہی معمّے

اور اُنکے جواب

(۱) وہ کونسا بہتا خون ہے جو ناپاک نہیں۔

جواب۔ شہید کا خون جب تک اُس کے بدن پر ہو پاک ہے عالمگیری میں ہے دم الشهيد ما دام عليه طاهر۔

(۲) وہ کونسا پیشاب ہے جو ناپاک نہیں۔

جواب۔ چمگادڑ کا پیشاب ناپاک نہیں شامی میں بدائع سے منقول ہے

البدائع وغیرہ بول الخفافیش وخرؤها لیس بنجس لتعذر صیانہ
عنہا لانہا تبول من الہواء۔
وہ کونسی بیٹ ہے جو ناپاک نہیں۔
ب وہ حلال پرندے جو ہوا میں اُڑتے ہوئے بیٹ کرتے ہیں جیسے چڑیا
ان کی بیٹ ناپاک نہیں۔ درمختار میں ہے۔ اما ما یذرق فیہ فان مأکولا فظاہر
وہ کونسا پانی ہے کہ اس سے وضو کرنا جائز اور پینا ناجائز۔
ب۔ جس پانی میں مینڈک مرکر ریزہ ریزہ ہو گیا اس سے وضو جائز اور
ناجائز۔ درمختار میں ہے فلو تفتت فیہ نحو ضفدع جاز الوضوء بہ
بہ لحرمۃ لحمہ۔
وہ کونسا جانور ہے کہ کوئیں میں گر کر اگر زندہ نکلا تو تمام پانی نکالا جائے اور
گیا تو کچھ نہ نکالا جائے۔
ب جو چوہا بلی کے خوف سے بھاگ کر کوئیں میں گرا اگر وہ زندہ نکل آیا تو کل
کھینچا جائے ورنہ کل نہ کھینچا جائیگا۔ اشباہ میں ہے۔ الفارۃ اذا کانت
ہ من الھرۃ ینزح کلہ والا لا۔ غالب اس معمہ کے لکھنے ۔۔۔ کاتب سے
ہو گئی ہو گی اور معمے کی عبارت یہ ہو گی کہ وہ کون جانور ہو کہ کوئیں میں گر کر
نکلا تو تمام پانی نکالا جائے اور اگر مر گیا تو کل نہ نکالا جائے۔ لفظ کل
کاتب سے لفظ کچھ لکھا گیا اور اگر یہ نہیں تو مولوی عبد العزیز صاحب بتائیں کہ وہ
جانور ہے۔ میرے دسویں معمہ کے جواب میں جو السواد الاعظم جلد ۷ نمبر ۷ میں چھپا
لوی عبد العزیز صاحب کا جواب ناکافی ہوا اور عبارت جو انہوں نے فتاوی رضویہ سے

عمان استمر صارقا عذرہ۔

مصعب زبیری نے کہا کہ آپ کا نام عتیق اسلئے رکھا گیا کہ آپ کے نسب میں کوئی بات قابل گرفت و عیب نہ تھی۔
ابو یعلی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک حدیث روایت کی کہ اُنھوں نے فرمایا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب صحن مکان میں جلوہ افروز تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔
مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِّنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ جس شخص کو دوزخ سے آزاد دیکھے ہوئے کا دیکھنا پسند آئے وہ ابوبکر کو دیکھے۔
اس روز سے حضرت ابوبکر کا نام عتیق زیادہ مشہور ہو گیا۔ گو بظاہر اقوال میں کچھ مخالفت معلوم ہوتی ہے لیکن ادنے تامل کے ساتھ اشکال دفع ہو جاتا ہے اور توفیق بآسانی ہو سکتی ہے۔ جائز ہے کہ ابو قحافہ کی تین اولادیں ہوں۔ عتیق و معتق و عتیق اُن کے نام ہوں اور یہ نام بطریق لقب ہوں۔ ان کے علاوہ اصل نام کوئی اور ہو اور عتیق نام رکھنے کی وجہ آپ کا جمال ہو اور اسی نام کے ساتھ آپ کی والدہ نے آپ کے لیے دعا بھی کی ہو۔ اور یہ بھی کچھ بعید نہیں ہے کہ یہ لقب مقرر کرتے وقت آپ کے علو نسب کا خیال بھی کیا گیا ہو۔ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عتیق من النار فرمانے کے بعد یہ لقب زیادہ مشہور ہو گیا ہو اس صورت میں تمام اقوال متوافق ہیں اور اُن میں کوئی مخالفت باقی نہیں رہتی۔ البتہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث

... میں آنحضرت نے فرمایا ہے۔

اِسْمُ اَبِیْ بَکْرٍ الَّذِیْ سَمَّاہُ بِہٖ اَھْلُہٗ عَبْدُ اللّٰہِ۔ ابوبکر کا وہ نام جو اُن کے گھر والوں نے رکھا عبد اللہ ہے۔

بظاہر کچھ خلاف معلوم ہوتی ہے مگر کچھ بعید نہیں ہے کہ حضرت صدیقہ کی مراد یہ ہو کہ گھر والوں نے جو آپ کا نام رکھا تھا وہ تو عبد اللہ ہے اور عتیق آپ کا لقب ہے۔

حضرت صدیقہ کی یہ روایت اس پر کوئی دلالت نہیں کرتی کہ آپ کا لقب عتیق گھر والوں کا رکھا ہوا نہیں ہے۔ جہاں یہ مذکور ہے اِنَّمَا سُمِّیَ عَتِیْقًا لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِّنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ۔ اس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ آپ کا لقب عتیق جو غیر مشہور تھا وہ اس روز سے نام بن گیا جس روز سے حضور نے یہ فرمایا۔

صدیق صدیق بھی آپ کا لقب ہے۔ اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں بھی آپ کا صدق معروف و مشہور تھا اس لیے اُس تاریک زمانہ میں بھی آپ صدیق کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی تصدیق میں سبقت کرنے کی بدولت آپ اس لقب سے ممتاز ہوئے۔

ابن اسحٰق نے حسن بصری و قتادہ سے نقل کیا کہ اس لقب کے ساتھ آپ کی شہرت کا آغاز شب معراج کی صبح سے ہوا۔ حاکم نے مستدرک میں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت کی کہ مشرکین نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ تمھارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ انھیں آج شب بیت المقدس کی سیر کرائی گئی۔ آپ نے فرمایا کیا یقیناً حضور نے ایسا فرمایا ہے انھوں نے کہا ہاں اس پر آپ نے کہا کہ بیشک حضور نے سچ فرمایا میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور اگر اس سے اور کوئی بعید تر بات ہو اور وہ آپ فرمائیں اُس کی بھی تصدیق کرتا ہوں اس وجہ سے آپ صدیق کہے گئے۔

اس حدیث کی اسناد جید ہے اور یہ مضمون انس و ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کی حدیثوں میں بھی آیا ہے (طبرانی)

سعید ابن منصور نے اپنی سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے شب معراج مراجعت فرمائی اور آپ ذی طوی کے مقام پر پہنچے تو آپ نے فرمایا اے جبرئیل میری قوم میری تصدیق نہ کرے گی۔ انھوں نے عرض کیا کہ ابوبکر آپ کی تصدیق کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔

(اخرجہ الطبرانی فی الاوسط)

حاکم نے مستدرک میں نزال ابن سمرہ سے نقل کیا کہ ہم نے علی مرتضی سے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ ہمیں ابوبکر کے احوال سے باخبر کیجیے۔ انھوں نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس کا نام اللہ نے جبرئیل اور حضور سید کائنات کی زبان سے صدیق رکھا ہے وہ نماز میں حضور کے خلیفہ تھے

حضور نے ان کو ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا۔ ہم ان سے اپنی دنیا کے لیے بھی راضی ہو گئے۔ (اس حدیث کی اسناد بھی جید ہے)

دار قطنی اور حاکم نے ابو یحییٰ سے روایت کیا انھوں نے کہا کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ کتنی مرتبہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ کو سر منبر یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی زبان سے حضرت ابو بکر کا نام صدیق رکھا۔

طبرانی نے بسند جید و صحیح حکیم ابن سعد سے روایت کی کہ میں نے علی مرتضیٰ کو بقسم فرماتے سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ابو بکر کا نام صدیق نازل فرمایا۔ حدیث احد میں ہے کہ حضور نے فرمایا۔ اُسْكُنْ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدٌ۔ سکون کر کہ تجھ پر نبی اور صدیق اور شہید ہیں۔

حضرت صدیق کا مولد و منشاء

سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت شریفہ سے دو سال چند ماہ بعد آپ کی ولادت ہوئی۔ یزید بن اصم کی ایک روایت ہے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صدیق سے فرمایا أَنَا أَكْبَرُ أَوْ أَنْتَ ... عرض کیا أَنْتَ أَكْبَرُ وَأَنَا أَسَنُّ ... میری عمر زیادہ ہے۔

ابن کثیر نے کہا کہ حدیث مرسل اور نہایت غریب اور خلاف مشہور ہے

(لاحق بسابق)

دیانندی آریہ

ستیارتھ پرکاش کے قرآن پاک پر اعتراض اور اُنکے جواب

جوابات اعتراضات متعلق سورہ بقرہ

(۱) کیا اپنے ہی مونہہ سے اپنی کتاب کی تعریف کرنا خدا کی خود نمائی کی بات نہیں۔

جواب۔ پنڈت دیانند صاحب نے قرآن پاک کی ایک ایک سورۃ بلکہ ایک ایک آیت پر اعتراض کیا ہے۔ قرآن پاک تو کب اعتراض کے قابل ہے مگر عناد اور دشمنی کا علاج ہی کیا۔

سورہ بقرہ شریف میں ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ارشاد فرمایا گیا اس کا ترجمہ پنڈت صاحب نے ان الفاظ میں کیا ہے "یہ وہ کتاب ہے کہ جس میں شک نہیں"۔

اس آیت سے بلکہ خود اس ترجمہ سے بھی جو پنڈت صاحب نے کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک وہ کتاب ہے جس کے علوم یقینی ہیں کہ شک و تردد کو اس میں اصلا گنجائش نہیں۔ جیسا کہ فلسفہ سائنس وغیرہ علوم اوہام وظنیات کا مجموعہ ہیں اور اُن کے بہت سے مسائل عند التحقیق غلط اور باطل ثابت ہوجاتے ہیں۔ ان علوم کو مذہب یعنی انسان کی نجات کا مدار اور اس کی سعادت اور تکمیل نفس کا کفیل نہیں کہا جاسکتا کیونکہ جو علم یقینی نہ ہوا اور جس کے مسائل پر جزم نہ ہوسکے وہ کب اس قابل ہے

کہ انسان اُس پر بھروسہ کرکے اپنی معاش و معاد کا دار و مدار اُس کو قرار دے اور اگر ایسا کرے گا تو یقیناً گمراہ ہوگا۔

ان علوم کے مسائل کی غلطیاں اکثر ثابت ہوتی رہتی ہیں۔ کبھی آسمان متحرک مانا جاتا ہے زمین ساکن تسلیم کی جاتی ہے۔ صدہا سال تک یہی اعتقاد رہتا ہے۔ پھر زمانہ پلٹتا ہے تو زمین متحرک ثابت ہوتی ہے۔ پرانا فلسفہ لغو اور غلط قرار پاتا ہے۔ کبھی آسمان ایک جسم بسیط کروی بتایا جاتا ہے۔ مدتوں اسی پر عقیدہ رہتا ہے۔ ایک زمانہ کے بعد آسمان کی جسم کا انکار کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ فقط حد نظر رہ جاتا ہے۔ ان متناقض باتوں میں سے ایک تو یقیناً غلط ہے۔

غرضکہ انسان کے وہم و تخیل کی بنائی ہوئی عمارتیں اور افکار خطاکار کے پیدا کیے ہوئے علوم غلطی سے کس طرح محفوظ ہو سکتے ہیں۔ اور غلطی پر عمل کرنے والا کہاں تک فلاح و بہبود کا امیدوار ہونے میں حق بجانب ہے! نہ تنہا غلطی کرنے والا بلکہ مجموعہ اغلاط کو اپنا دستور العمل اور مدار کار بنانے والا۔ سورۂ بقرہ شریف کی اس پہلی آیت نے یہ ہدایت فرمائی کہ نجات کے لیے وہی علم درکار ہے جو یقینی ہو تو وہ کتاب چاہیے جو اوہام و تخیل تو کیا شک و تردد سے پاک ہو۔

اس کے علاوہ ایک یہ بھی اشارہ ہے کہ انسان کو خطا و نسیان لازم ہے اور اُس کا کوئی کام بے عیب نہیں ہو سکتا نہ اُس کے علوم یقینی تو جو کتاب کسی انسان کی تصنیف ہوگی وہ اگر کتب الٰہیہ سے مقتبس نہیں ہے

تو بشری لغزشوں اور انسانی کمزوریوں سے اُس کا خالی ہونا بعید از عقل ہے اُس کے مسائل ہرگز یقینی نہیں ہو سکتے۔

غرض دو نتیجے حاصل ہوئے (۱) جس کتاب میں یقینی علوم نہ ہوں وہ مدار نجات اور انسان کی فلاح کی ضامن نہیں ہو سکتی۔

(۲) جس کتاب کے تمام علوم یقینی نہ ہوں وہ کتاب الٰہی نہیں ہو سکتی یہ دو ایسے زبردست اصول بتائے تھے جن کو سمجھ لینے کے بعد قانون الٰہی کا تلاش کرنے والا مطمئن ہو جاتا ہے اور اُس کو کتاب الٰہی اور علم نجات کے لیے ایک عمدہ معیار ملتا ہے۔

بہت سے مذہب ہیں اور سب اپنی حقانیت کے مدعی۔ بہت سی کتابیں ہیں جن کو کتاب آسمانی کہا جاتا ہے۔ طالب حق اسی معیار سے کتاب الٰہی کا پتہ چلا لے گا اور کسی دوسری چیز کو کتاب الٰہی سمجھ کر دھوکے سے نہ اُٹھائے گا۔

جس بازار میں کھری جنس آتی ہے وہاں اُس کی جانچ بھی کی جاتی ہے۔ چشمہ فروش چشمہ کی جانچ کے تمام آلات اپنے ساتھ رکھتے ہیں بشرطیکہ وہ سچا مال فروخت کرتے ہوں۔ لیکن جھوٹے اور کچے چشمے بیچنے والا جو اُن کو پکا بتا کر فروخت کرتا ہے امتحان کے آلات اپنے ساتھ نہیں رکھتا۔ کیونکہ اُس کو ان آلات سے ضرر کے سوا کسی نفع کی امید نہیں ہے اگر یہ آلات کام میں لائے جائیں گے تو اُس کے دعوے کا کذب ظاہر ہو جائے گا۔ اور اُس کو شرمندگی

اٹھانا پڑے گی۔

اگر اتفاقاً کسی صاحب کے پاس چشمہ جانچنے کے آلات موجود ہوں تو چشمہ بیچنے والا ان آلات کو نا معتبر اور اس طریقۂ امتحان کو غلط بتانے پر مجبور ہوگا۔

کتاب الٰہی معیار صداقت پہلے پیش فرماتی ہے تاکہ طالب حق مطمئن ہو جائے۔ لیکن جھوٹی کتاب کا حامی اس معیار سے اُتنا ہی چڑتا ہے جتنا کھوٹی جنس والا آزمائش سے۔

یہی وجہ تھی کہ پنڈت صاحب نے اس نفیس معیار پر اعتراض کی زبان کھولی اور اُس کے جمال حق نما سے آنکھ بند کرلی وہ جانتے تھے کہ اگر اس معیار پر آزمائش کی گئی تو وید کی کتاب الٰہی ہونے کی حقیقت کھل جائے گی۔ اور پھر وہ کسی مرہم پٹی سے اُس زخم کا علاج نہ کرسکیں گے جو وید کے الہامی ہونے کی رگ جاں پر پہنچا ہے اسلیے پیشبندی کے طور پر پنڈت جی نے اس معیار ہی کو خود نمائی بتایا اور وہ اس کے لیے مجبور تھے۔ اُنھیں اندیشہ تھا کہ قرآن پاک اپنے ہاتھ میں ایک میزان رکھتا ہے اُس کی شاہراہ پر مہر نیمروز کو شرما دینے والی روشنی ہے۔

چور ہمیشہ اُجالے سے گھبراتا ہے اور اندھیرے میں چھپا کرتا ہے ممکن نہ تھا کہ وید اس روشنی میں آسکے۔ اگر سوال کیا جاتا کہ وید جسکی نسبت آپ کو الہامی ہونے کا دعویٰ ہے آیا وہ یقینی علوم کا ذخیرہ ہے اور

فقہی مسئلے

(۱) وہ کون شخص ہے جس کو داڑھی کا خلال کرنا مکروہ ہے۔

(۲) وہ کونسا محدث ہے جو پانی میں ہاتھ ڈالے اور پانی مستعمل نہ ہو۔

(۳) وہ کونسا مردہ ہے جو کتنے ہی مبالغہ سے نہلایا گیا ہو پھر بھی اگر کوئیں میں گر جائے تو کل پانی نکالا جائے۔

(۴) وہ کونسا جنبی ہے جو کوئیں میں اترا اور بعض اجزائے پانی اس سے مل گئے پھر بھی کچھ نہ نکالا جائے۔

(۵) وہ کون سے حرام جانور کی ہڈی ہے کہ اگر پانی میں گر جائے تو پانی پاک رہے۔

(۶) وہ کون متیمم ہے جس نے آگ روشن دیکھی اور اس کا تیمم ٹوٹ گیا

(۷) حلال قسم کے جانوروں میں سوائے مرغی اور بط کے وہ کون جانور ہے جس کا جھوٹا مکروہ ہے۔

(۸) وہ کون مٹی کا برتن ہے جو فقط تین بار دھونے سے بغیر خشک کیے ہوئے پاک ہو جائے۔

(۹) وہ کونسے حرام پرند ہیں جن کا جھوٹا پاک ہے۔

(۱۰) وہ کون پانی کا نہ پانے والا متیمم ہے جس کو کوئی شخص حالت نماز میں آکر کہے کہ پانی لیلو اس پر نماز کا توڑنا واجب نہ ہو۔

(۱۱) وہ کون میت کا ولی اقرب ہے جس کو نماز جنازہ کے لیے تیمم جائز ہو۔

فہرست کتب موجودہ مطبع نعیمی مراد آباد

بہار شریعت - اس کتاب میں مصنف علام نے تحقیق کے دریا بہائے ہیں مسائل فقہیہ ضروریہ بامحاورہ اُردو میں تحریر فرمائے ہیں عورتوں مردوں بچوں سب کے لیے نہایت ضروری اور کارآمد ہے ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا موجود ہونا ضروری ہے۔ حصہ اول ۵ر حصہ دوم ۵ر حصہ سوم ۸ر

انوار ساطعہ - مولود شریف اور فاتحہ مروجہ وغیرہ کے جواز و استحسان میں نفیس کتاب ہے وہابیہ کے اعتراضات کے جواب میں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کمال تحقیق سے کام لیا ہے مطبع مجتبائی میں ۲۲۸ صفحہ پر چھپی ہے قیمت ۱۲ر

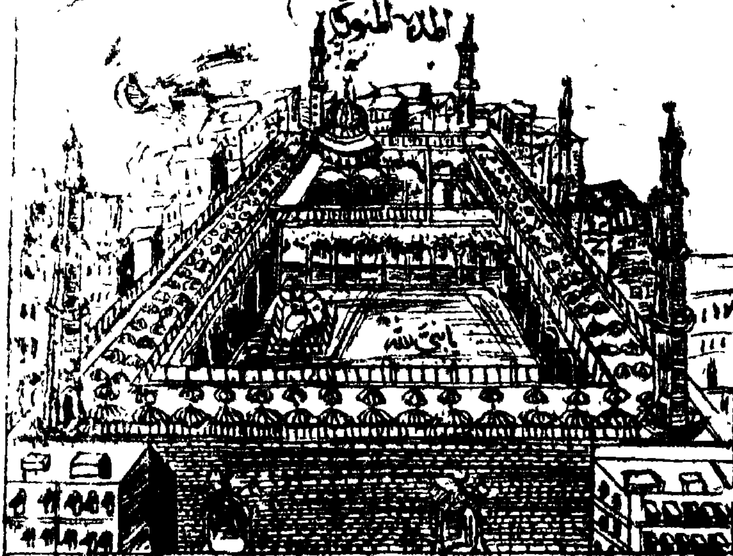
الکوکبۃ الشہابیہ - پیشوائے وہابیہ کی کتابوں سے اُس کے اقوال اور کتب علماء سے اُس پر حکم کفر و ضلال بہ نشان صفحات بیان فرمائے گئے ہیں تصنیف جلیل اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام المحققین قدوۃ المدققین مولانا مولوی محمد احمد رضا خانصاحب مجدد مائۃ حاضرہ دامت برکاتہم۔ (مطبوعہ گلیبی پریس کلکتہ) قیمت ۴ر

تاریخ وہابیہ - تصنیف حامی سنت حاجی مولوی محمد لعل خانصاحب قیمت ۵ر

جواہر البیان - امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی خیرات الحسان کا ترجمہ قیمت ۱۲ر

تمہید ایمان - وہابیہ کے کفر کا بیان - قیمت ۱ر رسالہ ترک موالات قیمت ۲ر

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ - حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب کے ثبوت اور مخالفین کے جواب میں بے مثل کتاب ہے دو مرتبہ چھپ چکی ہے صرف چند نسخے رہ گئے ہیں ورنہ طبع ثالث کا انتظار کرنا پڑیگا۔ قیمت ۱۰ر



قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

اہلسنت کا مذہبی اخلاقی ماہوار رسالہ

السواد الاعظم

حمایت مذہب اصلاح معاشرت
تہذیب اخلاق کے لئے
شائع ہوتا ہے

السواد الاعظم کے مقاصد

مذہب مقدس کی حمایت و حفاظت دشمنان دین اور مخالفین اسلام کے حملوں کا دفع کرنا اور متانت و سنجیدگی کیساتھ ان کے اعتراضات رد کرنا فرقہ بندی کو شکست دینا، وجوہ تفرق و اختلاف پر تحقیقی نظر ڈال کر اتحاد و اتفاق کی تدابیر پیدا کرنا مسلمانوں کو اخلاق و معاشرت سکھانا قوم کی شیرازہ بندی کھوئی ہوئی دولت کا پتہ چلانا گذرے ہوئے زمانہ کو واپس لانا سوتوں کو جگانا مردہ دلوں کو جلانا یعنی مسلمانوں کی اصلاح کرکے انہیں حالت سابقہ پر لانا.... نا واقف مسلمانوں کو مذہب سے واقف کرنیکی کوشش کرنا دین کیطرف توجہ دلانا اہل اسلام کے دینی و دنیوی زندگی کو کامیاب بنانا اس رسالہ کے بہترین مقاصد ہیں

اصحاب قلم کی خدمت میں گزارش

رسالہ کی زبان فصیح اور شستہ زبان رسالہ کے لوازم ضروریہ میں داخل ہے مضامین میں زبان کا لحاظ ضرور ہے

طرز سخن علمی مباحث میں محققانہ رنگ ہو مناظرات میں سخت و شنیع الفاظ سے احتراز کیا جائے۔ رسالہ کے اس انداز خاص کا لحاظ رہے

مناظرات میں مطمح نظر تعصب و نفسانیت کی روش سے رسالہ انشاء اللہ تعالیٰ بالکل پاک رہیگا۔ مباحثات و مناظرات میں عدل و انصاف کے ساتھ حکم لگائے جائینگے۔ رد و جواب میں تفہیم منظور ہوگی تجہیل و تحمیق منظور نہیں البتہ واقعی حالت کا بے رو رعایت کماہی ظاہر کرنا ممنوع نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رشحۂ خامہ حقیقت نگار حضرت مرشدی مولانا مولوی سید شاہ ابو احمد علی حسین صاحب اشرفی جیلانی مدظلہ العالی زینت سجادہ کچھوچھہ شریف

درِ محبوب پر جو کوئی جا پہنچا سفینے میں
کھلی آنکھیں تو دیکھا خلد کا نقشہ مدینے میں

نہ کلفت رہ گئی دل میں نہ کچھ حسرت ہی باقی
نظر آیا جو شہ کا گنبد خضرا مدینے میں

سنبھالو یا رسول اللہ دل بیتاب کو میرے
ابھی اس کو نیا سودا ہوا پیدا مدینے میں

ہوئے رخصت جو طیبہ سے خیال آتا ہے یہ دل پر
خدا جانے مقدر پھر بھی لائیگا مدینے میں

گدایانِ درِ دولت ہیں مستغنی دو عالم سے
خدا نے کر دیا ہے اُنکو بے پروا مدینے میں

چمک جائے ستارہ بخت کا اے دوستو میرا
درِ محبوب پر جب ہو گدا اپنا مدینے میں

خدا اس خاکسار کو ہند سے طیبہ میں آ پہنچائے
وہیں مٹ جائے مدفن بھی بنا پائے مدینے میں

میں کیوں خواہش کروں اے اشرفی گلزارِ جنت کی
ہمارے واسطے ہے جنت الماویٰ مدینے میں

بریلی میں انصار الاسلام کے شاندار جلسے

۲۲-۲۳-۲۴ شعبان معظم کو مسجد نو محلہ بریلی میں علمائے اہل سنت کے شاندار جلسے منعقد ہوئے۔ جلسوں سے قبل ا۔ اکین جلسہ کی طرف سے اسقدر اہتمام کے ساتھ جلسوں کے اعلان نہ ہوئے تھے جس سرگرمی کے ساتھ اُن کی مخالفت کی گئی۔ جلسوں کو بدنام کرنے اور گورنمنٹ کی طرف منسوب کرنے کی کوششوں میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا باوجودیکہ انصار الاسلام کی طرف سے اعلان ہوچکا تھا کہ ان جلسوں کا مقصد سلطنت ترکی کی اعانت اور مقامات مقدسہ کی حمایت وحفاظت ہے لیکن نہ معلوم کہ مسلمان صورت لوگوں کو یہ جلسے کیوں شاق اور گراں تھے اور وہ انکی مخالفت میں اپنی ہر طاقت صرف کرنے پر کیوں تلے ہوئے تھے اگر واقعی اُن کے دلوں میں سلطنت ترکی اور اماکن مقدسہ کا کوئی درد تھا تو اُن کو اس جلسے سے مخالفت کی کیا وجہ تھی جس کا مقصود ہی اماکن طاہرہ اور سلطنت اسلامیہ کی اعانت تھی۔

اللہ تعالیٰ اس نفسانیت کو دُور کرے جس کی بدولت انسان غلط روی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ ہنوز جلسہ نہیں ہوا ہے کوئی بات قابل گرفت اور لائق اعتراض نہیں ملی ہے لیکن مخالفت سرگرمی پر ہے اور بے وجہ خالص اسلامی جلسوں کو

گورنمنٹ کا جلسہ بتایا جارہا ہے اور جو آوازکہ سلطنت اسلامیہ کی اعانت میں اُٹھائی جانے والی ہے اُس کو پہلے سے کمزور کرنے اور ناقابل سماعت بنانے میں مسلمانوں کی طاقتیں صرف کی جاتی ہیں۔ اخباروں اور اشتہاروں کے ذریعہ سے دنیا کو غلطی میں مبتلا کرنے کی باطل سعی کی جاتی ہے۔

اگر میں یہ سوال کروں تو بیجا نہ ہوگا کہ جو روپیہ اس جلسہ کی مخالفت میں صرف کیا گیا آیا وہ کسی صاحب کا ذاتی تھا یا خلافت کمیٹی کے سرمایہ میں سے کوئی جز اس کار خیر میں صرف کیا گیا اور آیا ایسا کرنا جائز تھا یا نہیں اور یہ کوشش سلطنت اسلامیہ کی مخالفت پر مبنی تھی یا نہیں، کیوں ایسی ناعاقبت اندیشی کی جاتی ہے جس کا مآل کار خود مسلمانوں کے حق میں مضر ہو۔

انصار الاسلام کی یہ روش نہایت پسندیدہ اور قابل تعریف ہے کہ انھوں نے ان اشتہاروں اور افواہوں کی طرف اصلا التفات نہ کیا وقت اور مال کی اضاعت کو گوارا نہ کیا اپنے مقصد کے محور پر اُن کے افعال دَورہ کرتے رہے اور اسی کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام مخالفین ناکام ہوئیں، نہ اخباروں کے اعلان کام آئے نہ اشتہاروں کی غلط بیانیوں نے جلسہ کے اجتماع پر کچھ اثر ڈالا۔ نہ خفیہ خطوط مہمانانِ جلسہ کو روکنے میں کارآمد ثابت ہوئے نہ شہر میں کوچہ کوچہ گشت کرکے شرکت جلسے سے روکنے والوں کی کوئی تدبیر کارگر ہوئی نہ عین جلسہ کے وقت سر راہ بیٹھکر جلسے کے التوا کی خبر مشہور کرنے والوں کی عرقریزی نے کوئی کام دیا۔

جلسہ ہوا اور امید سے زیادہ کامیابی کے ساتھ ہوا۔ پہلے روز تقریباً دو ہزار

آدمی کا اجتماع تھا۔ جلسہ شب کے گیارہ بجے تک قائم رہا۔

آج حضرت مولانا مولوی سید شاہ محمد میاں صاحب قادری برکاتی مارہروی دام ظلہ العالی نے ایک مبسوط و مدلل صدارتی تقریر فرمائی جس میں جلسے کے مقاصد پر اجمالی بحث تھی۔ اُن کے بعد ملک العلما فاضل بہاری حضرت مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب قادری رضوی صدر مدرس مدرسہ عالیہ سہسرام نے مسئلہ ترک موالات پر فاضلانہ و محققانہ تقریر فرمائی آخر میں حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی نے وقت کی تنگی اور تکان سفر کے اعتذار میں ایک مختصر مگر نہایت پرجوش تقریر فرمائی جس نے سامعین کو کل کے لیے بہت زیادہ مشتاق بلکہ مضطرب بنا دیا۔

دوسرے روز مجمع کا اندازہ پانچ ہزار کیا جاتا ہے اُس روز بڑی دھواں دھار تقریریں ہوئیں بالخصوص فاضل جلیل حضرت مولانا مولوی سید سلیمان اشرف صاحب پروفیسر دینیات علیگڈھ کالج و مفتی آگرہ حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولانا مولوی مفتی سید شاہ محمد دیدار علی صاحب محدث الوری دامت برکاتہم نے نہایت پُرمغز اور نفیس تقریریں فرمائیں اور مسلمانوں کو صحیح طریق عمل اور راہ سعی کی رہنمائی فرمائی اور ثابت کیا کہ کفار و مشرکین کو اپنا دلیل راہ بنانا اور اپنے کاموں کو اُن کے ہاتھوں میں دے دینا نہ صرف حرام بلکہ مسلمانوں کے حق میں کسی طرح جائز و مفید نہیں شریعت طاہرہ کی حدود میں رکھ کر اماکن مقدسہ اور سلطنت اسلامیہ کی اعانت میں سرگرمی فرض ہے۔

یہ ایسی دلپذیر و دل نشین تقریریں تھیں کہ جلسہ گاہ تحسین و آفریں کی صداؤں اور اللہ اکبر اور سبحان اللہ کے نعروں سے گونج گونج اٹھتی تھی اور یہ آوازیں تمام شہر میں پہنچتی تھیں۔

آج کا جلسہ ۱۲ بجے کے بعد تک رہا۔ آخر میں حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلہ نے بہت مدلل اور نہایت مبسوط تقریر کے ساتھ جلسہ کے مقاصد و نتائج پیش فرمائیں جو ذیل میں درج ہیں۔

جلسہ قبول کے نعروں سے حضرت مولانا کی تقریر سنتا رہا اور اللہ اکبر کے نعروں سے مسجد کی فضا گونجتی رہی۔ حضرت مولانا کی تقریر مسائل حاضرہ بہت جامعیت کے ساتھ ہر پہلو اور بحث پر مشتمل تھی۔ افسوس ہے کہ پوری قلمبند نہ ہو سکی۔ ان کے بعد انھیں کی تائید میں فاضل جلیل حضرت مولانا مولوی سید شاہ سلیمن اشرف صاحب بہاری اور مولانا مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب مدظلہما نے نہایت نفیس و جلیل اور مؤثر اور خاطر گزیں تقریریں فرمائیں جلسہ ایک ایک لفظ کے ساتھ قبول و تسلیم کا اظہار کرتا رہا۔

آج کا جلسہ ۲ بجے شب تک قائم رہا۔ مفصل کیفیت جلسہ کی روئداد سے معلوم ہو سکے گی جو مولانا مولوی حسنین رضا خانصاحب ناظم جلسہ مالک مطبع حسنی محلہ سوداگران بریلی سے طلب کرنا چاہیے۔

الحمد للہ کہ جلسے نہایت کامیاب ہوئے۔ ضرورت ہے کہ جلد تر ملک کے اطراف و اکناف میں اس قسم کے جلسے منعقد کیے جائیں تاکہ مسلمان صحیح

طریق عمل سے واقف ہوں اور کارآمد تدابیر سلطنت اسلامیہ اور اماکن مقدسہ کے لیے عمل میں لائی جائیں اور مسلمانوں کو کفار و مشرکین کے داؤں سے بچایا جائے اور مذہب مقدس پر جو حملے ہو رہے ہیں انکی مدافعت کی جائے۔

بریلی و مرادآباد کے انصار نے جلسے کی جو نمایاں خدمتیں انجام دیں قابل تعریف ہیں۔

اللہ تعالی صاحب حجت باہرہ مجدد مائۃ حاضرہ اعلیحضرت مدظلہم الاقدس کا سایہ رحمت و کرم ممدود فرمائے جنکی بدولت مسلمان اسلامی برکات سے متمتع ہوئے اور جنھوں نے دین قویم و صراط مستقیم پر استقامت فرمائی ہے اسلاف کرام کا نمونہ ہماری آنکھوں کے سامنے پیش کر دیا۔ جزاہ اللہ تعالی خیر الجزاء و جعلنا و ایانا من اصحاب صاحب الدار۔

مدیر

جلسہ انصار الاسلام کے مقاصد

(۱) حفاظت مقامات مقدسہ و حمایت سلطنت اسلامیہ و مظلومین ترک کی ہمدردی میں جائز و مفید کوشش کرنا اور ناجائز و نامفید

راہوں سے مسلمانوں کو بچانا۔

(۳) اسلام و مسلمین کو بیرونی دشمنان دین کے حملوں سے بچانے کی حتی الوسع جائز تدابیر کرنا اور بالخصوص دشمنان اندرونی کے حملوں سے بچانا۔

(۴) مسلمانوں کو اُنکی اخلاقی معاشرتی تمدنی اقتصادی سعادت کی طرف رہنمائی کرنا۔ اور اُن میں حقیقی و خالص پابندی احکام شرعی کی راہ بتانا

تجاویز

(۱) علمائے اہل سنت اور مسلمانان بریلی کا یہ عظیم الشان جلسہ گورنمنٹ برطانیہ سے زور کے ساتھ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنا اور تمام اتحادیوں کا اثر جزیرۃ العرب سے اُٹھا کر مسلمانوں کو مذہبی دست اندازی کی تکلیف سے باز رکھے۔

(۲) یہ جلسہ گورنمنٹ سے زبردست مطالبہ کرتا ہو کہ وہ مظلومین سمرنا وغیرہ کی مالی اعانت وارسال زر کے قابل اطمینان ذرائع ہمارے لیے بہم پہنچائے۔

(۳) یہ جلسہ ترک عرب میں اتحاد پیدا کرنے کے لیے ایک وفد بھیجنا تجویز کرتا ہے اور گورنمنٹ سے زور کے ساتھ مطالبہ کرتا ہے کہ عرب [illegible] وغیرہ کی واپسی کرے۔ یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ ان مطالبات کے لیے گورنمنٹ کے پاس وفد بھیجا جائے۔

(۴) یہ جلسہ مسلمانوں کو پورے زور کے ساتھ ترغیب دیتا ہے کہ اپنے تمام مقدمات جن کو آپس میں طے کرنے کے مجاز ہیں مطابق شرع شریف فیصل کرلیں اور کچہریوں کی مقدمہ بازی سے کہ فریقین کی تباہ کن ہوتی ہیں بچیں۔

(۵) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ گورنمنٹ جو قانون ایسا بنائے جس سے کسی اسلامی مسئلہ کو مضرت پہنچے یا پہنچنے کا اندیشہ ہو اُسکی ضرور ترمیم چاہی جائے اور اُس کی جائز کوشش انتہا تک پہنچائی جائے۔

(۶) یہ جلسہ اپنے مسلمان بھائیوں کو خاص اپنی تجارت بڑھانے کی ترغیب دیتا ہے اور اُس کے ذرائع کی توسیع اور حتی الامکان اُن صورتوں کے بہم پہنچانے پر توجہ دلاتا ہے جن سے مسلمان کبھی کسی غیر مسلم تجارت کے محتاج نہ رہیں۔

(۷) یہ جلسہ اپنے مسلمان بھائیوں کو اسلامی بنک کھولنے پر توجہ دلاتا ہے تاکہ مسلمان غیر مسلموں کی دستبرد سے بچیں۔

(۸) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ تجار اور رؤسا سے ایک اسلامی خزانہ قائم کرنیکی تحریک کی جائے جس میں ماہ بماہ یا سال بسال کچھ رقم جمع ہوتی رہے کہ وقتاً فوقتاً مسلمانوں کی تجارت کی توسیع کی ضرورتوں اور نیز اعانت سلطنت اسلام و ضروریات اسلام میں کام آئے۔ (۹) یہ جلسہ مسلمانوں کو علم دین و مذہب اہلسنت و جماعت مطابق عقائد علمائے حرمین شریفین کی اشاعت پر نہایت تاکید سے توجہ دلاتا ہے (۱۰) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ جو غلط طریقے نا جائز ذرائع سے مضر و تیر سے جہلا لباس شرعی پہنائے گئے ہیں اُنکی اشاعت پر مسلمانوں کو تحریراً و تقریراً مطلع

اور صحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ یہ گفتگو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی تھی۔

حضرت صدیق مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور وہیں آپ نے پرورش پائی اور وہیں بود و باش کی۔ تجارت کے لیے کبھی کبھی سفر فرماتے تھے اپنی قوم میں نہایت مالدار اور بڑے ذی مروت اور صاحب جود و کرم تھے۔ ابن دغنہ نے کہا کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ سچ بولتے ہیں۔ ناداروں کی دستگیری کرتے ہیں مصیبت زدوں کی اعانت فرماتے ہیں۔ مہمان نواز ہیں۔ نووی نے کہا کہ زمانۂ جاہلیت میں آپ قریش کے رؤسا اور اہل مشاورت میں سے تھے اور لوگ آپ کے ساتھ گرویدگی رکھتے تھے اور آپ معاملات میں صاحب رائے صائب تھے جب اسلام آیا تو آپ نے سب چیزوں کو چھوڑ کر اسی کو اختیار کیا اور اس میں ایسے داخل ہو گئے کہ اسی کے ہو گئے۔

حضرت صدیق اکبر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے زمانۂ جاہلیت ہی میں شراب ترک فرما دی تھی۔ غالباً ترک کے یہی معنی ہیں کہ آپ نے کبھی شراب پی ہی نہیں یعنی یہ رسم شراب خواری جو عرب میں رائج تھی آپ نے ترک فرما دی تھی اور آپ کبھی اس میں ملوث نہ ہوئے۔ چنانچہ ابن عساکر روایت سے اس معنی کی تائید پہنچتی ہے وہ روایت یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مجمع صحابہ میں دریافت کیا گیا کہ آیا کبھی آپ نے زمانۂ جاہلیت میں شراب پی ہے فرمایا خدا کی پناہ۔ عرض کیا گیا کیوں فرمایا کہ

میں اپنی مروت و آبرو محفوظ رکھتا تھا۔ شراب ان دونوں کو ضائع کر دیتا ہے
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو دو مرتبہ فرمایا کہ ابوبکر نے سچ
کہا۔ گو یہ حدیث متناً و سنداً ضعیف ہی تاہم تائید مدعا کے لیے کافی ہے۔

حضرت صدیق کا حلیہ مبارک

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک شخص نے آپ کا حلیہ
مبارک دریافت کیا تو فرمایا کہ آپ کا رنگ گورا تھا دبلے پتلے تھے۔ رخسار
ہلکے پیشانی ابھری۔ آنکھیں حلقہ دار۔

ابوبکر صدیق کا اسلام

ترمذی و ابن حبان نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک
حدیث روایت کی جس کا مضمون یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے اپنے خصائص کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا

اَلَسْتُ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ کیا میں وہ شخص نہیں ہوں جو پہلے اسلام لایا۔

اس مدعا کے ثابت کرنے کے لیے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی
اور خود آپ کی زبان مبارک کے کلمات بہترین دلیل ہیں۔ علاوہ بریں
ابن عساکر نے حضرت مولا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بیان کیا
انھوں نے فرمایا۔

اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ اَبُوْبَکْرٍ۔ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ابوبکر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زید ابن ارقم کی روایت ہے۔

اَوَّلُ مَنْ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ سب سے پہلے جس شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نماز پڑھی وہ ابوبکر صدیق ہیں۔

بہت صحابہ کا یہی قول ہے حتیٰ کہ بعض نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے حضرت ابن عباس اور حضرت حسان کے اقوال بھی اس کے موافق ملتے ہیں بعضوں کا قول ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ پہلے اسلام لائے اور بعض کے نزدیک حضرت خدیجہ فرات بن سائب نے میمون ابن مہران سے دریافت کیا کہ آپ کے نزدیک علی مرتضیٰ افضل ہیں یا ابوبکر و عمر یہ کلمہ سنکر آن کے بدن مبارک پر لرزے کی کیفیت طاری ہو گئی حتے کہ عصائے مبارک ہاتھ سے چھوٹ گیا اور فرمایا کہ مجھے گمان نہ تھا کہ میں اس زمانہ تک زندہ رہونگا جس میں لوگ دوسروں کو ان کے برابر سمجھیں گے وہ دونوں اسلام کے سردار تھے فرات بن سائب نے کہا کہ میں نے میمون سے پوچھا کہ اسلام میں ابوبکر اول ہیں یا علی انھوں نے قسم کہا کہ ابوبکر۔ بحیرہ راہب کے زمانہ میں ایمان لائے۔ ہنوز علی مرتضیٰ کی ولادت بھی نہ ہوئی تھی اور کہا کہ وہ صحابہ وغیرہ میں سب سے پہلے مسلمان ہیں بلکہ بعض نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ علی مرتضیٰ اول الاسلام ہیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نسبت بھی ایک قول ہے ان اقوال میں جمع و توفیق اس طور پر ہے کہ مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے اور بچوں میں علی مرتضیٰ اور عورتوں میں حضرت خدیجہ یہ وجہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائی۔ ابن عساکر نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جس کسی کو اسلام کی طرف دعوت دی اُس نے کچھ توقف یا تردد کیا مگر ابوبکر نے نہ توقف کیا نہ تردد کیا۔ فوراً ایمان لائے

صحبت

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانۂ اسلام سے روز وفات تک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں رہے اور کبھی کسی سفر یا حضر میں حضور سے مفارقت نہ کی سوائے حج و غزوہ کے اُن موقعوں کے جہاں وہ حضور کی اجازت سے گئے۔

حضرت صدیق حضور کے ساتھ تمام مشاہد میں حاضر ہوئے اور آپ کے ساتھ ہجرت کی اور اپنے عیال و اطفال کو چھوڑ دیا۔

غار میں حضور کے وہی رفیق تھے۔ قرآن پاک میں اُنھیں کا ذکر ہے ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ہمیشہ خدمت میں کمربستہ رہے احد و حنین میں جب لوگوں کے قدم اکھڑے تو

بریلی میں جلسۂ جمعیۃ العلما اور علمائے اہلسنت کا مکالمہ

(مولنا سید سلیمان اشرف صاحب اور مولوی ابوالکلام آزاد)

وسط رجب ۱۳۳۹ھ کو بریلی میں جمیعۃ العلما کے جلسے عظیم اہتماموں کے ساتھ منعقد ہوئے۔ اشتہارات میں طنز و کنایہ کے ساتھ مقابلہ کے اعلان بھی کیے گئے اس موقع پر ”جماعت رضائے مصطفےٰ“ بریلی نے مناسب سمجھا کہ گفتگو کر کے معاملہ صاف کر لیا جائے اور مسلمانوں کو اُن غلطیوں سے بچایا جائے جن میں وہ مبتلا ہو رہے ہیں چنانچہ مناظرے کے لیے جناب مولنا مولوی امجد علی صاحب اور مولوی ابو الکلام صاحب آزاد کے درمیان تحریریں ہوئیں مگر تحریروں سے معاملہ طے نہ ہوتا دیکھ کر علمائے اہلسنت کی یہی رائے ہوئی کہ وہ خود جلسہ میں پہنچیں چنانچہ اہل سنت کے تقریباً دس بارہ عالم جلسہ میں پہنچے اور اُنھوں نے صدر جلسہ مولوی ابو الکلام صاحب سے وقت مانگا اُنھوں نے ۲۵ منٹ وقت دیا۔ جناب مولانا مولوی سید شاہ سلیمان اشرف صاحب بہاری نے تقریر فرمائی۔ مجمع میں پہلے سے جوش پیدا کر دیا گیا تھا لیکن مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے اس خوبی سے تقریر فرمائی کہ اپنے اعتراضات بھی پیش کر دیے اُنکی غلطیاں بھی دکھلائیں اور مجمع میں کوئی ہیجان بھی پیدا نہ ہوا بلکہ مجمع تو بیچ کا زور سے حضرت مولنا کی تقریر سنتا رہا بار بار اللہ اکبر کے نعرے اور تحسین و آفرین کی صدائیں سننے میں آرہی تھیں مولنا کی تقریر میں قربانی ترک کرنے

شعار اسلام کو چھوڑنے شعار کفر میں مبتلا ہونے کا تذکرہ تھا۔ حضرت مولنا نے یہ بھی بیان کیا کہ موالات تمام کفار سے ناجائز و ممنوع ہے عام از یں کہ نصاریٰ ہوں یا یہود۔ آیہ لا ینھٰکم اللہ سے موالات ہنود ثابت کرنا غلطی ہے آج تیرہ سو برس تک کسی مفسر نے اس آیت کو آیات تحریم موالات عن الکفار کا ناسخ نہیں سمجھا پھر اس آیت میں جواز بر و اقساط مذکور ہے نہ جواز موالات۔ اسی سلسلہ میں حضرت مولنا سید سلیمان اشرف صاحب نے مولوی عبد الباری صاحب کے خط کا تذکرہ بھی کیا جس میں انھوں نے لکھا ہے فقیر نان کوآپریشن کے مسئلہ میں بالکل پس رو گاندھی صاحب کا ہے اُن کو اپنا رہنما بنالیا ہے جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں میرا حال تو سرت اس شعر کے موافق ہے

عمر کہ بآیات و احادیث گذشت رفتی و نثار بت پرستی کردی

اور بتایا کافر کو دینی مسئلہ میں رہنما بنانا آیات و حدیث کی قدر کو بت پرستی پر نثار کرنا ہے شان اسلام سے کسقدر بعید ہے یہ ایمان ہے یا کفر ہو گیا ہے اس طرح مولنا سید سلیمن اشرف صاحب نے اراکین خلافت کمیٹی کی سیہ کاریاں اور سخت و فاحش شرعی غلطیاں ذکر کیں اور فرمایا کہ مسلمان کو جو پالیسی اس کے پس رو اور متبع نہیں ہو سکتے کسی کے جھنڈے کے نیچے نہیں آسکتے البتہ اگر کوئی غیر مسلم ملکی مفاد کے لیے ہمارے جھنڈے کے نیچے آکر ہمارے زیر سیادت کوشش کرے تو ہم اس سے کام لے سکتے ہیں مذہب کسی سلطنت [illegible] نہیں کیا جاسکتا اسلام وہ مذہب ہے کہ جس پر سلطنتیں فدا کی جاتی ہیں ہم اپنے

مذہب میں ہندوؤں سے اتحاد نہیں کر سکتے۔ ہمیں مقامات مقدسہ خلافت اسلامیہ کے مسائل میں خلاف نہیں۔ خلاف اُن حرکات سے ہے جو منافی دین ہیں۔ مخالف اسلام ہیں۔ اُنکی روک تمام کیجیے عوام کو اُنسے باز رکھیے۔

مولوی سید سلیمان اشرف صاحب نے اس مبحث پر نہایت چست اور زبردست و موثر تقریر فرمائی۔ مولنا کی تقریر کے بعد مولوی ابو الکلام صاحب آزاد نے ایک مختصر سی تقریر کی جس میں حضرت مولنا سید سلیمان اشرف صاحب کے ساتھ اپنے سابقہ تعلقات دوستی و محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مولنا کے تشریف لیجانے اور تقریر فرمانے پر بہت اظہار مسرت کیا اور مولنا کے اکثر اعتراضات سے پہلو تہی کر کے صرف دو ایک باتوں کے متعلق کچھ کہا جن میں سے بہت بڑی بات تو یہ ہے کہ مولوی ابو الکلام صاحب نے اس عام مجمع میں تسلیم کیا کہ موالات جیسی نصاریٰ کے ساتھ حرام ہے ہنود کے ساتھ بھی حرام ہے اسپر یہانتک زور دیا کہ ہندوستان کے ۲۲ کروڑ ہندو گاندھی ہو جائیں اور مسلمان اُنکا اتباع کریں تو میں کہونگا کہ وہ سب بُت ہیں اور یہ بت پرست اور اس کے ساتھ زور کے لہجے میں یہ کہا کہ کس ذمہ دار شخص نے ہندوؤں کے ساتھ موالات جائز کہی ہے۔ الحاصل اس مجمع میں مولوی ابو الکلام صاحب نے مولوی سلیمان اشرف صاحب کے بہت سے اعتراضات کا تو جواب ہی نہیں دیا اور جنکی نسبت کچھ لب کشائی کی اُن کو تسلیم کیا کسی کسی بات میں غیر ذمہ دار شخصوں کی آڑ بھی پکڑی مگر مجمع نے مولوی ابو الکلام صاحب کی تقریر سے اُنکے عجز و اعتراف قصور کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اس کے بعد جناب مولنا مولوی حامد رضا خانصاحب

رمایا کہ حرمین شریفین مقامات مقدسہ ممالک اسلامیہ کی حفاظت و خدمت
ارے نزدیک ہر مسلمان پر بقدر وسعت و طاقت فرض عین ہے۔ اس میں
یں خلاف نہ ہوتا تھا۔ اسی طرح سلطان اسلام و جماعت اسلامی کی
خیر خواہی میں بھی کچھ کلام نہ ہے نہ تھا۔ تمام کفار و مشرکین و نصاریٰ و یہود
مرتدین وغیرہم سے ترک موالات ہم ہمیشہ سے ضروری و فرض جانتے ہیں
یں خلاصۃً آپ حضرات کی اُن خلاف شرع و خلاف اسلام حرکات سے
ہے جن میں سے کچھ مولوی سید سلیمن اشرف صاحب نے بیان کیں اور جن کے
تعلق جمعیت کے نشر سوال بنام اتمام حجت تامہ آپ کو پہنچے ہوئے ہیں اُنکے
واب دیجیے جب تک آپ اُن تمام حرکات سے اپنی رجوع شائع کر دینگے
ور اُن سے عہدہ برا نہ ہولیں گے ہم آپ سے علیحدہ ہیں اور اس کے بعد
دمت و حفاظت حرمین شریفین و مقامات مقدسہ و ممالک اسلامیہ میں ہم
پ کے ساتھ ملکر جائز کوشش کرنے کو تیار ہیں مولوی ابوالکلام صاحب
اموش رہے اور اتمام حجت تامہ کا نام سنکر ایسا اُڑ گئے گویا سنا ہی
ہیں۔ اسی ضمن میں مولانا مولوی حامد رضا خانصاحب نے خود مولوی ابوالکلام
صاحب سے بالخصوص مخاطبہ فرماکر یہ جو کہا کہ حضرت آپ کو بھی تو اپنی حرکات
سے توبہ کرنا ہوگا۔ اس پر ابوالکلام صاحب نے کہا کہ میری کیا حرکات ہیں لوگ
حامد رضا خانصاحب نے فرمایا کہ آپ نے خطبہ جمعہ میں گاندھی کی تعریف
کی تھی۔ ابوالکلام صاحب نے اس سے سخت انکار کیا اور کہا کہ میری طرف
نسبت کذب ہو۔

اور انھوں نے اس کے قائل پر لعنت کی۔ مولوی ابوالکلام صاحب کی یہ حالت دیکھکر مجمع نے یقین کر لیا کہ اعلیٰحضرت مولانا مولوی احمد رضا خانصاحب مدظلہ کی طرف سے ان پر جسقدر اعتراض کیے جاتے ہیں وہ سب درست ہیں اور مخالفین کے ایک زبردست مقرر کو بھی اُن کے سامنے تسلیم ہی خم کرنا پڑتا ہے۔ کبھی وہ واقعات کے انکار پر مجبور ہو جاتا ہے کبھی تبری و تحاشی کے لیے اپنے اوپر لعنت کرنے لگتا ہے مگر مخالفین کی یہ کمزوریاں کسی کام کی نہیں جب تک کہ وہ توبہ صادقہ کر کے اپنی روش نہ بدلے اور صراط مستقیم پر نہ آئے۔

مولوی ابوالکلام صاحب نے اسی جلسہ میں ان تمام امور سے توبہ بیزاری شائع کرنے کا وعدہ کر لیا تھا مگر دیکھیے وہ کب تک ایسا کر سکتے ہیں اللہ تعالے توفیق عنایت فرمائے اور قبول حق میں کوئی عذر مانع نہ آئے۔ آمین۔

ہمیں ابھی تک انتظار ہے کہ مولوی ابوالکلام صاحب اور اُن کے ہم آہنگ اصحاب علمائے کبار کی نصیحتوں سے فائدہ اُٹھا کر اپنی جماعت کی روش شریعت مطہرہ کے موافق بنائیں اور اپنی غلطیوں سے جو جو رخنے اُنھوں نے دین میں پیدا کر لیے ہیں اُن کو بند کرنے کی کوشش جلد سے جلد عمل میں لائیں۔ ترک قربانی کیسی سخت غلطی ہے دعوی تو یہ کیا جاتا ہے کہ سیاسی اغراض کے لیے ہم متفق ہوئے ہیں متفق بھی نہیں بلکہ صرف قبول اعانت کرتے ہیں وہ بھی اس طرح جیسا کہ غلام و خانہ زاد سے کی جاتی ہے تو ایسا کہیں موافقت

کمیٹی کے ایک رکن رکین کی تقریر ہے نہیں معلوم کہ خنازیر سے استعانت اعداء نے کس طرح جائز سمجھی اگر عمل شاہد ہے کہ وہ ہندو سے اتحاد اور فقط اتحاد ہی نہیں بلکہ ان میں جذب ہو جانا اور انکی ہستی کو مضبوط بنانے کیلئے اپنی ہستی کو مٹا ڈالنا اپنا نصب العین سمجھتے ہیں۔ دیکھنا ہے کہ کبتک لیڈر صاحبان اپنی حالت درست کرتے ہیں۔ (مدیر)

اتحاد مشرکین کے افسوسناک نتائج

شریعت مطہرہ کے قانون کی خلاف ورزی اور احکام الٰہیہ سے انحراف و عدول مسلمانوں کے لیے تباہ کن مصیبت ہے۔ اور وہ آئین اسلام کی مخالفت کر کے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ موجودہ زمانہ میں لیڈران قوم کی خود پسندی اور مطلق العنانی اور علمائے اسلام سے بے تعلقی سخت مضرت کا باعث ہے ہر طرف سے علما کی شکایتیں ہیں۔ انھیں گورنمنٹ کا تنخواہ دار بتا کر خلق کو ان سے بدگمان اور برہم کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ مگر وہ حق کے شیر سب کچھ سنتے ہیں اور صراط مستقیم پر قائم ہیں مسلمانوں کو راہ راست بتاتے ہیں اور کسی خوف سے مرعوب نہیں ہوتے کوئی طاقت کلمۂ حق کو ان سے نہیں چھڑا سکتی یہ اسلام کی حقانیت کا زبردست اثر ہے کہ جن قلوب پر اس کا تسلط ہے وہ ہرگز کسی دوسرے اثر سے متاثر نہیں ہوتا۔

وہ کونسی بات ہے جسکی وجہ سے علمائے اسلام گورنمنٹ کے تنخواہ دار سمجھے گئے کیا شعائر اسلام کے مٹنے سے راضی نہ ہونا مسلمانوں کو مراسم شرک میں

مبتلا ہونے سے رہے گویا یہ خاص گورنمنٹ کا کام ہے۔ یا اس کے علاوہ وہ گورنمنٹ کو کوئی امداد پہنچا رہے ہیں۔ مگر حقیقۃ الامر یہ ہے کہ خود غرض خوب جانتے ہیں کہ علما کجروی اور بیراہی کی کبھی حمایت نہیں کر سکتے۔ اسلیے وہ اپنے اغراض کو پورا کرنے کے لیے عوام کو علما کی طرف سے بدظن کرنا ضروری تصور کرتے ہیں۔

جب علما کی آواز عوام تک نہ پہنچے اور اُن کو گورنمنٹی آدمی سمجھکر کوئی اُنکی بات کان لگا کر نہ سُنے تو پھر گاندھی اور لیڈروں کا جادو چل جانا کیا مشکل ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ مسلمان لپنے شعائر مذہب سے بیگانہ اور ہندووں میں جذب ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اس زمانہ میں وہ وہ واقعات ظہور پذیر ہوئے جو قیاس میں نہیں آسکتے تھے شریعت مطہرہ نے تمام کفار و مشرکین سے ترک موالاۃ فرض کی ہے کسی کافر کے ساتھ مودت و محبت و داد و اتحاد روا نہیں رکھا۔ لیکن لیڈر صاحبان آیات قرآنیہ کو عملاً ہنود کے حق میں نافذ نہیں مانتے۔ اُن کی دوستی و اتحاد بلکہ اُنکی رضا میں فنا ہو جانے کو اپنی غایت مراد سمجھتے ہیں۔ اور عوام کو اسی غلط راستہ پر لے چلتے ہیں جو شریعت و قرآن کے سراسر خلاف ہے اسکے تلخ ثمرات آئے دن نظر کے سامنے آتے رہتے ہیں اور دیندار مسلمانوں کو خون کے آنسو رولایا کرتے ہیں۔

کیا ستم ہے کہ آج خدام خلافت ایک نومسلم کو مرتد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اخبار الفقیہ امرتسر ۵ مئی ۱۹۲۱ء کی اشاعت میں اخبار وطن سے نقل

کرتا ہے کہ کلکتہ کی ایک مارواڑی نوجوان عورت نے مسلمان ہونے کے بعد گوپا گنج ضلع اعظم گڈھ کے ایک نوجوان مسلمان سے نکاح کر لیا جب دونوں میاں بیوی گوپا گنج گئے تو یہاں کے ہندوؤں نے مسلمانوں سے کہا کہ اس عورت کو ہمارے سپرد کردو ورنہ اتحاد و اتفاق پر پانی پھرا جاتا ہے مسلمانوں نے کہا کہ اس میں ہمارا کیا قصور ہے لیکن ہندوؤں نے نہ مانا آخر زمانہ کی نزاکت کا خیال کر کے مسلمان اس عورت کے پاس گئے اور اسے بہت کچھ سمجھایا کہ تم واپس چلی جاؤ تو پھر تمہارے وارث تمہیں اپنے مذہب میں شامل کر لیں گے لیکن اس عورت نے صاف انکار کر دیا بلکہ مسلمانوں کو شرمندہ کیا خصوصاً ندوہ کے مولوی صاحب اور خلافت کمیٹی کے سکرٹری کو کہ کیا تم نے مسلمانوں کو اسلام سے فرار کرنے پر کمر باندھ رکھی ہے اور پھر بھی اپنے آپ کو خادمان خلافت و اسلام کہتے ہو شرم کرو مسلمانوں کی ناکامی پر ہندو براہ راست اس عورت کے پاس آئے اسے بہت کچھ لالچ دیا اور ہر قسم کے آرام کی توقع دلائی۔ بصورت انکار اسے بہت سی دھمکیاں دیں۔ مگر اس مستقل مزاج عورت پر نہ کسی دھمکی نہ کسی لالچ کا اثر ہوا ہندوؤں نے آخر تھانہ میں رپورٹ دی کہ ایک مسلمان برہمن بلکہ ایک مارواڑن کو کلکتہ سے اڑا لایا ہے اس کو تنگ کوٹھری میں بند رکھتا اور اس کو گائے کا گوشت زبردستی کھلاتا ہے۔ تھانیدار صاحب بھی ہندو ہی تھے وہ گارد پولیس ہمراہ لیکر گئے عورت اور اس کے خاوند کو بہت کچھ دھمکایا مگر عورت نے جب کہا یہی کہا کہ میں برضا و رغبت مسلمان

ہوئی ہیں نے اپنی مرضی سے اس کے ساتھ نکاح کیا ہے اور خود ہی اس کو اس کے وطن میں آنے پر مجبور کیا ہے۔ اس ناکامیابی پر فریق مخالف کو رنج تو بہت ہوا مگر وہ کوشش میں برابر رہے آخر وہ کلکتہ پہنچے اس کے وارثوں کو تلاش کر کے ہمراہ لائے اور صاحب کلکٹر کے پاس درخواست دلائی کہ یہ شخص ہماری لڑکی کو ورغلا کر لے آیا ہے۔ صاحب کلکٹر خود گوپا گنج آئے عورت کے بیانات لیے جن سے اُسے یقین ہو گیا کہ عورت اپنی مرضی سے مسلمان ہوئی ہے اور فریق مخالف محض شرارۃً میاں بیوی اور اس موضع کے مسلمانوں کو تنگ کر رہا ہے۔ آپ فریق مخالف کو تنبیہ کر کے واپس چلے گئے۔

اس واقع پر غور کیجیے اور ہنود کے تعصب اور جوش کا اندازہ کیجیے آپ کے اتحاد کی اُن کی نگاہوں میں کیا قدر و قیمت ہے۔ وہ پرائی عورت زبردستی چھین لینے اور ایک مسلمان کو ہندو بنانے پر کس قدر زور دیتے ہیں آج یہ حالت ہے تو سوراج ملنے پر ان سے کیا امیدیں ہیں۔ ان سے اتحاد دین کو برباد کرنا ہے یا نہیں۔

اسی وجہ سے علما اس اتحاد کو جو ہندو پرستی کا مرادف ہے منع کر رہے ہیں۔ کاش اب بھی آنکھیں کھلیں۔ پچھلے دنوں میں دہلی صدر کے کسی صاحب نے اخبار میں اعلان چھاپا تھا کہ وہ کسی نوجوان ہندو سے اپنی صاحبزادی کا بیاہ کر کے اسلام کی حرمت کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔

اخبار فتح دہلی میں ہیں نے ایک ہندو صاحب کی طرف سے اس کا

جو اب پڑھا تھا۔

کیا ایسے واقعات عبرت پذیری کے لیے کافی نہیں ہیں۔ کیا اس طوفان مذہب دشمن کو فنا کرنا خاص گورنمنٹ کا مقصد اعلیٰ ہے جس کی وجہ سے علمائے اسلام اور پیشوایان دین کو گورنمنٹی آدمی بتایا جاتا ہے۔

مسلمانو ہوشیار، دولتِ اسلام کی نگہبانی کرو۔ اپنے دین و ملت کو بچاؤ اپنی ہستی اپنے ہاتھوں فنا نہ کرو۔

یارب مسلمانوں پر کرم فرما۔ اے تاجدار عرب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُمت کی بیکسی پر نظر فرمائیے۔

اُس نو اسلام عورت کا استقلال وتحمل ہزار آفریں وتحسین کا مستحق ہے اُس کے مردانہ عزم واستقلال کے سامنے اُن مرد صورت بے حمیتوں کو شرمانا چاہیے جنھوں نے ہندوؤں کی خاطر اور چاپلوسی کے لیے ایک مسلمان کو کافر بنانے کی کوشش کی اللہ انھیں اسلام نصیب کرے۔ وہ خود اسلام سے خارج ہوگئے۔ اُن پر لازم ہے کہ جلد سے جلد توبہ کرکے از سرنو کلمۂ اسلام پڑھیں۔ اور ہندو پرستی سے باز آئیں۔ دیکھنا ہے کہ خلافت کمیٹیوں کے عملی ارکین اس واقعہ سے کیا سبق لیتے ہیں۔

اللہ کرے کہ ہمارے لیڈران درد آشنائے مذہب ہوں اور شریعت طاہرہ کے حریم وحدود کی عزت وتوقیر اور صیانت وحفاظت اپنی سعادت سمجھیں۔

نَسْئَلُكَ اللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ (مدیر)

السواد الاعظم

کی

تاخیر اشاعت

السواد الاعظم کسی قدر دیر میں چھپکر شائع ہوتا ہے جس کا خود مدیر کو افسوس بھی ہے اور وہ ندامت کے ساتھ معافی بھی مانگتا ہے لیکن اس کے اسباب پر اس کے وجوہ پر نظر ڈالنا اور اس کے موجبات وعلل کی تشخیص کرنا حامیان ملت کی شان سے کچھ بعید نہیں ہے آپ خیال فرمائیے کہ السواد الاعظم جسقدر شائع ہوتا ہے اُس کے چہارم بھی خریدار نہیں پھر جو خریدار ہیں اُن میں اکثر تو وہ اصحاب ہیں جنھوں نے سال گزشتہ کی قیمت بھی ابھی تک نہیں ادا کی اور اس سال کا بھی نصف کے قریب زمانہ گزرتا ہی مگر خریداران السواد الاعظم کو کچھ پرواہ نہیں ہے مدیر کہاں تک اس طرح نقصان اُٹھاتا جائیگا اور رسالہ کو اپنے صرف سے چلایا کریگا۔

رسالہ کے مصارف کا دار مدار قرض پر ہے ایسی صورت میں اگر وہ وقت سے کچھ موخر ہوجائے تو کیا قابل شکایت ہی۔ اب آپ اُس کی امداد واعانت کیجیے اُس کا چندہ اُسے وقت پر عنایت فرمائیے پھر دیکھیے السواد الاعظم کس آب وتاب سے وقت پر آپ کی خدمت میں پہنچتا ہے براہ کرم اشتمال کا

چندہ فوراً روانہ فرمائیے اور سال گزشتہ کا چندہ جن صاحبوں کے ذمے باقی ہے وہ بھی بیباق فرماکر دفتر کو زیر باری سے بچائیں اور مدیر کو شکر گزاری کا موقع دیں۔

حامیانِ ملت فیاضانہ کرم کا وقت ہے مذہبی رسالے بغیر آپ کی نگاہ کرم کے کس طرح زندہ اور باقی رہ سکتے ہیں بہت مدح و ثنا اور شکر کے مستحق ہیں حضرت مولانا مولوی حاجی سید شاہ جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری دامت برکاتہم جنھوں نے اخبار الفقیہ کے ساتھ نہایت کریمانہ سلوک فرمایا اپنے تمام مریدوں کے لیے اُس کی خریداری لازم فرمادی۔ جزاھم اللہ تعالٰی خیر الجزاء۔

میں ایڈیٹر صاحب اخبار الفقیہ کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں اور حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کا بہترین شکریہ ادا کرتا ہوں اور سرپرستان السواد الاعظم سے بھی نظر کرم کا امیدوار ہوں۔

اگر السواد الاعظم کا چندہ وقت پر مل جائے اور خریدار اسقدر بہم پہنچ جائیں کہ اُس کے مصارف بھی پورے ہوسکیں تو آپ دیکھیے کہ السواد الاعظم کس شان و شوکت کے ساتھ ٹھیک وقت پر حاضر ہوتا ہے اور اُس کا نفع کسقدر عام ہوتا ہے۔ اس چھوٹی سی ہستی پر اس بے انتظام اشاعت کے زمانے میں بھی جو خدمتیں السواد الاعظم نے انجام دیے ہیں آپ سے چھپے نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کی عنایت اُس کو فراموش کیے رہے۔

(مدیر)

(لاحق بسابق) دیانندی آریہ

ستیارتھ پرکاش کے قرآن پاک پر اعتراض اور اُنکے جواب

اس بات کو کہیں وید نے بیان بھی کیا ہو۔

وید جس کو آپ انسانی سعادت کا معلم قرار دیتے ہیں وہ تخیلات وواہیات سے پاک ہی یا نہیں اور وید نے کہیں اس کا اعلان بھی کیا ہو۔ اس کا جواب چاہئے تھا کہ نہ لیے موت سے بڑھ جانے والی خجالت کے سوا اور کچھ نہ تھا اسلیے پنڈت جی نے یہ چالاکی کی کہ پہلے سے اس معیار کا انکار کر دیا اور اُسے خود نمائی بتایا ہم نہیں جان سکتا کہ پنڈت صاحب خود نمائی کا مفہوم بھی سمجھتے تھے یا نہیں اور انہیں یہ بھی معلوم تھا یا نہیں کہ کونسی خود نمائی مذموم ہے اور کس لیے مذموم ہو گیا ایک شخص کو وکالت کے امتحان میں شامل ہونے کے لیے بی۔ اے کی سند پیش کرنا خود نمائی ہو۔ یا کسی مدعی کا کسی جائداد کی مالیت کا ثبوت پیش کرنا خود نمائی ہے۔ یہ تو بیرسٹر اور وکیل ڈاکٹر اور پنڈت اور سوداگروں کے سائن بورڈ خود نمائی ہو جائیں گے اور پنڈت جی کے اصول سے یہ سب جرم ہونگے۔ چور مجرم اپنے حالات مستور رکھنے کی کوشش کرتا ہو۔ غبن کرنے والا اخیر تک نہیں چاہتا کہ بھانڈا پھوٹ جائے۔ آپ کے نزدیک وہ نہایت پرہیزگار ہو کیونکہ خود نمائی نہیں کرتا مگر درحقیقت اُس میں ایسا قصور ایسا نقص موجود ہو جو اُسے منظر عام پر آنے کی اجازت نہیں دیتا اور اُس میں وہ اپنی ہستی کے لیے خطرہ محسوس کرتا ہو۔ شیخ سعدی

رحمۃ اللہ علیہ نے بہت خوب فرمایا ہے۔ آنراکہ حساب پاک ست از محاسبہ چہ باک۔ جس کا حساب پاک ہے محاسبہ سے نہیں ڈرتا۔ اگر آپ کے نزدیک آپ کی کتاب میں علوم یقینی ہوتے تو آپ کو قرآن پاک کے ان کلمات سے اسقدر وحشت اور سراسیمگی نہ ہوتی۔

مدرسہ میں ممتحن کی صورت اُس طالب علم کو نہایت بھیانک اور ناگوار معلوم ہوتی ہے جس نے سال کے تمام اوقات لہو ولعب میں ضائع کیے ہیں مگر جس طالبعلم نے عرقریزی کرکے کچھ کمال پیدا کیا ہو وہ امتحان کے دن کی گھڑیاں گنتا ہے اور انعام پانے کے شوق میں ممتحن کا نہایت پیاری چیز کی طرح انتظار کرتا ہے۔

قرآن پاک کی یہ ضرب خاص زخم پر لگی جس سے ویدوالے بلبلا اُٹھے اور اس پہلے ہی لفظ نے تمام باطل دعاوی کا راز فاش کردیا کسی سنگین جرم کا مرتکب گھر میں چھپکر بیٹھے اور اُس کو عزلت گزینی اور زاویہ نشینی سے تعبیر کرے اور مجمع میں آنے والوں پر خودنمائی کا الزام لگائے یہ کہانتک صحیح ہوسکتا ہے اُس کو اُس کا چال چلن روپوشی کے لیے مجبور کررہا ہے وہ اپنا مونھ دکھانے کے قابل نہیں پاتا اسلیے اندھیری میں چھپنے کی کوشش کرتا ہے مگر کسی بے گناہ سے بھی ایسی توقع کرنا کہ وہ تحقیقات کے وقت جرائم پیشہ ملزم کی طرح چھپ رہے گا نہایت بھولا پن ہے۔ وہ حکیم یا ڈاکٹر جو کسی ایسے مقام پر علاج کے لیے بھیجا گیا ہو جہاں وبائے عام پھیلی ہوئی ہے اُس پر لازم ہے کہ وہ اپنی طبابت یا ڈاکٹری کی صفت سے لوگوں کو مطلع

کہ دے تاکہ مریض علاج میں اُس سے رجوع کرکے نفع حاصل کرسکیں اگر اس حکیم
اس کو خود نمائی سمجھا اور اپنے اُس کمال کا جس کے اجرا کے لیے وہ بھیجا گیا
تھا اظہار نہ کیا تو دنیا اُس سے نفع حاصل نہ کرسکے گی اور وہ اپنا فرض انجام
دینے سے قاصر رہے گا اگر ایسے موقع پر کوئی ڈاکٹر یا حکیم خود نمائی کے بھی
بھوت سے جھجک کر اپنے اوصاف کو چھپانے کی اجازت چاہے تو یقین
ہے کہ اُس کو پنڈت جی جیسے ذی عقل کے سوا اور کوئی اجازت نہ دیسکیگا
قرآن پاک ایسے وقت میں خلق خدا کی ہدایت کے لیے نازل ہوا جبکہ
مخلوق پرستی کی وبا عام تھی ایسے وقت میں اُس کا فرض تھا کہ وہ اپنی معرفت
کرائے اس پر زبان کھولنا اور خود نمائی کا الزام لگانا۔ پنڈت جی کی عقل و خرد
پر روشنی ڈالتا ہے۔

حقیقت حال یہ ہے کہ پنڈت جی [illegible] اس کمی کو دیکھکر پریشان ہیں اور اُن کو
مجبوراً ایسی باتیں مونھ سے نکالنا پڑتی ہیں کاش انصاف ہوتا اور وہ
اس نیّرِ ہدایت (قرآن پاک) کے علوم حقہ و یقینیہ سے فائدہ اُٹھاتے
اور سفال و خزف کو لآلی آبدار سے ہم سنگ ثابت کرنے کی ناکام کوشش
نہ کرتے۔

(اعتراض متعلق سورۂ بقرہ)

اعتراض۔ جو پرہیزگار ہیں وہ تو خود راہ راست پر ہیں اور جو بھولے
راہ پر ہیں اُن کو یہ قرآن راہ ہی نہیں دکھلا سکتا تو پھر کس کام کا رہا۔

جواب۔ پنڈت صاحب کو اعتراض کا تو بہت ہی شوق ہے قبل اس کے
کہ کلام کا مطلب سمجھیں اور متکلم کی مراد تک پہنچیں۔ اعتراض کے لیے مونھ

چھپا دیتے ہیں اور کوئی ان پر الزام لگا کر آپ ہی خوش ہو لیا کرتے ہیں سخن شناسی سے تو آپ کو عناد ہی اور بالخصوص قرآن پاک جو سراپا حکمت اور ربانی انوار سے مملو ہی جس کے مضامین عالیہ سے آپ کے دماغ کو کیا نسبت بے سمجھے جو اعتراض کیا جائے اُس سے معترض کی نافہمی کا ثبوت ملتا ہی۔

حضرت حق سبحنہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ اس پر گزشتہ زمانہ کے کفار نے بھی اعتراض کیا تھا کہ ھدًی للضالین ہونا چاہیے تھا جس کے معنی یہ ہوتے کہ قرآن پاک گمراہوں کے لیے ہدایت ہے کیونکہ ہدایت گمراہ ہی کو کی جاتی ہے اور جو متقی ہو ایمان و اسلام کی دولت سے حاصل ہے زہد و ورع میں عمر گزار چکا ہو اُسکے لیے ہدایت کیا معنی۔

یہ اعتراض بے بصیرتی اور نابینائی سے کیا گیا تھا پنڈت صاحب نے انھیں کفار کی تقلید کی اور اپنے بھدے اور بھونڈے الفاظ میں اس اعتراض کو بھی نقل کر دیا اُن بیچارے کو کیا خبر کہ جب قرآنی نکات بیان کیے جائیں گے تو معترضین کا نام سفاہت وجہالت کے لیے ضرب المثل ہو جائیگا۔

یہ قرآن پاک کی نہایت بلاغت ہی کہ وہ یہاں ضالین کے لفظ سے تعبیر نہیں فرماتا بلکہ متقین ارشاد کرتا ہی رہنمائی جس کو کی جاتی ہی اور منزلِ مقصود پر جس کو پہنچایا جاتا ہی اُس کی دو حالتیں ہوتی ہیں ایک ہدایت سے قبل کی اور ایک اُس کے بعد کی۔ ہدایت سے پہلے راہ یابی ہرگز نہیں ہوتی اور بے راہی ہوتی ہی ہدایت کے بعد ہی آدمی راہ یاب ہوتا ہے راہ یابی بعد کی حالت ہی اور بے راہی قبل کی۔ ایک شخص جو اول بے راہ تھا

اور انجام کار راہ یاب ہوا اُس کو اُسکی بہترین حالت کے ساتھ تعبیر کرنا مناسب ہے بالخصوص ایسے موقع پر کہ جہاں کتاب کے اوصاف کی معرفت اور اُس کی تاثیرات کا دکھانا بھی مقصود ہو۔

کتاب میں سب سے پہلے یہ بتایا گیا کہ یہ یقینی علوم کا ذخیرہ ہی اُس کے بعد اُس کا اثر دکھایا گیا کہ ہدی متقی رہ یاب ونکو کار زاہد ومتورع جو لوگ پائے جاتے ہیں وہ اس کتاب مقدس کی تعلیم کا نتیجہ اور اسکی ہدایت کا اثر ہیں۔ وہ متقی بھی جب ہوئے جب یہ کتاب اُنکے لیے ہدایت ہوئی متقی وہ ہی ہے جو اس کتاب پر عامل ہوا اور اس کو اس نے اپنا دستور العمل بنا لیا ہو تو اُس متقی کے لیے ہدایت و رہنمائی کا سبب بجز اس کتاب کے اور کیا ہوسکتا ہی۔ رات دن کے محاورات پر نظر کرنے سے یہ عقدہ حل ہوسکتا تھا ایک فاضل دہر جب اُس کے استاد کی تعریف کا وقت آئے تو فصیح اللغۃ خوش زبان لوگ یہی کہیں گے کہ اس عالم کو جسنے پڑھایا ہی اور وہی اس کے کمال کا باعث ہوا۔ اُس نے اسکی رہنمائی کی۔

پنڈت جی شاید اس عالم کی نسبت یہ کہنا فصاحت سمجھیں کہ اس جاہل کو زید نے پڑھایا ہو اور اسکی یہ دلیل پیش کریں کہ عالم کو پڑھانے کی کیا ضرورت ضرورت تو جاہل ہی کو پڑھانے کی ہوتی ہو مگر کوئی شائستہ شخص پنڈت صاحب کی اس فصاحت کو پسند نہ کریگا۔

کیا یہ کہنا بھی قابل اعتراض ہے کہ پنڈت جی نے یہ کتاب لکھی پنڈت جی تو اس پر اعتراض کرسکتے ہیں کہ کتاب تو جب ہوئی جب لکھی جا چکی کتاب تو

لکھی ہوئی کو کہتے ہیں اُس کو کوئی کیونکر لکھے گا۔ لیکن دنیا پنڈت جی کے اس شاستر کو تسلیم نہ کرے گی۔ یہ رات دن کے محاورات ہیں کہتے ہیں کہ قلعہ شاہجہان نے بنایا پنڈت صاحب کو اعتراض ہو جائیگا کہ قلعہ تو بنے بنائے کا نام ہے اُس کا بنانا کیا۔

کچہری میں مقدمہ پیش ہوتا ہے مدعا علیہ جرم کا اقبالی ہے کہتا ہے کہ اس مقتول کو میں نے قتل کیا سو راتفاق سے اگر پنڈت جی ایسے دماغ کا کوئی شخص جج ہو تو فوراً مقدمہ چھوڑ دے کہ مقتول تو قتل کیے ہوئے کو کہتے ہیں اُس کا قتل کرنا کیا معنی۔

اتنا اور بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ اگرچہ ہدایت یہاں رہنمائی یا منزل مقصود تک پہنچانے کے معنی میں ہے مگر ہدیٰ قرآن پاک کا نام بھی ہے اور بلاغت کلام ان تمام باتوں کا لحاظ چاہتی ہے۔ جو شخص کہ اسکی تعلیم سے راہ یاب ہو جائے اُس کو اُس کے اس اعلیٰ وصف کے ساتھ تعبیر کرنا حُسن کلام ہے ہم اسی کو خوبی سمجھتے ہیں کہ یوں کہیں کہ قرآن پاک متقیوں اور پرہیزگاروں کے لیے ہے (یعنی جو اس سے منتفع ہوتا ہے متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے۔)

پنڈت جی اگر اس محاورے سے ناخوش ہیں تو کیا وہ یہ کہنا گوارا کریں گے کہ ہدیٰ بدمعاشوں کے لیے ہے۔ اب تو پنڈت جی کی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ قرآن پاک نے تہذیب و شائستگی اور بلاغت و خوش بیانی کا جو اعلیٰ نمونہ پیش کیا تھا اُس کو پنڈت صاحب نے اپنی سادہ لوحی سے قابل اعتراض سمجھا اور غلطی کی دلدل میں پھنس گئے۔

اس کے علاوہ مفسرین نے متقی کی تفسیر میں ایک معنی یہ بھی لکھے ہیں کہ متقی اُس پاک سیرت شخص کو کہتے ہیں جو قبول حق کی نیت رکھتا ہو اور ظاہر ہے کہ رہنمائی ایسے ہی شخص کو مفید ہو سکتی ہے۔ معاند ہٹ دھرم کبھی رہنمائی سے فائدہ نہیں اُٹھاتا۔ اسلیے ھدًی للمتقین بھی فرمانا حق ہے۔ ہدایت کے معنی رہنمائی کے بھی آتے ہیں اور منزل مقصود پر پہنچانے کے بھی دوسرے معنی کے لحاظ سے ہدایت متقیوں کے لیے خاص ہے اور اُنکے ماسوا اور کسی کے لیے متصور نہیں اور پہلے معنی کے لحاظ سے ہدایت عام ہے خواہ کوئی منتفع ہو یا نہ ہو۔ یہ اُس کا نصیب لیکن رہنمائی تو سبھی کے لیے ہو سکتی ہے۔ ایسے غوامض پر نظر رکھنے والا کلام کلام حق ہی ہو سکتا ہے۔

معنے اول کے لحاظ سے اسی قرآن پاک کی شان میں ھدًی للناس ارشاد فرمایا اور معنی ثانی کے اعتبار سے ھدًی للمتقین۔

بعض دقیقہ رس مفسرین اس سے زیادہ باریک بات تک پہنچے ہیں کہ نظم کلام میں ایک جگہ للناس اور ایک جگہ للمتقین فرماتے ہیں ضرور ہدایت کے دونوں معنی کا لحاظ فرمایا گیا اور اُن کے مناسب کلمات نظم پاک میں لائے گئے لیکن بحر معنے کی غواصی کرنے سے پتا ملتا ہے کہ دونوں تعبیریں ایک ہی حقیقت کی ہیں۔ ایک جگہ ھدًی للمتقین فرماکر دوسری جگہ للناس فرماتے ہیں۔ ایا ہے کہ ناس یعنی انسان کہلانے کے حقدار صرف متقی ہی ہیں جن کو کمالات انسانیہ حاصل ہیں لیکن وہ پیکر اور وہ پُتلے جنکا رنگ روپ قد و قامت چہرہ مہرہ اعضا کی ظاہری صورت تو انسانوں سے

ملتی جلتی ہے مگر انسانی اوصاف سے اُنکی ہستی معرا ہو وہ انسان کہلانے کے مستحق نہیں اُنکی شان میں ارشاد فرمایا اولئک کالانعام بل ھم اضل وہ چوپاؤں کی مثل ہیں بلکہ اور زیادہ گمراہ تو شرف انسانیت متقین ہی کو حاصل ہے اور وہ اس مرتبہ پر قرآن پاک کی ہدایت سے پہنچے ہیں تو نتیجہ نکلا کہ انسان کو کمالات انسانیت حاصل کرنے اور آدمی بننے کے لیے قرآن پاک کی حاجت ہے۔ تو اس کتاب مقدس نے بتلایا کہ وہ یقینی علوم پیش کرتی ہے اور یقینی علوم بھی ایسے انسان کے شرف کمال کا اظہار ہے کہ بغیر اس کے حصول سعادت ممکن ہی نہیں اور بیشک کتاب الٰہی کی یہی شان ہونا چاہیے اور یہ اس کے من عند اللہ ہونے کی ایک برہان ہے۔

عاقل بصیر کو ایمان لانے اور قربان ہونے کے لیے قرآن پاک کی ایک ہی ادا کافی ہے مگر پنڈت جی جب وید کے اسٹاک ٹٹولتے ہیں اور وہاں یہ سامان اُن کو نظر نہیں آتا تو وہ جھنجلا کر قرآنی کمالات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ کوشش اُنکے جہل وغوایت کی دلیل بنجاتی ہے۔

پنڈت صاحب کے اعتراض کا توشیرازہ بکھر گیا۔

اس کے بعد پنڈت صاحب نے بھی عمل سابق کی جبر کے عطا فرمانے پر اعتراض کیا ہے۔ بحث تناسخ میں اس پر کافی رد ہو چکا۔ اس لیے یہ سوال اس موقع پر نظر انداز کیا جاتا ہے۔

فہرست کتب موجودہ مطبع نعیمی مرادآباد

بہار شریعت حصہ اول مطبوعہ مطبع اہل سنت کلکتہ قیمت ۵/ — اس کتاب میں مصنف علام نے تحقیق کے دریا بہائے ہیں مسائل فقہیہ ضروریہ بامحاورہ اردو میں تحریر فرمائے ہیں عورتوں مردوں بچوں سب کیلئے نہایت ضروری اور کارآمد ہے ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا موجود ہونا ضروری ہے۔

حصہ دوم ۵/

حصہ سوم ۸/

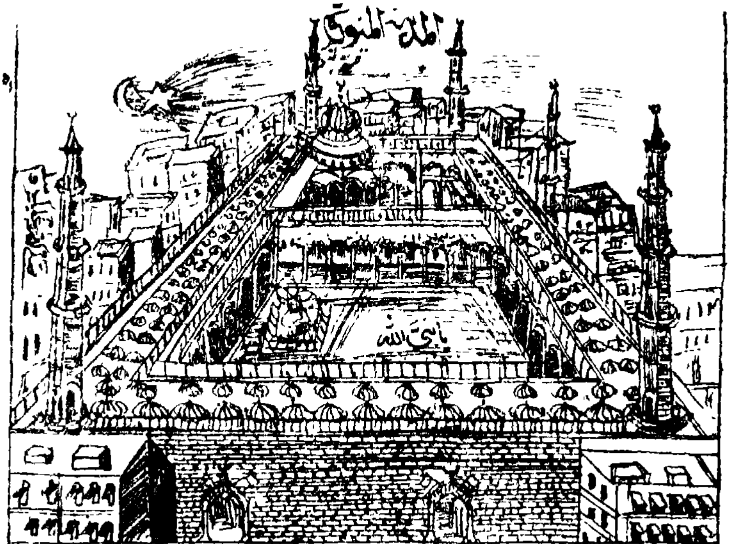
انوار ساطعہ مولود شریف اور فاتحہ مروجہ وغیرہ کے جواز و استحسان میں یہ نفیس کتاب ہے، وہابیہ کے اعتراضات کے جواب میں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کمال تحقیق سے کام لیا ہے مطبع مجتبائی میں ۳۲۸ صفحہ پر چھپی ہے قیمت عہ

الکوکبۃ الشہابیہ پیشوائے وہابیہ کی کتابوں سے اس کے اقوال اور کتب علمائے سے اونپر حکم کفر وضلال بہ نشان صفحات بیان فرمائے گئے ہیں تصنیف جلیل اعلیحضرت عظیم البرکۃ امام المحققین قدوۃ المدققین مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب مجدد مأۃ حاضرہ دامت برکاتہم۔ مطبوعہ کلیمی پریس کلکتہ قیمت ۴/

تاریخ وہابیہ تصنیف حامی سنت حاجی مولوی محمد لعل خاں صاحب قیمت ۵/

جواہر البیان امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی خیرات الحسان کا ترجمہ قیمت ۱۰/

تمہید ایمان - وہابیہ کے کفر کا بیان - قیمت ۱/ رسالہ ترک عمر الآ قیمت ۲/



اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

اہلسنت کا مذہبی اخلاقی ماہوار رسالہ

السواد الاعظم

حمایت مذہب اصلاح معاشرت
تہذیب اخلاق کے لئے
شائع ہوتا ہے

السواد الاعظم کے مقاصد

مذہب اہلسنت کی حمایت و حفاظت، دشمنان دین اور مخالفین اسلام کے حملوں کا دفع کرنا، متانت و سنجیدگی کے ساتھ ان کے اعتراضات رد کرنا، فرقہ بندی کو شکست دینا، وجوہ تفرق و اختلاف پر عمیق نظر ڈال کر اتحاد و اتفاق کی راہیں پیدا کرنا، مسلمانوں کو اخلاق و معاشرت سکھانا، قوم کی شیرازہ بندی، کھوئی ہوئی دولت کا پتہ چلانا، گذرے ہوئے زمانہ کی ان لاثانی ہستیوں کو، کا نام زندہ رکھنا یعنی مسلمانوں کی اصلاح کرنے والی ہستیوں کا سابقہ پر لانا.... ناواقف مسلمانوں کو مذہب سے واقف کرنے کی کوشش کرنا، دین کی طرف توجہ دلانا، اہل اسلام کے دینی و دنیوی زندگی کا سبب بنانا اس رسالہ کے خاص مقاصد ہیں

اصحاب قلم کی خدمت میں گزارش

رسالہ کی زبان فصیح اور شستہ زبان رسالہ کے لوازم ضروریہ سے ہے لہذا حتی الامکان مضامین میں زبان کا لحاظ ضرور رہے

طرز سخن علمی مباحث میں محققانہ رنگ ہو مناظرات میں سخت و شنیع الفاظ سے احتراز کیا جائے رسالہ کے اس انداز خاص کا لحاظ رہے

مناظرات میں مطمح نظر تعصب و نفسانیت کی روش سے رسالہ ان شاء اللہ تعالی بالکل پاک رہیگا۔ مباحثات و مناظرات میں عدل و انصاف کے ساتھ حکم لگائے جائینگے۔ رد و جواب میں تفہیم مدنظر ہوگی۔ تبیین و تحقیق منظور ہے البتہ بعض حالات کا بے رو رعایت تمام ہی ظاہر کرنا ممنوع نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فہرست مضامین

حق کی فتح

حق و باطل کا مقابلہ

دنیا میں باطل کا سکہ بہت رائج ہے اور اسکی نظر فریب آب و تاب کبھی کبھی اہل خرد کو بھی دھوکے میں ڈالدیتی ہے اور مدتوں تک وہ اُس کے گرویدہ اور وابستۂ عقیدت رہتے ہیں۔ ظاہر بین خلق کی چمک دمک سے فریب کھاتا ہے اور اسکی ظاہری آب و تاب اُس کو اسقدر مستفید بناتی ہے کہ بصیرت کی تحقیق سے استغناء اور فائدہ اٹھانا اس کے لئے دشوار ہو جاتا ہے ایک جعلی نمک بیچنے والے کا بیان ہے کہ میں ہمیشہ جعلی تو سب اصلی مشک دکھاتا ہوں اس کے بعد اپنا خانہ ساز جعلی دکھاتا ہوں شائقین پسند کرتا ہوں اور بیشتر خریدار اصلی کو چھوڑکر نقلی ہی کو پسند کرتے ہیں ہرچند کہ زمانہ میں باطل کو خوب گرمی بازار حاصل ہے لیکن ایک نہ ایک دن کسی نہ کسی وقت باطل کا پردہ فاش ہو جاتا ہے اور آفتاب حق و صداقت کے پائدار اور نہ مٹنے والے انوار کے سامنے اسکی جھوٹی چمک دمک فنا ہوکر رہتی ہے۔

دورِ حاضر

دورِ حاضر کے واقعات میں نیرنگی عالم کے عجیب و غریب مناظر ایک طولانی سلسلہ کے ساتھ نگاہوں کے سامنے آتے رہے ہیں۔

بہت سی آنکھیں تو ان شعبدہ کار طلسموں کے تماشے میں دیدۂ حیرت بنکر رہ گئیں اور ان کو ان سحر نما شگوفیوں نے حقیقت حال تک پہنچنے کا موقع ہی نہ دیا۔ یا یوں کہیے کہ ایک طوفان خیز سمندر کی سطح بالائی پر تلاطم امواج کے نظارے میں نظر باز کچھ ایسے محو ہوئے کہ قعر دریا کا اندازہ کرنے کی طرف ان کا خیال بھی نہ گیا۔

اماکن مقدسہ اور مقبوضات ترکیہ کی واپسی اور وہاں سے قبضۂ اغیار کا اٹھانا ایسی اہم ایسی قابل توجہ ایسی پیاری اور دل آویز بات تھی جس کے لیے مسلمانوں کا راہ سعی میں قدم کی جگہ سر سے چلنا بھی کچھ عجیب نہیں اور اس آرزو کے حصول میں جو دشواریاں پیش آئیں جو مشکلات سامنا کریں ان سب پر صبر کرنا اور یہ کہے جانا دست از طلب ندارم تا کام من بر آید۔ مقتضائے ہمت و حوصلہ مردی ہے۔

مسلمان اپنی اولوالعزمی اور حمیت سے اس مقصد کے پورا ہونے کے لیے بیشمار مال زر اور دولت و ثروت قربان کرنے کے لیے تیار رہے۔

ارباب غرض ارباب غرض کو موقع ملا کہ وہ ہمدردی کے پیرایہ میں اپنی دیرینہ عداوت نکالیں اور اپنے آپ کو غمخوار ظاہر کرکے اپنے مصیبت زدہ اور پریشان دشمن کو حیلہ اور تدبیر سے فنا کر ڈالیں۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کو اس پریشان حالی میں انکی نمائشی ہمدردی پر اعتماد ہوا۔ اور قوم کے بعض سربرآوردہ لوگ ان کے عقیدتمند ہو گئے ؎

آچلا اس بت عیار کی باتوں پہ یقیں ۔۔۔ سادگی اپنی قیامت ہے خدا خیر کرے

ہوشیار رہ کہ [illegible] پالا | اور تو سرخوش غفلت ہے خدا خیر کرے
[illegible] دانائی [illegible] نسبت | کچھ مصیبت سی مصیبت ہے خدا خیر کرے
[illegible] قتل [illegible] دشمن | جس طرف دیکھیے شامت ہے خدا خیر کرے

[illegible] اور نہ تعصب قوم ہے۔ خود غرض ملت فروشوں کا وجود چند [illegible] ذاتی اغراض کے لیے قوم وملت کا خون روا سمجھتے ہیں اور [illegible] کم ہمت بے حمیت کمزور طبیعت والے اشخاص جنکے [illegible] دشمن کے [illegible] میں آکر اپنی قوم وملت کے تحفظ کو خطرناک جرم سمجھنے لگے ہیں اور دشمن کی تیز نگاہی سے مرعوب ہوکر اپنی صورت بدلنے اور حالت تبدیل کرنے بلکہ دینی اور مذہبی خصائص ترک کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں اور ان کی وجہ سے بہت سے عوام غلطی اور گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں [illegible] کے افسوس کے قابل وہ ہستیاں ہیں جو علم و [illegible] کے ساتھ [illegible] ہوں اور مذہبی اعزاز و وقار ان کو حاصل ہو [illegible] اور ان کے پاؤں اپنی جگہ پر ثابت نہ رہ سکیں [illegible] اور ملت وقوم کے مآل کار کو نہ سوچیں [illegible] قدم [illegible] کی حدود اور ملت اسلامیہ کے حریم سے باہر ہوئے [illegible] اور روزمرہ کے سلوک انکی نگاہوں کے سامنے ہوں۔ بمبئی۔ الہ آباد۔ آرہ۔ کٹارپور وغیرہ کی مہیب خونریزیاں اور مسلمانوں کو [illegible] سے تاخت وتاراج کرنا یہ سب انکی نگاہوں میں ہو پھر بھی [illegible] قوم سے [illegible] ہوکر اس کی چاپلوسی میں آکر اسکی محبت میں

مٹ جانا اور اتحاد میں دین و مذہب نثار کر ڈالنا اُن کے راضی کرنیکے لیے اسلامی شعائر کی پروا نہ کرنا خلاف شرع کلمات زبان سے نکالنا اور دوسرے لوگوں کو نکالتے ہوئے سننا اور منع نہ کرنا اپنے آپ کو اُن کے ہاتھ میں دینا اور اپنا ولی امور بنانا اُنکی محبت میں مبتلا ہو کر مسلمانوں سے مقاطعہ و متارکہ کرنا دیندار وں کو دشمن کی نگاہوں سے دیکھنا۔ کفار سے موالات اور اہل اسلام سے معادات کرنا اور عوام کو اپنے اس طرز عمل سے گمراہ کرنا کیسی دردانگیز مصیبت ہو کیسا قیامت خیز حادثہ ہے اس نے اسلام کو کیسا سخت صدمہ پہنچایا اور مسلمانوں کی مذہبی بنیادیں ہلا ڈالیں مغلوب قوم کو غالب بنادیا محکوم کو حاکم کردیا۔ اسلامی شعائر و امتیازات کی بے توقیری کی وہ حضرات جنکے یہ اعمال ہیں انکا وجود ملت و مذہب کے لیے کیسا خطرناک ثابت ہوا ہو۔ اللہ ان صاحبوں کو ہدایت کرے اب بھی راہ راست پر۔ آئین شریعت کے دائرے میں رہکر کام کریں وہ ہرگز اسلامی خدمت و اسلامی کام نہیں ہے جس کے لیے پہلا ہی قدم اسلام کی سرحد سے باہر رکھنا پڑے۔

ہم ان اصحاب کی اسم شماری نہیں کرنا چاہتے بہتر ہو کہ وہ اس اجمال سے فائدہ اُٹھائیں اور اپنے طرز عمل کو شریعت طاہرہ کے مطابق کریں یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔

مولوی عبد الباری صاحب (فرنگی محلی) کی توبہ

اس موقع پر مجھے خاص طور پر عالیجناب مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی کا تذکرہ کرنا ہے۔ مولانا فرنگی محل کے ایک ممتاز فاضل ہیں اور اس زمانہ میں انہیں جو شہرت حاصل ہو چکی ہے وہ اس سے غنی کرتی ہے کہ اُن کا تعارف کرایا جائے۔ مولانا نے موجودہ زمانہ کی جدوجہد میں بہت نمایاں حصہ لیا ہے اور وہ علمی امتیاز کی وجہ سے اپنی جماعت کے سرخیل رہے ہیں۔ ہنود کے اختلاط سے یا سادگی یا جوش یا اور کسی وجہ سے مولانا سے بھی بہت سی لغزشیں اور غلطیاں سرزد ہوئیں جن میں سے بعض حد کفر تک پہنچتی ہیں۔

دار الافتائے بریلی اور فتوائے کفر

بریلی شریف کا دار الافتا نصف صدی سے زائد ہو چکا ہو کر اسلام کی حمایت اور دشمنان اسلام اور بدخواہان دین کے کشف مکائد و دفع بدعا میں سرگرم ہے۔

امام اہلسنت مجدد دین و ملت اعلحضرت مولنا مولوی مفتی قاری شاہ محمد احمد رضا خانصاحب دامت برکاتہم وعم فیضہم کے جود قلم سے مشارق و مغارب عرب و عجم کے اہل اسلام متمتع ہیں اور آپ کے فیض علم نے

اسلامی دنیا کو منور کر دیا ہے آپ کی حق کہنے والی زبان اور حق لکھنے والا قلم کبھی دشمنانِ اسلام کو خطرے میں نہیں لایا اور آپ کی حقانیت ہر معرکہ میں اپنے علم بلند کرتی رہی۔ دنیا کے گوشہ گوشہ سے آپکی خدمت عالی در جب میں استفتا پہنچتے رہتے ہیں اور جہاں کہیں کوئی مفسد بدخواہ دین اسلام کی بدخواہی اور دین حق میں رخنہ اندازی کے لیے کھڑا ہوتا ہو آپ کی سیوف قلم اسکی گردن بیدینی پر بے قہاری کرتی ہے۔ وہ کون معاند اسلام ہے وہ کون دشمن دین ہے جس کا مقدمہ آپ کی عدالت میں پیش ہوا اور آپ نے اس کو اچھی سزا نہ دی۔ مسلمانوں کو اس کے شر سے نہ بچایا اُس کے فتنہ کو مٹانے کے لیے لسانی یا قلمی جہاد نہ فرمایا۔

جو دیندار پابند شریعت ہے آپ اس کے محب ہیں دوست ہیں گو وہ آپ سے کوئی علاقہ نہ رکھتا ہو لیکن اسلام کا مخالف گو وہ کیسا ہی علاقہ والا ہو آپ کا مبغوض ہے۔ یہ تجربہ ہو چکا ہو کہ جو لوگ آپ کے دوست تھے جن کے ساتھ آپ کو محبت تھی۔ جنکی آپ عظمت کرتے تھے عزت کے ساتھ پاس بٹھاتے تھے جب اُن سے کوئی بے راہی کی بات ثابت ہوئی آپ نے نصیحت فرمائی مؤثر ہوئی فبہا اگر وہ اثر پذیر نہ ہوئے اُسی روز سے تعلقات مودت قطع ہو گئے۔ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا نمونہ دیکھنا ہو تو حضرت مولنا کی ذات ستودہ صفات میں دیکھیے۔

میں اسوقت اعلیٰحضرت کے مناقب و فضائل میں کوئی کتاب تصنیف

نہیں کر رہا ہوں اگر اس کا قصد کیا جائے تو ایک مبسوط کتاب ترتیب دینا پڑے مجھے اعتراف ہے کہ میں اس کا اہل نہیں کہ ان کے کمالات کو معرض تحریر میں لاسکوں لیکن دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کی توفیق مرحمت فرمائے

اعدائے دین ہر زمانہ میں علمائے اسلام کو بدنام کرنے اور عوام کو انکی طرف سے بدظن بنانے میں کوشاں رہے ہیں اور اسی ذریعہ سے انھوں نے اپنے مفاسد اور اباطیل کو رواج دیا ہے۔ اس امام جلیل دام ظلہ کے ساتھ بھی یہ طریقہ جاری رہا اور مخالفان اسلام نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ان کو بدنام کرنے کی کوششیں کیں۔ ان کے علم و فضل ان کے تبحر و جامعیت پر ان کے زہد و ورع پر تو کسی کو اعتراض کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ مجبور ہو کر یہ کہنا شروع کیا کہ وہ کافر گر ہیں اور رات دن سب کو کافر ہی بناتے رہتے ہیں اور اس الزام کا منشا اور باعث یہ ہے کہ اعلیٰحضرت مدظلہ العالی نے جن بدینوں کی تکفیر فرمائی ہے ان کو یقین کامل ہے کہ حضرت مولنٰا کے دلائل کا جواب ناممکن و محال ہے پھر مسلمانوں کی نظر میں مسلمان بنے رہنے اور ان کو اپنے دام تزویر میں پھانسنے کی کوئی صورت متصور نہیں لہٰذا یہ مشہور کرو کہ اعلیٰحضرت مدظلہ العالی کے لیے کافر کہدینا ایک امر عادی ہو گیا ہے۔ یعنی جن بدینوں کو انھوں نے کافر کہا ہے اپنی عادت کی بنا پر کہا ہے۔ درحقیقت وہ لوگ کافر نہیں ہیں۔ اس چال کے سوا بدینوں کے پاس کوئی تدبیر نہ تھی کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرسکتے اہل خرد تو بحمدہ تعالیٰ اس فریب میں نہیں آتے وہ جانتے ہیں کہ جو شخص رفتار

وگفتار میں حرکت و سکون میں بات بات میں اتباع سنت ملحوظ رکھتا ہو جس نے اپنی تمام عمر باوصف رئیس و دولتمند ہونے کے اعلیٰ درجہ کے زہد و تقویٰ کے ساتھ درویشانہ گزاری ہو اور تمام زندگی خاص اللہ کے لیے بغیر کسی طمع اور لالچ کے دین کی خدمتوں میں سرگرم و مستعد رہا ہو اور باوجود طرح طرح کے امراض اور غایت ضعف کے اُس کے انضباط اوقات اور خدمت گزاری اسلام میں کوئی فرق نہ آیا ہو وہ کس طرح کسی مسلمان کو کافر کہہ سکتا ہے۔ البتہ اُس آستانہ سے بکثرت کفر کے فتووں کا نکلنا کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہو جہاں عرب و عجم اور دنیا کے گوشہ گوشہ سے استفتا پہنچتے ہوں وہاں ہر جگہ کے اعدائے اسلام کی شکایتیں پہنچیں گی عالم ربانی و حقانی کا فرض ہے کہ آپ بے رُو رعایت شریعت کا حکم لگائے اور مسلمانوں کو ان فتنہ اندازوں کی فتنہ گری سے بچائے تو لامحالہ اگر اُسکی عمر کے تمام فتاوائے تکفیر جمع کیے جائیں تو ضرور اُنکی تعداد زیادہ ہوگی اور فتاوائے تکفیر ہی پر کیا موقوف ہے جس مضمون خاص کے فتوے شمار کرنے کا اہتمام کیا جائے اُنکی یہی حالت ہوگی۔ مثلاً اگر کوئی شخص طلاق کے فتوے شمار کرنے بیٹھے تو اُس کو اتنی ہی کثرت کے ساتھ ملیں گے۔ پھر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ طلاق کے فتوے دینا اُنکی عادت ہوگئی ہے۔ اسی طرح میراث صوم صلاۃ وغیرہ ابواب میں سے جس باب کو لیجیے اُسکی یہی حالت ہے۔ اگر کسی طبیب کے مطب میں ہر مریض کا نام اور اُسکے لیے جو نسخہ تجویز کیا گیا ہے اُس کے درج رجسٹر کرنے کا اہتمام ہو

اور کوئی شخص فقط مسہل کے نسخے گننا شروع کرے تو اگر اس طبیب کی طرف رجوع زیادہ ہے تو اس شمار سے یہ ثابت ہوگا کہ اس نے اپنی عمر میں ہزار ہا آدمیوں کو مسہل دیا ہو تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح ہو سکتا ہے کہ وہ طبیب مسہل دینے کا عادی ہوگیا ہے اور سب کو مسہل ہی دیا کرتا ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ جن لوگوں پر کفر کے فتوے دیے گئے ہیں آیا اُن میں کوئی ایک بھی ایسا ہے کہ اُس سے کفر کی کوئی بات سرزد نہ ہوئی ہو۔ اور اُس کو کافر کہدیا گیا ہو۔ مگر ایسا نہیں ہے تو ان لوگوں کو کفر کرنے سے منع کرنا چاہیے نہ مفتی کو کافر کہنے سے۔

طبیب کے پاس جو بخار والا آئیگا وہ ضرور اُسکی تپ کو تشخیص کریگا اور بخار کا نسخہ لکھے گا۔ نہایت بے عقلی ہوگی اگر آپ مریض کو دوا اور پرہیز پر تو آمادہ نہ کریں لیکن طبیب کو بخار تشخیص کرنے سے روکیں اور اُس پر یہ الزام لگائیں کہ آپ نے اپنی عمر میں ہزار ہا آدمیوں کو بخار بتایا ہے یہ آپ کی عادت ہی ہوگئی ہے۔

اعلیحضرت مدظلہ العالی کے فتوے سے فائدہ اُٹھانے کی یہی شکل ہے کہ جس شخص نے شریعت سے باہر قدم نکالا ہو اُس کو توبہ کرنے اور باز آنے پر مجبور کیا جائے نہ یہ کہ اُلٹا مفتی شرع کو حکم شریعت لگانے پر مطعون کیا جائے۔

مولوی عبد الباری صاحب

مولوی عبد الباری صاحب چونکہ ایک عالم شخص ہیں اُنکے علم نے اُن کو اس غلطی سے بچایا اور جب اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی

اُن کے اقوال وافعال پر گرفتیں فرمائیں اور بعض اقوال یا افعال پر کفر اور بعض پر ضلال اور بعض پر معصیت کا حکم لگایا تو مولوی عبد الباری صاحب نے حق پسندی کی ایک عمدہ مثال پیش کی اس فتوے کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور اپنی اُن تمام لغزشوں اور غلطیوں سے ۲۰ مئی کے اخبار ہمدم لکھنؤ میں توبہ شائع کردی جسکی نقل ذیل میں ہے۔

میں وہ اقوال اور افعال بھی دکھاؤنگا جنپر اعلحضرت مدظلہ العالی نے مواخذہ فرمایا ہے۔ مولوی عبد الباری صاحب کا توبہ کرنا اُنکی کمال لیاقت وفضیلت کی دلیل ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالی جناب مولنا کو اس توبہ پر استقامت نصیب فرمائے انھوں نے اس توبہ سے صرف اپنے آپ ہی کو نہیں بچالیا ہے بلکہ عام مسلمانوں پر احسان کیا ہے جو اُن کو پیشوا سمجھکر بے راہی میں مبتلا ہورہے تھے۔ مولنا نے جس ہمت اور حوصلہ کا کام کیا ہے اُسکی تعریف سے زبان قاصر ہے۔

اللہ تعالی دوسرے لیڈروں کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ توبہ کریں

اعلحضرت کو مبارکباد

میں اعلحضرت عظیم البرکت مجدد صاحب دامت برکاتہم کو اُنکی اس خالص دینی سعی کے مقبول ہونے پر مبارکباد عرض کرتا ہوں اور اعتراف کرتا ہوں کہ انکے اس احسان کی شکر گزاری سے ہم عہدہ برآ نہیں ہوسکتے کہ آپنے مسلمانوں کی کشتی کے ڈوبتے ہوئے ناخدا کو گرداب ضلالت سے نکالا ہم

دل سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سایۂ کرم اور فیضِ قلم ہمیشہ جاری رکھے۔ آمین۔

مراد آباد میں جلسہ

رمضان مبارک میں یہ خبر پہنچتے ہی مسجد میر عباس علی صاحب مرحوم اور مسجد چوکی حسن خاں میں جلسے ہوئے جن میں حضرت مولانا مولوی عبد الباری صاحب کی توبہ پر اظہار مسرت کیا گیا اور جناب موصوف کے اس طرز عمل کی بہت تعریف کی گئی اور مسلمانوں کی طرف سے جناب موصوف کی انابت و رجوع پر خوشی و مسرت کا اظہار کیا گیا اور اعلیحضرت مُدظلہم البرکت مدظلہ العالی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آں ممدوح کو مبارکباد دی گئی اور آپ کے لیے دعائیں کی گئیں۔

اعلیحضرت کے مواخذات

یہ مواخذات ایک توبہ نامہ کی شکل میں ہیں جو مولوی عبد الباری صاحب کی طرف سے لکھکر اُن کے پاس بھیجا گیا تھا تاکہ وہ اس پر صرف دستخط فرمادیں لیکن اُنھوں نے بہت اخلاص کے انداز میں ان امور سے توبہ شائع فرمائی۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں فقیر محمد عبد الباری لکھنوی فرنگی محلی بصدق دل اقرار کرتا ہوں کہ (۱)

کتاب فلسفۂ اجتماع تو دہ کفر و ارتداد ہے اس کے مصنف کو کہنا کہ میں نے
ہر طرح تحقیق کی کوئی امر کفر کا ثابت نہ ہوا۔ کفر ہے (۲) اکابر سادات
وعلما وجملہ سلمین زمانہ کا اسلام برائے نام بتانا اور اُن میں اور کفار میں
امتیاز نہ ماننا کفر ہے (۳) اپنے آپ کو بھی ایسا ہی کہنا اقرار کفر و کفر ہے
(۴) مبطل ختم نبوت کو مولنا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھنا کفر ہے (۵)
جس نے علم اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص کی ابلیس کو
صفت خاصہ الوہیت میں خدا کا شریک مانا مجالس میلاد مبارک کو جنم کنہیا
خرافات کہا اُسے لکھنا نہایت ادب سے معافی کا خواستگار رہوں اگر قاتیا
ہے کفر ہے اور نری تہذیب ہے تو اضلال عوام و سخت شنیع حرام
(۶) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سا علم غیب ہر بچے۔ پاگل جانور
چوپائے کو ماننے والے دن بھر اپنی نبوت جینے کی تسکین بتانے والے کو
خیرا للاحقین بالمهرة السابقین کہنا اعتقاداً کفر ہے ورنہ اضلال
وحرام (۷) دیوبندی وہابی مجوز کذب خدا کو جس نے اللہ تعالیٰ کا ظالم
جاہل چور شرابی ہونا تک جائز لکھا مولنا صاحب لکھنا اسلامی جلسے کا
اُسے صدر مسلمانان ہند کا شیخ بنانا کفر یا کم از کم اضلال و ضلال
ہے (۸) وہابی منکر رحمۃ للعالمین کو کری جناب مولنا صاحب السلام علیکم
لکھنا کلمۂ کفر و اضلال ہے (۹) مجتهد تبرائیاں کے جلسۂ تعظیم و تعزیت
میں دل سے شرکت کا اظہار اور عدم حاضری کی معذرت کم از کم اضلال
وحرام ہے (۱۰) اُسکی فاتحہ خوانی کہ تو زیا حرام و کفر ہے اس کے

جلسہ سے دلی تعلق بتانا کہ کم از کم استحسان حرام کا اظہار ہے اگر واقعی ہے کفر ورنہ اضلال وحرام (۱۱) تبرائیان زمانہ مرتدین مرتد کو مسلمان خصوصاً معظم جاننا کفر ہے (۱۲) تا (۱۴) تبرائی کو بلا تقیید مقتدائے مذہب کامیاب ہستی کہنا اس کے محاسن کا اعتراف اس کی تعریف میں رطب اللسان ہونا اقل درجہ اضلال وحرام ہے (۱۵) سنی علما کی طرف بخلیٔ اسلام دیکھکر خوش ہونے کی نسبت کرنا افترا و حرام ہے اور انھیں واقعی ایسا جانکر سنی علما کہنا کفر (۱۶) اس بنا کاذب پر تبرائی کو ان سنی علما سے بدرجہا بہتر سمجھنا تعلیہ یھود ہے کہ هٰؤلاء اهدیٰ من الذین اٰمنوا سبیلا (۱۷) حکیم الامۃ ہے جسکی طرف اشارہ ہے اسے سنی علما میں داخل کرنا تحقیقاً کفر ورنہ اضلال و حرام (۱۸) مشرکین سے اتحاد جس طرح ہو رہا ہے حرام قطعی وکبیرہ شدیدہ ہے اسے روا جاننا کفر (۱۹) اسے بمصلحت ممنوع نہ جاننا شریعت پر افترا (۲۰) اس میں کوئی نقص نہ بتانا کفر (۲۱) تا (۲۳) اس میں دینی فائدہ اور مسلمانوں کی بہبود بھی بتانا اسکے فرض اسلامی کیلیے ضروری جاننا کتب اضلال وابتداع فی الدین ہے (۲۴) اسے محل استحسان میں خدا کی حکمت بالغہ کا کرشمہ ماننا کلمۂ کفر ہے (۲۵) اس کا حامی ہونا حرام کی حمایت ہے کہ کفر یا اقل درجہ حرام ہے (۲۶) دشمنان خدا سے اتحاد میں خدا کی محبت ملحوظ رکھنے کا ادعا کذب قبیح و اضلال صریح ہے (۲۷) مسلمانوں کو اس کے مضبوط رکھنے کی ترغیب

کفر یا کم از کم دعوت حرام واغوائے عوام ہے اور حدود مذہب کے
اندر رہکر کی قید ایسی ہے کہ مسلمانوں حدود تقوی میں رہکر شراب خوری یا یہ
مضبوطی سے قائم ہو جاؤ (۲۸) خدا سے پوری توقع ہے کہ وہ اتحاد کی تمام
صورتیں آسان کرنے والا ہے عظیم پہلوئے کفر پر مشتمل ہے جس طرح یہ کہنا کہ
خدا سے پوری امید ہے کہ وہ زنا کی تمام صورتیں آسان کرنے والا ہے (۲۹)
موالات غیر محاربین زیادہ سے زیادہ عصیان ہے حرام قطعی ہے اس میں شک کا
صاف پہلو ہے اور قطعیات میں شک کفر وضلال ہے (۳۰) کفار کے
ساتھ دل سے متحد ہونا کفر ہے (۳۱) اُن سے دلی اتحاد کی غرض رکھنا
خواہش کفر ہے (۳۲) اسکی غرض سے اُنکی دل آزاری ناپسند کرنا حسبکم
واغلظ علیہم کی ناپسندی ہے کہ التزاماً کفر ورنہ سخت حرام ہے (۳۳)
اُنکی مذہبی رواداری کا استحسان کفر ہے (۳۴) اتحاد کے لیے مشرکین
کے ساتھ معاشرت میں خلوص کا برتاؤ لازم ماننا شریعت پر افترا ہے
اور بنظر مقصد توزیعاً کفر وحرام (۳۵) مسائل اسلامیہ میں کفار سے متحد
ہونا خود اپنی قید کا ذب امور معاشرتی کا رد اور کفار کو بطانہ بنانا ہے
کہ سخت حرام ہے (۳۶) و (۳۷) کفار سے خلوص بڑھانے کی درخواست ۔
یونہیں یہ کہنا کہ میں برادران ہنود سے عرض کرتا ہوں کہ اتحاد وخلوص سے ہو
حقیقۃً ورنہ صورۃً تکذیب قرآن ہے (۳۸ تا ۴۶) یہ اقوال کہ ہندو ہمدرد
برادران وطن ہمدرد یقیناً بلا معاوضہ ہمارے ہمدرد با اخلاص ہمارے دل
میں اُن کے اخلاص نے گھر کرلیا شکل میں اُنکی ہمدردی خرق عادت کی نظیر

برادران ہند ہماری مصیبت میں ہمدرد ہماری بیکسی میں ہماری طرف اتحاد کا
ہاتھ بڑھانے والے خلوص کے ساتھ ہمدردی کرکے ہمکو اپنا دلی دوست بنانے
والے سب بدستور کلمات کفر ہیں (۴۷ تا ۵۱) مہاتما گاندھی مہاتما جی
ہندو شریف قوم بے عوض محسن تھا اور قوم مصیبت میں ہمدرد تھی شکر گزاری
سے غنی مدح سرائی مشرکین ہو اور وہ بھی جھوٹی کہ سخت حرام ہے (۵۲)
مشرک کی عظمت کرنا کہ صراحۃً بالاختیار ہے حسب تصریح ائمہ کفر ہے (۵۳)
مہاتما کہنا سخت تعظیم مشرک و کلمۂ کفر ہے (۵۴ و ۵۵) برادران ہند کی عزت
اُنکی تنقیص شان نہ چاہنا تکذیب قرآن کریم ہے (۵۶ تا ۵۹) جابجا
برادران وطن برادران ہنود ہندو بھائی بتانا یہاں تک کہ مسلمانوں کو جن مشرکوں
نے ذبح کیا جلایا اُن کو بھی بھائی کہنا حرام ہے (۶۰ تا ۶۲) حمایت دین
میں مشرک کا پس رو بننا اُسے اپنا رہنما بنانا جو وہ کہے وہی ماننا سب لااقل
حرام ہے (۶۳) قرآن و حدیث کی تمام تصریحات بت پرستی پر ڈھالنا منافی اسلام
ہے (۶۴) پس روی مشرک کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت
بتانا کلمۂ کفر ہے (۶۵) اُن معاملات سے کہ آیات سیف و غلظت نے نسخ
فرما دیے استدلال جہلاً حرام اور تمرداً کفر ہے (۶۶) کافر اجیر وغیرہ
میں تسویہ جواز حکم بالجزاف ہو کر حرام اور خود اپنی منقولہ عبارت فتاویٰ
عزیزیہ کے مناقض و خلاف ہے (۶۷) مصطلحات صوفیہ کے مجاز سے محل
حقیقت بت پرستی پر استدلال اور وہ بھی ایسا کہ جیسے وہ شکست دیں
کہیں اُسے فتح دین بتانا ضلال و اضلال ہے (۶۸) اظہار نصرت کا

پہلوئے یعنی نکالنا اصرار علی المعصیۃ ہے کہ حرام اور اقراری کفر ہے۔ (۶۹ و ۷۰) امر دینی میں ان مشرکین سے یوں استعانت بہ اعتماد یقیناً حرام ہیں اور انھیں جائز بتانا کلمۂ کفر (۷۱) مساعی اسلامیہ میں انکی مددگاری کی توقع بدخواہی اسلام ہے (۷۲) انکی مدد سے قوت ملنے کا زعم تکذیب قرآن کریم ہے (۷۳) اُن سے یوں عہد موافقت حرام قطعی ہے (۷۴) اُسے پورا کرنے کو لازم بتانا شریعت پر افترا ہے (۷۵) اس کے دوام میں سعی حرام پر اصرار کہ اشد حرام اور اقراری کفر (۷۶ تا ۷۷) تمام ملکی فوائد میں ہنود کی تقدیم۔ وہ چاہیں تو گھر بھی بخشدینا حرام ہیں (۷۸) ان مشرکین سے بر و احسان جائز ماننا شریعت پر افترا ہے (۷۹ تا ۸۰) قربانی گاؤ کہ بیشک شعار اسلام ہے اور جب تک ہنود ہنود ہیں اُس کا باقی رکھنا واجب اُسے یوں کہنا کہ واجب نہیں ترک کا اختیار ہے غلط حکم بتاکر اضلال ہے (۸۱) خدا اس اتحاد مقصد کو کامیاب کرے خوشی کفار کے لیے شعار اسلام مٹنے کی دعا اور صریح کفر بالا اقل حرام ہے (۸۲) آیہ والبدن سے قربانی گاؤ ثابت مانکر اس کے ایجاب کا انکار تحریف قرآن عظیم ہے

(۸۳) میں آیندہ گائے کی قربانی نہ دونگا عام مسلین میرا اتباع کریں۔ خوشنودی مشرکین کے لیے ترک واجب کا عزم اور مسلمانوں کو اسکی طرف دعوت اور حرام ہے (۸۴) میں نے چھوڑ دی اور مشورہ دیا کہ لوگ چھوڑ دیں اقراری اضلال ہے (۸۵) ہندو اس سے نہیں روکتے صریح کذب و وقاحت ہے (۸۶) واجب ہوتا جب بھی اس کا ترک ممکن تھا حکم مان کر

ابطال وضلال ہے (۸۷ تا ۹۰) وہ لذیذ نہیں قیمتی نہیں۔ اور جانور
افضل ہیں۔ موٹے جانور کی قربانی بہتر ہے یہ سب واجب شرعی چھڑانے
اور شعار اسلام مٹانے کے لیے اغوا ہو (۹۱) اسی طرح رواداری ہنود کی
ہوئی تو گائے کی قربانی خود موقوف ہو جائے گی متعدد پہلو سے کفر و
ضلال و حرام ہے (۹۲ تا ۹۶) ہموطنی کا خیال لازم ہے شائستہ اخلاق
نے یہ بات میرے دل میں پیدا کی۔ دلی اتحاد کی غرض سے اُن کی دل آزاری
پسند نہیں مسلمان اپنے فعل سے اُن کا دل نہ دُکھائیں۔ مسلمان ضرور
مروت کریں گے گائے بڑی چیز نہیں۔ حدود اسلام کے اندر رہ کر جہاں تک
ہم ہندوؤں کی مرضی کے موافق کر سکتے ہیں یہ سب اُن کی مروت سے قربانی
گاؤ چھوڑنا اور اقرار بھی حرام اور اصرار اقراری کفر ہے (۹۷) حالانکہ
خود ہی جس شئے کا شائبہ بھی ہو کہ ہندوؤں کو نہ ہوگا اس سے تحرز کرتے جہاں تک
مذہب اجازت دے فنائی المشرکین ہونا ہے اور اللہ و رسول کے ساتھ
جو برتاؤ عامہ مسلمین کا ہے اس سے بھی مشرکوں کو بڑھانے کی خواہش
(۹۸) مسلمانوں پر بدگمانی کہ خوشنودی نصاریٰ کے لیے اپنے مذہبی شعار پر
مصر ہیں اور اس پر یقین کرنا سخت حرام در حرام ہے (۹۹) اس بنائے
فاسد پر یہ زعم کہ انکی قربانی بلاشبہ حرام چھوٹی آڑ سے تحریم حلال وکلمہ
کفر ہے (۱۰۰) مسلمان جب تک نہ چھوڑیں تو انھیں کا قربانا بھی کفر
ہے (۱۰۱) اس کا گوشت مردار بتانا شریعت پر افترا اور بدستور تحریم حلال
سے کلمہ کفر ہے ان میں بعض کہ بجائے کلمہ کفر نہ ہوں بحالت استحسان کفر

ظاہر ہے اور بجائی اصرار اقرار کلمے سے سب کفر ہیں ایک سو ایک یہ اور انکی مثل اور جتنے واقع ہوئیں اُن تمام منافیات اسلام و مخالفات احکام سے توبہ کرتا ہوں وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد النبی التواب الغفور الاواب والآل والاصحاب و بارک وسلم الی یوم الحساب آمین والحمد للہ رب العلمین

مولانا عبدالباری صاحب کی دعا توبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے اللہ! میں نے بہت سے گناہ محض تیرے کیے ہیں اور بہت گناہ وہ کیے ہیں جن میں مخلوق کو بھی لگاؤ ہے۔ میں دونوں قسموں کے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں تو معاف کر اور معاف کرا دے۔ اے اللہ میں نے بہت گناہ ظاہر کیے ہیں اور بہت سے چھپا کر کیے۔ دونوں کو بخش دے۔ اے اللہ! میں نے بہت سے گناہ دانستہ کیے اور بہت سے نادانستہ کیے جب کی توبہ میں کرتا ہوں۔ اے اللہ میرا استغفار قبول فرما۔ اے اللہ! میں نے امور قولاً و فعلاً۔ تقریراً و تحریراً ایسے کیے ہیں۔ جن کو میں گناہ نہیں سمجھتا ہوں۔ مولوی احمد رضا خانصاحب نے اُن کو کفر یا ضلال یا معصیت ٹھہرایا ان سب سے اور اُن کے مانند ہوں سے جن میں میرے مرشدین اور مشائخ سے کوئی قدوہ میرے لیے نہیں ہے۔ محض مولانا صاحب موصوف پر اعتماد کرکے توبہ کرتا ہوں۔ اے اللہ! اے اللہ توبہ قبول کرنے والے میری

تو یہ قبول کر اور مجھے توفیق دے کہ تیرے معصیت کا ارتکاب نہ کروں اور وہ امور بجالاؤں جو تیری رضامندی کا باعث ہوں اور تیرے حبیب کی شفاعت کا استحقاق پاؤں۔ اللہ تیرے حبیب کی محبت عظیم کا واسطہ مجھے بخشدے اور مجھ سے اپنے دین کی نصرت کرا اور اپنے دشمنوں کو ذلت دے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۵

فقیر محمد عبد الباری عفا اللہ عنہ

مَوْتُ العَالِمِ مَوْتُ العَالَمِ

اس سال میں بہت جانگداز صدمے پہنچے اور بہت کارآمد اور حامی دین ہستیوں کے فیض سے ہم محروم ہو گئے۔

(۱) حضرت مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ دہلی کی رحلت اس سلسلہ میں پہلی مصیبت ہے۔ آپ کا مشہور آفاق فضل و کمال ہمیشہ ہی آپ کی یاد تازہ رکھے گا۔ کچھ مدرسہ نعمانیہ ہی نہیں دہلی بے چراغ ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولنا کو جوار رحمت میں جگہ دے۔

جناب مولنا عبد الرشید صاحب مہتمم مدرسہ نعمانیہ کی ذات ستودہ صفات شکریہ کی مستحق ہے کہ آپ نے جناب مولنا مرحوم کے اہل وعیال کیلیے معقول وظیفہ مقرر فرمایا اور ایک معتد بہ رقم انکی اعانت کے لیے عطا فرمائی۔

(۲) میرے والد ماجد استاد الشعراء حضرت مولنا مولوی محمد معین الدین صاحب نزہت مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال۔

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پرانی وضع کے مقدس عالم اور متقی بزرگ تھے آپ کے اوقات عبادت الٰہی میں گزرتے تھے۔ ملک الشعرا ذوقؔ کے تلامذ میں آپ ہی باقی تھے۔ آپ کے شاگرد ہزار ہا ہیں اور آپ کا کلام بلاغت نظام سند مانا جاتا ہی۔ فکر بلند۔ طبیعت نازک۔ زبان فصیح رکھتے ہیں۔ ۲۵ رمضان المبارک جمعۃ الوداع کو ۷۵ سال کی عمر میں چار روز بخار میں مبتلا رہکر نفی و اثبات کا ذکر کرتے ہوئے راہی ملک بقا ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

۱۹ رمضان تک آپ نے روزے رکھے بیماری کے زمانہ میں ذکر الٰہی کے سوا اور باتیں ترک فرما دیں آپ کا شعر تھا ؎

آج نزہت ہوا فنا فی اللہ کہتے کہتے حسنہ حسنہ اندرہا

آپ نے بالکل اسی حال میں رحلت فرمائی۔ انتقال کے بعد آنکھیں کھلی رہیں ہر چند کوشش کی گئی مگر بند نہ ہوئیں۔ آپ نے اپنی حیات میں دو شعر فرمائے تھے بعد موت اُن کو سر سبز کر دکھایا ؎

پس فنا جو کھلی ہیں آنکھیں کہاں کے میں انتظار میں ہوں
یہ کون آتا ہے آنے والا کہ منتظر میں مزار میں ہوں

گر نیائی تو بہ بیداری عمر م بنظر (۲) بند ہرگز نکند خواب عدم دیدۂ ما

آپ بنیہ شریف میں حضرت مولنا سید شاہ غلام حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

مزار کے قریب مدفون ہوئے۔ جنازہ کے ساتھ اس قدر ہجوم تھا کہ
پلنگ کا چھونا بھی بمشکل میسر آتا تھا۔

حضرت قبلہ کی وفات کے بعد احباب تعزیت کے لیے برابر پہنچتے رہے اور
ابھی تک تعزیتی خطوط کا سلسلہ جاری ہے۔ مراد آباد کے شعراء نے حضرت
مرحوم کے قطعات تاریخ کے لیے مشاعرہ منعقد کیا۔ اخباروں نے حضرت
مرحوم کی تعزیتیں اور اس خاکسار کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا گیا۔

میں اپنے ان تمام شفیقوں کی ہمدردی اور غمخواری کا شکر گزار ہوں لیکن
میں اس صحیفہ منیفہ کو اپنے لیے باعث فخر اور حضرت مرحوم کے لیے ذریعہ
نجات سمجھتا ہوں جو اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا مولوی شاہ
محمد احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم نے ارسال فرمایا اور برکت
کے لیے اس کو درج کرتا ہوں۔ احباب سے التجا ہے کہ حضرت مرحوم کے
لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔

والسلام
محمد نعیم الدین

صحیفہ عالیہ اعلیٰحضرت امام اہل سنت
دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
مولانا المبجل المکرم ذی المجد والکرم حامی السنن ماحی الفتن جعل کاسمہ

نعیم الدین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
ان للہ ما اخذ وما اعطی۔ وکل شیٔ عندہ باجل مسمی انما یوفی
الصابرون اجرھم بغیر حساب ○ وانما المحروم من حرم
الثواب۔ غفر اللہ لمولانا معین الدین ورفع کتابہ فی
علیین۔ وبیض وجھہ یوم الدین۔ والحقہ بنبیہ سید
المرسلین۔ صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلی الہ وذریہ
اجمعین۔ واجمل صبرکم واجزل اجرکم وجبر کسرکم
ورفع قدرکم امین۔

یہ جانکاہ کارڈ روز عید آیا میں نماز عید پڑھنے نینی تال گیا ہوا تھا شب کو
بیخواب رہا تھا اور دن کو بخورد خواب اور آتے جاتے ڈانڈی میں چوبیس
میل کا سفر دوسرے دن بعد نماز صبح سو رہا سو کر اٹھا تو یہ کارڈ پایا اسی وقت
یہ تاریخیں خیال میں آئیں۔ ایک بے تکلف قرآن عظیم سے اور انشاء اللہ
تعالیٰ فال حسن ہے دوسری حسب فرمائش سامی فارسی میں مگر دو شعر
کے لیے فرمایا تھا یہ پانچ ہو گئے اور مادے میں ایک کا تخرج کرنا ہوا جسکا
میں عادی نہیں مگر اس میں کوئی لفظ قابل تبدیل نہ تھا لہذا یہی رکھا اور
اسی روز سے مولانا المرحوم کا نام تا بقائے حیات انشاء اللہ تعالیٰ روزانہ
ایصال ثواب کے لیے داخل وظیفہ کر لیا۔ وہ تو انشاء اللہ تعالیٰ جنت
اچھے گئے مگر دنیا میں اُن سے ملنے کی حسرت رہ گئی۔ مولیٰ تعالیٰ آخرت
میں زیر لوائے سرکار غوثیت ملائے آمین اللھم آمین۔

تاریخ از قرآن عظیم

سرادُ قصرِ ربک خیر

۱۳ ۵ ۳۹

دیگر

یک شہادت وفات در رمضان — مرگِ جمعہ شہادتِ دگر ست
مرض تپ شہادت سومیں — بہر ہر سہ شہادت خبر ست
در مزار ست چشم و العینی — پے دیدار یار منتظر ست
مُردہ ہرگز نہ معین الدین — کہ ترا چوں نعیم دیں پسر ست

از مرض سال بے سر اہمال
قرب صدق ملیک مقتدر ست

۱۳ ۵ ۴۹

شب عید کی بےخوابی اور دن کو بخوردخواب اور دوپہر سے سفر کا پیچ و تاب اسہال کے سبب کل شام تک حالت ردی رہی میں قابلِ حاضری ہوتا تو سر سے چل کر مزار کی زیارت اور آپ کی تعزیت کرتا۔ مصطفےٰ رضا کل صبح بریلی گئے ہیں سنے کہدیا ہے کہ تعزیت کے لیے حاضر خدمت ہوں۔ کل شام تک طبیعت کی بہت غیر حالت نے اس نیازنامہ میں تعویق کی اور آج اتوار تھا لفافہ نہ مل سکتا تھا اب حاضر کرتا ہوں۔ والسلام مع الاکرام۔ سب احباب کو سلام

شب پنجم شوال مکرم ۳۹ھ از بھوالی

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے اُن کے حسن صحبت وقبول خدمت کی سب سے بڑی دستاویز اور اُن کے فضل وشرف کی بہترین سند مسلم کی یہ حدیث ہے جو بروایت ابو سعید خدری حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

قَالَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْبَکْرٍ

حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر منت والا اپنے صحبت ومال میں ابوبکر ہے۔

ترمذی نے بروایت ابن عمر ایک حدیث روایت کی۔

قَالَ لِاَبِیْ بَکْرٍ اَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ وَصَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ

حضور نے حضرت صدیق سے فرمایا تم غار میں بھی میرے رفیق ویار ہو اور حوض کوثر پر بھی میرے ہمراہی وصاحب۔

ان احادیث سے حضرت صدیق کا کمال شرف اور اُن کے صحبت کی غایت مقبولیت معلوم ہوتی ہے اور درحقیقت حضرت صدیق حضور سید انام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے صہبائے محبت کے ایسے سرشار تھے کہ انھیں حضور کی غلامی واتباع کے سامنے کونین کی نعمتیں ہیچ معلوم ہوتی تھیں۔

ابن عساکر نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ آپ کے صاحبزادے عبدالرحمن بن ابی بکر جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ تھے اسلام لانے کے بعد انھوں نے اپنے والد ماجد سے عرض کیا کہ روز بدر آپ میری

عزت پر آئے اور میں نے اعراض کیا اور آپ کو قتل نہ کیا اس پر حضرت صدیق نے فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے لیکن اگر تو میرے زد پر آتا تو میں درگزر نہ کرتا اور تجھکو نہ چھوڑتا۔
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی اطاعت فرمان میں محبت پدری کو یارا نہیں ہے کہ حائل ہو سکے۔ سبحن اللہ

شجاعت

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ شجاع اور بے مثل بہادر ہیں آپ کی شجاعت کے بیان میں حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی وہ حدیث جو بزار نے اپنے مسند میں روایت کی ہے نقل کر دینا بہت کافی ہے۔ حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مجلس میں حاضرین سے سوال کیا مَنْ اَشْجَعُ النَّاسِ۔ یعنی سب سے بڑا بہادر کون شخص ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ فرمایا کہ میں جس سے لڑا اس پر غالب آیا لیکن میں تم سے دریافت کرتا ہوں کہ لوگوں میں سب سے بڑا بہادر کون ہے حاضرین نے عرض کیا ہم نہیں جانتے آپ فرمائیں۔ فرمایا ابوبکر۔
بدر کے دن کا ذکر ہے کہ ہم نے حضور سید عالم علیہ السلام کے لیے ایک سائبان بنایا پھر ہم نے کہا کون ہے جو حضور کی خدمت میں رہے تاکہ کوئی مشرک آپ کی طرف ارادہ نہ کرے بخدا ہم میں سے سوائے ابوبکر کے کوئی قریب نہ آیا مگر حضرت ابوبکر تلوار کھینچکر پہرا دینے لگے جس کسی نے حضور کی

ٹ ب رخ کیا اُسی کی طرف لپکے یہ سب سے بڑے بہادر ہیں۔
علی مرتضیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ قریش نے حضور سید عالم صلی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم پر ہاتھ ڈالا اور دست وگریباں ہونے لگے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ تم ہی ہو جس نے بہت سے معبودوں کا ایک معبود کر دیا بخدا کہ ہم میں سے کوئی پاس نہ آیا مگر ابوبکر کی یہ حالت تھی کہ وہ کسی کو مارتے تھے کسی کو گراتے تھے کسی کو پچھاڑتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ تم برباد ہو گیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے یہ بیان کرتے ہوئے حضرت علی مرتضیٰ پر رقت طاری ہوئی یہانتک روئے کہ ریش مبارک تر ہو گئی اور فرمانے لگے کہ تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آل فرعون کا ایمان لانے والا بہتر ہے یا ابوبکر۔ قوم ساکت رہی آپ نے فرمایا کہ تم مجھے کیوں جواب نہیں دیتے خدا کی قسم ابوبکر کی ایک ساعت آل فرعون کی ایماندار کی ہزار ساعتوں سے بہتر ہے وہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا اور اُنھوں نے اپنے ایمان کا اظہار کیا۔ ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب حضور کے اصحاب مجتمع ہوئے اور اُن کا عدد ۳۸ کو پہنچا تو حضرت صدیق نے حضور سے ظاہر ہوجانے پر بہت اصرار کیا۔ حضور نے فرمایا کہ ای ابوبکر ہم تھوڑے ہیں مگر ابوبکر اصرار کرتے ہی رہے یہانتک کہ حضور ظاہر ہو گئے اور مسلمان اطراف مسجد میں متفرق ہوئے ہر شخص اپنے اپنے قبیلہ میں اور حضرت ابوبکر نے مجمع میں قیام کر کے خطبہ فرمایا پہلا خطیب جس نے اللہ اور رسول کی طرف دعوت کی

ابوبکر ہیں مشرکین نے آپ پر اور مسلمانوں پر حملہ کیا اور بہت سختیاں کیں۔
ابتدائے اسلام میں جبکہ مسلمانوں کا عدد نہایت ہی قلیل تھا اور کفار کے جوشِ غضب کی انتہا نہ تھی اس جوانمردی اور بہادری کے ساتھ سرفروشی اور جانبازی اور دین پاک پر استقامت و استقلال کسی قوت سے مرعوب نہ ہونا کسی مخالفت سے اندیشہ نہ کرنا کسی انبوہ و جماعت کو خیال میں نہ لانا۔ کفار کی سختیاں دیکھنا مصیبتیں جھیلنا اور پائے ثبات کو ذرا لغزش نہ ہونا یہ شجاعت کی وہ اعلیٰ نظیر اور بے مثل مثال ہے:
جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پاک میں نظر آتی ہے۔

جود وسخا

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے مجموعۂ کمالات ہوگئے تھے انکی ہستیاں خصائل رضیہ و فضائل مرضیہ کے مجسمے تھے اُن میں سے ہر ایک کمالات کا پتلہ تھا۔ شمائل جمیلہ و اوصاف حمیدہ کے اصناف کے لیے اُنکی ذاتیں سرچشمہ اور منبعِ فیض تھیں۔ اُن کے جود و نوال کے مقابلہ میں سلاطینِ عالم ناقابلِ ذکر چیز ہیں۔ حاتم طائی اس وصف میں اُن دربار وں کے دریوزہ گر کی حیثیت رکھتا ہے۔
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ صاحب جود و سخا ہیں اور آپ کے مرتبہ کی بلندی یہاں تک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی

شان میں فرمایا۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى وَلَسَوْفَ يَرْضَى۔

اور بہت اُس سے دور رکھا جائے گا سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اُس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا جو سب سے بلند ہے اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا

ابن جوزی نے کہا اس پر اجماع ہوگیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی ہے جو وسمجھا کا اس سے بڑھکر اور کیا مرتبہ ہو سکتا ہے کہ قرآن پاک کی آیتیں اُس کے حق میں نازل ہوں۔

آپ کے انفاق مال میں سب سے اعلیٰ موقع جو آپ کو حاصل ہو وہ یہ ہے کہ آپ کا مال بارگاہ نبوت میں قبول ہوا۔ اور حضور سید الانبیا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اُسکی قدر فرمائی۔ حدیث شریف میں یہ الفاظ مروی ہیں۔

مَا نَفَعَنِي مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ هَلْ أَنَا وَمَالِي إِلَّا لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ (رواہ احمد عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ)

مجھے ہرگز کسی کے مال نے نفع نہ دیا جو ابوبکر کے مال نے دیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ سُنکر رو دیے اور عرض کرنے لگے کہ نہیں ہوں میں اور نہ میرا مال مگر خاص آپ کیلیے اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت صدیق کی اخلاص ونیاز مندی کا یہ اثر تھا کہ سلطان کونین اُنکے

مال کو اپنے مال کی طرح بے تکلف خرچ فرماتے۔ جس روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شرف اسلام سے مشرف ہوئے اُس روز وہ چالیس ہزار دینار کے مالک تھے وہ کُل اُنھوں نے حضور سید عالم علیہ الصلاۃ والتسلیمات کے قدموں پر نثار کر دیا۔ آپ نے اپنا تمام مال اسلام کی اعانت اور اُن اسیروں کے آزاد کرانے میں صرف کر دیا جو کفار کے ہاتھوں میں مملوک تھے اور حضور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں تڑپ رہے تھے اور اس جذب محبت کی وجہ سے اُن کو سخت سے سخت تکلیفیں دی جاتی تھیں۔

ابوداؤد و ترمذی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث روایت کی کہ ہمیں حضور نے صدقہ کرنے کے لیے فرمایا اُس وقت میرے پاس مال تھا میں نے کہا کہ اگر حضرت ابوبکر پر سبقت لیجانا ممکن ہو تو آج وہ دن ہے کہ میں اُن پر سبقت لیجاؤں۔ چنانچہ میں اپنا نصف مال لیکر حاضر ہوا حضور نے فرمایا تم نے کتنا باقی رکھا۔ میں نے عرض کیا اتنا ہی۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا کُل مال حاضر کر دیا جب اُن سے سوال ہوا کہ تم نے کیا چھوڑا تو اُنھوں نے فرمایا کہ اللہ اور رسول میں نے کہا کہ میں ان سے کبھی کسی بات میں سبقت نہ لیجا سکونگا۔

ترمذی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم پر کسی کا احسان نہیں ہے ہم سب کا بدلہ کر چکے بجز ابوبکر کے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو روز قیامت اُس کی جزا عنایت فرمائے۔

اور مجھکو کسی کے مال نے وہ نفع نہ دیا جو ابوبکر کے مال نے دیا۔
ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کیا کہ مجھپر احسان کرنے میں کوئی ابوبکر کا ہم پلہ نہیں۔ انھوں نے میری غمخواری میں اپنے جان و مال و اولاد سے دریغ نہ کیا۔

علم و ذکا

علم و ذکاوت کے اعتبار سے بھی تمام صحابہ میں آپ سب سے فائق ہیں۔ نووی نے کہا کہ ہمارے اصحاب نے آپ کی علمی عظمت پر آپ کے اس قول سے استدلال کیا ہے جو صحیحین کی حدیث میں مروی ہے۔

وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ	بخدا میں اُن لوگوں سے ضرور قتال کرونگا
الصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَاللّٰہِ	جنھوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا خدا
لَوْمَنَعُوْنِیْ عِقَالًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَہٗ	کی قسم اگر لوگ مجھ سے ایک تسمہ (پائے شتر)
اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	کو منع کریں جس کو حضور کے زمانہ اقدس میں ادا
وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُہُمْ عَلٰی مَنْعِہٖ	کرتے تھے تو بیشک میں اُن سے اسپر جنگ کرونگا

شیخ ابواسحٰق وغیرہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلم صحابہ ہونے پر اس حدیث سے استدلال کیا کیونکہ اس مسئلہ کا حکم سمجھنے میں تمام صحابہ کو توقف تھا پھر بحث و مباحثہ کے بعد اُن کو ثابت ہوا کہ حضرت صدیق اکبر کا حکم ہی صحیح و درست ہے اور اس پر اُنھوں نے بہت مبارکبادیں دیں۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ حضور علیہ السلام کے

زمانہ میں کون فتوے دیتا تھا فرمایا ابوبکر و عمر اور میں اُن کے سوا کسی کو نہیں جانتا کہ حضور کے زمانے میں فتویٰ دیتا ہو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا کہ وہ دنیا اور ماعند اللہ (نعمت قرب الٰہی) میں سے جسکو چاہے اختیار کرلے۔ اُس بندے نے ماعند اللہ کو اختیار کیا۔ یہ سُنکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رُوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم اپنے ماں باپ کو حضور پر نثار کرتے ہیں۔ صحابہ کو اُن کے رُونے پر تعجب ہوا کہ حضور تو ایک بندے کے لیے ایسی مبارک خبر دیتے ہیں انھیں رُونے کا کیا موقع ہو لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بندہ مخیر خود حضور انور تھے صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق نے اپنے کمال علم سے اُس رمز کو سمجھ لیا تھا۔

ابن کثیر کا قول ہے کہ حضرت صدیق صحابہ میں سب سے بڑے قاری اور قرآن پاک کے سب سے بڑے عالم تھے۔ اسی لیے حضور نے اُن کو صحابہ میں امامت کے لیے مقدم کیا باوجودیکہ حضور نے فرمایا ہے۔

يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَءُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ۔ — قرآن شریف کا سب سے بڑا قاری قوم کی امامت کرے۔

حضور کا یہ فرمانا۔

لَا يَنْبَغِىْ لِقَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ اَنْ يَّؤُمَّهُمْ غَيْرُهٗ۔ — جس قوم میں ابوبکر ہوں سزاوار نہیں ہے کہ دوسرا اُس قوم کی امامت کرے۔

فہرست کتب موجودہ مطبع نعیمی مرادآباد

بہار شریعت حصہ اول مطبوعہ مطبع اہل سنت کلکتہ قیمت ۵/
اس کتاب میں مصنف علام نے تحقیق کے دربارے میں مسائل فقہیہ ضروریہ بامحاورہ اردو میں تحریر فرمائے ہیں عورتوں مردوں بچوں سب کیلئے نہایت ضروری اور کارآمد ہے ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا موجود ہونا ضروری ہے۔

حصہ دوم ۵/

حصہ سوم ۸/

انوار ساطعہ مولود شریف اور فاتحہ مروجہ وغیرہ کے جواز و استحسان میں یہ نفیس کتاب ہے، وہابیہ کے اعتراضات کے جواب میں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کمال تحقیق سے کام لیا ہے مطبع مجتبائی میں ۳۲۰ صفحہ پر چھپی ہے قیمت ۲؍

الکوکبۃ الشہابیہ پیشوائے وہابیہ کی کتابوں سے اس کے اقوال اور کتب علمائے سے اور نیز حکم کفر و ضلال بہ نشان صفحات بیان فرمائے گئے ہیں تصنیف جلیل اعلیحضرت عظیم البرکۃ امام المحققین قدوۃ المدققین مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب مجدد مائۃ حاضرہ دامت برکاتہم۔ مطبوعہ گلشن پریس کلکتہ قیمت ۴/

تاریخ وہابیہ تصنیف جناب حاجی مولوی محمد لعل خاں صاحب قیمت ۵/

جواہر البیان امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی خیرات الحسان کا ترجمہ قیمت ۱۰

تمہید ایمان - وہابیہ کے کفر کا بیان - قیمت ۱/ رسالہ ترک آلا قیمت ۲



المدينة المنورة
اہلسنت کا مذہبی اخلاقی ماہوار رسالہ
السواد الاعظم
حمایت مذہب اصلاح معاشرت
تہذیب اخلاق کے لئے
شائع ہوتا ہے

السواد الاعظم کے مقاصد

مذہب مقدس کی حمایت وحفاظت دشمنان دین اور مخالفین اسلام کے حملوں کا دفع کرنا اور متانت وسنجیدگی کیساتھ ان کے اعتراضات رد کرنا فرقہ بندی کو شکست دینا، وجوہ تفرق واختلاف پر عمیق نظر ڈال کر اتحاد و اتفاق کی تدابیر پیدا کرنا مسلمانوں کو اخلاق ومعاشرت سکھانا قوم کی شیرازہ بندی کھوئی ہوئی دولت کا پتہ چلانا گذرے ہوئے زمانہ کو واپس لانا سوتوں کو جگانا مردوں کو جلانا یعنی مسلمانوں کی اصلاح کرکے انہیں تمام ساتھ پر لانا.... ناواقف مسلمانوں کو مذہب سے واقف کرنیکی کوشش کرنا دین کیطرف توجہ دلانا اہل اسلام کے دینی و دنیوی زندگی کو کامیاب بنانا اس رسالہ کے بہترین مقاصد ہیں

اصحاب قلم کی خدمت میں گزارش

رسالہ کی زبان فصیح اور شستہ زبان رسالہ کے لوازم ضروریہ ہیں داخلی مضامین میں زبان کا لحاظ ضرور رہے

طرز سخن علمی مباحث میں محققانہ رنگ ہو مناظرات میں سخت وتشنیع الفاظ سے احتراز کیا جائے - رسالہ کے اس انداز خاص کا لحاظ رہے

مناظرات میں سطحی نظر تعصب ونفسانیت کی روش سے رسالہ انشاء اللہ تعالی بالکل پاک رہیگا۔ مباحثات ومناظرات میں عدل و انصاف کے ساتھ حکم لگائے جائینگے - رد وجواب میں تفہیم مد نظر ہوگی تجہیل وتحمیق منظور نہیں البتہ واقعی حالت کا بے رو رعایت کماہی ظاہر کرنا ممنوع نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولانا سید محمد آصف صاحب کا گرامی نامہ

بعد تسلیم - مزاج شریف - کل السواد الاعظم کے دیدار سے عین انتظار میں آنکھوں کو نور اور قلب کو سرور حاصل ہوا - قبل اسکے حسب ذیل اشعار لکھے تھے سمع خراشی معاف فرمایئے -

سیر جنت کی ہے دیدار سواد اعظم — خوب ہے کیا گلزار سواد اعظم

نرگس خلد ہے بیمار سواد اعظم — وہ بھی ہے طالب دیدار سواد اعظم

تل کی جا آنکھ میں ہے جا سویدا دل میں — نور مضمون گہر بار سواد اعظم

دل جگر لوٹتے ہیں کر کے سوال دیدار — لن ترانی نہو گفتار سواد اعظم

نرگس خلد ہے گویا کہ مری آنکھیں شاہد — مدتوں سے ہوں میں بیمار سواد اعظم

آنکھیں روشن ہوں کھلے غنچہ مقصد دل کا — یا خدا اب تو ہو دیدار سواد اعظم

مشتری اسکا ہے اللہ کہو کس سے ہے — میں بھی ہوں ایک خریدار سواد اعظم

صرف دنیا ہی میں طالب نہیں آصف یارو — خلد میں بھی رہے دیدار سواد اعظم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(دورِ حاضر اور ہم)

عالم کا مرقع سامنے رکھکر غور کی نظر ڈالیے۔ دنیا کی ہر قوم ترقی کے میدانوں میں گرم جولاں ملے گی جس کی ترقی کا سمند تیز گام برق رفتاری کے ساتھ طرارے بھرتا نظر آئیگا۔ ہزارہا برس کی پستیوں میں گری ہوئی مخلوق عمیق قعروں سے نکل کر نہایت سرعت کے ساتھ پہاڑوں کی بلند چوٹیوں کو اپنے علو ہمت کے مقابل پست دیکھنا چاہتی ہے ہر ذرہ انا الشمس کا دعویٰ کرنے کے لئے تیار ہے ہر ناچیز قطرہ محیط اعظم بنجانے کی تمنا رکھتا ہے۔ گرے ہوئے اٹھکر دوڑنے لگے۔ بے دست وپا۔ صحیح وسالم قوی و توانا ہوئے۔ سوتے جاگ گئے۔ مرے جی اٹھے مگر ہماری شام غم کی سحر نہ ہوئی۔ ہمارے بخت خوابیدہ کو جہان کا شور بیدار نہ کرسکا۔ دنیا جسقدر اونچی ہوتی گئی ہم نیچے ہوتے گئے۔ دوسرے جتنے بڑھے ہم اتنا ہی گھٹتے گئے ؎

ترقیاں ہوئیں انکو ہمیں زوال آئے
وہ بڑھ کے بدر ہوئے گھٹکے ہم ہلال ہوئے

دور آخر ہماری عمر کے ادوار میں یہ دور آخر سب سے صعب تر اور نہایت خطرناک ہے۔ دنیا کی تمام قوتوں نے ہم کو فنا کر دینے اور مٹا ڈالنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جب تک ہمارے پاس تاج و تخت تھا طبل و علم تھا دنیا ہم سے حیلے بہانے اور مکر و دغا کے ساتھ ملک چھینتی رہی۔ جب ہم یکے بعد دیگرے اپنی سلطنتیں کھو چکے تو جو مال و زر ہمارے پاس باقی رہ گیا تھا حریصوں نے اوس پر دست اندازی شروع کی وہ سرمایہ بھی جا چکا اور اب ہم مفلس اور قلاش ہوئے تو علم و فضل کے جو آثار باقی رہ گئے تھے اُن سے بیدخل کرنا ہمارے ستمگار حریفوں نے ضروری سمجھا۔ اُن کو اپنے ہر ارادے میں کامیابی ہوتی گئی اور ہماری غفلتوں کا نہ اُترنے والا نشہ ہمکو ہر منصب کے بار سے سبکدوش کرتا رہا تا آنکہ کیسہ تہی شد و چیزے نماند۔ اب ہم ہیں اور ہمارا ایمان مگر ہمارے دشمن ہمکو اس حالت میں بھی نہیں دیکھ سکتے اُنھوں نے ایمان پر بھی ہاتھ ڈالدیا ہے اور وہ اس دولت سے بھی ہم کو محروم کرنا چاہتے ہیں ؎

دل گیا جانے دو کافر کی ہوا بن یہ نظر آنکھ میں اپنی مروت ہی خدا خیر کرے

حیف صد حیف کہ اسلام لٹا جاتا ہے المدد سید ابرار دہائی تیری

مسلمانوں کی موجودہ حالت دل پھٹا جاتا ہے اور کوئی چارہ کار سمجھ میں نہیں آتا۔ دنیا بھر کی بدعقلی یا سادگی و بیوقوفی یا بھولاپن صرف مسلمانوں ہی کے حصہ میں آگیا ہے۔ دیرینہ عداوت دشمن آج دوست بنے ہیں اور وہ میٹھی میٹھی چکنی چپڑی باتوں سے اعتبار دلاکر ہمارا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں

اُنھوں نے طے کرلیا ہے کہ وہ ہمارا تماشا کسی [illegible] گرداب میں [illegible]
اُس جہاز میں سوار ہونے کیلیے خوشامد کر رہے ہیں [illegible] کی نفسا نفسی میں
مبتلا ہو کر اُنکو اپنا رفیق حال سمجھنے لگے ہیں اور شکر بجا لا رہے ہیں کہ اُن
جہازوں کو بھرتے جاتے ہیں جو عنقریب سمندر کی تہ میں غرق کئے جائینگے۔
اللہ کرم فرمائے۔ اور اب بھی ہمیں ہوش دے۔ قرآن پاک [illegible] بار بار کہتا ہے
لَا یَأْلُوْنَکُمْ خَبَالًا وہ تمھاری ایذا رسانی میں دریغ نہ کرینگے [illegible]
اُنپر اعتماد ہے۔ اُنکو اپنا ولی اور رہنما بنایا ہے۔ اپنی مہار اُنکے ہاتھ میں
دیدی ہے۔ اپنے سیاہ و سفید کا اُنکو مختار کر دیا ہے اُنکی [illegible] کمر
باندھ لی ہے۔ جو وہ کہتے ہیں اُس پر عمل ہے۔ اُنکے مقابلہ میں دین و مذہب
کی بھی قدر نہیں کیجاتی۔ شعائر شرع پست و مٹیے جاتے ہیں اسلامی وقار
برباد کیا جاتا ہے۔ اپنی گردنیں غلامی کیلیئے خم کر دی ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں
سے اپنے گلو میں غلامی کی رسی ڈالنے کے لیے تیار ہیں۔ اللہ کرم فرمائے۔

ہندوستان سے سلطنت مٹ جانے کے بعد دولت و مال باقی تھا وہ اپنی
بداعمالیوں میں ضائع کیا بے راہیوں میں اُڑا دیا۔ یاران وطن نے خوب لوٹا
یہ تو جو کچھ ہونا تھا ہو لیا لیکن ابھی تک غنیمت تھا کہ نادار تھے مگر عزت کی زندگی
بسر کرتے تھے مذہبی آزادی حاصل تھی۔ حدود مذہب میں کوئی دخل دینے والا
نہ تھا اُمور اسلامی میں کسیکو ٹوکنے کی مجال نہ تھی۔ غریب تھے مگر کسی کے
غلام نہ تھے بے زر تھے مگر کسی سے آنکھ جھکتی نہ تھی۔ ہندوؤں کی نگاہوں
میں ہمارا وقار تھا ہمارا رعب و اقتدار تھا۔ لیکن اس تمام کو ہمارے ہندو پرست

لیڈر تباہ کرتے چلے جا رہے ہیں انھوں نے مسلمانوں کو بہکا کر اسلام سے منحرف ہونے اور ہندوؤں کی غلامی و اطاعت کرنے کیلئے آمادہ کیا۔ آج مسلمانوں کے لا الٰہ الا اللہ پکارنے والی زبانوں سے جے اور گاندھی کی جے بلکہ مہاتما گاندھی کی جے کے الفاظ سننے میں آئیں۔ آج اسلامی پیشانیوں پر کفری شعار ہوں، مسلمان ہولیاں کھیلیں، ٹکٹیاں اٹھائیں، مشرکوں کی مدح سرا ہوں۔ لیڈروں کی جلسوں اور جلوسوں کی ترتیب و زینت کو دین کی خدمت سمجھیں ہر ایک سچے مسلمان کے قلب اطہر پر ان ناہنجار افعال سے کتنا صدمہ پہنچتا ہوگا کچھ اندازہ آپ نے کبھی خیال کیا ہے۔

افسوس جہاں ابھی گمراہ کن لیڈر بلند آوازوں سے چلا رہے ہیں کہ ہندوؤں کو راضی کر لیا ان کو راضی کر لیا تو خدا کو راضی کر لیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ تو غلامی کی تعلیم ہے۔

ہندو برابر مسلمانوں کو دباتے چلے جا رہے ہیں اور اُن کی وہ جماعتیں جن کا مقصد خدمتِ عوام بتایا جاتا تھا ایذاءِ اسلام کا کام انجام دینے لگی ہیں

سیوا سمیتی اور مسلمانوں سے مزاحمت

ہندو نہایت ہوشیار قوم ہے اور وہ اپنی ترقی کے لیے با اصول کام کر رہی ہے۔ اُنکا چھوٹے سے چھوٹا شخص اُن مقاصد کو اپنے دل میں رکھتا ہے جو اُس قوم کے سب سے بڑے شخص کے پیش نظر ہیں قابلیت عمل پیدا کرنے کی غرض سے اُنھوں نے ایک جماعت ترتیب دی ہے جس کا نام سیوا سمیتی ہے

ہندوستان کے اکثر مقامات میں یہ جماعت [illegible] ہے اور اس کے کارکن نہایت مستعدی اور مذہبی درد کے ساتھ اپنے [illegible] انجام دیتے ہیں ابتدا میں ریلوے اسٹیشنوں پہ پانی پلانا اور مسافروں کو آرام پہنچانا اس جماعت کا کام تھا کچھ زمانہ اس کام [illegible] جب اتحاد عمل میں کسیقدر دستگاہ حاصل کرلی تو اب رفتہ رفتہ [illegible] طرف قدم بڑھانا شروع کردیا ہے۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ [illegible] ان کی سرزمین خاص ہندوؤں کے لیے ہے۔ دوسری قوم [illegible] حصص پر وحشی جانوروں کی برابر بھی حق نہیں رکھتی اُن سب کا اخراج اس ماتا کے سپوتوں کا اہم ترین فرض ہے۔ ان جماعتوں نے اس فرض کو انجام دینے کی کوششیں شروع کردی ہیں اور متعدد مواقع پر مسلمانوں کے ساتھ اپنی مہربانی کا برتاؤ کر چکے ہیں۔ اخبارات میں کبھی کبھی اس کی شکایتیں نظر سے گزرتی رہتی ہیں لیکن اللہ رحم فرمائے خود غرض مسلمانوں نے اپنے تھوڑے سے ذاتی اور نامبارک نفع کے مقابلہ میں مسلمانوں کی خیانت روا رکھی ہے۔ بہت سے اڈیٹران اخبار اسی خیال سے ہندوؤں کی بہی خواہی اور مدح سرائی میں رطب اللسان ہیں اور اُنکے عیبوں پر پردے ڈالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ ہندو طبقہ اُنکے پرچہ کی خریداری میں حصہ لیتا رہے اس لیے ایسے مضامین اُنکے اخبار میں جگہ ہی نہیں پا سکتے جو ہندوؤں کی بیجا زیادتی کا اظہار کرنے والے ہوں کوئی باہمت پرچہ ہوگا جو کبھی کسی ایسے مضمون کا درج اخبار کرنا گوارا کرے۔ ۲۴ جولائی ۱۹۳۱ء کے ہمدم میں سید احمد صاحب بلگرامی کا ایک مضمون چھپا ہے

جو میں سیوا سمیتی گروہ کی حالت پر اسے قائم کرنیکے لیے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں

سیوا سمیتی کے والنٹیروں کی زیادتی

بخدمت ایڈیٹر صاحب ہمدم - تسلیم

جناب من! مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی ہم لوگوں میں باقاعدہ اور محض ملکی فائدے کے خیال سے کام کرنے والوں کی بہت کمی ہے البتہ ایسے لوگ بکثرت ہیں جو اصول اور قاعدہ سے ناواقف اپنے ذاتی اغراض کے لیے یا نام و شہرت کے واسطے قومی و ملکی کاموں میں شریک ہو کر بجائے فائدہ کے ملک و قوم کو ناقابل تلافی نقصان پہونچاتے ہیں -

ایک طرف ہمارے فخر ملک مہاتما گاندھی اس کوشش میں ہیں کہ ہندوستان کے باشندے آپس میں متحد و متفق ہو کر اپنے وطن کی خدمت کریں - دوسری طرف بعض شورش پسند اور ناعاقبت اندیش حضرات کی یہ حالت ہے کہ لوگوں میں ناچاقی اور نااتفاقی پیدا کرکے ایک دوسرے کو آپس میں لڑا دیتے ہیں مہاتما گاندھی کا ابتدا سے یہ مقولہ ہے کہ تحریک "ترک موالات" کی اشاعت کے لئے کسی قسم کا زور و ظلم روا نہیں ہے - مگر افسوس ہے کہ یہاں بعض ناعاقبت اندیش نوجوانان ملک اپنے پیر و مرشد کی تلقین کی پروا نہیں کرتے ہیں - اور سیوا سمیتی کے ممبر یا والنٹیر ہونے کی حیثیت میں ابھی لوگوں کے ہاتھ سے گوشت اور سورتی تمباکو چھین کر پھینک دیتے ہیں تو کبھی لوگوں کو ولایتی کپڑا خریدنے میں زبردستی مانع ہوتے ہیں غرض کہ ایسی ہی ازار

حرکتیں کر جاتے ہیں جو نہ صرف گاندھی جی کے اصول و حکم کے خلاف ہے بلکہ اس سے ادھر کے علاقہ میں فتنہ و فساد پھیلا ہو رہا ہے۔

چین پور ضلع سارن کا تازہ واقعہ ایسا معمولی اور درگزر کرنے کے قابل نہیں ہے سیوا سمتی کے والنٹیروں اور دوسرے لوگوں کی نامناسب کارروائیوں کے باعث ان سے اور بعض حضرات بھیکہ پور سے لاٹھی چلنے کی نوبت پہونچی اور اگر بعض امن پسند رؤسا سے (چین پور) اپنی حکمت عملی سے اس آگ کو نہ بجھا دیتے تو تلوار اور بندوق کی نوبت پہونچتی۔

میں پوچھتا ہوں کہ اس واقعہ کی خبر ضلع کانگریس کمیٹی (چھپرہ) کے سیکرٹری صاحب کو ملی کہ نہیں۔ اگر ملی ہے تو کیا اس فتنہ کے بانی مبانی سیوا سمتی کے لیڈر و والنٹیروں سے باز پرس کی گئی اور قصور ثابت ہونے پر انکو کام سے علحدہ کیا گیا یا اس کا انصاف کرنا ضلع کانگریس کمیٹی کے امکان سے باہر ہے۔

چین پور کے مسلمانو! افسوس ہے کہ تمہاری عقلیں سلب کر لی گئیں اور تمہارا دل اسلامی اخوۃ سے خالی ہے۔

راقم سید محمد کربلائی ساکن عُشری خورد ضلع سارن۔

اس قسم کے اور واقعات بھی معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ اور اگر مسلمان غور کریں اور واقعات کی جانچ پڑتال کر کے صحیح نتیجہ تک پہونچنا چاہیں تو انکو ہندوؤں کی محبت و اتحاد اور دوستی اور وداد کی قلعی کھل جائیگی جسکے دلدادہ ہو رہے ہیں اور جس کے ساتھ انکی بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔

ہندو مسلمانوں کا باہمی ارتباط و دوستی نہیں دیکھ سکتے انکے دل کو گوارا نہیں

ہندو مسلمانوں کا باہمی ارتباط و دوستی نہیں دیکھ سکتے اُن کے دل کو گوارا نہیں کہ ہندو مسلمانوں میں باہم اتفاق ہو ۔ مسلمانوں کی آپس کی محبت اُنکے حسد کا باعث ہوتی ہے مسلمانوں کا اتفاق اُن کو بے چین کرنے والا خطرناک آلہ ہے ۔

اخبار سوراج ۹ جولائی کی اشاعت میں لکھتا ہے لیکن حیرت ہے کہ اب پان اسلامزم کا بھوت ہندوستان کے اندر بعض برادران وطن کو نظر آگیا ہے اور بعض ذرائع سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ وہ غیر مسلم ہندوستانیوں کو مرعوب و خائف کر رہا ہے اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ مہاتما گاندھی جی کو بھی اس کی تکذیب کی ضرورت محسوس ہوئی ۔

اسی سلسلہ میں اخبار مذکور مسٹر گاندھی کے یہ الفاظ نقل کرتا ہے جنکو مسلمان نہایت غور و خوض کے ساتھ ملاحظہ کریں ۔

اس سوال کے جواب میں مہاتما جی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر ہندو مثل سابق اب بھی مسلمانوں سے خائف ہیں اور اُن پر اعتماد نہیں کر سکتے تو وہ برطانیہ کے دوست بن جائیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی غلامی کے زمانے کو اور طویل کردیں مہاتما جی خاتمہ کلام پر فرماتے ہیں کہ اگر ہندو جری اور شجاع ہیں اگر ہندو اپنے دھرم کے پابند ہیں اگر ہندو دل میں دانش و بینش ہے تو انھیں مسلمانوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

یاران وطن کا یہ حال ہے اور اس دوستی اور اتحاد کی اتنی حقیقت ہے کہ اگر آپ کے گھر میں امن و صلح کی تدبیر ہو تو وہ پریشان ہو جائیں اور قطعات

تجسس و تفحص اور سنجیدگی و متانت سے اُن پر غور و فکر کرنے کے بعد ہر صائب الرائے مسلمان اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ مسلمانوں کو اس وقت اپنا استحفاظ وقار اور نگاہداشت حقوق نہایت ضروری ہے اگر اسکی طرف سے ذرا بھی سہل انگاری و سستی کی گئی تو وہ مصیبت رونما ہونے کا اندیشہ ہے جسکی دوا عالم تدبیر میں نظر نہیں آتی۔

مسلمانانِ ہند اسلام کے حلقہ بگوش نیازمندو! آپ کی خدمت میں میری صرف اسقدر التجا ہے کہ تم اپنے مذہب میں کسی کافر کو مداخلت نہ کرنے دو۔ کسی کی محبت و دوستی پر اعتماد کرکے اپنی مذہبی آزادی اور اسلامی حقوق کا خون نہ کرو۔ تمہارا کوئی انداز کوئی ادا کوئی حرکت شریعت طاہرہ ملت اسلامیہ کے حقوق سے باہر نہ ہو۔

قربانی گاؤ

ایک شخص کو اگر کسی کوچہ میں حق مرور حاصل ہے تو گو وہ اُس کے لیے مجبور نہ ہو تاہم اُس کے استحفاظ میں سالہا سال کی مقدمہ بازی اور صرف مال کی تکالیف گوارا کرتا ہے اور اس پر راضی نہیں ہوتا کہ اپنے اُس حق کو ضائع ہونے دے۔

کسی ہندو رئیس کے مکان میں ہوا کے لیے دریچیاں کھلی ہیں تو اُسکی برابر والا غریب مسلمان اپنی زمین میں دیوار قائم کرنے سے اسلیے روکا جاتا ہے کہ اُن کی ہوا بند ہو جائے گی جس کا بے معاوضہ دیے اجازت حاصل

کیا ہوا کا حق اُن کے خیال میں کسی مدت کے گزرنے سے مؤکد ہو گیا ہے۔ یہ مثالیں ہیں اور ایسی بے شمار مثالیں ملیں گی کہ وثیا اپنے کسی معمولی سے معمولی اور ادنی سے ادنی حق کو بھی ضائع کرنا گوارا نہیں کرتی۔

موجودہ مراسم و دستور کے لحاظ سے ہندوؤں کو یہ حق حاصل ہے کہ جن مکانوں میں گائے کی قربانی نہیں ہوتی ہے وہاں قربانی کرنے سے وہ مسلمانوں کو روکیں۔ لیکن ہندو راضی نہ ہونگے کہ وہ اپنے اس حق کو محفوظ نہ رکھیں اور مسلمانوں کو آزاد کر دیں کہ وہ جہاں چاہیں قربانی کیا کریں جب ہر قوم اپنے حقوق کو محفوظ رکھتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں سے رمز و کنایہ کے ساتھ اور صراحت و اشارت کے ساتھ ہر طرح درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ہندوؤں کی خاطر سے اپنے جائز اور قدیمی حق سے دست بردار ہو جائیں اور اپنے آپ کو مجبور و پابند بنائیں اور کیوں مسلمانوں کے لیڈر اُن کو اپنے ہاتھ سے اپنے حق تلف کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

ہندوؤں کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ ہم سے شریعت کی عطا کی ہوئی آزادی اور قدیمی حق سلب کریں یا ہم سے کسی مذہبی امر میں اپنی رسم و عادت تبدیل کرنے کی درخواست کریں۔

گائے کے ذبح ہونے سے اُن کی دل آزاری تو نہایت بے معنی بات ہے۔ گائے سے اُن کا کیا رشتہ ہے ذبح وہ ہوتی ہے انھیں اُس سے کیا دُکھ پہنچتا ہے مال مسلمانوں کا ہے آپ کا کیا نقصان ہے آپ کہتے ہیں ہمارا دیوتا ہے ہم سمجھتے ہیں ہماری ضد ہے ہماری غذا کو دیوتا بنا کر چھیننا چاہتے ہو

کیونکہ یہ منظر ہماری آنکھوں سے دیکھے ہیں کہ اُس دیوتا کے گلے میں رسّی باندھکر آپ اُس کو کھینچے کھینچے پھرتے ہیں اور اسیر بنا کر نہایت بے ہتی کے ساتھ کھونٹے سے باندھ دیتے ہیں اور اُس کا دودھ جو اُس کے بچے کی خوراک ہے آپ پی جاتے ہیں۔ اُس کے بچے کے گلے میں رسّی باندھکر ماں سے جدا باندھ دیتے ہیں وہ بھوک کی حالت میں فریادیوں کی طرح شور مچاتا ہے اور اُسکی ماں حسرت کی نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھتی ہے، نہ خود اُس کے پاس پہنچ سکتی ہے نہ اُس کو اپنے پاس بلا سکتی ہے اُس کے صدمے کا کبھی آپ نے اندازہ کیا ہے۔ آپ دیوی عمر بھر سے دُکھ دیں اور اُس کا خون (دودھ) پی جائیں اور اُس کی اولاد کو ترسائیں اور اُسکے دل کو دُکھائیں۔ کسی کے کھیت میں قدم رکھے تو بجائے اس کے کہ دیوتا سمجھ کر اُس کے چرن لیں اس پر لٹھ بجائیں۔ یہ سب کچھ ظلم روا ہوا اور مسلمان ہاتھ لگائے تو وہ دیوتا بن جائے۔ اور ہمیں اس سے بھی کچھ بحث نہیں آپ دیوتا سمجھتے ہیں یہ آپ کا عقیدہ ہے دوسروں کو اُس کا گرویدہ بنانے اور اُس عقیدت کی تسلیم پر مجبور کرنے کا آپ کو کیا حق ہے ہم آپ کو مجبور نہیں کرتے کہ آپ ہماری طرح اُس کو غذا سمجھکر نوش جان کیجیے آپ کیوں یہ تمنا رکھتے ہیں کہ ہم آپ کا دیوتا سمجھکر احترام کریں۔ جب ہم آپکی مزاحمت نہیں کرتے آپ ہماری کیوں مزاحمت کرتے ہیں اور پھر یہ کیا معنی ہیں کہ صدہا برس سے ہم ذبح کرتے تھے تو آپ نے بند نہ کیا آج دوستی ہوئی ہے تو ہمکو گائے چھوڑنا پڑتی ہے۔ اگر فرض کیا جائے کہ آپ کو گائے کے ذبح

ہونے سے صدمہ ہوتا ہو اس لیے آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی خاطر سے گائے چھوڑ دی جائے تو آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ مسلمان لا الٰہ الا اللّٰہ کے معتقد اور توحید پر ایمان رکھنے والے ہیں اُن کو آپ کی توحید کی مخالفت سے تکلیف دہ ہوگی اور آپ کی بت پرستی صدمہ زیادہ صدمہ پہنچائیگی اگر آپ مسلمانوں سے اپنے جذبات کا لحاظ چاہتے ہیں تو اُن کے احساسات کا بھی پاس کیجیے بت پرستی چھوڑیے اور مسلمانوں کی توحید کی مخالفت کیجیے بجائے بت پرستی کا اعلان نہ کیجیے اور ہمارے دلوں کو صدمہ نہ پہنچائیے یہ کہاں کا انصاف نہیں ہے کہ اپنے جذبات کا لحاظ کرنے کے لیے تو آپ مسلمانوں کو مجبور کریں اور اُن کے جذبات کا ذرا بھی پاس و لحاظ نہ کریں۔

اس سے بھی قطع نظر کیجیے ہم تو خود سر لیڈروں سے کہنا ہو کہ انھوں نے کیا سمجھکر مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا کہ گائے ترک کر دیں۔ ہندوؤں نے قانونی تدبیریں کرلیں اور جہاں کہیں وہ کامیاب ہو سکے انھوں نے ذبیحہ گاؤ کو موقوف کرنے کے لیے قانونی شکنجے تیار کرلیے اور برابر اُنکی کوششیں جاری ہیں مسلمان اپنی آزادی کھو بیٹھے اب لیڈران اُس کو واپس دلانے کے لیے اگر مدتوں کوششیں کریں تو بھی کامیابی کی اُمید نہیں۔

مولوی عبدالباری صاحب کا قول ہو کہ اگر ہندو چاہیں کہ گائے کی قربانی نہو تو گائے کی قربانی کرنا ضرور ہے۔ آب کہ ہندو اپنی تمام مساعی کام میں لارہے ہیں۔ مولویصاحب کے قول سے بھی خاص گائے کی قربانی کرنا ضروری ہوا۔

مسلمانوں کو شرعاً جائز نہیں ہے کہ وہ ہنود کی رضا کے لیے قربانی گاؤ کو موقوف کریں اس کے دلائل السواد الاعظم کے پچھلے پرچوں میں مذکور ہو چکے ہیں۔

اس وقت تو لیڈر صاحبان کی خدمت میں یہ عرض کرنا ہے کہ وہ مذہب پر کرم کریں۔ مذہبی آزادی اور اسلامی حقوق کو برباد نہ کریں مسلمان جسقدر تنزل میں پہنچ چکے ہیں اُس سے نیچے اُن کو نہ دکھیں۔ ہمسایہ کافروں کی جرأت نہ بڑھائیں یہ راہ جو وہ چل رہے ہیں مسلمانوں کے لیے نہایت مہلک خطرناک ہے اور اگر وہ انصاف کریں تو اُن کو اعتراف کرنا پڑیگا۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور راہ راست پر استقامت دے۔

چندوسی ضلع مُرادآباد میں دینیات کا مدرسہ

اس قصبہ میں علمی ذوق کا بالکل ہی پتہ نہ تھا اور مسلمان بدترین زندگی بسر کر رہے تھے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی کہ اوائل شوال مکرم ۱۳۳۸ھ میں جناب مولانا مولوی قاضی محمد شمس الدین صاحب مرادآبادی یہاں تشریف لائے اُنکے وعظ و نصائح نے مسلمانوں میں حمیت مذہبی کا جوش اور علمی شوق پیدا کر دیا ہر مسلمان اپنی حالت پر نظر کر کے متاثر ہو رہا تھا کہ حضرت مولانا مولوی حکیم علامہ سید حشمت علی صاحب نے جو عرصہ سے اس قصبہ میں تشریف فرما اور ایک عابد گوشہ نشین ہیں قصبہ والوں کو عام طور پر آپ سے عقیدت و اخلاص ہے۔ اُنہیں بھی تحریک ہوئی آپ نے اور حضرت مولانا نے سعی فرما کر قلیل عرصہ میں ایک مدرسہ جاری کر دیا جسکا منشا یہ ہے کہ لوگوں کو عام طور پر دینی تعلیم دی جائے اور ہر طبقہ کے مسلمانوں کے لیے یہ تعلیم لازم و ضروری قرار دی جائے خدا کرے شوق روز افزوں ترقی کرے اور مولانا مدظلہ خود قیام فرما کر اپنے مقاصد کی تکمیل فرمائیں اور وہ دن آئے کہ قصبہ کا ہر شخص اپنے ضروریات مذہب سے باخبر ہو۔ آمین۔ محمد معین الدین۔ از چندوسی ضلع مرادآباد۔

بریلی میں عید اور فتح مبین کی دید

رکھتا ہے سدا اپنے غلاموں کو تو منصور
یا شاہ مدینہ تری کیا خوب عطا ہے

بریلی میں ابروز پنجشنبہ عید ہوئی عیدگاہ کا نظارہ قابل دید تھا۔ ۱۵ رمضان المبارک ۳۹ھ سے شہر بریلی کے بعض حاسد و کینہ پروروں کی ایک بے معنی شورش تھی ساتھ ہی حامیان خلافت کمیٹی و اتحادِ مشرکین نے یہ مصمم قصد کر لیا کہ عیدگاہ میں عالم باعمل فاضل بے بدل مفتی دوراں حضرت مولنا الحاج شاہ حامد رضا خانصاحب زیدمجدہ خلف اکبر و سجادہ حضور پرنور اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ امام اہلسنت فاضل بریلوی مدظلہم کو عید کی امامت ہرگز ہرگز نہ کرنے دیں اگرچہ حضرت موصوف مدتوں سے عیدگاہ بریلی میں امامت فرماتے ہیں مگر اس مرتبہ کوئی شخص اُن کے پیچھے نماز نہ پڑھے اور نہ اُن کے پیچھے نماز ہوگی کیونکہ وہ اتحاد ہنود اور (اس) نان کوآپریشن کے خلاف ہیں اور گاندھی کے حکم کی تعمیل نہیں کرتے۔ سُنا جاتا ہے کہ حامیان اتحاد مشرکین نے بڑی بڑی کوششیں اور کمیٹیاں اس کے لیے کیں اور اپنے خیال میں اُنھوں نے جملہ سامان اپنی کامیابی کے فراہم کر لیے تھے مگر ؎

اعدائے خدا جو کہ ہوتے ہیں رسوا
مولی کے غلاموں کا دو عالم میں بھلا ہے

عزت تو اللہ اور اُسکے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہو لیکن منافق نہیں جانتے
انھوں نے جان توڑ کوشش کی کہ مسلمانوں کا پیشوا ذلیل ہو مگر ہوا وہ جو خدا نے
چاہا کہ خدا کے پاس عزت ڈھونڈھنے والے ہی سخت رسوا ہوئے اور امام مسلمانان
کو پہلے سے زیادہ عزت نصیب ہوئی فالحمد للہ تعالیٰ
شہر بریلی کی وسیع عیدگاہ میں مسلمانان بریلی کا اس کثرت سے اجتماع ہوا کہ دن
نکلنے سے قبل تک بالکل بھر گئی اور اُسکے بعد آنیوالوں کو عیدگاہ سے باہر جگہ مل سکی
[illegible] ہوا تو تخمیناً تیس ہزار آدمی ہونگے جماعت
[illegible] قتل سے انتظام کرکے بعد
مسلمان [illegible] کے واسطے [illegible]
[illegible] کہ ان حضرات مبارک چہرے ہوئے
[illegible] تھے برابر اسلئے کار [illegible]
[illegible] اور لوگوں کے مجمع سے عیدگاہ
[illegible] حضرت مولانا موصوف کی [illegible] اور
[illegible] استقبال کیا۔
[illegible] یا غوث کے نعرے لگاتے ہوئے بڑی شان
سے حضرت مولانا [illegible] قائم ہوئیں دیکھا گیا کہ مخالفین پیچھے
[illegible] الحمد سب مخالفوں کی ہمتیں
پست ہوئیں [illegible] ہوئی۔ مولانا موصوف نے امامت فرمائی
[illegible] تھا لہذا جس شخص نے جہاں چاہا
[illegible] اور حق کا بول بالا کرتی ہیں

... بس یہ ہو کہ حضرت صدیق قرأت قرآن میں سب سے برتر تھے علاوہ بریں احادیث کے بھی سب سے بڑے عالم تھے ضرورت کے موقعوں پر صحابہ احادیث نقل کرنے کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنھوں نے اول بعثت و ابتدائے زمانۂ نبوت سے وفات شریف تک ملازمت صحبت کا فیض حاصل کیا اور سفر و حضر میں ہمیشہ خدمت ہی میں رہے نہایت ذکی و ذہین فہیم عاقل تھے باوجود اس کے علم حدیث میں کون انکا ہمسر ہو سکتا ہے۔

قلت روایت

احادیث مسندہ کی روایت آپ سے ضرور کم ہوئی اس کا باعث حضور کے بعد آپ کا بہت قلیل عرصہ دنیا میں تشریف رکھنا اور جلد وفات فرمانا ہے اگر آپ کو دراز مدت ملتی تو آپ سے بہت کثرت کے ساتھ حدیثیں روایت کی جاتیں آپ کا زمانہ صحابہ کا زمانہ تھا اُن کو جو حدیثیں خود پہنچی تھیں اُن کو وہ بے واسطہ روایت کرتے تھے اور اُن میں انھیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے کی حاجت نہ تھی الا جن مسائل میں صحابہ کے پاس احادیث نہ ہوتیں صرف اُن میں حضرت صدیق اکبر کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت پیش آتی تھی۔

جب آپ کے پاس کوئی مقدمہ پیش ہوتا تو آپ قرآن پاک میں اُس کا حکم تلاش کرتے ملتا تو اُس پر فیصلہ صادر فرماتے ورنہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر عمل کرتے اگر حدیث شریف میں بھی مسئلہ نظر نہ آتا تو صحابہ کے سامنے اس معاملہ کو پیش فرماتے اور اُن سے حدیث طلب کرتے کہ آیا کسی کے پاس اس مسئلہ میں کوئی حدیث ہے اگر حدیث ملتی تو اللہ کی حمد کرتے اُس پر حکم صادر فرماتے ورنہ اعیان و اخیار صحابہ کو جمع فرما کر اُن سے مشورہ کرتے اور اُن کے اتفاق و اجماع پر فیصلہ دیتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے لیکن احادیث نہ پانے کی صورت میں وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فتوے تلاش فرماتے اگر کوئی فتویٰ مل جاتا اس پر حکم دیتے ورنہ صحابہ اُن کے اجماع پر فیصلہ کرتے تھے۔

حضرت صدیق علم انساب اور علم تعبیر رویا میں بھی سب سے اعلیٰ مرتبہ رکھتے اور حضور کے زمانہ میں بھی خوابوں کی تعبیریں فرماتے تھے۔ محمد ابن سیرین تابعی جن کی جلالت قدر اور ذکاوت علم تعبیر رویا میں مشہور و معروف ہے اور اس بارے میں اتفاق ہے کہ وہ اس علم میں مقدم اور یگانہ ہیں۔ وہ فرماتے تھے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق سے بڑھکر کوئی تعبیر دینے والا نہیں ہے۔

فصاحت و خوش بیانی میں بھی آپ فرد زمانہ اور وحید روزگار تھے۔ زبیر بن بکار نے کہا کہ میں نے اہل علم سے سنا ہے کہ حضرت صدیق اصحاب رسول اللہ میں افصح خطبا رہے ہیں۔

آپ کے اعلم صحابہ ہونے پر صلح حدیبیہ کی حدیث دلیل روشن ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں سوال کیا

اور حضور نے انھیں جواب دیا پھر انھوں نے حضرت صدیق سے وہی سوال کیا تو حضرت صدیق نے بے کم و کاست وہی جواب دیا۔

آپ صائب الرائے اور کامل العقل تھے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس جب یمن کی طرف روانہ فرما رہے تھے اس وقت حضور نے صحابہ سے مشورہ کیا ہر ایک نے اپنی رائے دی۔ جب معاذ سے دریافت فرمایا کہ تمھاری کیا رائے ہے انھوں نے عرض کیا کہ جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے۔ فرمایا کہ اللہ کو پسند نہیں کہ ابوبکر خطا کریں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حافظ قرآن تھے اس کو آپ کی جماعت نے ذکر کیا ہے [illegible] ابن اثیر نے (تہذیب نووی)

فضیلت صحابہ

علماء اہل سنت نے [illegible] اجماع و اتفاق کیا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد [illegible] افضل حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی پھر باقی عشرہ [illegible] پھر اصحاب بدر پھر باقی اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم [illegible] اجماع کو نقل کیا۔

امام بخاری نے حضرت ابن عمر [illegible]

[illegible] روایت کی ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت عمر [illegible]

عثمان کو قرار دیتے تھے (رضی اللہ عنہم) طبرانی نے کبیر میں اتنا اور زیادہ کیا
کہ حضور کو اس کا علم آتا تھا اور انکار نہ فرماتے تھے انھیں ابن عمر رضی اللہ عنہما
سے ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ ہم حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم
کے لیے فضیلت ثابت کرتے تھے حالانکہ حضور ہم میں جلوہ افروز ہیں۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ہم جماعت اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم
جس قدر بہت متوافر و کثیر تھے کہا کرتے تھے کہ اس امت میں حضور کے بعد
سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر خاموش رہتے تھے۔

ترمذی نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت
صدیق کو یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کہہ کر ندا
کی انھوں نے جواب میں فرمایا آپ نے ایسا کہا میں نے حضور سے سنا ہے
کہ فرماتے تھے کہ عمر سے بہتر شخص پر آفتاب نے طلوع ہی نہیں کیا۔

امام بخاری نے محمد بن علی بن ابی طالب سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ میں نے
اپنے والد ماجد سے دریافت کیا کہ رسول اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد
سب سے بہتر کون شخص ہے۔ فرمایا ابوبکر میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا
عمر۔ اس پر مجھے خوف ہوا کہ کہیں اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام
نہ لیں اسلیے میں نے کہا پھر آپ۔ فرمایا میں مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں۔

امام احمد وغیرہ نے علی مرتضی سے روایت کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ حضور
کے بعد اس امت میں سب سے بہتر ابوبکر و عمر ہیں۔

ذہبی نے کہا کہ یہ علی مرتضی سے متواتر ہے خدا کی لعنت روافض پر کہ

جاہل ہیں۔

ترمذی و حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا انھوں نے فرمایا کہ ابوبکر ہمارے سردار اور ہم میں سب سے بہتر اور حضور کے سب سے زیادہ پیارے ہیں۔

ابن عساکر نے عبد الرحمن ابن ابی لیلیٰ سے روایت کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ بیشک حضور کے بعد اس امت میں سب سے افضل و بہتر حضرت ابوبکر ہیں جس کا قول اس کے خلاف ہو وہ مفتری ہے اس پر وہ وبال ہے جو مفتری پر ہے۔ نیز انھوں نے ابن ابی لیلیٰ سے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو کوئی ابوبکر و عمر پر فضیلت دیگا تو میں اس کے اتنے کوڑے لگاؤنگا جتنے مفتری کے لگائے جاتے ہیں۔

عبد الرحمن ابن حمید نے اپنی مسند میں اور ابو نعیم وغیرہما نے بطرق حضرت ابو الدرداء سے روایت کیا کہ حضور افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آفتاب نے نہ طلوع کیا نہ غروب کیا کسی شخص پر جو ابوبکر سے افضل ہو بجز نبی کے۔

ایک روایت میں ہے کہ انبیاء و مرسلین کے بعد مسلمانوں میں ابوبکر سے افضل کوئی شخص نہیں ہے جس پر آفتاب نے طلوع و غروب کیا ہو۔

حدیث جابر میں وارد ہوا کہ حضور نے صحابہ سے فرمایا کہ تم میں سے کسی ایسے شخص پر آفتاب طلوع نہیں ہوا جو ابوبکر سے افضل ہو۔ مراد یہ ہے کہ ادوار لیل و نہار میں انبیاء کے استثناء کے بعد کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو حضرت

ابوبکر پر فضیلت رکھنے والی ہو۔

یہ احادیث حضرت [illegible] کے غایت فضائل پر [illegible] شاہد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ [illegible] پوچھا [illegible] انھوں نے [illegible]

[illegible]

زیادہ پیارا ہے [illegible] فرمایا عائشہ [illegible] فرمایا

ان کے والد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابوبکر و عمر پر کسی صحابی پر فضیلت دی اُس نے مہاجرین و انصار کی توہین کی

ابن سعد نے زہری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا کیا تم نے حضرت ابوبکر کی شان میں کچھ کہا ہے عرض کیا جی ہاں فرمایا کہو ہم سنیں حضرت حسان نے فرمایا ؎

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد — طاف العدو به اذ صعد الجبلا

وکان حب رسول اللہ قد علموا — من البریة لم یعدل به رجلا

دوئم دو ور دان غار شریف — رفیق برگزیدہ و شمشیر کردش

بود یار رسول مصطفیٰ — فضل کس نیست در عیان مثلش

یہ سنکر حضور اقدس علیہ السلام ایسے خندان ہوئے کہ آپ کے دندان اقدس نمایاں ہو گئے پھر فرمایا اے حسان تم نے سچ کہا وہ ایسے ہی ہیں۔

امام احمد ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اُمتیوں میں میری اُمت کے ساتھ سب سے زیادہ رحم دل ابوبکر ہیں اور امر الٰہی میں سب سے زیادہ سخت عمر اور سب سے سچی حیا والے عثمان اور حلال و حرام کے بڑے عالم معاذ بن جبل ابو یعلیٰ کی روایت میں واقضاهم علی جس کے معنی ہیں سب سے بڑے قاضی علی ہیں۔

قرآن پاک میں حضرت صدیق کی مدح و تصدیق

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ بحالیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو میں سے

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ۔	وہ شخص تھے یعنی آپ کی نسبت ... سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ثانی کہ وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے غمگین نہ ہو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تب اللہ نے اُس پر اپنی سکینہ اتارا۔

امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہو چکا کہ آیت مبارکہ میں صاحب سے ابوبکر مراد ہیں۔ ابو حاتم نے سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا کہ فانزل اللہ سکینتہ علیہ سے یہ مراد ہے کہ اللہ نے اپنی سکینہ حضرت ابوبکر پر نازل فرمائی کیونکہ حضور سید انبیا پر (صلی اللہ علیہ وسلم) تو سکینہ ہمیشہ ہی رہتی تھی۔

(۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے امیہ ابن خلف اور ابی ابن خلف سے ایک چادر اور دس اوقیہ پر حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) کو خرید کر اللہ کے لیے آزاد کیا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَالنَّہَارِ اِذَا تَجَلّٰی وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی	رات کی قسم جب چھائے اور دن کی جب چمکے اور اُس کی جس نے نر و مادہ بنائے۔ بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے۔

یعنی ابوبکر اور امیہ وابی کی کوششیں کہاں تو ایک بندۂ خدا اسیر بلا عاشق مصطفیٰ کی آزادی اور اپنے پروردگار کی رضا کے لیے نقد و نقد سے گزر کر

دیانندی آریہ

ستیارتھ پرکاش کے قرآن پاک پر اعتراض اور اُن کے جواب

(اعتراض) اگر بائبل۔ انجیل وغیرہ پر اعتقاد لانا لازم ہے تو مسلمان انجیل وغیرہ پر ایمان مثل قرآن کے کیوں نہیں لاتے اور اگر لاتے ہیں تو قرآن کا نازل ہونا کس واسطے ہے۔ اگر کہیں کہ قرآن میں زیادہ باتیں ہیں تو کیا پہلی کتاب میں خدا لکھنا بھول گیا تھا۔ اور اگر نہیں بھولا تو قرآن کا بنانا لاحاصل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بائبل اور قرآن کی چند باتیں آپس میں نہیں ملتیں اور بہت سی ملتی ہیں۔ ایک جیسی کتاب جیسی کہ وید ہے کیوں نہ نازل کی؟

(جواب) اس طول طویل اعتراض کو دیکھیے کلام کی رکاکت اور بے ربطی پر نظر ڈالیے خوبی تشقیق کی تعریف کیجیے کیا اعتراض ہے جیسا دماغ ویسی نکتہ آفرینی۔

توراۃ انجیل۔ زبور۔ قرآن یہ تمام کتب آسمانی ہیں مسلمان ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور ان کے کلام الٰہی اور حق ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ ایک چیز کی تصدیق کرنے سے دوسری چیز کا نزول بھی بیکار [illegible] نہ معلوم پنڈت صاحب نے کہاں سے یہ مسئلہ سمجھ پایا ہے۔

ایک شخص جو یہ تسلیم کرتا ہے کہ [illegible] کا پیدا کیا ہوا ہے [illegible] مانتا ہے کہ [illegible] پیدا کیا ہوا ہے [illegible]

کہ جب چاول خدا کا پیدا کیا ہوا تسلیم کر لیا گیا تو گیہوں کا پیدا کرنا بیکار رہا اگر کہیں کہ گیہوں میں کچھ اور بات ہے تو کیا ایشور چاول پیدا کرتے وقت اُس بات کو بھول گیا تھا ایک ہی چیز ایسی کمل کیوں نہ بنائی جس میں تمام ذائقے اور جملہ خاصیتیں موجود ہوتیں۔

پنڈت جی کو کائنات کی حکمت میں کبھی غور کرنے کا موقع نہیں ملا جب وہ پیدا ہوئے تھے اُن کے موتھ میں دانت اور چہرے پر بال نہ تھے لیکن کچھ عرصہ کے بعد دانت نکلے اور اُس سے اور زیادہ عرصہ کے بعد چہرے اور سینہ پر بال نمودار ہو گئے تو کیا ان کا ایشور پہلے دانت اور بال پیدا کرنے بھول گیا تھا یا اب اس سے غلطی ہوئی جس وقت کی حکمت کا جو تقاضا ہوتا ہے حکیم وہی کرتا ہے جن اُمتوں کے لیے جو احکام مناسب تھے اُنھیں دیے گئے اس تفاوت پر اعتراض حکمت الٰہیہ پر لب کشائی اور جہل ہے خدا کی بیشمار مخلوق میں قدرت کے پیدا کیے ہوئے ایسے تفاوت نظر آرہے ہیں جن کو دیکھکر عاقل وفہیم مطمئن ہو جاتا ہے اور اُن کے مصالح کو اُسی کی حکمت پر محمول کرتا ہے یہ اعتراض تو خود پنڈت جی کی گردن پر سوار ہے وہ اس کا کیا جواب دے سکتے ہیں کہ چار وید کیوں ہیں ایک ہی مکمل کیوں نہ ہوا۔ اور مکمل کتاب کی نظیر میں وید کا ذکر نہایت ظلم ہے یوں تو بزور زبان پنڈت جی وید کو تمام علوم کا سرچشمہ کہہ رہے ہیں اور مکمل کتاب بتا رہے ہیں لیکن وید پر یہ بالکل جھوٹا اتہام ہے وہ پرانے زمانے کی شاعری اور قرون ماضیہ کے شاعروں کے خیالات کا ذخیرہ ہے اس سے اور حکمت نظریہ اور عملیہ سے واسطے اور مطلب علم النفس

علم اخلاق کا تو کیا ذکر ہے فحش اور شرمناک تعبیرات سے وہ مملو ہے کسی کتاب حق کے مقابل اُس کا نام لے دینا اور اُس کو انسانوں کا رہنما بتانا اس سے بہت زیادہ مبالغہ ہے کہ کسی بڑے کو چھوٹے لال اور سیاہ فام بھیانک صورت والی کو سندر کہا جائے۔ پنڈت سی دہر کے ترجمے سے وید کی تعلیمات کے جو نمونے ملتے ہیں وہ میں اہل نظر کی رائے زنی کے لیے خود پنڈت دیانند کی رگوید آدی بھاشیہ بھومیکا سے نقل کرتا ہوں۔

یجروید ادھیائے ۲۳ منتر ۱۹۔

ترجمہ می دہرمشی (زن یجمان) روبروئے جملہ مہمان گیہ نزد اسپ افتادہ میگوید اے اسپ من در رحم خود نطفہ تو کہ زحمل قرار می یابد سگیرم تو ہم آں نطفہ را در رحم من بینداز۔

(منتر ۲۰) اسپ عضو خود در جسم زن می افگند (ورشا اسپ را میگویند) زن عضو اسپ را بدست خود کشیدہ در جسم خود داخل می کند۔

منتر ۲۲۔ ادھوریو یعنی کارپرداز ان یگیہ زنان و دوشیزگان بانگشتہائے خود شکل اندام نہانی ساختہ بطریق تمسخر میگویند کہ بوقت زود گامی زنان آواز ہلہلہ می خیزد و قتیکہ عضو مرد مثل کنجشک در اندام زن میرود زن آنرا در جسم خود فرو میخورد و انزال میکند دراں وقت آواز گلگلہ می خیزد دوشیزگان بانگشتہائے خود صورت عضو مرد می نمایند۔ و ادھوریو را میگویند کہ روزن حشفہ با روئے تو مشابہت دارد۔

اس کو ملاحظہ فرما کر آپ فیصلہ کیجیے کہ جس کتاب کے ماننے والوں نے

خود اس کے یہ ترجمے کیے ہوں اور اُس کا مذاق سخن اور طرز گفتگو اسقدر شرمناک ہو کر اُس کے سامنے چرکین کا دیوان اور کوک شاستر بھی ہیچ ہو کر رہ جائے اُس کتاب کو مکمل کتاب کہتے ہیں یا ایسے مضامین کو مہذب صاحب انسانی تکمیل کے لیے ایسا ضروری تصور کرتے ہیں کہ جس کتاب میں یہ ہوں وہ اُن کے نزدیک ناممکل ہو جاتی ہے۔

پنڈت صاحب نے جو میں وید کے ترجمے کی تغلیط کی ہے اور یا تدیلیں بنائی ہے کہ یہ الفاظ یعنی تشبیہ و استعارہ ہیں گفتگو ہے۔ کوئلے کی سیاہی کہاں تک دھوئی جاسکتی ہے لیکن ہم پنڈت صاحب کی خاطر سے فرض کرتے ہیں کہ یہ استعارے ہیں تو کیسے شائستہ اور مہذب استعارے ہیں۔ ایسی تعبیریں کیا علم وفضل اور شرم وحیا والے انسان کے قلم سے نکل سکتی ہیں جس مذہب نے ایسی کتاب کو مذہبی کتاب مانا ہو اور اس کو انسانی سعادت ونجات کا کفیل وضامن بنایا ہو اور جن دماغوں نے اس کو قبول کیا ہو اُن کو آفریں کہنا چاہیے۔

جو طبائع اس ذوق تعلیم کی ابتداہی سے خوگر ہو چکی ہیں اُن کو اگر قرآنی تعلیموں سے گھبراہٹ اور برداشتگی ہو تو چنداں تعجب نہیں۔ وید جیسی کتاب ہاتھ میں رکھتے ہوئے قرآن پاک پر اعتراض کرنا بہت غیرت کی بات ہے۔

کیا پنڈت جی بتا سکتے ہیں کہ اُن کے ایشور نے وید کے الہام کے لیے چار رشی کیوں پیدا کیے ایک ہی شخص ایسا کامل کیوں نہ بنایا جو تمام وید کی

تبلیغ و اشاعت کرسکتا۔ بقول پنڈت جی کے ایشور بھول تو نہیں گیا تھا۔
اعتراض (۱) کیا قیامت پر ہی یقین رکھنا چاہیے اور کسی چیز پر نہیں۔
(۲) کیا عیسائی اور مسلمان ہی خدا کی ہدایت پر چلنے والے ہیں اور اُن میں کوئی گناہگار نہیں ہے۔
(۳) کیا وہ عیسائی و مسلمان جو پرکا ہیں رب سے نجات پاویں گے کیا یہ سخت بے انصافی اور اندھیر کی بات نہیں ہے۔
(۴) کیا جو لوگ مسلمانی مذہب کو نہیں مانتے انھیں کو کافر کہنا یکطرفہ ڈگری نہیں ہے۔
(۵) اگر خدا ہی نے اُن کے دل اور کانوں پر مُہر لگائی ہے اور اسی وجہ سے وے گناہ کرتے ہیں تو اُن کا کچھ بھی قصور نہیں ہے یہ قصور خدا ہی کا ہے ایسی صورت میں اُن کو سکھ دکھ یا گناہ ثواب نہیں ہوسکتا پھر خدا اُن کو سزا و جزا کیوں دیتا ہے۔ کیونکہ انھوں نے گناہ یا ثواب خود مختاری سے نہیں کیا۔

جواب۔ پنڈت جی نے اپنے خیال میں بڑا ہی کمال کیا کہ آیاتِ مبارکہ کے ایک ایک جزیر اعتراض کر دیا۔ میں پنڈت صاحب کے ہر اعتراض کا جواب دونگا لیکن اس سے پہلے ایک حکایت عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں جو پنڈت صاحب کے حال سے بہت مطابق ہو۔
ایک بھنگڑ (بھنگ پینے والے) یا افیونی کو کسی صاحب نے بھنگ پیتے ہوئے دیکھا اور انھیں ان جناب کے اس سیاہ مستی کی خبر نہ تھی بد جوکی

دیکھکر سمجھے کہ اس غریب کو غشی کا دورہ ہوگیا دوڑکر کہیں سے گلاب کا
ایک پھول لائے اور اُنکی ناک پر رکھکر سنگھانے لگے دماغ میں خوشبو
پہنچتے ہی بھنگڑ صاحب اُچھل پڑے اور سر پکڑکر بیٹھ گئے کچھ دیر اسی طرح
بیٹھے رہے کچھ دیر کے بعد جب اس صدمہ کا اثر دُور ہوا تو کہنے لگے یہ کون
میرا جان کا خواہاں اور دشمن سنگدل تھا جس نے میرا دماغ ہی معطل کر دیا
معلوم نہیں کیا بلا مجھے سنگھادی جس سے دماغ میں زخم ہوگیا ابھی تک تیر سا
چبھ رہا ہے۔ بہت غم و غصہ کا اظہار کیا یہ حالت دیکھکر غمخوار صاحب اپنے
دل میں کچھ نادم بھی ہوئے اور ساتھ ہی اُنھیں یہ خیال بھی آیا کہ حالت
غشی میں اُس کو گلاب کی خوشبو کا ادراک نہیں ہوا یہ کچھ اور سمجھ گیا اور
میری طرف سے بدگمان ہوگیا اُس کا خیال صحیح کرنے کی غرض سے اُنھوں
نے پھول لاکر سامنے رکھدیا کہ جناب کوئی مضر اور مہلک چیز میں نے
آپ کو نہ سنگھائی تھی یہ گلاب کا پھول تھا جو آپ کا دماغ صحیح کرنیکے لیے
سنگھایا گیا تھا

پھول کے دیکھتے ہی وہ گھوڑے کی طرح بدک کر بھاگے اور دُور جاکر
کہنے لگے کہ واہ حضرت آپ نے مجھ سے کب کی عداوت نکالی ہے میں
اس سم قاتل کو برداشت کرسکتا تھا آپ ایک لمحہ اور سنگھادیتے تو میرا
خاتمہ ہوجاتا اور اُس کی سمیت تو اُس کے خونی رنگ ہی سے ظاہر ہو رہی ہے اسے
جلد پھینکیے ورنہ اسکی رنگت سے میری روح تحلیل ہوجانے کا اندیشہ ہے
مگر خیر ہم لوگ دشمن کے ساتھ بھی نیکی ہی کرتے ہیں آپ نے تو میرا خون

کرنے میں کمی نہیں کی لیکن کیا یاد کرو گے یہ لے جاؤ تھوڑا سا چنڈو ہی اس کا مزہ لیجیے تب آپ کا دماغ درست ہو اور آپ خوشبو اور بدبو کو پہچاننے کے قابل ہوں۔

یہ حکایت بر سبیل تمثیل ذکر کی گئی۔ قرآن پاک کی آیتوں سے پنڈت صاحب کے چوٹ لگتی ہے۔

(۱) وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ اس پر پنڈت صاحب یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قیامت پر ہی یقین کرنا چاہیے اور کسی چیز پر نہیں۔

اس سمجھ کی تو تعریف کیجیے آیت میں قیامت کا ذکر بھی نہیں جس پر آپ یہ اعتراض کر رہے ہیں جو اس کیا ہوئے اعتراض کرنے کے لیے اتنی ہی قابلیت درکار ہے کہ آخرت قیامت کو سمجھ گئے۔ جس شخص کو ترجمہ کرنے کی بھی تمیز نہیں وہ اعتراض کے لیے زبان کھولے سبحن اللہ اور اسی پر یقین رکھنا چاہیے یہ کون سے لفظ کا ترجمہ ہے جس سے آپ نے یہ نتیجہ نکالا کہ اور کسی چیز پر نہیں یہ اعتراض ہے یا افترا و بہتان اور ایسا بہتان کہ ادنیٰ درجہ کی شرم والا انسان بھی اس کی جرأت نہ کر سکے۔ قرآن پاک میں کہیں اور نہیں خود اُنہیں آیتوں میں الذین یؤمنون بالغیب اور والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک مذکور ہے خود پنڈت جی اس کا ترجمہ بھی کر چکے ہیں مگر یہاں شوق اعتراض میں اس سے آنکھوں پر ٹھیکری رکھ لی جب قرآن پاک مومنین کی شان بتاتا ہے کہ وہ غیب پر یقین رکھتے ہیں قرآن پاک کی آیات پر یقین رکھتے ہیں اس سے پہلی تمام کتب الٰہیہ کے حرف حرف پر یقین رکھتے ہیں

یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے یہ کہدینا کہ قیامت ہی پر یقین رکھنا چاہیے اور کسی چیز پر نہیں کس درجے کی غیرت رکھنے والے انسان کا کام ہو سکتا ہے۔

(۲) کس نے کہا ہے کہ فقط عیسائی اور مسلمان ہی خدا کی راہ پر ہیں اور کس نے کہا ہے کہ ان میں کوئی گنہگار نہیں۔ یہ کیا طریقہ ہے کہ جھوٹ بولنے پر کمر باندھی ہے۔ ان آیات مبارکہ میں جن پر پنڈت جی اعتراض کر رہے ہیں عیسائی یا نصرانی کا لفظ تک نہیں اپنے دل سے افترا تراشنا اور خود اس پر اعتراض کرنا پنڈت جی اور ویدک دھرم کی راستی کا نمونہ ہے۔

(۳) قرآن پاک میں یہ کہاں ہے کہ جو بیدکار ہیں وہ نجات پا دیں گے۔ پنڈت جو اعتراض کیا کر رہے ہیں سراسر جھوٹ بول رہے ہیں اور اسی سے صاحب نظر قرآن پاک کی حقانیت اور اسکی بے عیبی کا پتہ چلا سکتا ہے کہ دشمن معاند نہایت کوشش کر کے تھک جاتا ہے اور اس بے عیب کتاب میں کوئی قابل گرفت [illegible] ہاتھ نہیں آتی مجبوراً اپنے دل کا غیظ نکالنے کے لیے جھوٹے افترا اور [illegible] باتوں پر اُتر پڑتا ہے اور خلق خدا کے سامنے اپنے اعتراض ہی سے [illegible] ہوتا ہے۔

بیشک قرآن پاک پر ایمان لانے والے نجات پائیں گے۔ قرآن پاک وہ کتاب [illegible] جس نے [illegible] بنیاد کو از بیخ برکندہ کر دی ہے اور نیکوکاری اور راستبازی [illegible] اصول [illegible] سکھائی ہے اس پر ایمان لانے والے کا کمال یہ ہے کہ وہ اعلیٰ [illegible]

[illegible] کردار۔

[illegible] اپنے [illegible] سزا پاکر بالآخر نجات پائیگا کیونکہ کوئی [illegible]

فہرست کتب موجودہ مطبع نعیمی مراد آباد

بہار شریعت حصہ اول اس کتاب میں مصنف علام نے تحقیق کے دریا بہائے
مطبوعہ مطبع اہل سنت ہیں مسائل فقہیہ ضروریہ بامحاورہ اردو میں تحریر
کلکتہ فرمائے ہیں عورتوں مردوں بچوں سب ہی کو نہایت ضروری
قیمت ۵ر اور کارآمد ہے ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا موجود ہونا
ضروری ہے۔

حصہ دوم ۵ر

حصہ سوم ۸ر

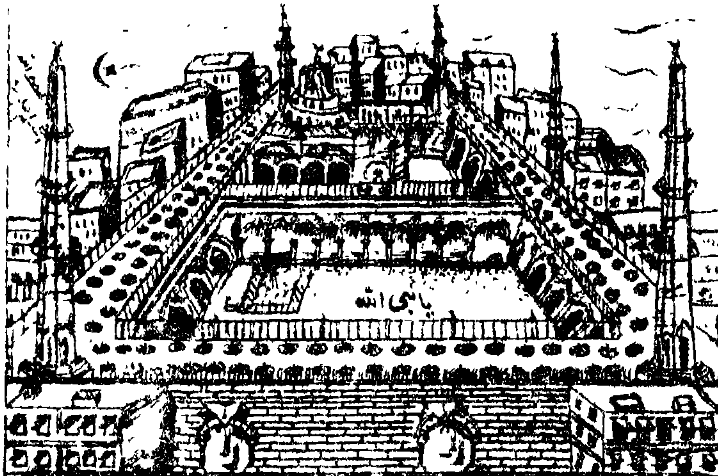
انوار ساطعہ مولود شریف اور فاتحہ مروجہ وغیرہ کے جواز و استحسان میں یہ نفیس کتاب ہے، وہابیہ کے اعتراضات کے جواب میں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کمال تحقیق سے کام لیا ہے مطبع مجتبائی میں ۳۲۸ صفحہ پر چھپی ہے قیمت عہ

الکوکبۃ الشہابیہ پیشوائے وہابیہ کی کتابوں سے اس کے اقوال اور کتب علماء سے اوس پر حکم کفر و ضلال بہ نشان صفحات بیان فرمائے گئے ہیں تصنیف جلیل اعلیحضرت عظیم البرکۃ امام المحققین قدوۃ المدققین مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب مجدد مأتہ حاضرہ دامت برکاتہم۔ مطبوعہ کلیمی پریس کلکتہ قیمت ۴ر

تاریخ وہابیہ تصنیف حامی سنت حاجی مولوی محمد لعل خاں صاحب قیمت ۵ر

جواہر البیان امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی خیرات الحسان کا ترجمہ قیمت ۱۰ر

تمہید ایمان - وہابیہ کے کفر کا بیان قیمت ۱ر رسالہ ترک آلا قیمت



زخاک اے لالۂ سیراب برخیز | چو نرگس خواب چنداز خواب برخیز
برون آور سراز برد یمانی | کہ روئے تست صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار (ابن ماجہ)

جلد ۴ — اہلسنت کا مذہبی اخلاقی ماہوار رسالہ — نمبر ۱

السواد الاعظم

حمایت مذہب اصلاح معاشرت
تہذیب اخلاق کے لیے
شائع ہوتا ہے

عامہ ناظرین سے
امراء و والیان ملک سے حسب ہمت و کرم

مدیر — مولانا محمد عمر نعیمی

فطبع فی المطبع النعیمی الواقع فی بلدۃ مرادآباد واشاع

السواد الاعظم کے مقاصد

مذہب مقدس کی حمایت وحفاظت دشمنانِ دین اور مخالفینِ اسلام کے حملوں کا دفع کرنا اور متانت وسنجیدگی کے ساتھ ان کے اعتراضات رد کرنا فرقہ بندی کو شکست دینا وجوہ تفرق واختلاف پر عمیق نظر ڈالکر اتحاد واتفاق کی تدابیر پیدا کرنا مسلمانوں کو اخلاق ومعاشرت سکھانا قوم کی شیرازہ بندی کرنا کھوئی ہوئی دولت کا پتہ چلانا گزرے ہوئے زمانہ کو واپس لانا سوتوں کو جگانا مُردوں کو جلانا یعنی مسلمانوں کی اصلاح کرکے انھیں حالت سابقہ پر لانا ناواقف مسلمانوں کو مذہب سے واقف کرنے کی کوشش کرنا دین کی طرف توجہ دلانا۔ اہل اسلام کے دینی ودنیوی زندگی کو کامیاب بنانا اس رسالہ کے بہترین مقاصد ہیں

اصحاب قلم کی خدمت میں گزارش

رسالہ کی زبان فصیح اور شستہ زبان رسالہ کے لوازم ضروریہ میں داخل ہے مضامین میں زبان کا لحاظ ضروری ہے طرز سخن علمی مباحث میں محققانہ رنگ ہو مناظرات میں سخت وشنیع الفاظ سے احتراز کیا جائے۔ رسالہ کے اس انداز خاص کا لحاظ ہے مناظرات میں مطمح نظر تعصب ونفسانیت کی روش سے رسالہ انشاء اللہ تعالیٰ بالکل پاک رہیگا۔ مباحثات ومناظرات میں عدل وانصاف کے ساتھ حکم لگائے جائیں گے۔ رد وجواب میں تفہیم مد نظر ہوگی تجہیل وتحمیق منظور نہیں البتہ واقعی حالت کا بے رو رعایت کما ہی ظاہر کرنا ممنوع نہیں۔

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غازی مصطفیٰ کمال

ایک فقط ہندوستان ہی نہیں ۔ آج غازی موصوف کی محبت مسلمانان عالم کے قلوب میں مرکوز ہے ، اور اُنکی جانبازی وحمیت مذہبی کے نقشے ہر اسلامی سینہ پر کھنچے ہوے ہیں اُن کے جنبش قدم اور حرکت بازو بلکہ اشارۂ ابرو پر دنیا بھر کے اہل اسلام نگاہیں لڑاے ہوے ہیں ٹوٹی ہوئی امیدیں اُنکے عزم واستقلال کے سہارے زندہ ہیں ۔

یہی شخص ہے جس نے کچھ مسلمانوں کی سلطنت ہی کے لئے نہیں اُنکی عزت وحرمت کیلیے اسلام کی خدمت ونصرت کے لیے خونخوار مبارزوں کے مقابلہ میں معرکۂ قتال گرم کیا یہی وہ شیردل بہادر ہے جو اسلامی درد سے بیقرار ہوکر خون کے سمندر میں کود پڑا ۔ یہی وہ دردِ اسلام سے بھری ہوئی ہستی ہے جس نے جنگ کی بساط پر جان کی بازی لگادی توپوں اور تفنگوں کی آتشباری کے سامنے اسلام کے لیے اپنا سر پیش کیا ۔

ہمیں مصطفےٰ کمال پاشا کے ساتھ بہت سی امیدیں ہیں - اس لیے نہیں کہ اُنکے پاس کوئی بڑا لشکر یا کثیر ذخائر حرب اور وافر سامان جنگ موجود ہے - یا وہ کسی سلطنت کے بھروسہ اور کسی طاقتور بادشاہ کے سہارے سے اُٹھے ہیں - یہ کچھ نہیں بلکہ صرف اس لیے کہ اُنکی نظر صرف اللہ واحد لاشریک لہ پر ہے - فقط حضرت قادر قیوم جل جلالہ پر توکل ہے - حافظ حقیقی و ناصر تحقیقی پر اعتماد ہے -

مصطفےٰ کمال کی فریاد

مصطفےٰ کمال فریادی بنکر آیا ہے استغاثہ لایا ہے دردبھری آہیں اور دلگداز نالے خونی آنسو بندھے ہوئے ہاتھ جھکا ہوا سر خمیدہ قامت خونبار آنکھیں اُسکے سفارشی ہیں -

اُس کا سر وہاں کے کسی تاجور کے سامنے خم نہیں ہے وہ جرمنی یا فرانس سے فریاد نہیں کر رہا ہے وہ نخوت و غرور کے پیکروں خودبینی و خویشتن نمائی کے مجسموں کے سامنے سرافگندہ نہیں ہے بلکہ اُسکے مقصود کا قبلہ دوعالم کے تاجدار کا گنبد سبز ہے (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اُسکی فریادیں سرورِ کونین علیہ الصلاۃ والسلام کے حضور میں عرض کر رہے ہیں

اے بسرا پردہ طیبہ بخواب خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

وہ اپنے افاضل و اعیان کو ساتھ لیکر رحمت عالم سے توسل و استمداد کر رہا ہے -

جنگ کی ڈراؤنی اور بھیانک گھٹائیں

آج جبکہ سلطنت ترکی کے قلب وجگر ظلم وستم کی تیز نوک سناں سے برمائے جارہے ہیں آج جس وقت کے بیرحمی وناانصافی کی گھنگھور گھٹائیں سرزمین ترکستان کو اندھیری اور ڈراؤنی رات بنائے ہوئے ہیں آل عثمٰن کے مقبوضات کا چپہ چپہ زلزلہ میں ہے قیامت نما مصائب کے ہیبت ناک صاعقے اور حشر انگیز بلاؤں کے برق تماطف اور رعد مہیب کمال شدت پر پہنچے ہوئی ہے جنگ کے خونی دریا میں تلاطم کی کیفیت ہے ترکوں کے خونوں کی ندیاں بہ رہی ہیں توپوں اور مشین گنوں کی وناونی دم لینے کی مہلت نہیں دیتی۔ ہوائی جہازوں کی گولہ باری ساکن نہیں ہوتی۔ ترکی غزات کے ہاتھوں کو تلواروں کے قبضوں سے فرصت نہیں ہے وہ اپنی جانوں سے کھیل رہے ہیں خون کے سمندر بہا رہے ہیں اس وقت مصطفٰے کمال کی نگاہیں قبہ خضراء کی طرف اٹھتی ہیں۔

مجلس مبارک

میلاد اقدس

وہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالم پناہ میں دست سوال دراز کرنے کے لیے رمضان مبارک کی ساتویں تاریخ کو انگورا کی مسجد میں روزہ دار نمازیوں کو جمع کرکے حضور سراپا نور ارواحنا فداہ صلے اللہ علیہ وسلم کی میلاد اقدس کی محفل منعقد کرتے ہیں محشرستان جنگ میں

آقا کی ولادت کی خوشی منائی جاتی ہے ترکی قومی پارلیمنٹ کے ممبر ایک طرف باادب حاضر ہیں تو فوجی افسر دوسری طرف دوزانو بیٹھے ہوئے ہیں دوسری سلطنتوں کے نمایندے خصوصًا سلطان احمد خان افغانی سفیر اور ایرانی وفد کے اراکین اور دوسرے ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان مرد اور خواتین عجز و نیاز کے ساتھ حاضر ہیں۔

محفل شریف میں دردناک لہجوں کے ساتھ نعت خوانی اور اللہ کے حبیب کی تعریف ہو رہی ہے بارگاہ الٰہی میں فتح اسلام کی دعائیں کی جاتی ہیں۔

مجلس میلاد شریف میں ترکی مفتی اعظم

اختتام مجلس کے بعد ترکوں کا مذہبی پیشوا اہل اسلام کا دینی مقتدا مفتی اعظم بارگاہ الٰہی میں ہاتھ پھیلا کر کھڑا ہوتا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے یارب اسلام کے لیے بہت نازک وقت ہے غیبی مدد کی ضرورت ہے اپنے حبیب کا صدقہ مدد فرما تمام مجمع شور مچاتا ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ واصحبہ وسلم سے استمداد و استعانت کرتا ہے۔

ہندوستان کے دردمند مسلمان

سلطنت ترکی کے لیے ہندوستان میں جلسے بھی ہوئے دردانگیز تقریریں بھی کی گئیں رزولیوشن بھی پاس کیے گئے چندے بھی منظور ہوئے وفد بھی

بھیجے گئے سطالبے بھی کیے گئے گورنمنٹ سے التجائیں بھی کی گئیں اور جب ان سب تدابیر کا نتیجہ مایوسی کی شکل میں ظاہر ہوا تو لیڈران با ہمت خلافت بالائے طاق رکھکر ہندوؤں میں ضم ہو گئے اور اُنکی تعلیم سے نان کوآپریشن کا نام ترک موالات رکھکر ہندوستان کی آزادی کی فکروں میں لگ گئے اور اسکا حاصل کرنا اُنھوں نے اپنا مرکز خیال اور فرض عظیم تصور کر لیا۔ اور اُس میں یہاں تک غلو کیا کہ اپنے مذہبی امتیازات اور ملی خصوصیات اپنے ہاتھوں سے مٹنے لگے لیکن کوئی وفد مدینہ طیبہ نہ گیا۔ کوئی جماعت جالیوں سے لپٹ کر رونے اور اپنی حالت عرض کرنیکے لیے روضۂ طاہرہ پر حاضر نہوئی

دردمندان اسلام

سید انام کے حضور میں فریاد کرنے کا وقت ہے مصطفےٰ کمال پاشا سے سبق لیجیے اور شہر شہر قصبہ قصبہ میں پورے پورے اجتماعوں کے ساتھ میلاد شریف کی محافل متبرکہ بہت شان و شوکت کے ساتھ منعقد کر کے غلبۂ اسلام اور حفاظت اماکن مقدسہ کی دعائیں کیجیے اولین و آخرین کے سید و سردار علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے وسیلے پر درگار عالم کے حضور میں اپنے مطالب و حاجات عرض کیجیے۔

کیا گاندھی کے حکم سے برت (ہندوانی روزہ) رکھنے اور کھبو کے مرنے کیلیے آپ تیار ہیں۔ ہندوؤں کا ماتم کرنے اور غم منانیکے لیے ہڑتالیں کرنے پر مستعد ہیں۔

آیا سرفروشان اسلام ترکی غزاۃ اور فدائے ملت غازی مصطفےٰ کمال

اور اسلامی پیشواتر کی مفتی اعظم کے طریق عمل اور دلی جذبات کا بھی آپ کے قلب پر کوئی اثر ہے اگر ہو اور ضرور ہونا چاہیے تو ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں مصطفےٰ کمال کی محفل میلاد کے نقشے کھینچ ڈالیے اور دردمند دلوں سے پروردگار عالم کے حضور میں فتح اسلام کی دعائیں کیجیے۔

کیا مبارک ہو کہ آیندہ اشاعتوں میں السواد الاعظم کے صفحات ہندوستان کی مجالس متبرکہ و محافل میلاد کے تذکرے پیش کریں۔

حیرت

حیرت و استعجاب تو یہ ہے کہ ایک مشرک کے اشارے پر آج تمام ہندوستان کے مسلمان اسلامی احکام اور قرآنی ارشادات سے آنکھیں بند کر کے سر منڈانے کے لیے تیار ہیں اُس کا منشا رپا کر ہندوستان بھر میں گھر گھر اور دوکان دوکان مقتولین امرتسر کا سوگ منایا جاتا ہے۔ بازار بٹ کر دیے جاتے ہیں اور کسی کو عذر و انکار نہیں ہوتا نہ جمعیۃ العلما کے دفتر سے کوئی فتویٰ نکلتا ہے نہ دیوبند کا دار العلوم شرک یا بدعت کا حکم دیتا ہے۔

فرقہ بندی و تفرقہ اندازی

اسلام پر فدا ہونے اور گھر لٹانے والوں کی جانبازیوں کا تذکرہ

حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر اور خاتون جنت کے نور نظر قتیل ظلم وجفا شہید کربلا رضی اللہ عنہ کا ذکر شہادت تو بدعت ہو اور اسکو منع کرنے اور روکنے کے لیے رسالے لکھے جائیں۔ کتابیں تصنیف کی جائیں فتوے شائع ہوں واعظ چیخ چیخ کر گلے پھاڑ پھاڑ کر تھک تھک جائیں۔ زبانی اور قلمی تمام طاقتیں ختم کر ڈالی جائیں مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کی بنیاد ڈالکر ان کے اجتماع واتفاق کے شیرازے کو منتشر کیا جائے اور اُن کی قوتوں کو آپس میں صرف کرا کے اُن کو کمزور بنایا جائے۔

جن حضرات کا یہ طرز عمل ہو اور جو اس تفرقہ اندازی کو اپنا دینی فرض اور اہم ترین عبادت سمجھتے ہیں وہ ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو کفار ومشرکین کے سوگ پر نرم لفظوں سے بھی منع نہ کریں افسردہ سا عذر بھی زبان پر نہ لائیں خاموش بیٹھے دیکھا کریں اور اپنے سکوت سے اُن کے اُس عمل کے ساتھ اپنے اتفاق کا اظہار اور اُن کے افعال کی تحسین وتصویب اور تصدیق وتوثیق کریں کہاں تک قابل تعجب اور حیرت انگیز ہے۔

مجلس میلاد شریف کا جواز

یہ امر بھی خوب واضح وروشن ہو گیا کہ مجلس مبارک میلاد اقدس کچھ فقط ہندوستان ہی میں صدہا سال سے علما وصلحا زہاد و اتقیا کا معمول ودستور نہیں ہے بلکہ دوسرے ممالک وبلاد کے اکابر فضلا

وعلماء اور خاص سلطنت ترکی کے اعیان و افاضل اور احبار ترک کے مفتی اعظم تک بھی اس کو مستحب اور موجب برکت اور ذریعہ حصول مقاصد و وسیلہ دفع مصائب اعتقاد کرتے ہیں اور ایسے سخت وقت میں اپنی حاجت روائی اور کار برآری کے لیے وہ اس مجلس پاک کی برکات سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں اس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ حضرات وہابیہ کا فرقہ دیوبند کی چہار دیواری ہی میں حکمراں ہے اور وہ فقط ہندوستان کے مسلمانوں ہی میں تفرقہ اندازی کے لیے اختلافات پیدا کرتا رہتا ہے ممالک اسلامیہ میں اس فرقہ کا اور اس کے عقائد و خیالات کا نام و نشان نہیں ہے وہ سب سنی ہیں اور ہمارے ہم عقیدہ و ہم خیال۔

دیوبندیوں کے نزدیک ترک مشرک و بدعتی ہیں

یہ معلوم ہے کہ علمائے دیوبند مجلس مبارک میلاد اقدس کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ شرک و بدعت کہتے ہیں اور کنہیا کے جنم سے تشبیہ دیتے ہیں اس مضمون کی تصریحات وہ اپنی کتابوں میں بارہا چھاپ چکے ہیں۔ دیکھو مولوی خلیل احمد انبہٹوی خلیفہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی براہین قاطعہ اور مولوی رشید احمد کا فتوے۔

مولوی رشید احمد نے اپنے فتاوی میں یہاں تک لکھا ہے کہ مولود شریف کی ایسی مجلس جو منکرات شرعیہ سے خالی ہو اس میں کوئی ناجائز بات نہ ہو۔ اور اس میں روایات صحیحہ پڑھی جائیں۔ جیسا حضرت مولنا شاہ عبد العزیز صاحب

محدث دہلوی [illegible] نہیں [illegible]
ہے۔ اس لئے [illegible] السواد الاعظم [illegible] میں [illegible]
جا چکے ہیں۔

جب یہ [illegible] وجود شریعت [illegible] کو بدعتی اور مشرک سمجھتے ہیں تو ترکوں اور ان کے عالموں اور نمازیوں کی نسبت [illegible] کا بھی اتفاق [illegible] جمعیۃ العلماء میں شریک ہو کر زبانی [illegible] سے بیت گانا اور [illegible] کے انبار لگا دیئے یہاں تک [illegible] حقیقت حال کے مطالعہ [illegible] یہ ہے کہ حضرات دیوبند [illegible] کو بھی مشرک اور بدعتی سمجھتے [illegible] ان کی دردمندی اور ہمدردی [illegible] سے تحمل سخت سے سخت [illegible] یہ بھی کوئی پالیسی ہے۔

آج ہر گمراہ بدمذہب ہر دشمن اسلام اسلام کو صدمہ پہنچانے اور اپنا کام بنانے کی فکر میں ہے۔ جو صاحب شمشیر و علم ہے وہ تلوار لیکر سامنے آگیا ہے جس کے پاس تلوار نہیں ہے وہ تدبیر اور پالیسی اور مکر کی تلوار سے ضرر پہنچا رہا ہے۔

مسلمانو! ہوشیار اپنے دین کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرو صراط مستقیم پر قائم رہو جو علماء اسلامیہ کے ہم عقیدہ و ہم خیال ہیں ان کے دامن کو تھامو اور اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو کسی آندھی کا جھونکا کسی طوفان کی ذرہ کو حرکت نہ دے سکے [illegible] دوستوں کے لباس میں [illegible]
[illegible] سمجھانے والے [illegible]
[illegible] پہچانو

ختم کرانے [illegible] امر شریعت [illegible] کر سکیں [illegible] حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی ارشاد [illegible] لا یفتنونکم ولا یضلونکم ایاکم وایاھم
وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈالدیں تمہیں گمراہ نہ کر دیں [illegible] آپ [illegible] سے
بچاؤ [illegible] اپنے آپ سے [illegible] وما علینا الا البلاغ والسلام
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سید الانبیاء [illegible] محمد
وآلہ واصحابہ وجمیع اولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین و
بارک وسلم

معمے

(اور اُن کے جواب)

(۱) وہ کونسا شخص ہے جس کو دانتوں کا خلال کرنا مکروہ ہے۔

جواب۔ محرم کو دانتوں کا خلال کرنا مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے۔
والخلال للمحرم [illegible] المحرم بعد [illegible] قال الشامی [illegible]
[illegible] علی قولہ [illegible] [illegible]

(۲) وہ کونسا ایسا شخص ہے جو پانی میں [illegible] پانی مستعمل [illegible]

جواب پانی میں [illegible] ڈوب گیا [illegible] اس کو نکال نے
[illegible] پانی [illegible] گیا۔

فتاوی ہندیہ میں ہے وکذا اذا وقع [illegible] فی [illegible] تا [illegible]

فیہ الی المراتب لاخراج الکوز لا یصیر مستعملا۔

(۳) وہ کونسا مردہ ہے جو کتنے ہی مبالغہ سے نہلایا گیا ہو پھر بھی اگر کنوئیں میں گر جائے تو کل پانی نکالا جائے۔

جواب۔ وہ مُردہ کافر ہے (مثل ہنود وجھودو وہابی وغیرہ) کے کہ قبل غسل اور بعد غسل وہ نجس ہے لہذا دونوں حالتوں میں کوئیں کا پانی اس کے گرنے سے ناپاک ہوجائے گا۔ فتاوی عالمگیریہ میں الکافر المیت نجس قبل الغسل و بعدہ کذا فی الظہیریہ۔

(۴) وہ کونسا جنبی ہے جو کوئیں میں اترا اور بعض اجزا پانی سے مل گئے پھر بھی کچھ نہ نکالا جائے۔

جواب۔ ڈول نکالنے کے لیے جنبی نے کوئیں میں غوطہ لگایا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانی بحالہ پاک ہے اور جنبی بحالہ ناپاک رہتا ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانی اور جنبی دونوں پاک ہیں اور سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں پاک ہیں دوسری روایت امام صاحب کی یہ ہے کہ آدمی پاک ہے اس لیے کہ پانی کے استعمال کا حکم قبل انفصال کے نہیں دیا جاتا اور یہ اوفق الروایۃ ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے والجنب اذا انغمس فی البیر لطلب الدلو فعند ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ الرجل بحالہ والماء بحالہ و عند محمد رحمۃ اللہ علیہ کلاھما طاھران و عن ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کلاھما نجسان و عندان الرجل طاھران

الماء لا یوتی لہ حکم الاستعمال قبل الانفصال وھو اوفق الروایات کذا فی التبیین۔

(۵) وہ کون سے حرام جانور کی ہڈی ہے کہ اگر پانی میں گر جائے تو پانی پاک رہے۔

جواب خنزیر کے علاوہ تمام حرام جانوروں کی ہڈی پاک ہے پس اگر ہڈی کوئیں میں گر جائے اور اس پر گوشت اور دسومت چکنائی وغیرہ کچھ نہیں لگی ہے بالکل خشک اور صاف ہو تو بلا شبہ پانی پاک رہیگا۔ ہندیہ میں ہے ولو وقع فی البیر عظم المیت و علیہ لحم او دسومۃ ینجس والا لا کذا فی معراج الدرایہ

(۶) وہ کون متیمم ہے جس نے آگ روشن دیکھی اس کا تیمم ٹوٹ گیا۔

جواب۔ پانی نہ ملنے کے سبب تیمم کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو ایک طرف آگ روشن دیکھی اس کے اجالے میں کہیں پانی رکھا مل گیا۔ یا جنگل میں تھا اور پانی دستیاب نہ ہوا تیمم کرکے نماز کی نیت باندھی بعدہ ایک جانب سے آگ روشن دیکھی اور یہ خیال ہوا کہ یہاں کچھ لوگ موجود ہیں اور ان کے پاس پانی بھی ہے۔

(۷) حلال قسم کے جانوروں میں سوائے مرغی اور بط کے وہ کون جانور ہے جس کا جھوٹا مکروہ ہے۔

جواب وہ اونٹ اور گائے جو نجاست کھانے کے عادی ہوگئے ہیں انکا جھوٹا مکروہ ہے۔ فتاوی عالمگیریہ میں محیط سرخسی سے ہے الابل والبقر

الحلالة فسورها يكره كذا فى الشامى ۔

(۸) وہ کون سی شی کا برتن ہے جو فقط تین بار دھونے سے بغیر سکھائے ہوئے پاک ہو جائے۔

جواب۔ وہ چکنا برتن ہے یا اس کے علاوہ ایسا برتن جس میں نجاست نفوذ نہ کر سکے اس کا تین بار دھو لینا ہی طہارت کے لیے کافی ہو۔ عالمگیریہ میں ہے وحد التجفيف ان يخليه حتى ينقطع التقاطر و لا يشترط فيه اليبس هكذا فى التبيين هذا اذا تشربت النجاسة كثيرا وان لم تتشرب فيه او تشربت قليلا يطهر بالغسل ثلثا هكذا فى محيط السرخسى ۔

(۹) وہ کون سے حرام پرندے ہیں جن کا جھوٹا پاک ہے۔

جواب غیر ماکول اللحم پرندوں (مثل چیل کوا۔ گدھا وغیرہ) کا جھوٹا پاک ہے لیکن مکروہ ہے۔ عالمگیریہ میں ہے سور ... سباع الطير طاهر مكروه استحسانا هكذا فى المبسوط ۔

(۱۰) وہ کون پانی کا نہ پانے والا متیمم ہے جس کو کوئی شخص حالت نماز میں اگر کہے کہ پانی لیجئے اس پر نماز کا توڑنا واجب نہ ہو۔

جواب۔ وہ مریض ہے کہ پانی کے استعمال پر قادر نہیں تھا اور تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا کہ اثنائے نماز میں کسی نے پانی حاضر کیا اس پر نماز کا توڑنا واجب نہیں۔ لعدم تحقق القدرة على استعمال الماء ۔

(۱۱) وہ کون میت کا ولی اقرب ہے جس کو نماز جنازہ کے لیے تیمم جائز ہو

جواب۔ جس وقت امام نے کسی دوسرے شخص کو نماز پڑھانے کی اجازت دیدی تو اس کو تیمم کر کے نماز پڑھانا جائز ہے عالمگیری میں ہے۔ وکذا یجوز له التیمم اذا اذن لغیره بالصلوٰة هکذا فی البحر الرائق۔

انتقال پُر ملال

حامی سنت حاجی محمد فضل خان صاحب نے ۵ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ کو مرض فالج ایک مدت بیمار رہ کر رحلت کی انا للہ وانا الیه راجعون۔
اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں انھیں غریق رحمت فرمائے اور اُن کے تمام پسماندوں کو توفیق صبر دے خصوصاً اُنکے دونوں صاحبزادوں کو اُن کا قائم مقام بنائے اور آفات دہر سے محفوظ و مصئون و مامون رکھے۔ آمین
حاجی صاحب مرحوم کے کمالات نے ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو ان سے آشنا کر دیا ہے۔ اہل سنت کے حلقوں میں اُن کا نام بہت عزت سے لیا جاتا ہے انھوں نے نہایت زاہدانہ و پرہیزگارانہ زندگی گزارنے کے علاوہ بہت الفرصات مذہبی خدمت اسلام اپنے تمام ضروریات زندگی سے مقدم و اہم بھی اور بڑی عالی حوصلگی اور دریادلی کے ساتھ ان کا دست سخا کرم ہمیشہ انتہائے مذہب و اہل مذہب کے لیے گرم بخشش رہا فتنوں کا مقابلہ ہوا انھوں نے روپیہ پانی کی طرح مسلمانوں میں تقسیم کر دیں مخالفین مذہب نے ہمیشہ اُن کے مقابلہ میں شکست ہی اٹھائی ہے۔ بکثرت مدرسے جن کے

حاجی صاحب کے صدقات جاریہ وحسنات باقیہ نفع پہنچا رہے ہیں۔ مذہبی رسالوں اخباروں کی قابل قدر اعانت۔ غرض حاجی صاحب کی جود و سخا اس حد پر نہیں ہے جس کا شمار کرایا جا سکے۔ اُن کا ہاتھ رات دن چلتا ہی رہتا ہے اور اُنھوں نے اپنے لیے بہت ذخیرہ کرلیا۔ وہ اہل اللہ میں سے تھے سب سے بڑی خوبی اُنکی یہ ہے کہ وہ اعلیحضرت عظیم البرکت امام اہل سنت دامت برکاتہم وطال بقاؤہم کے خلیفہ مجاز اور ممتاز حلقہ بگوش تھے اللہ تعالیٰ وہاں بھی اسی امام دین کے زمرہ میں اُٹھائے اور ان کے صدقے میں حاجی صاحب مرحوم کی اولاد کے کاروبار میں اُن کے افعال اعمال میں برکت دے اور اُنھیں ایسے صاحب کمال باپ کا خلف رشید اور فرزند ارجمند بنائے اور حاجی صاحب کے طریقہ پر مستقل و مستقیم رکھے آمین

فقہی معمے

(۱) وہ کونسی حالت ہے جس میں مسواک کرنا مکروہ ہے۔

(۲) وہ کونسے دو عضو ہیں جن میں سے داہنے کی تقدیم وضو میں مستحب نہیں۔

(۳) وہ کونسا شخص ہے جس پر وضو میں ہاتھ دھونے فرض نہیں

(۴) سوا خنزیر اور آدمی کے وہ کونسا جانور ہے جس کی کھال پکانے سے بھی پاک نہ ہو۔

(۵) وہ کونسی اوڑھنی ہے جس پر مسح جائز ہے۔

پر سے نمک اُتار دینا اور کہاں چند اوقیہ کی طمع میں بلال جیسے عاشق الٰہی کو بیچ ڈالنا۔

محمد ابن اسحق نے ذکر کیا ہے کہ بلال ابن رباح حبشی والدہ کا نام حمامہ ہے صادق الاسلام اور طاہر القلب نہایت راست باز اور عالی درجہ کے دل شخص تھے امیہ ابن خلف کافر اُن کو مکہ کی پتھریلی زمین میں جب وہ دوپہر کی گرمی میں خوب گرم ہو جاتے تھے لٹا کر ایک بھاری پتھر اُن کے سینہ پر رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ تم اسی مصیبت میں مبتلا رہو گے یہاں تک کہ مرجاؤ۔ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کرو لیکن وہ اس حال میں احد احد پکارتے تھے اور ان تکالیف کو خیال میں نہ لاتے تھے۔

ابن اسحق نے یہ بھی روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اُن پر گزرے اور وہ اسی ستمگاری میں مصروف تھے حضرت صدیق نے امیہ سے کہا تجھے خدا کا خوف نہیں اس مسکین پر یہ ظلم وستم۔ کہا تم ہی نے اس کو بگاڑا ہے اگر اس کی تکالیف تم کو ناگوار ہیں تو تم اسے چھڑا سکتے ہو فرمایا ہاں میرے پاس اس سے قوی اور توانا ایک غلام ہے جو تیرے دین پر ہے میں تجھے ان کے بدلے میں وہ دیتا ہوں حضرت صدیق نے اس غلام کے بدلے حضرت بلال کو خرید کر آزاد کر دیا۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ حضرت صدیق اکبر کے پاس نسطاس نامی ایک غلام تھا جو دس ہزار اشرفیاں اور غلام اور لونڈیاں اور مویشی رکھتا تھا لیکن مشرک تھا حضرت صدیق نے چاہا کہ وہ مسلمان ہو جائے تو تمام مویشی اور باندیاں اور غلام اور اشرفیاں سب اسی کو دیدی

جائیں لیکن اس نے انکار کیا جب امیہ نے حضرت بلال کے عوض نطاس کو مانگا تو آپ نے غنیمت سمجھا۔

ان روایات میں بظاہر اسقدر اختلاف معلوم ہوتا ہے کہ روایت اولیٰ میں دس اوقیہ اور ایک چادر کے عوض خریدنے کا ذکر ہے اور ان پچھلی روایتوں میں غلام کے بدلے خریدنے کا نہیں یہ کوئی ایسا اختلاف نہیں ہے جس میں تطبیق دشوار ہو جائز ہے کہ حضرت بلال کے عوض میں ایک غلام اور دس اوقیہ اور ایک چادر یہ سب چیزیں دی گئی ہوں اور روایات میں صرف ان میں سے ایک ایک چیز کے ذکر پر اکتفا فرمایا گیا ہو اور عرف اور عادت پر نظر کرنے سے یہ کچھ مستبعد نہیں معلوم ہوتا۔

بہرحال یہ سب روایات متفق ہیں کہ ان آیات کا نزول حضرت صدیق اکبر کے اس معاملت میں ہوا اور قرآن پاک نے انکی مدح فرمائی۔

آیت ۱۳۔ فاما من اعطی واتقی — ترجمہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سچے
وصدق بالحسنیٰ — اچھے کو سچ مانا

ابن جریر نے عامر بن عبداللہ ابن زبیر سے روایت کی کہ حضرت صدیق اکبر مکہ میں اسلام کے لیے لوگوں کو خرید خرید کر آزاد کرتے تھے آپ نے اکثر بڑھی اور کمزور عورتیں جنھوں نے اسلام قبول کیا تھا آزاد فرمائیں تو آپ کے والد ماجد نے فرمایا کہ اے فرزند میں دیکھتا ہوں کہ تم کمزور لوگوں کو آزاد کرتے ہو کاش اگر تم قوی و توانا لوگوں کو آزاد کرتے تو وہ تمھاری مدد کرتے اور تمھارے کام آتے آپ نے فرمایا اے پدر میں فقط رضائے الٰہی

چاہتا ہوں۔ ابن زبیر کہتے ہیں کہ مجھ سے بعض میرے اہل بیت نے بیان کیا کہ اسی واقعہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

آیت ۴۔ وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی۔ اور بہت اس سے دور رکھا جائیگا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو۔

ابن ابی حاتم وطبرانی نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت صدیق نے سات ایسے شخصوں کو آزاد کیا جن کو اسلام لانے کی وجہ سے طرح طرح کی ایذائیں دی جاتی تھیں اور اس باب میں حضرت صدیق کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

آیت ۵۔ وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی۔ اور کسی کا اُس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔

بزار نے حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت کیا کہ یہ آیت بھی حضرت صدیق کی ہی شان میں نازل ہوئی۔

آیت ۶۔ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ اور وہ جو یہ سچ لیکر تشریف لائے اور وہ جنھوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔

ابن عساکر و بزار نے سید بن صفوان سے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ والذی جاء بالحق سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدق بہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

آیت ۷۔ وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ

حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ یہ آیت شیخین یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ

عنہا کی شان میں نازل ہوئی۔

آیت ۸ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس

عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ۔ کے فرشتے۔

عبداللہ ابن ابی حمید نے اپنی تفسیر میں مجاہد سے نقل کیا کہ جب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ تو حضرت ابوبکر صدیق نے (رضی اللہ عنہ) عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر جب کبھی کوئی خیر نازل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس میں شریک کرتا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی

ان کے علاوہ اور بھی آیات ہیں جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئیں ان سے آنجناب رضی اللہ عنہ کے فضل وجلالت کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرات شیعہ اگر اوروں کی روایتوں کو تسلیم کرنے میں تامل کرتے ہوں تو حضرت مولیٰ علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی روایتیں تو تسلیم کریں

واللہ ھو الہادی

احادیث میں حضرت صدیق کا ذکر

یہ ناممکن ہے کہ ان تمام احادیث کا احصار کیا جائے جن میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے اسلیے مختصراً چند احادیث کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

سنن ترمذی میں حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضور سید انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر نبی کے لیے دو وزیر اہل سماء سے اور دو اہل ارض سے ہوتے ہیں۔ آسمان والوں میں سے میرے دونوں وزیر

جبرئیل و میکائیل ہیں اور زمین والوں میں میرے وزیر ابوبکر و عمر ہیں
حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اصحاب مہاجرین و انصار کے جلسے میں تشریف لاتے تو سوائے ابوبکر و عمر کے کسی کی مجال نہ ہوتی کہ آنکھ اٹھا سکتا وہ دونوں حضور کے دیدجمال سے متمتع ہوتے اور حضور ان کی طرف نظر فرماتے وہ دونوں حضور سے تبسم کرتے ہوئے عرض کرتے اور حضور ان سے بہ تبسم کلام فرماتے (ترمذی)
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک روز حضور اقدس اس شان کے ساتھ مسجد اقدس میں تشریف لائے کہ حضرت ابوبکر و عمر دونوں حضور کے داہنے بائیں ہیں اور حضور ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تشریف لا رہے ہیں (زہے رفعت منزلت) اور حضور نے فرمایا کہ ہم روز قیامت اسی شان کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔
امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نے فرمایا کہ آج صبح کو تم میں سے کون روزہ دار اٹھا ہے۔ حضرت صدیق نے عرض کیا کہ میں فرمایا آج تم سے کسی نے جنازے کا اتباع کیا۔ حضرت صدیق نے عرض کیا میں نے فرمایا آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھلایا۔ عرض کیا میں نے فرمایا آج کس نے بیمار کی عیادت کی۔ عرض کیا میں نے فرمایا یہ سب باتیں کسی شخص میں جمع نہیں ہوتیں مگر وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔
ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضور اقدس نے فرمایا کہ اے ابوبکر تم حوض پر اور غار میں میرے صاحب و رفیق ہو۔

ابن عساکر نے ایک حدیث نقل کی جس کا مضمون یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیکی کی تین سو ساٹھ خصلتیں ہیں۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے بھی اُن میں سے کوئی حاصل ہے فرمایا تمھیں مبارک اے ابوبکر وہ تمام تم میں ہیں۔

صحابہ کرام اور سلف صالح کے اقوال

امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں نیز بیہقی نے حضرت فاروق سے روایت کیا کہ اگر حضرت صدیق کا ایمان تمام اہل زمین کے ایمان سے تولا جائے تو صدیق ہی کا ایمان غالب ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ صاحب نظر تھے بینا آنکھ روشن دل رکھتے تھے نور الٰہی کی روشنی میں آپکی نگاہیں حقائق کا معائنہ فرماتی تھیں اُن سے حضرت صدیق کا مرتبہ پوچھیے۔ خود فرماتے ہیں۔

کاش کہ میں سینۂ ابوبکر کا ایک بال ہوتا (اخرجہ مسدد فی مسندہ)

فرماتے ہیں تمنا ہو کہ مجھے جنت میں وہ جگہ ملے کہ میں ابوبکر کو دیکھا کروں (اخرجہ ابن ابی الدنیا و ابن عساکر)

اور فرمایا کہ ابوبکر کی خوشبو مشک سے پیاری تھی (اخرجہ ابو نعیم)

طبرانی نے اوسط میں جحیفہ سے روایت کیا کہ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکر و عمر ہیں۔ میری محبت اور

ابوبکر و عمر کا بغض کسی مومن کے دل میں جمع ہی نہیں ہو سکتا۔
ابن عساکر نے شعبہ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو چار خصلتوں کے ساتھ خاص کیا اُن کا نام صدیق رکھا وہ غار میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ تھے اور ہجرت میں آپ کے رفیق تھے۔ آپ کو حضور نے نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

بشارات خلافت

حدیث۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے مسلمانو) تم اُنکی اقتدا واتباع کرو جو میرے بعد ہیں (کون) ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما (اخرجہ الترمذی عن حذیفہ)

حدیث۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ میں نے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنا۔ فرماتے تھے میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے۔ ابوبکر بہت کم ٹھہریں گے (الحدیث)

یہ حدیث بطرق عدیدہ مروی ہے اور صدر حدیث کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے۔ ایک حدیث میں حضور نے یہ ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوبکر کے سوا مسجد میں کسی کا دروازہ نہ چھوڑا جائے۔ علما فرماتے ہیں کہ یہ حضرت صدیق اکبر کی خلافت کی طرف اشارہ ہے یعنی اُن کا دروازہ مسجد میں باقی رکھنا اسی لیے ہے کہ وہ مسلمانوں کے ولی امر ہیں ان کے وہ اول خلیفہ و منتظم ہونگے ان کو مسجد میں آنا سہل ہو اور مسلمانوں کی جماعت قائم کرنے میں اُن کے لیے یہ راہ باعث آسانی ہو۔

ایک عورت خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ ارشاد فرمایا پھر حاضر ہو۔ اس نے
عرض کیا کہ میری حاضری حضور کے بعد ہوئی اور میں نے حضور کو نہ پایا تو میرے
لیے کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ اگر مجھ نہ پائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں
حاضر ہو (بخاری و مسلم)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ مجھے قبیلہ بنی مصطلق نے حضور کی خدمت میں
یہ دریافت کرنے بھیجا کہ ہم حضور کے بعد اپنے صدقات کس کی خدمت میں
حاضر کریں۔ فرمایا ابوبکر کی۔

ابن عساکر نے ابن عباس سے اس حدیث کی روایت کی جس کا ذکر
اوپر ہوا۔ اسی میں یہ لفظ اور زیادہ ہیں فاتی ابابکر فانہ الخلیفۃ من بعدی
حضرت ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہو کیونکہ میرے بعد وہی خلیفہ ہیں۔

امام مسلم نے حضرت صدیقہ سے روایت کیا کہ انھوں نے فرمایا کہ حضور نے
اپنے مرض آخر میں مجھے حکم دیا کہ تم اپنے والد اور بھائی کو بلاؤ تاکہ میں ان کے لیے
ایک تحریر لکھدوں مجھے خوف ہے کہ تمنا کرنے والے تمنا کریں گے اور کہنے والے
اپنی اولویت کے دعوے کریں گے اور حال یہ ہے کہ اللہ اور مؤمنین ابوبکر
کے سوا کسی کو قبول نہیں کرتے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ
والسلام بیمار ہوئے اور مرض نے شدت کی تو فرمایا ابوبکر کو حکم کرو کہ لوگوں
کو نماز پڑھائیں۔ حضرت صدیقہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ بہت نرم دل
آدمی ہیں آپ کی جگہ کھڑے ہو کر [illegible] نماز پڑھا سکیں گے [illegible] ہوئی

شرک یا کفر کی حد تک نہ پہنچی ہو نیکیوں کو ضائع اور برباد نہیں کر سکتی ہے بدی کی سزا جھیل چکا تو باقی اطاعت کی جزا سے محروم کرنا اقتضائے انصاف نہیں ہے لیکن اس نکتہ تک بیچارے پنڈت کا دماغ کب پہنچتا ہے

(۴) پنڈت جی کا یہ کہنا کہ جو لوگ مسلمانی مذہب کو نہیں مانتے انھیں کافر کہنا یکطرفہ ڈگری ہے۔ نہایت بعید از عقل اور قابل مضحکہ بات ہے اس کی مثال یہ ہو سکتی ہے کہ کوئی جھوٹا یہ کہے کہ جو لوگ سچ بولتے ہیں انھیں تو جھوٹا کہنا یکطرفہ ڈگری ہے جیسا اس قول کا قائل خارج از عقل سمجھا جائے گا [illegible] پنڈت جی کے قول کا بھی [illegible]

جب اسلام ذات و صفات الٰہی کے علم نیز راستی بازی نیکوکاری دینداری، صدق، امانت کے اصول اور آئین حقیقی سکھاتا ہے تو اس کے انکار کرنے والے کو راستی کا منکر نہ کہا جائے گا تو کیا کہا جائے گا۔ اگر [illegible] کی یہ شکایت بجا ہو کہ اس کو دل کا اندھا کیوں کہا جاتا ہے تو پنڈت جی کی شکایت بھی کچھ سننے کے قابل ہو سکتی ہے لیکن وہ اس سے زیادہ تاریکی میں ہیں۔ اگر کافر کا لفظ ان کو ناگوار ہے تو وہ معتقدات کفر سے کیوں نہ اجتناب کریں کیوں نہ اسلام کے سامنے سر نیاز جھکائیں پھر ہم انھیں کافر نہیں کہیں گے۔

(۵) پنڈت صاحب لکھتے ہیں۔

"اگر خدا ہی نے ان کے دل اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور اسی وجہ سے وہ گناہ کرتے ہیں تو ان کا کچھ قصور نہیں۔ یہ مضمون [illegible]

اُن کو سکھ دکھ یا گناہ و ثواب نہیں ہو سکتا۔"

پنڈت صاحب کی دریدہ دہنی اور بد زبانی ملاحظہ فرمائیے۔ پروردگار عالم کی شان میں کیا لفظ لکھے ہیں۔ اور کیسی مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے اُن کا دل عناد و عداوت سے کس قدر لبریز ہے اور جوشِ غضب میں وہ کتنے آپے سے باہر ہیں۔ اسی سے آپ کے اعتراض کا اندازہ بھی ہو سکتا ہے

پنڈت صاحب میں اتنی بھی تو استعداد نہیں کہ وہ معمولی انسانوں کا کلام سمجھ لیں۔ ذوق اور غالب کے اشعار جو بیشتر سرمایۂ تخیل ہیں۔ پنڈت جی کی فہم رسا سے بالاتر ہیں۔

پھر وہ پنڈت صاحب قرآن پاک کے دقائق حکمیہ اور علوم الٰہیہ کو کس کے دماغ سے سمجھیں۔ ناسمجھی پنڈت کہلائے وہ سمجھیں تو کیا سمجھیں۔

لطف یہ ہے کہ پنڈت صاحب خود اس آیت کریمہ کے پورے مصداق ہیں جیسا انھوں نے ذیل میں اعتراض کیا ہے۔

اب اعتراض کی حقیقت ملاحظہ ہو۔

پنڈت صاحب کہتے ہیں کہ قرآن پاک نے تو یہ بیان کیا اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ۔ یعنی جن لوگوں نے کفر کیا اور جو کافر ہوگئے اُن کے حق میں انذار و عدم انذار برابر ہے وہ ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ ان کی حالت کا بیان ہے کہ وہ کافر جیسے مہر و ختم جرم میں اس درجہ راسخ ہو چکے ہیں کہ اب حق کے حق میں جلوہ ہدایت ذکر و تعلیم انذار و تخویف تک

مؤثر نہیں اور اُن کا ایمان لانا اور کفر سے باز آنا بالکل غیر متوقع بلکہ عدم ایمان یقینی ہے۔ جب اُن کا بغاوت و تمرد اس مرتبہ پر پہنچا تو اُن کی سزا یہ ہے کہ ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم (الآیۃ) اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں اور کانوں پر مُہر فرما دی۔

پنڈت صاحب کی بے ایمانی یہ ہے کہ انھوں نے اعتراض کرنے کے لیے قرآن پاک کے بیان کو اُلٹا اور یہ لکھا کہ خدا ہی نے اُن کے دل اور کانوں پر مُہر لگائی ہے اور اسی وجہ سے وہ گناہ کرتے ہیں تو ان کا کچھ بھی قصور نہیں۔ باوجودیکہ قرآن پاک میں اس کے بالکل برعکس ہو۔ مُہر کرنا اُن کے کفر و بغاوت کی سزا ہے نہ کہ اس کا علتِ کفر۔

یہ تھی پنڈت صاحب کے اعتراض کی حقیقت۔ کتنی سیاہ باطنی ہے کہ ایک الزام دینے کے لیے مضمون کو بالکل برعکس کر دیا جائے۔ سزائے جرم کو علتِ جرم بنایا جائے۔ جس کی ایسی مثال ہو جیسے کوئی کہے کہ زید کا ہاتھ سڑ گیا تھا اور کسی کام کا نہ رہا تھا اس لیے ڈاکٹر نے کاٹ ڈالا اس پر پنڈت صاحب اعتراض کریں کہ اس میں ہاتھ کا کیا قصور ہے۔ قصور تو ڈاکٹر صاحب کا ہے کہ جب انھوں نے ہاتھ کاٹ ڈالا تو وہ کام کیا کرتا۔ ایسے پنڈت صاحب کا یہی جواب ہو کہ انھیں دماغ درست ہونے کے لیے کسی ڈاکٹر کی سپرد کر دیا جائے۔

ردّی کاغذ ہمیشہ چاک کر دیے جاتے ہیں لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ چاک ہو جانے سے وہ ردی ہو گئے۔ بلکہ ردی ہونے ہی کی وجہ سے اُن کو

ہلاک کیا گیا۔

قرآن پاک نے اس آیت کریمہ میں خلق افعال کا نہایت نازک اور باریک مسئلہ بیان فرمایا جس کی بحث بہت بسط چاہتی ہے اور پنڈت صاحب اور ان کے امثال کے مدارک سے بالاتر اور بہت بالاتر ہے اس لیے اس کا بیان یہاں ضروری نہیں معلوم ہوتا مگر اس میں کوئی خفا اور حجاب نہیں ہے کہ بندہ مباشرت اسباب کرتا ہے قدرت اس پر نتائج مرتب فرماتی ہے نتیجہ نہ بندہ کا مقدور ہے نہ اس کے اختیار کو یہاں تک رسائی۔ عالم اکوان پر نظر ڈالیے تو موجودات خارجیہ کی کثیر ہستیاں بھی اپنے تغیراتِ احوال کے لغات میں حضرت قادر مطلق کی قدرت کاملہ کی شہادت دے رہی ہیں۔

ایک بد پرہیزی کرتا ہے اور لذائذ و خواہشات سے دست کش نہیں ہوتا مرض کے خطرے کو خیال میں نہیں لاتا۔ اس جرم کا مرتکب ہوتا ہے قدرت الٰہیہ آفات و مایوسی کا نتیجہ اس پر مرتب فرما دیتی ہے۔

ایک ہندو فقیر ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا لیتا ہے اور عرصہ دراز تک حرکت اور کام موقوف کر کے نعمت خدا کی ناشکری کرتا ہے تو قدرت اس ہاتھ پر ناکارہ ہونے کی مہر لگا دیتی ہے اور باقی زندگی کے لیے حس و حرکت سے توانائی اس سے سلب کر دیتی ہے۔ اب یہ ہاتھ ایک درخت کی سوکھی شاخ کی طرح تر و تازہ بدن میں ایک بے کار ٹہنی سا لگا ہے۔

ناشکری و ناسپاسی نعمت خدا کی بے قدری تو اس کا فعل تھا لیکن اس ہاتھ کو خشک اور بیکار کر دینا اور جسم کی توانائی بھی سلب فرما دینا قدرت

کی طرف سے اس گناہ کی سزا ہے اگر عقل ہو تو آدمی خیال کر سکتا ہے کہ جو قدرت ہاتھ کو اس کے فرائض و خدمات سے روکنے پر اُس کے افعال و قویٰ کے بطلان سے سزا دیتی ہے اُس قدرت کا یہ مقتضے ذرا بھی قابل استعجاب و استبعاد نہیں کہ قلب کو اُس کی خدمات سے روکنے اور معطل کر دینے کے جرم میں اُس پر مہر لگا دی۔

اعتراض۔ اُن کے دلوں میں بیماری ہے اللہ نے اُن کی بیماری بڑھا دی۔ بھلا بلا قصور خدا نے اُن کی بیماری بڑھا دی رحم نہ آیا۔ اُن بیماروں کو بڑی تکلیف ہوئی ہوگی کیا یہ شیطان سے بڑھکر شیطنت کا کام نہیں ہے کسی کے دل پر مہر لگانا کسی کی بیماری بڑھانا خدا کا کام نہیں ہو سکتا کیونکہ بیماری کا بڑھنا اپنے گناہوں کا نتیجہ ہے۔

جواب۔ بدزبانی اور دل آزاری تو پنڈت صاحب کی طبیعت ثانیہ ہے اور اُن کے پاس اس کے سوا اور کوئی ذخیرہ نہیں مگر آپ کی فہم و فراست قابل داد ہے۔ روحانی اور قلبی امراض کو آپ جسمانی اور بدنی بیماری سمجھے اس سمجھ پر پتھر پڑیں اتنا بھی نہ سمجھا وہ تو اُس بت کو خدا سمجھے۔

قرآن پاک نے فرمایا تھا فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اُن کے دلوں میں مرض ہے۔ دل کا مرض کفر و نفاق۔ ناخدا شناسی ہے۔ پنڈت جی اپنی کمال ذہانت سے سوزاک آتشک جلنے کس چیز کو دل کا مرض سمجھے ہیں سچ ہے

جو سیدھی بات کہتا ہوں تو وہ اُلٹی سمجھتا ہے

حماقت ہو گئی ہے ایسی طبع شوخ بدظن میں

بھی امراض کو بدنی امراض سمجھ جانا ایسا بھونڈاپن اور کوڑ مغزی ہے جس کی نظیر سوائے پنڈت صاحب کے اور کسی میں تلاش کرنا سعی بے حاصل ہوگا جو دماغ اتنا سمجھنے کی بھی قابلیت نہ رکھے وہ اعتراض کے لیے منہ کھولے تو بجز اس کے کیا کہا جائے ؏

کیسے سر پھرے اور سادہ ہیں

مرض کی حقیقت خاص انسانی اعتدال سے خروج ہے اگر بدنی اعضا کے اعمال خارج از اعتدال ہو جائیں تو وہ بدنی مرض ہے۔ اسی طرح اگر قلبی یا روحانی اعتدال سے خروج ہو تو روح و قلب کی بیماری ہے۔

خدا کو نہ پہچاننا اس کی عظمت و کبریائی وحدانیت و یکتائی اور اس کے رسولوں اور کتابوں کا انکار سب سے بڑا قلبی و روحانی مرض ہے جس کا قرآن پاک میں ذکر ہے۔ اوپر کی آیت میں ارشاد فرمایا وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ یعنی اگرچہ منافقین براہ فریب کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور روز جزا پر ایمان لے آئے۔

حقیقت الامر یہ ہے کہ وہ مومن نہیں ہیں ان کے دلوں میں بیماری ہے اس میں ان کی بے ایمانی اور نفاق کا تذکرہ ہے۔ بے وقوف آدمی بھی سمجھتا تو اس قرینہ و اضحہ سے سمجھ جاتا۔ مرض قلبی سے روحانی بیماری کفر و نفاق مراد ہے جو انسان کی ہستی کو ناکارہ اور فاسد کر دیتی ہے مگر پنڈت صاحب سے عقل و فہم اتنی ہی دور ہے جتنا زمین سے آسمان بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ مگر بات یہ ہے کہ پنڈت صاحب معذور ہیں اس لیے کہ اس

مرض کے وہ خود بھی مریض ہیں اور اُن کا روح و قلب کفر کی تاریکیوں سے
سیاہ ہو رہا ہے اُنھیں کہاں اتنا ادراک باقی تھا کہ وہ بات کو سمجھ لیتے

بہرحال پنڈت صاحب کا اعتراض اُن کے تسلسل خیال کی تصویر
ہے اس سے اس پر سمجھ نا ذکر ایک اور تازہ پیدا ہو گیا کہ بناء فاسد پر تعمیر فاسد
شروع کر دی۔ روحانی کو مرض جسمانی سمجھ گئے اور پھر اپنی ہی اس سمجھ پر
اعتراض کرنے بیٹھے تو جھوٹ بولا کہ بلا قصور خدا نے اُن کی بیماری
بڑھا دی باوجودیکہ اسی آیت میں موجود ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝ کہ اُن کے لیے دردناک عذاب ہے اس سبب
کہ وہ اللہ و رسول کی تکذیب کرتے تھے۔ کافر بے ایمان تھے۔ اسی کو
بلا قصور کہتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار اُس کی کتابوں
کی تکذیب بھی قصور نہ ہو تو پھر کیا چیز قصور ہو سکتی ہے۔

اب آیت شریفہ کا مطلب سمجھیے۔

جن لوگوں نے اپنے مالک و خالق جل و علا تبارک و تعالیٰ کی ذات
و صفات وحدت و یکتائی کا علم حاصل نہ کیا اور جن کے قلوب اپنے مآل کار
کے ادراک سے قاصر رہے اور جنھوں نے کتب الٰہیہ اور رسولوں کی تکذیب
کی جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے مبعوث تھے وہ بیمار ہیں اُن کے
قلوب بیمار ہیں۔

جب کوئی عضو مریض ہوتا ہے تو اپنے افعال کو مجرائے طبعی پر جاری
نہیں رکھ سکتا۔ آنکھ بیمار ہوتی ہے تو روشنی کا دیکھنا جو اُس کا طبعی فعل

اور فرض خاص ہے، اُس کو دشوار اور تکلیف دہ ہو جاتا ہے تو جب ہم
دیکھیں کہ آنکھ اپنا کام نہیں کرتی تو ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ مریض ہے
کان کا کام سننا ہے اگر کان اصوات کا ادراک چھوڑ دے تو ہم یقین
کریں گے کہ وہ بیمار ہے۔ زبان کا فرض چکھنا ہے اگر وہ ذائقہ نہ دریافت
کرسکے تو ہم حکم کریں گے کہ وہ مریض ہے۔ اسی طرح قلب کا کام اور فرض
خاص معرفت حق ہے اگر وہ اس کو انجام نہ دے تو جزم کیا جائے گا کہ
اُس میں بیماری ہے۔ اسی وجہ سے جن لوگوں نے معارفت الٰہیہ اور اسرار
ربانیہ کی تکذیب کی اور سرگرم انکار رہے معلوم ہوا کہ اُن کا قلب بیمار ہے
یعنی تو وہ اُس چیز کو جو قلب کی زندگی ہے بجائے محبوب رکھنے کے مبغوض
رکھتے ہیں اور بجائے سر نیاز جھکانے کے زبان انکار کھولتے ہیں اس
حکمت کو وہی جان سکتا ہے جو حقیقی رہنما ہے۔ اس لیے قرآن پاک نے
بیان فرمایا فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ کہ اُن کے دلوں میں بیماری ہے جو شخص
حق تک پہنچنے سے مانع ہوا اور قرآن پاک جیسے الٰہی فرمان کے انکار پر
اُن کو کمربستہ کر رہا ہے لیکن قرآن پاک تو رحمت ہے ع

اسم نور گر نشد ہ دست باکم میز

اگر چاند کی دلربا روشنی سے کچھ بھی نہیں تو چاند کو برا نہ کرنا چاہیے وہ
اپنے لمعات دلگداز سے جمال کی آنکھیں روشن کرے۔ مگر چند بیمار قلب قرآن پاک
کی تکذیب کریں تو کیا قرآن پاک کا نزول موقوف ہو جانا چاہیے۔ وہ شفیع
مستعطیا یا حسن کی دلنوازی فرمائے چنانچہ ایسا ہی ہوتا [illegible]

فہرست کتب موجودہ مطبع نعیمی مراد آباد

بہارِ شریعت (مطبوعہ مطبع اہلسنت کلکتہ) اس کتاب میں مصنف علام نے تحقیق کے دریا بہائے ہیں مسائل فقہیہ ضروریہ بامحاورہ اردو میں تحریر فرمائے ہیں عورتوں مردوں بچوں سب کے لیے نہایت ضروری اور کارآمد ہے ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا موجود ہونا ضروری ہے قیمت حصہ اول ۵ر حصہ ۲ ۵ر حصہ ۳ ۵ر

انوار ساطعہ ۔ مولود شریف اور فاتحہ مروجہ وغیرہ کے جواز و استحسان میں نفیس کتاب ہے وہابیہ کے اعتراضات کے جواب میں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کمال تحقیق سے کام لیا ہے مطبع مجتبائی میں ۳۲۸ صفحہ پر چھپی ہے قیمت عہ

الکوکبۃ الشہابیہ پیشوائے وہابیہ کی کتابوں سے اس کے اقوال اور کتب علماء سے ان پر حکم کفر و ضلال بہ نشان صفحات بیان فرمائے گئے ہیں۔ تصنیف جلیل اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام المحققین قدوۃ المدققین مولانا مولوی محمد احمد رضا خانصاحب مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہ ۔ مطبوعہ حکیمی پریس کلکتہ ۔ قیمت ۴ر

تاریخ وہابیہ تصنیف حامی سنت حاجی مولوی محمد لعل خانصاحب مرحوم قیمت ۵ر

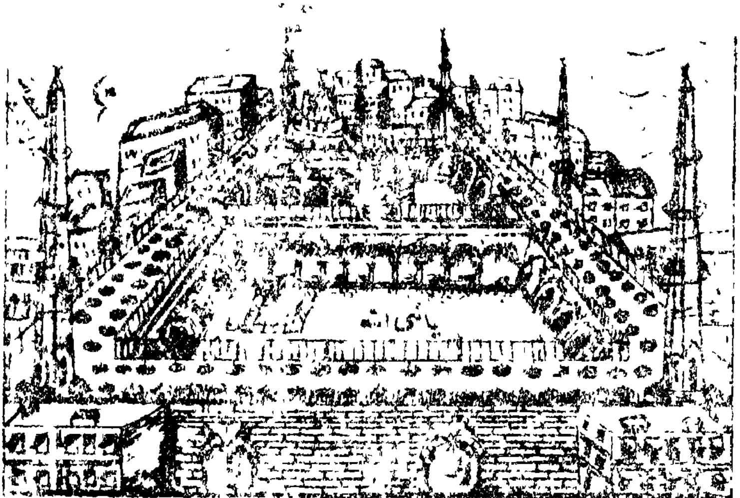
جواہر البیان ۔ امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی خیرات الحسان کا ترجمہ قیمت ۱۰ر

[illegible]

اَلْکَلِمَۃُ الْعُلْیَا لِاِعْلَاءِ عِلْمِ الْمُصْطَفٰی

یہ وہ نادر و نفیس کتاب ہے جس کو زمانہ زمانے سے زمانے میں تلاش کر رہا تھا اور ڈھونڈھی نہ ملتی تھی۔ اس کتاب نے مخالفین کے چھکے چھڑا دیے ہوش اڑا دیے قلم توڑ دیے دل نچوڑ دیے۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے لیے علوم جمیع اشیاء کے اثبات پر وہ دلائل و براہین قائم کیے جن سے مخالفین کو جائے سخن نہ رہی۔ ایک ایک اعتراض کے وہ وہ زبردست جواب دیے کہ مخالف سکتہ میں ہے۔ ان کے اعتراضات کی دھجیاں اڑا دیں۔ قرآن۔ حدیث۔ تفسیر اور معتبر و معتمد کتب کے حوالوں سے مسئلہ ایسا واضح اور روشن کر دیا کہ ذرا بھی جائے چون و چرا باقی نہ رہی اور مسئلہ کی حقانیت آفتاب سے زیادہ ظاہر و واضح ہو گئی وہابیہ کے اعتراضات تلاش کر کر کے جمع کیے گئے اور ہر ایک کا جواب اس کتاب میں بالتفصیل محققانہ طور پر دیا گیا ہے۔ یہ بے نظیر کتاب پہلی مرتبہ ۱۳۳۳ھ میں چھپی اور ہاتھوں ہاتھ نکل گئی حتےٰ کہ حضرت مصنف مدظلہ کے پاس ایک نسخہ بھی باقی نہ رہا ملک کے اطراف و اکناف سے برابر درخواستیں آتی رہیں اور طلب جاری رہی آخرکار ایک نسخہ مستعار لیکر بعد نظر ثانی دوسری مرتبہ نہایت خوشخط چھپوایا۔ بحمد اللہ اس مرتبہ بھی ایک ہفتہ میں تین ۳۰۰ سو کتابیں فروخت ہوئیں۔ شائقین جلد طلب فرمائیں ورنہ پھر ... انتظار کرنا پڑیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ قیمت علاوہ محصولڈاک ایک روپیہ (عہ)

ملنے کا پتہ ... مراد آباد۔ محلہ ...



بخاک سے لالہ سیراب بخیزد چو نرگس خواب چند از خواب برخیزد

برون آ و سراز برد یمانی کہ روئے ہست صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

جلد ۲ اہلسنت کا مذہبی اخلاقی ماہوار رسالہ نمبر ۹

السواد الاعظم

شائع ہوتا ہے

امراء و والیان ملک سے حسب کرم

مدیر — مولانا محمد عمر نعیمی

قد طبع عند النعیمی فی المطبع النعیمی الواقع فی بلدۃ مرادآباد واشاعہ

مذہب مقدس کی حمایت و حفاظت دشمنانِ دین اور مخالفینِ اسلام کے حملوں
دفع کرنا۔ متانت و سنجیدگی کے ساتھ ان کے اعتراضات رد کرنا۔ فرقہ بند
کو شکست دینا۔ وجوہ تفرق و اختلاف پر عمیق نظر ڈالکر اتحاد و اتفاق کی تدا
پیدا کرنا۔ مسلمانوں کو اخلاق و معاشرت سکھانا۔ قوم کی شیرازہ بندی کرنا۔ کھو
ہوئی دولت کا پتہ چلانا۔ گزرے ہوئے زمانہ کو واپس لانا۔ سوتوں کو جگا
مُردوں کو جِلانا یعنی مسلمانوں کی اصلاح کرکے انھیں حالت سابقہ پر لانا
مسلمانوں کو مذہب سے واقف کرنے کی کوشش کرنا۔ دین کی طرف توجہ دلا
اہل اسلام کے دینی و دنیوی زندگی کو کامیاب بنانا اس رسالہ کے بہترین مقا

اصحاب قلم کی خدمت میں گزارش

رسالہ کی زبان فصیح اور شستہ زبان رسالہ کے لوازم ضروریہ میں
سے مضامین میں زبان کا لحاظ ضرور رہے طرز سخن علمی مباحث میں محققانہ
مناظرات میں سخت و شنیع الفاظ سے احتراز کیا جائے۔ رسالہ کے اس انداز
کا لحاظ رہے مناظرات میں مطمح نظر تعصب نفسانیت کی رنجش سے رسا
انشاء اللہ تعالیٰ بالکل پاک رہیگا۔ مباحثات و مناظرات میں عدل و انصا
کے ساتھ حکم لگائے جائیں گے۔ رد و جواب میں تفہیم مد نظر ہوگی تحصیل و تحقیق منظ
البتہ واقعی حالت کا بے رو رعایت کماہی ظاہر کرنا ممنوع نہیں۔

فہرست مضامین

نعت شریف

ای نور خدا مجھکو یہ للہ عطا ہو — ذرّے پہ ترے سایۂ فگن مہر رضا ہو
ای جان جہاں درد دل و جاں کی دوا ہو — شافی ہو شہا بہر خدا مجھکو شفا ہو
تم نور خدا شان خدا ظل خدا ہو — واللہ نہ وہ تم سے نہ تم اس سے جدا ہو
کیا نذر گدا لائے جو بے برگ و نوا ہو — دل تم پہ تصدق ہو مری جان فدا ہو
ہے ذکر ترا ذکر خدا ای مرے مولیٰ — اللہ کرے دل سے کبھی یہ نہ جدا ہو
دل جان کے صدقے ہو تو جان دل سے تصدق — کیسے دل و جاں آپ پہ کونین فدا ہو
مجھکو یہ سماں ای مرے اللہ دکھادے — لشکر ترے محبوب کا بے مثل سجا ہو
حسرت ہی یہ ای میرے دل و جان کے مالک — دیوانہ ترا حشر میں یوں عرض رسا ہو
تم مالک و مختار ہو ای شافع محشر — اس پر بھی نظر ہو جو تمھیں دیکھ رہا ہو
پھر دیکھ کے مجھکو یہ ہو ارشاد کہ آصف — تو میرا گرفتار تھا پھر کیوں نہ رہا ہو
بہر کہ وہ بدتر ہے مگر بندۂ در ہے — آصف کو شہا اپنی گرہی سے نباہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علمائے اسلام

ایام ماضیہ میں حضرات انبیا علیہم السلام کی تشریف آوری کا سلسلہ جاری تھا یہ قدسی نفوس تشریف لاتے اور علوم حقہ کا نشر فرماتے خلق کی ہدایت کرتے اور اصلاح و درستی نفوس میں جہد بلیغ صرف فرماتے۔ جب آسمان ہدایت کا ایک نیر تاباں غروب فرماتا دوسرا نجم بازغ اپنے انوار کے فیضان سے دنیا کو مستفیض فرماتا۔ مسند نبوت کا ایک سریر آرا عالم بقا کا سفر اختیار فرماتا ہے تو جہان کی رہنمائی کے لیے دوسرا زیب اورنگ رسالت ہوتا ہے اب عالم کی باگیں ان کے ہاتھ میں ہیں۔ علوم الٰہیہ وعقائد حقہ کی تبلیغ ان کا فرض ہے جسے وہ خوبی سے انجام دیتے ہیں۔ روحانی وقلبی امراض کا معالجہ ان کے ہاتھ میں ہے شب و روز اسی میں مصروف ہیں۔ فاسد مواد کو دفع کرتے ہیں قویٰ اور ان کے افعال کی محافظت فرما کر نفوس انسانیہ کو سعادت نجات سے

منازل تک پہنچاتے ہیں۔

اسی طرح انبیا و مرسلین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی تشریف آوری کا سلسلہ جاری رہا تاآنکہ وہ مبارک وقت آیا کہ اس ایوان عالیشان میں ان تمام تاجوروں کا افسر کشور کشایان نبوت و رسالت کا سلطان سلاطین۔ رونق افروز اور جلوہ آرا ہوا

لَهُ النَّسَبُ الْعَالِي فَلَيْسَ لِمُشَابِهٍ	حَبِيبٌ نَسِيبٌ مُنْعِمٌ مُتَكَرِّمٌ
جَمِيلٌ بِتَاجِ الْمَكْرُمَاتِ مُتَوَّجٌ	جَدِيرٌ بِآلَاءِ الْبَهَاءِ مُعَمَّمٌ
فَمَا فِي الْكَوْنِ لِلْأَصْفِيَاءِ مُحَمَّدٌ	طِرَازٌ بِأَنْوَارِ النُّبُوَّةِ مُعْلَمٌ
عَلَى كُلِّ يَوْمٍ زَادَكُوا الْبَارِقُوا	عَلَيْهِ صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ

صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ اور نبوت و رسالت حضور خاتم المرسلین پر ختم کر دی گئی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین آئندہ ہمیشہ کے لئے اس قصر عالی کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ اب یہ سہرا کسی پیشانی پر نہ باندھا جائے گا۔ یہ تاج کسی سر کو نصیب نہ ہوگا۔ اور تخت نبوت کی تخت نشینی اب کسی کو میسر نہ آئیگی

حدیث شریف۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ اَحْسَنَ بُنْیَانَهٗ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِهٖ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری اور انبیائے سابقین کی مثال ایک ایوان عالیشان کی طرح ہے جس کی تعمیر کمال حسن و خوبی سے نہایت زیب و زینت کے ساتھ انجام دی گئی ہو۔ اور صرف مقام ایک خشت ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔

اِلَّامَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَكُنْتُ اَنَاسَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِيَ الْبُنْيَانُ وَخُتِمَ بِيَ الرُّسُلُ۔ (بخاری شریف و مسلم شریف)	دیکھنے والے اُسکی نفاست و خوبی پر حیرت و تعجب کرتے ہوں مگر ایسے ایوان ذیشان میں ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھکر ہر ایک کی نگاہ اس کمی کا احساس کرتی ہو قصر نبوت کی یہ مثالی ہو وہ ایسا مزین ہو کہ ناظرین محو حیرت ہیں مگر ہر ایک دیکھنے والا اُسکی تکمیل کا منتظر ہو تو میں ہوں جس سے اُس قصر معلیٰ کی تکمیل کیگئی اور جسپر اُسکی تعمیر کا اختتام ہو مجھپر رسول ختم کیے گئے اور میں خاتم النبیین ہوں صلے اللہ علیہ وسلم

ایک اور حدیث میں حضور نے اپنے خصائص مبارکہ کے سلسلہ میں بیان فرمایا

اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ (مسلم شریف)	میں تمام مخلوق کی طرف رسول بناکر بھیجا گیا۔ اور میرے ساتھ انبیا ختم کیے گئے۔

عرباض ابن ساریہ کی حدیث میں یہ الفاظ مروی ہیں۔

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ (مشکوٰۃ شریف)	حضور نے فرمایا کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھدیا گیا تھا حالانکہ ہنوز آدم خمیر ہی میں تھے اُن کی خلقت تمام نہ ہوئی تھی۔

جبیر بن مطعم سے مروی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ۔ (بخاری و مسلم)	حضور نے فرمایا میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد نبی نہیں۔

نبوت کا دور تو ختم ہو چکا انبیا کے ورود کا سلسلہ تمام ہوا اب سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت عامہ کا سکہ عالم کے ہر ہر گوشہ میں رائج ہے تمام جہان آپ کی قلمرو ہے تمام مخلوق آپ کی امت خلق کی ہدایت و رہنمائی حضور ہی کے دامن کرم سے وابستہ ہے۔ قرآن پاک آپ کا معجزہ باقیہ ہے آپ زندہ ہیں اور اپنی امت کے خیر و شر کے نگراں۔

آپ کے خدام اور آپ کے نائب آپ کی امت کے حقانی اور ربانی علما ہیں جن کی شان احادیث میں یہ بتائی گئی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ (بخاری و مسلم)	اللہ تعالیٰ جس کی بہتری چاہتا ہے اس کو دین میں فقہ اور علم و فہم عطا فرماتا ہے۔

اِنَّ الْعَالِمَ لَیَسْتَغْفِرُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالْحِیْتَانُ فِیْ جَوْفِ الْمَاءِ وَاِنَّ	حضور نے فرمایا بے شک عالم کے لیے اہل آسمان اور اہل زمین سب دعائے مغفرت کرتے ہیں اور مچھلیاں پانی میں یعنی تمام حیوانات

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ (ترمذی وابوداود وابن ماجہ)

عالم کی مغفرت و بخشائش کی دعا کرتے ہیں (محقق دہلوی شرح میں لکھتے ہیں کہ خاص مچھلیوں کا ذکر فرمانے میں اشارہ ہے کہ بارش جو آسمان سے برستا ہے علما کی برکت سے برستا ہے جس میں مچھلیاں زندگی کرتی ہیں چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے

بِهِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ تُرْزَقُوْنَ انھیں کی وجہ سے مینہ برسائے جاتے ہیں اور انھیں کی وجہ سے رزق دیے جاتے ہیں۔ تمام عالم کے حق میں دعا کرنے کا سبب یہ ہے کہ عالم کی صلاح و درستی علم پر موقوف ہے اور عالم کے جتنے انواع و اصناف ہیں ان میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں جس کی صلاح و بہتری اور انتظام علم پر موقوف نہ ہو اس لیے اللہ تعالی نے عالم کی ہر صنف پر عالم کے حق میں دعائے مغفرت کرنا مکتوب کر دیا جو اس کی بڑے عوض ہے جو اس سے ان کو پہنچا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم کے گناہ اہل زمین و آسمان کے استغفار سے بخشے جاتے ہیں اللہ تعالی غفور ہے وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

(حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا) عالم کی فضیلت و بزرگی عابد پر ایسی ہے جیسے ماہ کامل کی شب چاند کی تمام کواکب پر (حضور علیہ الصلوۃ والتسلیمات نے عالم کو ماہ تمام کے ساتھ تشبیہ سے نوازا اس لیے کہ اس کا نور زمین پر محیط ہے چونکہ علم کا فیض متعدی ہے اور تمام عالم کو پہنچتا ہے اس لیے یہ تشبیہ نہایت مناسب ہے اور عابد کا عمل لازم ہے اس کے ثمرات اس کی ذات تک محدود ہیں غیر کو اس سے کوئی

فائدہ نہیں پہنچا اس لیے اُس کو ستارہ سے تشبیہ دی کہ نور والا تو وہ بھی ہے مگر اتنا نہیں کہ خود چمک کر سے روئے زمین کو روشن کر دے یہ اُسے میسر نہیں ایک نکتہ اس تشبیہ میں یہ بھی ہے کہ قمر کا نور آفتاب کے نور سے مستفاد ہے اسی طرح عالم کو نور علم آفتاب نبوت و رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے مستفاد و مکتسب ہے۔ (شرح شیخ محقق)

(حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) بے شک علما انبیا کے وارث ہیں کہ اُن سے علم دین وراثت میں پایا ہے اور بے شک انبیا کسی کو درہم و دینار کا وارث نہیں کرتے ان کا ورثہ علم ہے وہی چھوڑتے ہیں اور اسی کا وارث کرتے ہیں جس کسی نے علم حاصل کیا اُس نے دین و سعادت کا بڑا حصہ پایا۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاهِلِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَّالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ كَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّی النَّمْلَةَ فِیْ جُحْرِهَا وَحَتّٰی

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور دو شخصوں کا ذکر کیا گیا جن میں ایک عابد ہے اور دوسرا عالم فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر۔

پھر فرمایا بے شک اللہ اور اس کے ملائکہ اور اہل آسمان اور اہل زمین حتی کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور

اَلْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ۔ (ترمذی شریف)	اور مچھلی پانی میں علم دین سکھانے والے پر درود بھیجتی ہیں اور دعائے رحمت کرتی ہیں۔
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ (ترمذی)	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت تر ہے۔
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ فِيْ مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ۔ (دارمی)	دو خصلتیں منافق میں جمع نہیں ہوتیں۔ (۱) روش نیک (۲) اور دین میں فقہ و فطانت
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْزَنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ بِدَمِ الشُّهَدَاءِ (احیا)	حضور نے فرمایا روز قیامت علما کی دوات شہدا کے خونوں سے وزن کی جائیں گی۔

وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا

از تالیفات حبر علامہ نحریر فہامہ قدوۃ النبلاء اسوۃ الفضلاء سید المتکلمین سند المحققین حضرت مولانا الحاج المولوی محمد گل صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب لاجواب

ذخیرۃ العقبیٰ

فی استحباب

مجلس میلاد مصطفیٰ

باہتمام جناب مولانا مولوی محمد عمر صاحب نعیمی مرادآبادی مدیر رسالہ دام مجدہٗ

در مطبع فیض منبع نعیمی مرادآباد مطبوع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اس زمانہ
میں ملک ہندوستان میں ہر شہر اور قریہ میں لوگ مجلس میلاد شریف (۴۲
آنحضرت کی منعقد کرتے ہیں اور اس مجلس میں میلاد شریف یعنی تاریخ ولادت
اور دن پیدائش آنحضرت کا بھی بیان ہوتا ہے۔ آیا یہ بیان از روئے
شرع شریف جائز ہے یا بدعت۔ اور جواب آیات اور حدیث سے دیا جائے۔
بینوا توجروا هو المصوب۔

الجواب۔ یہ بیان از روئے شرع شریف جائز اور موافق حدیث
کے ہے۔ چنانچہ ترمذی نے منجملہ ابواب مناقب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک باب جداگانہ واسطے بیان میلاد شریف آنحضرت کے منعقد کیا ہے
لہذا کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا کہ بیان احادیث مناقب آنحضرت صلے اللہ
تعالے علیہ وسلم کو بدعت سمجھے۔ ورنہ وہ شخص بدعتی اور اسلام سے خارج

ہوگا۔ اور وہ باب یہ ہے باب[1] ما جاء فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن المطلب ابن عبد اللہ بن قیس بن مخرمة عن ابیہ عن جدہ قال ولدت انا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل قال وسأل عثمان بن عفان قباث بن اشیم اخا بنی یعمر بن لیث انت اکبر ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکبر منی و انا اقدم منہ فی المیلاد اور نیز صحیح مسلم میں بروایت ابو قتادہ کے حدیث صحیح مروی ہے اور اُس حدیث میں آنحضرت نے اپنی پیدائش کا دن بھی بیان فرمایا ہے اور وہ حدیث یہ ہے قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی یعنی کہا ابو قتادہ نے کہ پوچھے گئے آنحضرت پیر کے روزے سے پس فرمایا حضرت نے کہ میں اس میں پیدا ہوا اور مجھ پر قرآن نازل ہوا لہذا میں روزہ رکھتا ہوں اس دن میں۔

سوال دوئم۔ لوگ جو مجلس میلاد شریف کو منعقد کرتے ہیں اُس میں

---

[1] یہ باب میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں ہے۔ روایت ہے قیس بن مخرمہ سے کہا اُنھوں نے کہ پیدا ہوا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھی کے سال میں یعنی جس سال میں ابرہہ نے ہاتھی واسطے ڈھانے خانہ کعبہ کے بھیجا تھا اور کہا اُنھوں نے کہ پوچھا عثمان بن عفان نے قباث بن اشیم سے جو قبیلہ یعمر بن لیث سے ہیں کہ تم بڑے ہو یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو اُنھوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں۔ اور پیدا ہونے میں اُن سے میں پہلے ہوں ۱۲

آنحضرت کا مولد شریف اور ہجرت کا بیان بھی کرتے ہیں سو یہ جائز ہے یا بدعت

جواب۔ یہ دونوں امر ابواب شمائل اور اخلاق نبوی میں بیان ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے توراۃ میں بھی بیان کیا ہے۔ سو کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا کہ احادیث شمائل نبوی کے بیان کو بدعت سمجھے۔ ورنہ وہ خود بدعتی اور کتاب اللہ سے منکر ہوگا۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب شمائل نبوی میں ایک حدیث طویل مروی ہے اور اس حدیث کے آخر میں بیان مولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہجرت دونوں توراۃ سے منقول ہیں۔ اور اس حدیث شریف کو ضرورت کی جگہ سے نقل کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔

فقالوا یا رسول اللہ یهودی یحبسك فقال رسول اللہ منعنی ربی ان اظلم معاهدا وغیرہ فلما ترجل النهار قال الیهودی [1]
اشهد ان لا الٰه الا اللہ واشهد انك رسول اللہ وشطر مالی فی سبیل اللہ اما واللہ ما فعلت بك الذی فعلت بك الا لانظر الی نعتك فی التوراۃ محمد بن عبد اللہ مولدہ بمکۃ ومهاجرہ

---

[1] ترجمہ حدیث۔ صحابیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہودی تو روکتا ہے آپ کو پس فرمایا رسول اللہ نے کہ منع کیا ہے مجھکو پروردگار میرے نے اس سے کہ ظلم کروں ذمے عہد والے وغیرہ پر پس جب دن نکلا کہا یہودی نے گواہی دیتا ہوں میں کہ تم رسول خدا کے ہو اور آدھا مال میرا صدقہ ہے خدا کے راستہ میں اور قسم ہے خدا کی کہ نہیں کیا میں نے جو کچھ کہ کیا مگر تاکہ دیکھوں میں طرف صفت آپ کے جو کہ موافق اس صفت کے ہے جو توراۃ میں ہے اور وہ صفت یہ ہے کہ محمد بیٹا عبد اللہ کا ہے۔ پیدائش اس کی مکہ میں ہے اور اس کی ہجرت کی جگہ مدینہ ہے اور سلطنت اس کی شام میں ہے نہیں ہے۔ بدزبان نہ سخت دل اور نہ چلانے والا بازاروں میں ۱۲

بطیبۃ وملکہ بالشام لیس بفظ ولا غلیظ و سخاب فی الاسواق۔
اور نیز مشکوٰۃ شریف میں وارد ہے وعن کعب یحکی عن التوراۃ قال نجد مکتوبا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبدی المختار لا فظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفوا ویغفر مولدہ بمکۃ وھجرتہ بطیبۃ وملکہ بالشام الحدیث اور نیز دارمی نے ایک باب جداگانہ واسطے بیان اُن اوصاف رسول اللہ کے منعقد کیا ہے جو بعثت رسول اللہ سے پہلی کتب سماویہ میں اُن اوصاف کا بیان تھا چنانچہ ایک حدیث اُنھوں نے روایت کی جو اخیر میں اُس کے یہ مسطور ہے مولدہ بمکہ ومھاجرہ بطیبہ وملکہ بالشام اب غور کا مقام ہے کہ دارمی نے یہ حدیث بیان صفت رسول اللہ میں ذکر کی۔ سو کونسا مسلمان ہوگا جو بیان اوصاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدعت سمجھے گا ورنہ وہ خود بدعتی اسلام سے خارج ہوگا۔

سوال سوئم۔ لوگ جو مجلس میلاد شریف منعقد کرتے ہیں اُس میں بیان پیدائش آنحضرت اور معجزات یعنی وہ امور کہ خارق العادت وقت پیدائش آنحضرت سے ظاہر ہوئے بیان کرتے ہیں۔ آیا یہ بیان از روئے شرع شریف جائز ہے یا بدعت۔

جواب۔ ان دونوں امر کا بیان از روئے شرع شریف جائز ہے نہ بدعت۔ اسلئے کہ یہ امور احادیث فضائل نبوی میں مذکور ہیں لہذا کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا کہ بیان ایسے احادیث فضائل نبوی کو بدعت سمجھے ورنہ وہ خود بدعتی اور اسلام

خارج ہوگا۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب فضائل نبوی میں مروی ہے۔ اور
وہ حدیث ضرورت کی جگہ سے نقل کی جاتی ہے ساخبرکم[لہ] باول امری دعوۃ
ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ ورؤیا امی التی رأت حین وضعتنی
وقد خرج لها نور اضاء لها منه قصور الشام رواہ فی شرح
السنۃ رواہ احمد عن ابی امامۃ من قولہ ساخبرکم الحدیث اور
نیز صحیح بخاری شریف میں حدیث صحیح واسطے ذکر پیدائش آنحضرت کے مروی
ہے وہ یہ ہے عن[سلہ] ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت من
خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت منه اور نیز ابواب مناقب ترمذی
میں خصوصًا باب بیان فضیلت نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حدیث صحیح واسطے بیان
(۶) ذکر پیدائش آنحضرت کے مروی ہے وہ یہ ہے عن[سکہ] العباس بن عبد المطلب

لہ ترجمہ اب خبر دوں ساتھ اول امر اپنی کے کہ وہ دعا ابراہیم علیہ السلام کی ہے اور واسطے میرے اور خوشخبری عیسیٰ علیہ السلام کی ہے اور دیکھنا ماں میری کا اُس چیز کو جو دیکھا اُنھوں نے جس وقت جنا اُنھوں نے مجھکو ظاہر ہوا اُنکے لیے نور جو روشن ہو گئے اُس نور کے سبب سے مکانات شام کے ۱۲ سلہ ترجمہ یعنی پیدا کیا گیا میں بہترین طبقوں سے بنی آدم کے یہانتک کہ ہوا میں ایسے قرن میں کہ ہوں میں اُسے ۱۲ سکہ روایت ہے عباس بن عبد المطلب سے اُنھوں نے کہا عرض کیا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ قریش بیٹھکر اپنے حسب کا ذکر کرنے لگے تو آپ کو ایسے درخت سے مثال دی کہ وہ کھوڑے پر ہو سو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات کو اور مجھکو اُن سب گروہوں میں سے اچھے گروہ میں پیدا کیا اور پسند کیا دو گروہوں کو اور اُن گروہوں میں قبیلوں کو اور مجھے بہترین قبیلوں میں پیدا کیا یعنی قریش میں۔ پھر پسند کیا گھروں کو اور مجھے سب گھروں سے بہترین پیدا کیا سو میں ان سب سے ذات میں اور خاندان میں بہتر ہوں ۱۲

قال قلت یا رسول اللہ ان قریشا جلسوا فتذاکروا احسابھم بینھم فجعلوا امثلک مثل نخلۃ فی کبوۃ من الارض قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلق الخلق فجعلنی من خیر فرقھم وخیر الفریقین ثم خیر القبائل فجعلنی فی خیر القبیلۃ ثم خیر البیوت فجعلنی فی خیر بیوتھم فانا خیرھم نفسا وخیرھم بیتا۔

سوال چہارم۔ جو لوگ مجلس میلاد شریف منعقد کرتے ہیں سو بوقت ذکر پیدائش آنحضرت کے سب حاضرین مجلس قیام بھی کرتے ہیں۔ آیا یہ قیام ازروئے شرع شریف جائز ہے یا بدعت۔

جواب۔ قیام کرنا بوقت ذکر پیدائش آنحضرت کے سنت ہے نہ بدعت۔ چنانچہ حدیث صحیح ترمذی میں درباب بیان فضائل رسول اللہ کے وارد ہے (۷) کہ آنحضرت نے قیام فرماکر اپنی پیدائش کا بیان فرمایا ہے تو یہ قیام آنحضرت کا فعل ہے اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مسلمان بدعت نہ کہیگا اور وہ حدیث یہ ہے عن[لہ] المطلب بن ابی وداعۃ قال جاء العباس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانہ سمع شیئا فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ علیک السلام قال علیہ السلام انا محمد

لہ۔ روایت ہے مطلب بن وداعہ سے کہ حضرت عباس قریش سے کچھ سنکر حضرت کے پاس آئے اور عرض کیا پس آنحضرت نے قیام کیا منبر پر اور فرمایا کہ میں کون ہوں۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ آپ رسول ہیں اللہ کے سلام ہو جیو آپ پر۔ فرمایا آپ نے کہ میں محمد بیٹا ہوں عبداللہ کا۔ وہ بیٹا ہے عبدالمطلب کا۔ اور اللہ نے پیدا کیا مخلوق کو اور اُن کے اچھے لوگوں میں سے مجھکو پیدا کیا۔ پھر بنایا اللہ نے اُنکو دو فرقے اور مجھکو پیدا کیا بہترین اُن دو فرقوں کے پھر بنایا اُس فرقہ کے قبائل پس پیدا کیا مجھکو بہترین قبائل سے۔ پھر بنایا اللہ نے اُن میں خاندانی اور پھر [illegible]

بن عبد اللہ بن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم ثم جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیرھم فرقۃ ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیرھم قبیلہ ثم جعلھم بیوتا فجعلنی فی خیرھم بیتا وخیرھم نفسا وھکذا فی المشکوٰۃ **تنبیہ** اس حدیث ترمذی اور مشکوٰۃ شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ مولود خواں بوقت ذکر پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر قیام فرما کر اپنے حالات پیدائش بیان فرمائے ہیں چنانچہ قام علی المنبر صریح اس پر دال ہے تو تبعین سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لازم ہے کہ ذکر پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر یا کسی مرتفع جیسے منبر کی مانند ہو بیان نہ کریں۔

سوال پنجم۔ اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت ذکر پیدائش اپنے کے منبر پر قیام فرمایا ہے اور یہاں گفتگو بیان ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ آیا بیان ولادت کے وقت میں بھی لوگ قیام کریں یا نہ کریں۔ اور حدیث ترمذی اور مشکوٰۃ اول کے لیے موید ہے نہ دوم کے لیے۔ ۲

جواب۔ حدیث گزشتہ میں پیدائش بمعنی تولد ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء حدیث گزشتہ میں یوں فرمایا ہے کہ میں محمد بن عبد اللہ ہوں یعنی عبد اللہ کی پشت سے پیدا ہوں اور اسی حدیث کے اخیر میں یوں فرمایا ہے کہ فجعلنی فی خیرھم بیتا تو یہاں بیتاً سے عبد اللہ کا گھر مراد ہے اور مجموع فجعلنی فی خیرھم بیتاً سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسیطرح بیان کریں ذکر پیدائش آنحضرت کی حالات پیدائش کے منبر پر قیام کر کے

اس پر فرمایا ابوبکر کو حکم کرو کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ اُنھوں نے پھر عرض کیا حضور نے
پھر یہی فرمایا تاآنکہ اُنھوں نے حضور کے زمانہ میں نماز پڑھائی۔ اس حدیث کو امام بخاری و
مسلم نے روایت کیا۔ حضرت علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے متواترہ کہا
اور یہ بطرق کثیرہ مروی ہے۔ بعض طرق میں حضرت صدیقہ کے بار بار عرض کرنے کی یہ توجیہ
مذکور ہے کہ حضرات صحابہ کو حضور کی جگہ دوسرے شخص کا کھڑا ہونا گراں ہوگا اس لئے وہ
نہیں چاہتی تھیں کہ اُنکے والد کی طرف سے کسی شخص کو ذرہ بھر گرانی ہو۔ اور کیا عجب ہے
کہ ان بعض لوگوں سے حضرت صدیقہ اپنی ہی ذات مراد لیتی ہوں۔ وہ اس قدر شیدائے
جمال اقدس تھیں حضور کی جگہ خاص اپنے والد کو دیکھنا بھی گوارا نہ تھا۔ گویا عشق کی
مذاق سے خبر رکھنے والے اس نکتہ تک پہونچ سکتے ہیں اور حدیث شریف میں فَاِنَّکُنَّ
صَوَاحِبُ یُوْسُفَ کا لفظ اس معنی کی تائید کرتا ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ
والتسلیمات کا ارشاد حکمت دینی اور اقامت خلافت پر مبنی تھا اور حضرت صدیقہ زلیخا
کی طرح (بلکہ ان سے بھی زیادہ) شیدائے حسن تھیں حضور کی جگہ دوسرے کا دیکھنا گو وہ
اپنے والد ہی کیوں نہوں گوارا نہ کر سکتی تھیں اسی لئے عاشقانہ انداز میں بار بار عرض
جاری رکھی۔ حضور نے یہ کلمہ فرما کر اُن کو جواب عطا فرما دیا کہ منصب نبوت کے احکام
حکمت پر مبنی ہیں اُنکے مقابلہ میں آپکے جذبات محبت کا لحاظ نہ فرمایا جائیگا چنانچہ
حضرت صدیقہ کی یہ عرض پذیرا نہوئی اور حضرت صدیق اکبر کو حضور نے امام بنایا
ابن زمعہ کی حدیث میں ذکر ہے کہ جس وقت حضور نے نماز پڑھانے کا حکم دیا اس وقت
حضرت صدیق موجود نہ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انھوں نے نماز
پڑھائی۔ اس پر حضور نے فرمایا نہیں نہیں نہیں اللہ اور مسلمان ابوبکر کے سوا کسی اور کو

قبول نہیں کرتے۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ ابھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر ہی کہی تھی کہ حضور نے سنکر سر مبارک اٹھایا اور غصہ کے ساتھ فرمایا کہ ابن ابی قحافہ (ابو بکر) کہاں ہیں علماء نے فرمایا اس حدیث میں حضرت صدیق کے افضل صحابہ اور احق بالخلافۃ اور اولی بالامامت ہونے پر دلالت واضحہ موجود ہے۔
اشعری نے کہا یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ حضور نے باوجود انصار و مہاجرین کی موجودگی کے حضرت صدیق کو امامت کا حکم دیا اور حدیث میں آچکا ہے کہ قوم کی امامت اسکا سب سے بڑا قاری کرے تو ثابت ہوا کہ حضرت صدیق صحابہ میں سب سے زیادہ قاری اور سب سے بڑے عالم قرآن تھے خود صحابہ نے اس سے اُن کی احق بالخلافۃ ہونے پر استدلال کیا ہے اور انھیں استدلال کرنے والوں میں سے حضرت عمر اور حضرت علی بھی ہیں رضی اللہ عنہم۔
ابن عساکر نے حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ سے ایک حدیث روایت کی جس کا مضمون ہے کہ حضور سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کو امامت کا حکم فرمایا اس وقت میں حاضر تھا غائب نہ تھا بیمار نہ تھا۔ تو ہم اپنے دنیا کے لئے بھی اُس سے راضی ہیں جسکو حضور نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا یعنی معاملہ دینی میں حضرت صدیق کی تقدیم جب سرکار دولت مدار کی منشاء سے ہوئی تو امور دنیا میں اُنکا اتباع کرنے سے کون چیز مانع ہو سکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اُن کو احق بالخلافۃ نہ تسلیم کیا جائے
علماء نے فرمایا کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلیت امامت کیساتھ زمان رسالت میں معروف و مشہور تھے۔
حضرت حفصہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت

میں عرض کیا جب آپ بیمار ہوتے ہیں حضرت ابوبکر کو متقدم کرتے ہیں فرمایا میں انکو مقدم نہیں کرتا لیکن اللہ تعالےٰ انھیں مقدم فرماتا ہے۔

دارقطنی نے افراد میں اور خطیب و ابن عساکر نے علی مرتضیٰ سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ حضور انور نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالےٰ سے تین مرتبہ تمھیں مقدم کرنے کا سوال کیا مگر اس نے منظور نہ فرمایا کہ ابوبکر کے سوا اور کوئی مقدم کیا جائے

ابن عدی نے ابوبکر ابن عیاش سے نقل کیا کہ ان سے (خلیفہ) رشید نے دریافت کیا۔ اے ابوبکر لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق کو کس طرح خلیفہ بنایا میں نے کہا اے امیر المومنین اللہ نے سکوت کیا رسول نے سکوت کیا مومنین نے سکوت کیا۔ رشید نے کہا کہ آپ نے مجھے اور زیادہ غم میں ڈالدیا اس پر انھوں نے جواب دیا کہ حضور آٹھ روز بیمار رہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کون نماز پڑھائے حضور نے فرمایا کہ ابوبکر کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں انھوں نے آٹھ روز نماز پڑھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا اللہ کے سکوت سے اور مومنین نے سکوت کیا آپ کے سکوت سے خلیفہ کو یہ جواب پسند آیا اور کہا کہ بارک اللہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق کی خلافت پر اجماع ہو چکا حضور کے بعد لوگ مضطر ہوئے انھوں نے زیر آسمان کوئی ہستی حضرت صدیق سے بہتر نہ پائی تو ان کو اپنے گردنوں کا مالک بنالیا۔

علماء نے حضرت صدیق کی خلافت پر آیات سے بھی استدلال کئے ہیں احادیث سے بھی اور سب دلائل سے قطع نظر کر لیجائے تو ثبوت خلافت کے لئے صرف اجماع ہی حجت قویہ ہے۔

اسد السنہ نے آپکے فضائل میں معاویہ بن قرہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام حضرت ابوبکر کے خلیفہ رسول ہونے میں متفق تھے اور اُن میں سے کسی کو اس امر میں کسی قسم کا شک بھی نہ تھا اور وہ ہمیشہ آپ کو خلیفہ رسول اللہ ہی کہتے تھے اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا خطاء و ضلال پر جمع ہونا شرعاً متصور ہی نہیں۔

حاکم نے بسند صحیح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ	جس چیز کو مسلمان بہتر سمجھیں وہ عند اللہ بھی
حَسَنٌ وَمَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ سَيِّئًا	بہتر ہے اور جس کو مسلمان بُرا جانیں
فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ سَيِّئٌ ۔	وہ اللہ کے نزدیک بھی بُری ہے ۔

جمہور صحابہ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو بہتر سمجھا تو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وہ عند اللہ بھی حسن و بہتر ہے ۔

بیعت

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کی حیات شریفہ کا لمحہ لمحہ روز اسلام سے یوم الوصال تک نورانی اور نعم ناخرہ سے مالامال ہے اُنکے بعد آنے والوں کی تمام زندگیاں اُن کی پاک زندگی کے لمحے لمحے پر فدا کرنیکے قابل ہیں لیکن اس عظمت و شرف والی حیات کے واقعات میں بیعت خلافت کا واقعہ بہت وجوہ سے اہم ترین وقائع اور نہایت جلیل الشان اور عظیم القدر ہے خواہ نیابت رسالت و خلافت بے فصل کے پہلو سے نظر ڈالئے خواہ اس حیثیت سے دیکھئے کہ اسلام کی ابتدائی عمر میں مسلمانوں کے امور کا انتظام کس خوبی اور بے مثال سنجیدگی سے سرانجام دیا اور اُن کی جماعت کو تشتت وتفرق اور اختلاف و پراگندگی سے کس حسن تدبیر کیساتھ بچایا خلفاء راشدین کی خلافتوں

سے ہر ایک خلافت حق ہے اور مسلمانوں کی گردنیں انقیاد و تسلیم کیساتھ اُن کی بارگاہ عالیہ میں جھکی ہوئی ہیں لیکن دوسرے دلائل و براہین سے قطع نظر کرکے خالص واقعات پر نظر ڈالنے والا بے تردد اس نتیجہ پر پہونچ جاتا ہے کہ ہر ایک خلافت اُسی وقت کیلئے تھی اور اُسکا وہی موقع تھا جو قدرت نے عطا فرمایا میں ہر ایک خلافت کی کامل عظمت سینہ و دل میں رکھتا ہوں مع ہذا انصاف یہ کہنے پر مجبور ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا عہد جو زمانہ پاک رسالت سے بالکل متصل ہے نزاع و جدال سے پاک رہا اور مسلمانوں کے اتفاق و یگانگت اتحاد و اخوت میں باوجود دشمنوں کی بے انتہا کوشش کے کوئی فرق نہ آیا اور تمام کام اُسی نظم کے ساتھ جاری رہے اسی کا نتیجہ تھا کہ انکے بعد والی خلافتوں میں اسلام کی بہت شاندار فتوحات بکثرت نظر آتی ہیں اگر اس خلافت اولیٰ کی جگہ کوئی اور خلافت ہوتی اور اس عہد کی جگہ کوئی دوسرا اختلاف والا عہد ہوتا تو اسلام کی بنیادیں ابتدا ہی میں متزلزل ہو جاتیں اور اول امر ہی میں اسکو وہ ضعف پہونچتا جسکی تلافی کی کوئی صورت عالم اسباب میں نظر نہیں آتی انکے علاوہ اور بہت سے پہلو ہیں جو اس واقعہ کی اہمیت کے موجب ہیں۔

سنی شیعہ کا اختلاف

اس حقیقت پر نظر ڈالتے ہوئے کسقدر افسوس ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ نیابت رسول کا جو منصب خود زمانہ خلافت میں بے نزاع و اختلاف تسلیم کر لیا گیا اور جس پر صحابہ کی مقدس جماعتوں کا اجماع ہو چکا اور کسی قسم کی خفیف سی منازعت یا مخالفت بروے کار نہ آئی آج اپنے آپ کو مسلمان کہنے والوں کی ایک جماعت ہاں

بعد اس میں اختلاف کرکے نزاع وجدال کا بازار گرم کرے اور خوبی سے گذرے ہوئے قرنوں کو صدیوں بعد جنگ کا حیلہ بنائے۔

تیغ اسلام سے زخم کھائے ہوئے دل اور کفار کے عناد پرور سینوں کی آتش فشاں عداوت جو کام اس وقت نکر سکی وہ اس وقت ہے ان اسباب کے حاصل ہے مخالفانہ اور معاندانہ نہیں مناظرانہ اور مباحثانہ نہیں ہمدردانہ اور مخلصانہ کہتا ہوں کہ آج بھی نظر صحیح سے کام لیجئے تو اختلاف رفع ہو سکتا ہے جو خلافت کامیابی کیساتھ اپنے کمال کو پہونچ چکی جس کو اس کے زمانہ کے تمام سربلند صحابہ اور اکابر اسلام نے تسلیم کر لیا جسکی خلفاء ما بعد نے خود فرمائی جسکی حقیت خلیفہ رابع حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے زمانہ خلافت میں اور اسکے بعد صراحت وفصاحت کے ساتھ بارہا بیان فرمائی آج اس میں بے فائدہ کلام کیا جائے آج اس کا تعصباً وعناداً انکار کرکے آتش جنگ بھڑکائی جائے۔ اور اس سے اپنی قوت کو ضعیف کیا جائے اپنے اوقات کو برباد کیا جائے اپنے انصاف اور صداقت کا اپنے ہاتھ سے خون کیا جائے کس قدر اظلم ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

خلافت راشدہ کا پہلا دور

خلافت راشدہ کا پہلا دور عہد نبوت کے آخر اور وفات نبی علیہ السلام سے متصل ہے۔

حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت مرتبہ اشارۃً وکنایۃً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کیطرف ایما فرمایا اور کتب حدیث میں بکثرت ایسے اشارے ملتے ہیں۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل میں جو حدیثیں وارد ہیں اُن پر نظر کرنیوالا

اس یقین تک پہونچتا ہے کہ حضور نے اپنے بعد خلافت کے لئے حضرت صدیق کو پسند فرمایا۔

سابق میں گذری ہوئی حدیثیں آپکی نظر میں ہونگی حالت مرض میں حضور نے کس تاکید و اہتمام کیساتھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت پر زور دیا اس سے اصحاب کرام جس نتیجہ پر پہونچے وہ آپ ملاحظہ فرما چکے۔ علاوہ بریں حضور نے خلافت صدیق کی تصریح و تاکید بھی فرمائی یَابَی اللّٰہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ حضور کا ارشاد ہے۔ خلاصہ یہ کہ حضور کا منشاء مجہول و نامعلوم تھا اور حضور نے امر خلافت کو مبہم و قابل نزاع چھوڑا تھا یہی وجہ تھی کہ صحابہ کی جماعتیں اس یقین پر تھیں کہ حضور نے خلافت کیلئے صدیق ہی کو پسند فرمایا مگر دشمنان دین اور بدخواہان اسلام اپنی کہادیوں سے کب باز رہتے تھے جو اس مذہب پاک کی عداوت میں اپنے جان و مال برباد کرتے تھے۔ انھوں نے اسلامی جماعت کے پراگندہ کرنیکی کوششوں میں کونسا دقیقہ تھا جو اٹھا رکھا اور کونسا مکر و کید تھا جو نہ چلا یا رات دن بہکانا اور مسلمانوں کو ان کے خلیفہ سے بدظن کرنا ان کا شیوہ تھا اور وہ کامیابی اسی میں منحصر سمجھتے تھے یہ کوششیں مسلسل جاری رہیں تا آنکہ ان کو اپنی اس ناپاک مقصد میں کسی حد تک کامیابی ہوئی اور ایک جماعت کو بہکا کر انھوں نے اصحاب خیر الانام سے بدظن کر دیا اتنا ہی نہیں بلکہ ان کا دشمن بنا دیا ایسا دشمن جسکے اعتقاد میں بزرگان اسلام اور جانشینان سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دینا بہتر ین طاعت و عبادت قرار پایا کاش آج بھی وہ لوگ غور کرنے پر آمادہ ہوں اور دشمنان اسلام کی مکاری کے پھندے اپنی گردنوں سے نکالکر پھینکیں۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ایک حدیث مروی ہے

جس میں یہ مذکور ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے مرض آخرین ایک تحریر کا قصد فرمایا اس وقت مرض کا غلبہ اور بیماری کی شدت تھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گوارا نہ ہوا کہ حضور ایسی حالت میں تکلیف گوارا فرمائیں اسلئے انھوں نے فرمایا کہ حضور پر اس وقت مرض کی شدت ہے۔ جو لوگ اس وقت وہاں پر موجود تھے اُنکی رائیں اس امر میں مختلف ہوئیں اور باہم گفتگوئیں ہونے لگیں بعض حضرت فاروق کی رائے سے متفق تھے، و بعض کہتے تھے کہ حضور سے تحریر لکھائی جائے حضور کو اشتداد مرض کے باعث یہ بول چال اور لوگوں کا آوازسے بولنا تکلیف دیتا تھا اسلئے آں سرور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ شیعہ اس روایت کو بہت بگاڑ کر بیان کرتے ہیں۔ اور اپنی طرف سے شاخیں لگا کر حضرت فاروق پر زبان دراز کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حضور اُس وقت خلافت نامہ تحریر فرمانا چاہتے تھے۔ جو علی مرتضیٰ کے حق میں ہوتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور کو لکھنے نہ دیا۔

یہ نہایت غلط اور بہت ناعاقبت اندیشانہ الزام ہے یہ کیونکر معلوم ہوا کہ حضور خلافت نامہ لکھنے والے تھے اور پھر یہ کہ وہ خاص علی مرتضیٰ ہی کے حق میں ہوتا۔ یہ ایک ادعا ہے جسکی کوئی دلیل کیا ضعیف سا قرینہ بھی نہیں امر خلافت میں تو حضور کی صراحت واشارات معلوم ہو چکی مگر یہ الزام بہت نافہمی سے لگایا گیا ہے اور ضرور یہ کسی بدخواہ کا ذکی مفسدہ پردازی ہے کیونکہ یہ فقط حضرت فاروق ہی پر الزام نہیں بلکہ خود حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عصمت پر حملہ ہے۔

انبیا معصوم ہوتے ہیں اور جس چیز کی تبلیغ و بیان پر مامور ہوتے ہیں اُس کا ترک کسی قوت اور اثر سے بھی اُن سے ممکن متصور نہیں کوئی طاقت نہیں ہے جو انھیں حق کی

دیانندی آریہ

ستیارتھ پرکاش کے قرآن پاک پر اعتراض اور اُنکے جواب

اعتراض۔ جس نے تمھارے واسطے زمین کو بچھونا اور آسمان کی چھت بنائی (منزل اول پارہ اول سورۃ البقر آیت ۲۲۔

محقق (نادان) بھلا آسمان چھت کسی کی ہوسکتی ہے یہ جہالت کی بات ہے آسمان کو چھت کی مانند ماننا تمسخر کی بات ہے۔ اگر کسی اور کرہ زمین کو آسمان مانتے ہوں تو اُن کے گھر کی بات ہے۔

جواب۔ یہ اعتراض ہے یا اپنے حمق کا اظہار۔ جو چیز محیط ہو سر پر نظر آئے اُسی کو چھت کہتے ہیں یا چھت کا اور کوئی مفہوم ہے محض انکار کیا وقعت رکھتا ہے آسمان کی چھت ہونے پر کون استحالہ ہے کون محال لازم آتا ہے جو پنڈت جی اسقدر بد کے جہالت کی تو یہ بات ہے کہ ایسی نفیس تعبیر پر نافہمی کے ساتھ زبان طعن کھولی جائے مسخرہ تو وہ معترض ہے جو بے دلیل عناداً و تعصباً انکار کرتا ہے۔ آپ کو ابھی زباندانی اور انداز سخن کی شناسائی نہیں ہے اور آپ کا دماغ فصحا کے طرز کلام سے بالکل نا مانوس ہے ہر زبان کے فصحا ایسی تعبیروں سے اپنے کلام کو زینت دیتے ہیں اور آشنایان علم و ہنر اُس سے لطف حاصل کرتے ہیں۔ اُردو کا ایک شعر ہے جو شاعر کی خوش بیانی اور شیریں کلامی کا ثبوت ہے گو پنڈت صاحب کو اُس کے

لطف سخن کا ذوق نہ ہو۔ مگر اہل نظر تو نتیجہ نکالیں گے اس امید پر میں وہ شعر پیش کرتا ہوں۔ **شعر**

خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کی
کہ بیکسوں کے مزار وں کا شامیانہ ہوا

محاورہ اور زبان کے جاننے والے فصاحت وخوش بیانی کے ماہر تو اس شعر سے لذت حاصل کریں گے مگر پنڈت جی جنھوں نے ویدکی گت پھیوں کے سوا اور کچھ دیکھا ہی نہیں یہ شعر سنکر نہایت پریشان ہو جائیں گے کہ آسمان شامیانہ کیونکر بن گیا لیکن کسی شئ کا کمال پنڈت جی کی بدفہمی سے میلا اور عیب دار نہیں ہوسکتا۔

یہ اعتراض تو خود ہی پنڈت جی کی ہوشمندی اور لیاقت کا ثبوت ہے مگر اس کا اخیر جملہ اور عجیب تر ہے جو فرماتے ہیں۔

"اگر کسی اور کرۂ زمین کو آسمان مانتے ہوں تو ان کے گھر کی بات ہے"

اب کہیے کہ اس سے بڑھکر اور کیا مسخرگی ہوسکتی ہے زمین کے کتنے کرے پنڈت جی کو ثابت ہوگئے یا کوئی خواب دیکھا یا طبقات الارض کو اپنے محاورے میں کرۂ زمین سے تعبیر کیا اگر ایسا ہے تو اس کا چھت ہونا کیونکر متصور۔ غرض بات وہ ہے جو کسی پہلو پر درست نہیں بیٹھتی اور اس کا کوئی محمل صحیح نہیں نکلتا حقیقت یہ ہے کہ پنڈت جی کو سنسکرت میں تو کوئی علمی بات نظر نہ آئی۔ یورپ کے فلاسفہ کے اوہام دیکھکر آپ کی آنکھیں چندھیا گئیں اور چہ بچے کے مینڈک کی طرح نالے کو سمندر سمجھ گئے۔ اور جھٹ پٹ ان خشک

فلسفیوں کی کج دماغیوں اور پریشان خیالیوں پر ایمان لاکر اُس کو حقیقت واقعیہ اعتقاد کرنے لگے فلسفی کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ حقائق اشیا کا جیسا کہ وہ نفس الامر میں ہیں عارف ہو بلکہ فلاسفہ حقائق اشیا میں غور کرتے ہیں اور جس کے ادراک میں عقل بھی عاجز ہے وہاں وہم سے کام لیتے ہیں تو لامحالہ اُن کو بیشتر اور اکثر کواذب اور اباطیل کا قائل ہونا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ اُن میں باہم اختلافات ہیں حقیقت تک رسائی اُن کے قبضہ واختیار میں نہیں۔ عالم میں کسی ایک شی کی حقیقت فلاسفہ کو یقینی اور قطعی طور پر مکشوف نہیں ہوئے اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ خیالی پلاؤ پکاتے رہتے ہیں۔

فلسفہ کی حقیقت اسی قسم کے چند انسانوں کے اوہام وخیالات ہیں اس پر ایمان لے آنا اور اُس کو یقینی اور نفس الامری حقیقت خیال کرنا بالکل غلط ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ فلسفی کسی چیز کی نسبت ایک رائے قائم کرتا ہے۔ دلائل لاتا ہے مدتوں اُس پر اڑا رہتا ہے زمانہ سے اُس پر جنگ وجدل کیا کرتا ہے اپنے خیال میں اپنے آپ کو سچا اور اپنے مقابل کو بے علم وجاہل جانتا ہے لیکن زمانہ دراز گزرنے کے بعد اُس کو کچھ ایسے وجوہ مل جاتے ہیں جنکی بنا پر وہ اپنی پچھلی رائے سے ہٹ جاتا ہے۔ اور اب اُس کا شدت سے مخالف ہو جاتا ہے اتنی حقیقت رکھنے والے فلسفہ پر مغرور ہونا اُسی شخص کا کام ہے جسکی آنکھیں علوم الٰہیہ کے انوار سے بالکل محروم ہوں دُور سے مسافر کو ایک سواد نظر آتا ہے اُس پر وہ اپنے رفقا سے استفسار کرتا ہے

کہ یہ کیا شے ہے نظر اتنی دُور تو پہنچتی ہے مگر امتیاز سے قاصر ہی لامحالہ اُس وقت وہم سے مدد لی جاتی ہی اور جو صورت وہ سامنے لاکر حاضر کرتا ہے وہ ہی رائے قرار دے دیجاتی ہی لیکن قریب پہنچکر پتہ چلتا ہے کہ وہم کے مخترعات جھوٹے اور باطل تھے آسمان تک نظر تو پہنچتی ہے اور اتنا بتاتی بھی ہے کہ وہ کوئی شے موجود اور محسوس و مُبصر ہے لیکن اُسکی حقیقت کیا ہے یہ بتانا نظر کا کام نہیں ہے کوئی باخبر ملے تو اُس سے دریافت ہوسکتا ہی اور جنھیں ایسا موقع ملا کہ اُنھوں نے خبرداروں سے دریافت کیا وہ جانتے ہیں لیکن جنھیں بدقسمتی سے ایسا موقع میسر نہیں ہے وہ مجبور ہیں کہ اٹکل و تخمینہ سے کام لیں وہم کے گھوڑے دوڑائیں اور کیا کر سکتے ہیں۔ آپ فلاسفہ کو دیکھیے تو اس مسئلہ میں نہایت مضطرب اور باہم مختلف ہیں۔ ایک کہتے ہیں کہ فلک جسم ہے اور متحرک ہے دائرہ حرکت اُسکی مستدیر ہے اور دائم ہے اور اُس میں خرق و التیام کا ممکن نہیں ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ وہ کوئی جسم نہیں آنکھوں ہی کا قصور ہے نظر کی غلطی ہے یہ دونوں اندھوں والے ہاتھی کی طرح باہم لڑ جھگڑ رہے ہیں۔ ع

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

کسی کو بھی خبر نہیں کہ واقعہ کیا ہی آسمان جسم ہے یا نہیں اور ہی تو کیا ہے اپنی اٹکلیں لڑا رہے ہیں اور باہم لڑ رہے ہیں۔ پنڈت صاحب کے کان میں کبھی یہ افسانہ پڑگیا ہی کہ بعض فلسفی کہتے ہیں کہ آسمان کوئی جسم نہیں کوئی چیز نہیں نظر اپنے منتہا پر جاکر رک جاتی [illegible] کے

اندھے کی طرح اُسے ہرا ہرا یا نیلا نیلا ہی سوجھا کرتا ہے یہ عجیب و غریب بات اگرچہ شہادت حس کے خلاف اور عقل سے بعید تھی لیکن پنڈت صاحب نے عجیب و غریب سمجھکر فوراً ہی تو اُس کا اعتقاد کر لیا اور جھٹ قرآن پاک پر اعتراض کر ڈالا کہ ہیں آسمان چھت کیسے ہو سکتا ہے یعنی وہ تو کوئی شی ہی نہیں۔ اول تو یہ اعتقاد ہی سراسر جہل ہے اور جاننے والے کو نہ جاننے والے کا الزام دینا اس سے بڑھکر حمق اور فرض ہی کر و تو چھت کے ساتھ تعبیر کرنے پر کیا اعتراض۔ پنڈت صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ محاورات کی بنا عرف پر ہوتی ہے نہ حقیقت پر۔

پنڈت جی سے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے گنا کھا لیا تو وہ مبہوت ہو جائیں گے کہ کھوئی اس سے کیونکر جبی ہوگی اور حلق سے کیونکر اُتری ہوگی اس لیے کہ گنے کا کھانا تو حقیقت میں جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب یہ سب چیزیں کھالی جائیں۔ عرف کا تو اُن کی نظر میں کوئی اعتبار ہی نہیں۔ غرض پنڈت جی کا اعتراض کسی توجیہ و تاویل سے کسی معنی او مطلب سے درست نہیں ہوتا۔

پنڈت جی آسمان کے مجسم ہونے کا انکار کس مونھ سے کریں گے وہ تو ایشور کے لیے ہی جسم مانتے ہیں اپنے خدا کو بھی مجسم ٹھہراتے ہیں اسی ستیارتھ کے صفحہ ۱ میں لکھتے ہیں۔ آپ (پرمیشر) ہم لوگوں کو محفوظ کر کے راحت بخش کاموں میں ہمیشہ لگائے رکھیے۔ کیونکہ آپ ہی سرور و عافیت مجسم ہیں۔ پنڈت جی کے نزدیک سرور بھی مجسم ہوتا ہے اور مجسم ہو کر خدا ہو جاتا ہے

اس عقل کا آدمی آسمان کا جسم نہ مانے تو کیا بعید ہے۔

اسی ستیارتھ کے صفحہ ۷ میں ایشور کی اس طرح تعریف کرتے ہیں کہ آفتاب وغیرہ روشن چیزوں کا بطور رتھ جائے پیدائش و قیام ہے۔

صفحہ ۱۴ میں فرماتے ہیں:۔ جس طرح گولر کے پھل میں کیڑے پیدا ہو کر اسی میں رہتے اور فنا ہو جاتے ہیں اُسی طرح پرمیشر کے اندر تمام جہان کی حالت ہے۔ کیوں پنڈت جی پرمیشر جسم ہوا کہ نہیں اور رحم سے تشبیہ دینا یہ تو آپکا غایت ہی درجہ کا ادب ہے۔ یا جس کو دنیا آسمان کہتی ہے اُس کو آپ پرمیشر سمجھ بیٹھے ہیں۔ لیکن پھر بھی اعتراض کیونکر ٹھیک ہو۔ گولر کے پھل والے کیڑے کے لیے گولر کی اندرونی سطح جو اُس کے سر کی جانب ہو ضرور چھت ہے، جب آپ نے اس کائنات کے لیے ایک ایسی محیط چیز تسلیم کر لی تو چھت ماننے سے کیا انکار۔ فرق اتنا ہے کہ ہم اُسے آسمان کہتے ہیں خدا کی مخلوق مانتے ہیں آپ اُسی کو ایشور سمجھتے ہیں۔

ستیارتھ صفحہ ۱۴ میں ہے جو تمام دنیا کو ہر جگہ نمودار کر رہا ہے وہ آکاش ہے چونکہ پرماتما تمام اطراف سے دنیا کو نمودار کرنے والا ہے اسلیے اُس پرماتما کا نام آکاش ہے۔

کہیے اب تو آپ نے آکاش ہی کو پرماتما اور ایشور مان لیا شاید آپ کے گھبرانے کی یہی وجہ ہو کہ آسمان کو چھت کہدیا یہ کیا غضب ہوا کہ پرمیشور چھت بنا جاتا ہے۔

اعتراض (۸) اگر تم اُس کلام سے شک میں ہو جو ہم نے اپنے پیغمبر کے

اوپر اُتارا تو اُسکی سی ایک سورۃ لے آؤ اور شاہدوں اپنے کو پکارو سوائے اللہ کے اگر ہو تم سچے پھر اگر نہ کرو اور البتہ نہ کرسکو گے اُس آگ سے ڈرو کہ جس کا ایندھن ہیں آدمی اور پتھر اور جو تیار کیے گئے ہیں واسطے کافروں کے (منزل اول سیپارہ اول سورۃ البقر آیت ۲۴-۲۵)

محقق نادان۔ بھلا یہ کوئی بات ہے کہ اُس کی مانند کوئی سورۃ نہ بنے۔ کیا اکبر بادشاہ کے زمانہ میں مولوی فیضی نے بے نقط قرآن نہیں بنالیا تھا۔ وہ کونسی دوزخ کی آگ ہے؟ کیا اس دنیا کی آگ سے نہ ڈرنا چاہیے۔ اس آگ میں بھی جو کچھ پڑے وہ اُس کا ایندھن ہے۔ جیسے قرآن میں لکھا ہے کہ کافروں کے واسطے دوزخ کی آگ تیار کی گئی ہے۔ ویسے پرانوں میں لکھا ہے کہ ملیچھوں کے لیے گھور نرک بنا ہے۔ اب کہیے کس کی بات سچی ہے؟

اپنے اپنے قول سے تو دونوں بہشت میں جانے والے اور ایک دوسرے کے مذہب کی رُو سے دونوں دوزخی ہوتے ہیں پس ان سب کا جھگڑا جھوٹا ہے۔ ہاں جو دھارمک ہیں وے سکھ اور جو پاپی ہیں وے سب مذہبوں میں دکھ ہی پاویں گے۔ (ستیارتھ صفحہ ۶۶۳)

جواب۔ اب تو پنڈت جی رو دیے کہ بھلا یہ کوئی بات ہو کہ اُسکی مانند کوئی سورۃ نہ بنے **جی ہاں** پنڈت جی بات تو یہی ہے جس نے سارے بیدینوں کی بات کھودی۔ یہ قرآن پاک کا وہ اعلان ہے جس نے عدنان و قحطان کے فصحا و بلغا کی زبانیں بند کردیں۔ عربی زبان میں اَوروں کی ہمتیں توڑ دیں۔ سرزمین عرب کے مدعیان فصاحت و مغروران زباندانی شرمندہ و سر بزیر ہیں۔

ہو سکے۔

قرآن پاک نے کن بلند آہنگیوں کے ساتھ دعوے کیے کتنی غیرتیں دلائیں مگر کوئی ہاتھ نہ تھا جو قلم اٹھا سکتا کوئی زبان نہ تھی جو حرکت کر سکتی اس ایک اعلان کے سامنے تمام عالم میں سناٹا ہو گیا جس کمال کو قرآن پاک کی صدق و حقانیت کی دلیل بنائی گئی تھی اس کے انکار میں کوئی زبان نہ کھلی اس کے مقابلہ کیلیے کوئی تیار نہ ہوا۔

آج تیرہ سو برس سے زیادہ گزر چکے ہیں عرب کے چپے چپے اور گوشے گوشے ہی میں نہیں عالم کے بر و بحر میں سطوح ارض اور فضائے ہوا میں ہر معمورہ اور آبادی میں ہر قریہ اور بستی میں دنیا کے ذرے ذرے کے کان میں یہ آواز پہنچ چکی ہے کہ قرآن جیسا کوئی نہیں بنا سکتا اور سور قرآنیہ کی مثل ایک چھوٹی سی سورۃ بھی نہیں لا سکتا۔ آج ترقی کا دور ہے مشرق میں بیٹھا ہوا آدمی مغرب والوں سے تار کے کھٹکے پر بات کرتا ہے۔ بجلیوں سے گاڑیاں چلاتا ہے۔ مہینوں کے رستے گھنٹوں میں طے کرتا ہے۔ ہوا میں اڑا پھرتا ہے۔ روزمرہ اپنی صنعت و حرفت اور اپنے کمالات کو عالم انسانی نہایت آب و تاب کے ساتھ پیش کرتا رہتا ہے۔ ہوا میں پیدا ہو کر مٹ جانے والی صوتی کائنات ریکاڈوں میں محفوظ کر دی جاتی ہے۔ لب و دہن اور آوازوں کے اتار چڑھاؤ اور حروف کے مخارج و صفات تکلم کے نزاکتیں اور موسیقی خصائص ایک رکابی میں حاصل کر لیے جاتے ہیں۔ آج پچھلے صناعوں کی صنعت کو شرمایا جاتا ہے اور ہر صاحب فن کو اس کے فن میں شکست دی جاتی ہے سب کچھ ہوتا ہے اور دنیا سب کچھ کرتی ہے

فہرست کتب موجودہ مطبع نعیمی مراد آباد

بہار شریعت (مطبوعہ مطبع اہلسنت کلکتہ) اس کتاب میں مصنف علام نے تحقیق سے دریا بہائے ہیں مسائل فقہیہ ضروریہ بامحاورہ آسان اردو میں تحریر فرمائے ہیں عورتوں مردوں بچوں سب کے لیے نہایت ضروری اور کارآمد ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا موجود ہونا ضروری ہے قیمت حصہ اول ۵ حصہ ۲ ۶ حصہ ۳ ۸

انوار ساطعہ ـ مولود شریف اور فاتحہ مروجہ وغیرہ کے جواز و استحسان میں بےنظیر کتاب ہے وہابیہ کے اعتراضات کے جواب میں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کمال تحقیق سے کام لیا ہے مطبع مجتبائی میں ۳۲۸ صفحہ پر چھپی ہے قیمت عہ

الکوکبۃ الشہابیہ پیشوائے وہابیہ کی کتابوں سے اس کے اقوال اور کتب علما سے ان پر حکم کفر و ضلال بہ لشان صفحات بیان فرمائے گئے ہیں۔ تصنیف جلیل اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام المحققین قدوۃ المدققین مولانا مولوی محمد احمد رضا خانصاحب مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہ ۔ مطبوعہ گلزار حسینی پریس کلکتہ ـ قیمت ۴ر

تاریخ وہابیہ تصنیف حامی سنت حاجی مولوی محمد لعل خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ قیمت ۳ر

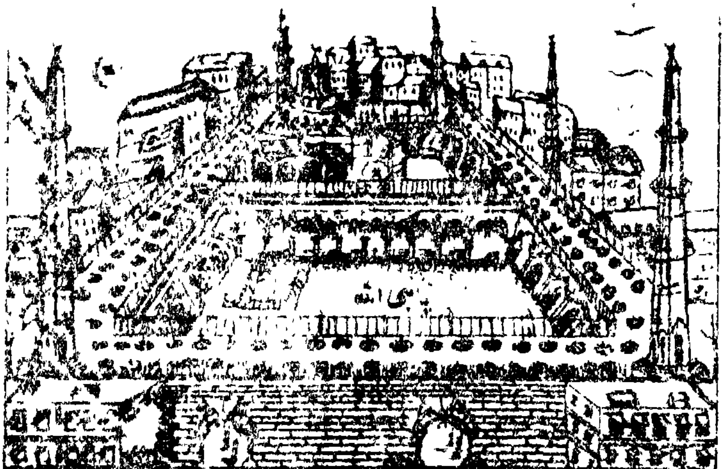
جواہر البیان ـ امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی خیرات الحسان کا ترجمہ قیمت ۱ر

تمہید ایمان ـ وہابیہ کے کفر کا بیان قیمت ۲ر رسالہ ذکر بالالتزام قیمت ۲ر

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ

یہ وہ [illegible] نفیس کتاب ہے جس کو ایک زمانہ دراز سے زمانہ میں تلاش کر رہا تھا اور
ڈھونڈھی نہ ملتی تھی۔ اس کتاب نے مخالفین کے چھکے چھڑا دیے ہوش اڑا دیے
قلم توڑ دیے دل نچوڑ دیے۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے لیے علوم
جمیع اشیا کے اثبات پر وہ دلائل و براہین قائم کیے جن سے [illegible] کو
مس نہ رہی۔ ایک ایک اعتراض کے وہ وہ زبردست جواب دیے کہ [illegible]
میں ہے۔ ان کے اعتراضات کی دھجیاں اڑا دیں۔ قرآن۔ حدیث۔ تفسیر [illegible]
معتبر و معتمد کتب کے حوالوں سے مسئلہ ایسا واضح اور روشن کر دیا کہ ذرا بھی جائے
چون و چرا باقی نہ رہی اور مسئلہ کی حقانیت آفتاب سے زیادہ ظاہر و واضح ہو گئی
وہابیہ کے اعتراضات تلاش کر کر کے جمع کیے گئے اور ہر ایک کا جواب اس
کتاب میں بالتفصیل محققانہ طور پر دیا گیا ہے۔ یہ بے نظیر کتاب پہلی مرتبہ [illegible] میں
چھپی اور ہاتھوں ہاتھ نکل گئی حتیٰ کہ حضرت مصنف مدظلہ کے پاس ایک نسخہ بھی باقی
نہ رہا ملک کے اطراف و اکناف سے برابر درخواستیں آتی رہیں اور طلب جاری رہی
آخرکار ایک نسخہ مستعار لیکر بعد نظر ثانی دوسری مرتبہ نہایت خوشخط چھپوایا۔ بحمد اللہ
اس مرتبہ بھی ایک ہفتہ میں تین سو کتابیں فروخت ہو گئیں۔ شائقین جلد طلب فرمائیں
ورنہ طبع آئندہ کا انتظار کرنا پڑیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ قیمت علاوہ محصولڈاک ایک روپیہ [illegible]

مطبع نعیمی مرادآباد۔ محلہ چوکی حسن خاں



ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز　　چو نرگس خواب چند از خواب برخیز

بروں آور سر از برد یمانی　　کہ روئے تست صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

جلد ۲　　اہلسنت کا مذہبی اخلاقی ماہوار رسالہ　　نمبر ۱۰

السواد الاعظم

مدیر: مولانا محمد نعیم

قام بطبعہ محمد عمر النعیمی فی مطبع النعیمی الواقع فی بلدۃ مراد آباد واشاعہ

السواد الاعظم کے مقاصد

مذہب مقدس کی حمایت وحفاظت دشمنانِ دین اور مخالفینِ اسلام کے حملوں کا دفع کرنا۔ متانت وسنجیدگی کے ساتھ ان کے اعتراضات رد کرنا۔ فرقہ بندی کو شکست دینا۔ وجوہ تفرق واختلاف پر عمیق نظر ڈالکر اتحاد واتفاق کی تدابیر پیدا کرنا۔ مسلمانوں کو اخلاق ومعاشرت سکھانا۔ قوم کی شیرازہ بندی کرنا۔ کھوئی ہوئی دولت کا پتہ چلانا۔ گزرے ہوئے زمانہ کو واپس لانا۔ سوتوں کو جگانا۔ مُردوں کو جلانا یعنی مسلمانوں کی اصلاح کرکے انھیں حالت سابقہ پر لانا۔ ناواقف مسلمانوں کو مذہب سے واقف کرنے کی کوشش کرنا۔ دین کی طرف توجہ دلانا۔ اہل اسلام کے دینی ودنیوی زندگی کو کامیاب بنانا اس رسالہ کے بہترین مقاصد ہیں۔

اصحاب قلم کی خدمت میں گزارش

رسالہ کی زبان فصیح اور شستہ زبان رسالہ کے لوازم ضروریہ میں داخل ہے۔ مضامین میں زبان کا لحاظ ضروری ہے۔ طرز سخن علمی مباحث میں محققانہ ہو۔ مناظرات میں سخت وشنیع الفاظ سے احتراز کیا جائے۔ رسالہ کے اس انداز خاص کا لحاظ رہے۔ مناظرات میں مطمح نظر تعصب ونفسانیت کی کشش سے رسالہ انشاء اللہ تعالیٰ بالکل پاک رہیگا۔ مباحثات ومناظرات میں عدل وانصاف کے ساتھ حکم لگائے جائیں گے۔ ردوجواب میں تفہیم مدنظر ہوگی تجہیل وتحمیق منظور نہیں۔ البتہ اقتضائے حالت کا سبب رعایت کما ہی ظاہر کرنا ممنوع نہیں۔

مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

از افاضات علامہ لمعی فہامۂ لوذعی مولوی قاضی محمد فاروق صاحب
چریاکوٹی

عوالی

جواب مسدس حالی

بضمن رسالہ مبارکہ
السواد الاعظم در مطبع نعیمی مراد آباد طبع شد

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَكَ الْحَمْدُ يَا مَنْ خَلَقْتَ الْبَرَايَا — وَحَلَّيْتَهُمْ مِنْ عُيُوْنِ الْمَزَايَا
اَفَضْتَ عَلَيْهِمْ سِجَالَ الْعَطَايَا — قِنَا وَاكْفِنَا شَرَّ غَوْلِ الرَّزَايَا

وَصَلِّ عَلٰى خَاتِمِ الْمُرْسَلِيْنَا
نَبِيًّا كَرِيْمًا رَسُوْلًا اَمِيْنَا

ده شمع رواق خلیل کرم — فروغ دل و دیدہ شیث و آدم
ده روح وروان مسیح ابن مریم — دلوں کی دوا اور جانوں کے مرہم

خلائق کے ہادی رسولوں کے رہبر
پناہِ امم شافعِ روزِ محشر

رسولِ مکرم نبیِ محمد
تپش ہوگی محشر میں جس وقت بے حد
وہ امت کے ناز اور فخرِ آب و جد
پکاریں گے اُن کو محمد محمد

دلوں پر ہے نقشِ نگیں نام اُن کا
چراغِ ہدایت ہے اسلام اُن کا

خدا کی عنایت ہے دینِ محمد
سعادت کی آیت ہے دینِ محمد
چراغِ ہدایت ہے دینِ محمد
سراپا ولایت ہے دینِ محمد

یہ دیں کاشفِ جملہ رازِ نہاں ہے
اسی شمع سے روز روشن جہاں ہے

اسی نے کیا دور تاریکیوں کو
زمانے میں جاری کیا نیکیوں کو
دکھایا حقائق کی باریکیوں کو
علوِ مراتب کی نزدیکیوں کو

مٹائی زمانے سے اس نے جہالت
ہر اک فن سے کی دور اس نے ضلالت

عدو اسکے پوشیدہ ہوں خواہ ظاہر
مقابل میں کھوتے ہیں اپنے مفاخر
ریاضی کے ہوں یا طبیعی کے ماہر
جہالت کا اقرار کرتے ہیں آخر

کسی فن میں اس کا مقابل نہیں ہے
اسی کا ہے خادم جو کوئی کہیں ہے

پسند آئے مجھکو یہ اشعارِ حالی
کہ دی جس میں ہے داد نازک خیالی

حلی صفا سے سراسر ہیں حالی عیوب کدورت سے یکسر ہیں خالی

معائب سے اپنے وہ خود معترف ہیں
تواضع کے انہار سے منحرف ہیں

حالی در مذمت شاعری

وہ شعر و قصائد کے ناپاک دفتر عفونت میں سنڈاس سے جو ہیں بدتر
زمیں جس سے ہے زلزلے میں برابر ملک جس سے شرماتے ہیں آسماں پر

ہوا علم و دیں جس سے تاراج سارا
وہ علموں میں علم ادب ہے ہمارا

جواب انتخاب

تھے شعر آپ کے بیشتر سلک گوہر ہوئے آج سنڈاس سے کیوں وہ بدتر
جب آنے لگی اس میں بدبوئے نیچر ہوئے ایک دم میں وہ گندے سراسر

وہ اشعار تعویذ دل حرز جاں ہیں
جو اسلام کے واصف مدح خواں ہیں

حالی در ذم وضع اہل زمانہ

ہمارے ہر اک چال میں سفلہ پن ہے کمینوں سے بدتر ہمارا چلن ہے
لگا نام آبا کو ہم سے گہن ہے ہمارا قدم ننگ اہل وطن ہے

بزرگوں کی توقیر کھوئی ہے ہم نے
عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہم نے

جواب باصواب

اسی کی ہر اک چال میں سفلہ پن ہے
کمینوں کی مانند اسی کا چلن ہے
جو چھوڑے ہوئے وضع اہل وطن ہے
بدوں کا جو ہم ریش و ہم پیرہن ہے
ولے آپ سے دور تر ہے یہ زشتی
یہ کہنا ہے از راہ نیکو سرشتی

ولے جب کہا کون کہتا غلط ہے
سب الزام و شتم و تبرا غلط ہے
مگر علم والوں پہ یہ مسئلہ غلط ہے
طبیبوں پہ الزام بیجا غلط ہے
کہا آپ نے اس کو ناواقفی سے
علوم مروج کی ناآگہی سے

حالی در ذم اطبا

وہ طب جس پہ غش ہیں ہمارے اطبا
بتانے میں ہے بخل جس کے بہت سا
سمجھتے ہیں جس کو بیاض مسیحا
جسے عیب کی طرح کرتے ہیں اخفا
فقط چند نسخوں کے ہیں وہ سفینہ
چلے آتے ہیں جو کہ سینہ بسینہ

جواب باصواب

طبیبانِ اسلام جو اہل فن ہیں
وہ سرمایۂ ربط روح و بدن ہیں
وہ معنی شناس اور اہل سخن ہیں
مخالف جو اُنکے ہیں سب اہرمن ہیں
اُنھیں کی سدیدی اُنھیں کا ہی قانون
تجارب سے ثابت کیے جن کے مضمون

جو ملکوں میں ہیں خاندانی اطبا
ہر اک پر ہیں اُنکے تجارب ہی صدہا
بہت نسخے ہیں لکھ چکے جن کے آبا
کہیں کیوں نہ اُس کو بیاضِ مسیحا
ہی اس قوم کا ایک عالم پہ احساں
ہو کس طرح سے اُنکی نعمت کا کفراں

حالی

نہ قانون میں اُن کے کوئی خطا ہی
سدیدی میں جو لکھا ہی سب بجا ہی
نہ مخزن پہ انگشت رکھنے کی جا ہی
نفیسی کے ہر قول پر جاں فدا ہی
سلف لکھ گئے جو قیاس و گماں سے
صحیفے ہیں اُترے ہوئے آسماں سے

جواب باصواب

اگر ان کتابوں میں جو کچھ لکھا ہی
وگر آپ کو اس میں چون و چرا ہی
وہ سچ ہی تو کہدیجے دشوار کیا ہی
جو حجت سے کہیے تو سب کچھ بجا ہی
وگرنہ بہت بد ہے حق سے کرنا

بہی خواہ بن کر کے گمراہ کرنا

جو شراح ہیں وہ کتابوں کے اندر ہیں ایراد کرتے سب اپنی متنوں پر
جو نقاد ہیں دوسرے بھی خردور وہ کرتے ہیں ایراد اُن سب کے اوپر
و لے جو نہ دیکھے کتابوں کی صورت
ہے بحث اُس کا بے وجہ اور بے ضرورت

حالی

نہ اُن کو نباتات سے آگہی ہے نہ اصلا خبر معدنیات کی ہے
نہ تشریح کی لَو کسی پر کھلی ہے نہ علم طبیعی نہ کیمسٹری ہے
نہ پانی کا علم اور نہ علم ہوا ہے
مریضوں کا اُن کے نگہبان خدا ہے

جواب باصواب

جو تھے ان میں اول سے تا بہ آخر نباتات کے فن سے ہوتے تھے ماہر
معادن کے احوال سے تھے اُن کے ظاہر تھے دانائے اسرار علم عناصر
اگر اب کسی میں یہ علم ہوا ہے
تو اُس کی دوا خاص لطف خدا ہے

ہو غش جس پہ تم اور تمہارے اطبا فن کیمیا یا ہو تشریح اعضا
سمجھتے ہو جس سے تم اُن کو مسیحا اسی پر طبابت کا اُن کو ہے دعوا

ہماری طبیعی کا اک جزو فن ہے
وہاں قشر اس جا پہ مغز سخن ہے

حالی

بہت آپ کو کہہ کے مسجد کا بانی
بہت سیکھ کر نوحہ و سوز خوانی
بہت بن کے خود سید خاندانی
بہت مدح میں کر کے رنگیں بیانی

بہت آستانوں کے خدام بنکر
بڑے مانگتے کھاتے پھرتے ہیں دردر

جواب

بنا کوئی اُن میں مدارس کا بانی
کیا جمع چندہ بصد سوز خوانی
ہوا خلق میں سید خاندانی
دیا پھر اک دم میں لاکھوں پہ پانی

گیا قوم کے پاس پھر لے کے مطلب
کہ سارا یہ نقصان پورا کریں سب

حالی در ہجو علمائے شریعت

بڑے جس سے نفرت وہ تقریر کرنی
گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی
جگر جس سے شق ہو وہ تحریر کرنی
مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی

یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ

یہ ہی ہادیوں کا ہمارے سلیقہ

جواب

کریں کیوں نہ تکفیر اسکی مسلماں
ملائک کا انکار ہو جس کا ایماں
جو ہو منکر صحت وحی قرآں
ضلالت کا کرتا رہے جمع ساماں

جو ہو ملتزم دل سے راہ ہدا کا
وہ مورد ہے اکرام لطف خدا کا

جو الحاد کا ہمدم و ہم سبق ہے
جسے دین حق سے ملال و قلق ہے
جگر جس کا تقریر مذہب سے شق ہے
وہی زجر و توبیخ کا مستحق ہے

سلف کا طریقہ ہے تکفیر اسکی
ائمہ پہ واجب ہے تعزیر اسکی

در ہجو علمائے معقول

وہ تقویم پارینہ یونانیوں کی
یقیں جس کو ٹھہرا چکا ہے تکمی
وہ حکمت جو ہے ایک دھوکے کی ٹٹی
عمل نے جسے کر دیا آکے ردی

اسے وحی سے سمجھے ہیں ہم زیادہ
کوئی بات اس میں نہیں کم زیادہ

جواب باصواب

جو تھا اہل یونان کے حکمت کا دفتر
علوم کلامیہ کو دیکھہ جا کر
کیا باطل اسلام نے اس کو یکسر
لکھا ہے یہ قول تجھکو ہو باور

زمانہ فخر دین و غزالی
جو دیکھے تو ہو وہم باطل سے خالی

بتا اب کیا راز جو ہو تجھہ میں جرأت
وگرنہ ترا سب یہ زور طبیعت
عمل نے ترے اہل یونان کی حکمت
ہے دھوکے کی ٹٹی میں دام جہالت

سخن جو نہ حجت کی رکھے نشانی
اُسے ہم سمجھتے ہیں باطل کہانی

حالی

نہ تورات تو رمت و انجیل و فرقان
وہ لکھہ گئے ہو اصول اہل یونان
بالاجماع ہیں قابل نسخ و نسیان
نہیں نسخ و تبدیل کا اُس میں امکان

نہیں ٹلتے جب تک کہ آثار دنیا
مٹے گا کبھی ایک شوشہ نہ اُس کا

جواب دندان شکن

یہہ ہے مسالہ ہندسہ یا عدد کا
اسی طرح علم الٰہی کا دعوی
نہ بدلیگا ہے نہ گا ہے وہ بدلا
ہمیشہ اُسی طرح قایم رہے گا

مگر آپ جس علم کے ہیں ثنا خوان

وہ ہر سال سے قائل نسخ ونسیان

یہ ہوا آپ کا اہل ایمان پہ بہتان — کہ حکمت پہ یونان کے لائے ہیں ایمان
نہ جانا کہ یہ ملت حیسرا دیان — ہوئی مبطل حکمت اہل یونان

ہر ایمان والوں کو علمت یہ بانی
جو ہے ثابت دائم وجاودانی

ولیکن جو تھے آپ کے پیر فانی — مذاہب نے یورپ پہ کی زندگانی
انھیں کی کتابوں کی تحسین نے کہالی — سمجھتے تھے ہر ایک کو آسمانی

کہا گر کسی ملحد مغربی نے
تو کہنے کہا میرے پیارے نبی نے

ہوئے گاہ آدم سے حوا سے منکر — کبھی تابش دست موسیٰ سے منکر
مسیحا کے احیائے موتیٰ سے منکر — کبھی ثالث وجود مسیحا سے منکر

نہیں اُس میں برہان وحجت کی حاجت
جیسے لکھ گئے اہل یورپ کے حضرت

روات احادیث جو معتمد ہیں — عدالت میں اور حفظ میں جو سند ہیں
وہ سب اُنکے نزدیک نامستند ہیں — سنن اور انکار وشقیان ردین

وے اہل یورپ کہیں جو گمان سے
صحیفے ہیں اُترے ہوئے آسمان سے

وہ منکر تھے اعجاز خیر البشر سے — پھرے مثل کفار شق القمر سے
جو ثابت ہے قرآن کی سچی خبر سے — احادیث مشہورہ ومعتبر سے

سمجھتے تھے سب کو کہ وہم و خطا ہے
مگر جو کہیں اہل یورپ بجا ہے

کبھی خندہ کرتے تھے وحی سما پر
کبھی حور پر اور ثواب و جزا پر
ملائک پہ طعن اور قبول دعا پر
تمسخر تھا قرآں کے ہر مدعا پر

کہیں گے نہ کیوں ان کو خالی مسلماں
تقیہ سے جو اُن پہ لائے ہیں ایماں

رہی خصم اسلام تقریر انکی
عدو شریعت سے تحریر انکی
مٹانے میں تھی دین کے تدبیر انکی
خدیعت کی ٹٹی ہے تفسیر انکی

لیا کتنے لوگوں کو زرق و فسوں سے
دکھا کر کے پیوند دنیائے دوں سے

در ہجو کاملان تحصیل علوم

اب اس فلسفہ پر جو ہیں مرنے والے
ارسطو کی جو کھٹ پہ سر دھرنے والے
شفا و مجسطی کا دم بھرنے والے
فلاطون کی اقتدا کرنے والے

وہ سمجھے کے کچھ ان سے کم ہیں نہ ہیں پہ
یہ پھر عمر بھر اور جہاں تھے وہیں ہیں

جواب باصواب

شفا و مجسطی ہے کب تم کو ساتھ
اجرو تقف ... جہاں سے

سپہر کواکب سے دور زماں سے
ملائک سے انسان کے جسم و جاں سے
وہ لبریز ہے نور ہر معرفت سے
خداوند کے علم ذات و صفت سے

کہاں ہیں شفا و مجسطی کے واقف
زبانوں پہ اب ہیں بڈھے کے وظائف
کہاں ہیں جو کڑ کر چکے یہ موافق
اسی کے ہیں سب مدح خواں اور واصف
شفا جہل کی ہر مرض کی دوا ہے
وہ کیا جانے جو اس میں خود مبتلا ہے

جو ہیں اس پڑھائی پہ اب مرنے والے
وہاں جاکے چوکھٹ پہ سر دھرنے والے
علیگڑھ کے کالج کا دم بھرنے والے
غلط دین کی افترا کرنے والے
وہ دھوبی کے کتے سے کمتر نہیں ہیں
نہ وہ لائق گھر دنیا و دیں ہیں

ہوا اب کوئی شہروں کے ناموں پہ مرتا
سر اپنا ہے ہر آستانے پہ دھرتا
کوئی نام راجاؤں کا ورد کرتا
ہر اک شغل و خدمت سے ہے پیٹ بھرتا
شفا و مجسطی کا جو راز داں ہے
وہ تخت ثنا پر خداوند جہاں ہے

پرانی ریاضی کا بوسیدہ دفتر
ہوا اہل یورپ کا وہ کاغذ زر
دیا پھینک جب ہم نے ردی بنا کر
گرے خام طمع اس پہ گرویدہ ہو کر
اڑے دو دو سال خاک سے تا ثوابت
کیا ایک حرف اس کا اب تک ثابت

ہر اک قوم میں جو کہ تھے علم او فن — بڑا ہی عقل سے تھے جو مبرہن
کیا اپنی تحسین سے اس کو مزین — لیا ایک ماشہ کیا اس کو سو من

تو جا دیکھ مجسطی کو اور تذکرے کو
شروح مجسطی کو اور تبصرے کو

اقلیدس کے تھے جو کہ تیرہ مقالے — پڑھا کر لیا ہم نے تیرہ رسالے
تھے چار انہیں سے جو کہ اعداد والے — مدارس سے یورپ کے ہیں وہ نکالے

وہ کہتے ہیں اسلامیوں نے جلایا
نہ جانا کہ ان کو انھیں نے جلایا

نہیں ہیں کسی قوم میں یہ مقالے — کہیں ہوں تو بتلاؤ دیکھیں حوالے
ہیں اسلام میں اب بھی تعلیم والے — جو ہیں اسکی تعلیم میں بھی نرالے

مقادیر و اعداد کے رازداں ہیں
زر و گوہر علم کے بحر و کاں ہیں

نہ ہو گرچہ پرساں حال انکا کوئی — جہاں میں مددگار مال انکا کوئی
نہ جانے علو کمال ان کا کوئی — نہ ہمدم و ہم خیال ان کا کوئی

ولیکن وہ قانع ہیں کنج ہنر پر
وہ مائل نہیں مخزن سیم و زر پر

حالی

وہ جب کر چکے ختم تحصیل حکمت — بندھی سر پہ دستار علم و فضیلت

اگر رکھتے ہیں کچھ طبیعت میں جودت — تو ہے اُن میں سب سے بڑی یہ لیاقت
اگر دن کو وہ رات کہدیں زبان سے
تو منوا کے چھوڑیں اُسے اک جہان سے

نہ سرکار میں کام پانے کے قابل — نہ دربار میں لب ہلانے کے قابل
نہ جنگل میں ریوڑ چرانے کے قابل — نہ بازار میں بوجھ اٹھانے کے قابل
نہ پڑھتے تو سو طرح کھاتے کما کر
وہ کھوئے گئے آپ تعلیم پا کر

جواب

شفا و مجسطی کی سیکھے جو حکمت — ہے شایان دستار علم و فضیلت
نہ معلوم ہو جس کو اُس کی حقیقت — کریں طعن اس پر تو ہے یہ حماقت
خصوصاً نہ ہوں جو کسی فن سے واقف
ہر اک فن کے مخفی ہوں اُن سے لطائف

نہ ہو جو کوئی کام پانے کے قابل — جز اشعار آورد سنانے کے قابل
امیروں سے انعام پانیکے قابل — ابھی سے بنے ہوں زمانے کے قابل
نہ نخوت سے پا اپنا رکھیں زمین پر
کریں طعن بیہودہ ارباب دین پر

جو ہر فن میں ہوں کام کرنے کے قابل — طبیعت کی جودت دکھانے کے قابل
جو ہیں بار امت اٹھانے کے قابل — طریق ہدایت بتانے کے قابل

انھیں کب ہے دربار جانے کی فرصت
ہے بیہودہ کب لب ہلانے کی فرصت

حالی

جو پوچھو کہ حضرت نے جو کچھ پڑھا ہے
مراد آپ کی اسکے پڑھنے سے کیا ہے
مفاد اس میں دنیا کا یا دین کا ہے
نتیجہ کوئی یا کہ اس کے سوا ہے

تو مجذوب کی طرح سب کچھ بکیں گے
جواب اس کا لیکن نہ کچھ دے سکیں گے

جواب

ہر اک فن کا مقصود و مطلب جدا ہے
نہ اک فائدہ ہے نہ اک مدعا ہے
علیحدہ غرض اُن میں ہر ایک کا ہے
کہے کوئی جاہل سے کیونکر کہ کیا ہے

کسی کو یہ کیا کوئی سمجھائے کیونکر
سمجھ میں جہال کے آئے کیونکر

نہ پوچھو کہ مقصود پڑھنے سے کیا ہے
اگر پڑھنا تو خود نفس کا مدعا ہے
یہی نفس انساں کی آئی غذا ہے
اسی سے حیات اور اسی سے بقا ہے

ہے دشوار علت کی حکمت بتانا
کہ جس کا بیان کر دو لکھانا

حالی

نہ حجت رسالت پہ لا سکتے ہیں وہ
نہ اسلام کا حق جتا سکتے ہیں وہ
نہ قرآں کی عظمت دکھا سکتے ہیں وہ
نہ حق کی حقیقت بتا سکتے ہیں وہ
دلیلیں ہیں سب آج بیکار انکی
نہیں چلتی توپوں میں تلوار انکی

جواب

شفا میں رقم ہے رسالت پہ برہاں
وہ لائیگا حجت جو ہوگا شفاداں
وہ جانے گا سر ملک راز انساں
وہ دکھلائے گا عظمت وحی قرآں
اگر آپ کو شک ہے حاضر ہے میداں
مضامیں ہیں گیند اور قلم اسکا چوگاں

دلیلیں نہیں کوئی بیکار اُن کی
جگر کاٹ اعدا کے تلوار اُن کی
مضامیں ہیں فوج گراں بار اُن کی
جہاں سوز ہے جنگ و پیکار اُن کی
وہ بزدل ہے جو گھر میں باتیں بنائے
جسے حوصلہ ہو وہ میداں میں آئے

گر اظہار حق آپ کا مدعا ہے
تو جلد آئیے باب حق کا کھلا ہے
ابھی چار باتوں میں سب فیصلا ہے
جس اشکال میں آپ کو اٹکا ہے
اسے لائیے بزم اہل ہنر میں
گروہ حکیماں صاحب نظر میں

کہ تا چشم بینا سے دیکھیں کہ کیا ہے
حقیقت ہے کیا اور کیا ماجرا ہے

کدھر اُس مین جادو ہے اور افترا ہی | کدھر اس مین اعجاز کا اژدہا ہے

کہ تا بر ملا سب کا راز نہان ہو
ہر اک صدق اور کذب کا امتحان ہو

لکھے ہین جو عیسائیون نے رسالے | جو ہین رد اسلام مین سب نرالے
ہوئے اہل اسلام کے جب حوالے | مجیب اُس کے اور اُسکے رد کرنیوالے

علیگڑھ کی تعلیم پائے ہوئے ہین
کہ ان فلسفون کے پڑھائے ہوئے ہین

حقیقت پر واجب کی امکان باہر | نہ جانے گا وہ جو کہ امکان کے اندر
مگر اُسکی قدرت کو سب دیکھ سکتے | ہین کہتے تعالے ہو اللہ اکبر

جو حق کی حقیقت نہ کوئی بتائے
وہ جاہل ہے جو اُس کو نادان بتائے

جو پڑھتے ہین اسدم علوم شریعت | اُٹھاتے ہین اس مین جفا و مشقت
وہ کرتے ہین نان جوین پر قناعت | نہ زر کی تمنا نہ پروائے دولت

نہ دنیا کے منصب کی سر مین ہوا ہے
نہ رہبر کوئی ساتھ نا رہنما ہے

کبھی خلق کہتی ہے جاتا کدھر ہے | تری راہ اک وادی پر خطر ہے
نہ عزت ہی اسمین نہ امید زر ہے | جفا ہر عنا ہے بلا ہے ضرر ہے

ولیکن اسی طرح جاتے چلے ہین
پریشان نفس پاون مین آبلے ہین

زمانے کا بھی اُن پہ جور و ستم ہے — لیے اُن پہ حالی بھی تیغ دو دم ہے
کبھی اُن کی ہجو اور کبھی اُنکی ذم ہے — اُنھیں کے لیے تیز اُس کا قلم ہے
ولیکن وہ صابر ہیں ہر اک جفا پر
محوّل ہے داد اُن کی روز جزا پر

اگرچہ وہ حالت میں ہیں سخت پریشاں — نہ غمخوار اُن کا ہے کوئی نہ پرسان
نہ یاور کوئی غیر توفیق یزداں — نہ غیر حق کوئی اُن پہ کرتا ہے احسان
ولے اُن کو تکیہ ہے لطف خدا پر
ہے مزد اُنکے محنت کی روز جزا پر

وہ مقبول ہیں خالق بحر و بر کے — وہ محبوب ہیں شاہ جن و بشر کے
وہ ہیں قہرمان دار ملک ہنر کے — وہ طالب نہیں کیسۂ سیم و زر کے
ملک کا جناح اُن کا زیر قدم ہے
عزیزوں کا قد سامنے اُنکے خم ہے

حالی

نتائج جو ہیں مغربی علم و فن کے — وہ ہیں ہند میں جلوہ گر رہتے
ولیکن تعصب نے ڈالے ہیں پردے — کہ ہم حق کا جلوہ نہیں دیکھ سکتے
دلوں پر ہیں نقش اہل یوناں کی رائیں
جو اب وحی اُترے تو ایمان لائیں

جواب

لیا مغربی علم کا نام تو نے ولیکن نہ اُس سے لیا کام تو نے
نہ سیکھا کوئی علم اسلام تو نے کیا آپ کو مفت بدنام تو نے
نہ جانے جو دونوں کے سب خشک و تر کو
کرے وزن کب اُن کے نفع و ضرر کو

ہے علم الٰہی جو اصل معارف کوئی اب تک اُس کا نہیں ان میں واقف
طبیعی سے کے مخفی ہیں اسکے لطائف نہ منطق کے طے کرتے ہیں یہ مواقف
مناظر میں اسکے نہیں کچھ فزونی
عا. دیں بھی اُن کے ہے نقص و زبونی

وہ فن جسکی ان کے سروں میں ہوا ہے وہ علم حساب یا فن کیمیا ہے
تفاصیل رفتار صوت و ضیا ہے وہ فن جس میں دنیا کا کچھ مدعا ہے
اُسی کے تجارب سے سرمست ہیں سب
دقائق کے ادراک میں پست ہیں سب

نتائج ہیں جو مغربی علم و فن کے وہ روشن ہیں سب انٹرنس اور مڈل سے
انھیں سب کی تعلیم سے دیکھے دھوکے کیے کتنے لوگوں کے خالی خزینے
نتائج بھی ہیں اُس کے اُن پر مرتب
کہ ہیں سب سر رشتوں میں جویائے مطلب

کبھی جنبشِ ارض پر ناز اُن کا نہیں کوئی عاقل ہم آواز اُن کا
کبھی قول نیچر سے ہے ساز اُن کا فقط اس میں حالی ہے دمساز اُن کا
وہ کس فن سے اور علم سے بہرہ پائے

جو واحد کو شکل مثلث بتائے

لیا خوب اسلام والوں سے چندا — کہ اک مدرسے کا دکھائیں تماشا
پڑھے اس میں خلقت ہر اک علم اپنا — توانگر مسلماں ہوں ہندو ترسا

ولیکن نہ ہو فوت مطلب کسی کا
نہ بدلے کسی طرح مذہب کسی کا

پڑھیں اس میں نحو و اصول و معانی — کریں اس میں مضبوط دیں کے مبانی
جو دے اسمیں چندہ وہ ہو دیں کا بانی — جو داخل ہو لے دولت جاودانی

جو اطفال اسلام ہوں اسمیں داخل
وہ نکلیں ہر اک علم میں ہو کے کامل

ہو جس شخص کا دل کسی فن پہ مائل — اسی فن کے اسکو سکھائیں مسائل
کہ تا فقہ اور طب میں ہو کوئی کامل — کرے جرِّ اثقال کو کوئی حاصل

کوئی ہو حساب و مساحت کا ماہر
کوئی ہو رموزِ فلاحت کا ماہر

کھلا جب وہ تعلیم گاہ مسلماں — ہوئی خلق مسرور و خرسند و شاداں
ہوئے جمع اطفال ارباب ایماں — رہے مدتوں اس میں باساز و ساماں

ہوئے خلق کی حد سے افزوں مطامع
کہ اب دین و دولت کے ہوتے ہیں جامع

جو کچھ بعد تکمیل مطلوب نکلے — تو بدلے ہوئے وضع و اسلوب نکلے
مہارت میں ہر فن کے ناخوب نکلے — وہ وعدے مواعید عرقوب نکلے

کہ تورات و انجیل و قرآن سے واقف
نہ دین یہود و مسلمان سے واقف

لیا خوب چندا بعرایت و امان　　اگر کچھ غریبوں کا اس میں نہ سامان
جو کرتا تو ہوتے توانگر مسلمان　　تو کہتے کیا اس نے خلقت پہ احسان

یہاں تو دکان خوب اپنی جمائی
دکھا کر نئے طرز کی اک پڑھائی

کسی کو نہ صنعت سے کچھ آگہی ہے　　نہ اصلاح خیر معدنیات کی ہے
نہ تشریح کی کل کسی پر کھلی ہے　　نہ علم طبیعی نہ ہسٹری ہے

نہ پانی کا مسلم اور نہ علم ہوا ہے
وہ وعدہ جو پہلے کیا سب ہوا ہے

نہ میدان میں تیغ آزمانے کے قابل　　نہ مجلس میں جوہر دکھانے کے قابل
نہ تقریر میں لب ہلانے کے قابل　　ہے صرف باتیں بنانے کے قابل

بھریں پیٹ ناموس قومی مٹا کر
کریں شاد خلقت کو تالی بجا کر

نہ ماں باپ کے کام آنے کے قابل　　نہ بار امانت اٹھانے کے قابل
نہ دینی مجالس میں جانے کے قابل　　نہ لوگوں میں صورت دکھانے کے قابل

اگر کاش عہدہ ملا اُن کو کوئی
کبھی اُن سے ہوگی نہ کوئی نکوئی

ہوئے پا کے تعلیم ایمان کے دشمن　　مخالف شریعت کے قرآن کے دشمن

ہو دون سے بڑھکر مسلمان کے دشمن
عدو دین کے قوم کی جان کے دشمن

کسی کو جو پابند اسلام پائین
تو مکر و دغا سے بلا مین پھنسائین

یہ تہذیب کا انکی عمدہ نشان ہے
[illegible]ازی شلیت سے مخفی وہان ہے
کہ ریش انکے چہرے پہ بار گران ہے
نماز و صیام اُن کو تیر و سنان ہے

یہ کس قوم و ملت کے حامی بنین گے
یہ کس علم و صنعت کے نامی بنین گے

[illegible]لج سے انکی ہوی رفع حاجت
[illegible] یا کہین لفظ عند الضرورت
سر رشتے مین لی جہد و کوشش سے خدمت
تو دل پر لگی چھانے حیرت پہ حیرت

کیا ہندوون سے یہ حسن تمنا
کہ اس لفظ کا کیا ہے مفہوم و معنی

اسطرح سے علم مین لوح ساده
[illegible] کبر و نخوت ہے حد سے زیاده
کہ لکھتے ہین معده بلا اے ماده
کہ کرنے لگے نسخ دین کا اراده

کبھی روزه و حج سے انکار ان کو
کبھی سود لینے پہ اصرار انکو

لباس مین وضع اُن کی نرالی
جو دیکھے کوئی اُن کی شکل خیالی
ٹپکتی ہے ہر [illegible] سے بے مثالی
نہ جانے کہ ہندی ہین یا ہین بنگالی

ہر اک سمت جاتے ہین ہنٹر ہلاتے
لیے ساتھ کتون کو سیٹی بجاتے

کبھی وہم یورپ پہ ایماں ہیں لاتے
کبھی ہیں جو جوشِ تعلی ہیں آتے
کبھی اصل انساں کی بندر بتاتے
تو آبا کو ہیں اسپ و خچر بتاتے

نہ پڑھتے تو بنتا ہر اک کام اُن کا
ہوا زشت پڑھنے سے انجام اُن کا

غرض نکلے کالج سے پڑھکر جو حضرت
کہ آیا ثبوت یہ ہے کوئی حجت
کہا یوں دکھا کر طبیعت کی جودت
کہ ہے صرف افسانۂ دفعِ وحشت

جو اس وہم باطل میں خود مبتلا ہیں
وہ اسلام کے کس مرض کی دوا ہیں

بنائے مدارس یہاں جابجا ہیں
ہر اک اُن میں پاکیزہ و دلکشا ہے
جہاں درسِ تشریح اور کیمیا ہے
ہر اک جاہ اور منزلت کی بنا ہے

نہیں فوت ہوتا اُس میں مطلب کسی کا
بدلتا نہیں اُس میں مذہب کسی کا

یہاں چوٹ ہی شرع کے مسائل پہ
ہے منقوش بد اعتقادی دلوں پر
مطاعن کی بوچھار ہے کاملوں پر
اثر کیوں نہ ہو دین کے جاہلوں پر

جو اصلا نہیں راز قرآں سے واقف
نہ دعویٰ نہ حجت نہ برہاں سے واقف

یہ مراد ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے مجھکو عبد اللہ کی پشت سے عبد اللہ کے گھر میں پیدا کیا کہ وہ بہترین سب گھرانوں کا ہے تاکہ سیاق حدیث سابق سے موافق ہو اور تولد کے بھی یہی معنی ہیں کہ ایک دوسرے سے پیدا ہو۔ چنانچہ منتہی الارب میں مسطور ہے۔ تولد پیدا شدن چیزے از چیزے چونکہ یہاں حدیث شریف میں پیدائش سے بعینہ تولد مراد ہے لہذا یہاں کے محاورات میں بھی گاہے لفظ پیدائش اور گاہے لفظ تولد ذکر کرتے ہیں اور دونوں سے ایک ہی مراد ہے۔ چنانچہ چند اشعار مختلفہ اس سند کے لیے نقل کیے جاتے ہیں کہ بوقت ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگ لفظ پیدائش اور گاہے لفظ تولد مستعمل کرتے ہیں وہ یہ ہیں

والیِ ہر دوسرا پیدا ہوئے صلِّ علیٰ ۔۔۔ شافعِ روزِ جزا پیدا ہوئے صلِّ علیٰ 9
معدنِ جود و سخا و مخزنِ حلم و حیا ۔۔۔ گوہرِ درجِ عطا پیدا ہوئے صلِّ علیٰ
شاد ہو غمگیں نہ کر کچھ غم کہ شاہِ جن و انس ۔۔۔ تیرے دردِ دل کی دوا پیدا ہوئے صلِّ علیٰ

دیگر

شاہِ شہاں پیدا ہوا ماہِ جہاں پیدا ہوا ۔۔۔ یعنی کہ عبد اللہ کا آرامِ جاں پیدا ہوا
پیغمبرِ امی لقب ماہِ عجم مہرِ عرب ۔۔۔ اعلیٰ حسب والا نسب عالی مکاں پیدا ہوا
درجِ رسالت کا گہر برجِ امامت کا قمر ۔۔۔ خالق کا منظور نظر سجدہ کناں پیدا ہوا

دیگر

شافعِ روزِ جزا پیدا ہوئے ۔۔۔ ہادیِ ہر دوسرا پیدا ہوئے
رحمۃ للعالمین پیدا ہوئے ۔۔۔ پیشوائے مرسلیں پیدا ہوئے

خاتم پیغمبراں پیدا ہوئے	رہنمائے انس و جاں پیدا ہوئے
بادشاہِ بحر و بر پیدا ہوئے	شور ہے خیر البشر پیدا ہوئے

دیگر

شہنشاہِ اعظم تولد ہوئے	رسول مکرم تولد ہوئے
شہِ دین و دنیا تولد ہوئے	مہ اوج علیا تولد ہوئے
تولد ہوئے پیشوائے جہاں	تولد ہوئے مقتدائے جہاں
تولد ہوئے سرور مرسلاں	تولد ہوئے رہبر دو جہاں
تولد ہوئے رہنمائے قدیم	قسیم جسیم نسیم وسیم

چونکہ حدیث مذکور سے ثابت ہوا کہ آنحضرت نے بوقت ذکر پیدائش اپنے قیام فرمایا ہے لہذا سب حاضرین جلسہ کو بوقت ذکر پیدائش آنحضرت کے مستحب ہے کہ قیام کریں۔

سوال ششم۔ حدیث گزشتہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آنحضرت نے بوقت ذکر پیدائش اپنے کے قیام فرمایا ہے۔ اور غیروں کا قیام کرنا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا ہے۔ ہاں اگر کسی اور حدیث سے ثابت ہو کہ صحابہ کرام نے آنحضرت کے قیام کے وقت میں قیام کیا ہے تو ہم یہ سمجھیں گے کہ اتباعاً للقیام رسول اللہ یہاں بھی قیام مستحب ہے۔

جواب۔ اس مسئلہ میں دو وجہ ہیں۔ ہر ایک وجہ سے بالاستقلال قیام کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ اول وجہ یہ ہے کہ حدیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ آنحضرت نے بوقت ذکر پیدائش اپنے کے قیام فرمایا ہے۔ تو قیام

بوقت ذکر پیدائش آنحضرت کے فعل رسول اللہ ہوا اور کوئی مسلمان ایسا
نہ ہوگا کہ فعل رسول اللہ کو بدعت کہے تاکہ کل بدعۃ ضلالۃ کے تحت میں
داخل ہو۔ باقی رہا یہ امر کہ سننے والے اور ذکر کرنے والے پیدائش
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کے دونوں قیام کریں یا فقط ذکر
کرنے والے قیام کریں نہ سننے والے یا کوئی نہ کرے۔ چونکہ ہم نے کلام
الٰہی اور حدیث نبوی کی طرف توجہ کی تو اللہ تبارک تعالیٰ یوں فرماتا ہے
[1] وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ اور قیام
حاضرین مجالس میلاد کے خواہ ذاکرین ہوں یا سامعین ما نہٰکم میں نہیں داخل
ہیں اس لیے کہ آنحضرت نے کسی موقع پر نہیں فرمایا کہ میرے ذکر پیدائش
کے وقت قیام نہ کرے اور اگر کوئی نہی دکھلا دے تو ہم سب سے پہلے اس ۱۱
نہی کی بموجب کاربند ہونگے۔ اور جو حدیث نبوی کی طرف ہم نے توجہ کی سو
حدیث صحیح گزشتہ ترمذی اور مشکوٰۃ سے ہم نے ثابت پایا کہ قیام بوقت ذکر
پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا۔ اور اللہ تبارک تعالیٰ اپنے کلام پاک میں جمیع امت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو طرف پیروی اقوال اور افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی اس آیت میں ارشاد فرماتا ہے [2] لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ
حَسَنَةٌ تو بموجب اس آیت کے پیروی کرنا اس فعل قیام کا ہر امتی پر

---

[1] جو کچھ دیوے تم کو رسول سو لیلو اُسکو اور جو کچھ منع کرے تم کو اُس سے پس باز رہو ۱۲
[2] البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے بیچ رسول خدا کے پیروی اچھی ۱۲

مروی ہے۔ اور نفرت کرنے والا اس قیام سے بلاشک اس حدیث صحیح کی مصداق میں داخل ہوگا من رغب عن سنتی فلیس منی اور یہ احتمال بھی نہیں ہوسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا سوائے قیام کے دیگر افعال میں سنت ہو اور قیام اگرچہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ تاہم پیروی اس فعل کی بدعت ہو۔ اور وجہ نہ ہونے اس احتمال کی یہ ہے کہ حدیث صحیح سے ثابت ہوا ہے کہ اتباعاً لقیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس محل میں قیام کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس محل میں قیام صادر ہوا ہے اس لیے کہ قیام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جزا اور قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث صحیح میں شرط واقع ہے اور جزا شرط کی تابع ہوتی ہے لہذا تبعاً لقیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قیام ثابت ہوا ہے اور وہ حدیث صحیح یہ ہے کہ مشکوٰۃ شریف میں بروایت ابو ہریرہ مروی ہے عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجلس معنا فی المسجد یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ اور کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فعل اور طریقے کو بدعت کہے اس لیے کہ صحابہ کرام بالاتفاق

۱؎ روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا انہوں نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ بیٹھے تھے ہمارے ساتھ مسجد میں کہ باتیں کرتے تھے ہمارے ساتھ اور جس وقت قیام فرماتے تھے تو قیام کرتے تھے ہم یہاں تک کہ دیکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تحقیق داخل ہوتے تھے بعض گھروں میں ازواج مطہرات کے ۱۲

اُن لوگوں میں داخل ہیں کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اُن پر انعام کیا ہے اور انعام کیے گئے کا طریقہ صراط مستقیم اور دین قویم ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور صراط مستقیم کو اگر کوئی بدعت اور شرک لاعلمی کی وجہ سے کہے تاہم لزوم کفر سے خالی نہیں اگرچہ التزام کفر نہ ہو۔ اب غور کا مقام ہے کہ مشرک اور بدعتی کون ہے۔ جناب من اپنے دین کے قواعد سے خبردار ہو جیے۔ پھر اپنے دین اور مذہب میں گفتگو کیجیے۔

سوال مفتم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صریح نہی فرمائی ہے کہ بعضے تمہارے بعض کے لیے قیام نہ کریں تو یہ قیام جو بوقت ذکر پیدائش آنحضرت کے ہو اس حدیث صحیح کے بموجب منع ہوا اور نیز یہ حدیث نہی حدیث گزشتہ ۳ قیام کی جو ابوہریرہ سے مروی ہو برخلاف ہو کر کے تعارض ثابت ہوا اور وہ حدیث یہ ہے کہ بروایت ابوداؤد وارد ہے عن ابی امامۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئا علی عصًا فقمنا له فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضها بعضا۔

جواب۔ یہ قیاس آپ کا قیاس مع الفارق ہے اس لیے کہ یہاں قیام بوقت ذکر پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام بعض الی البعض نہیں

ترجمہ۔ نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درآں حالیکہ تکیہ کرنے والے تھے عصا پر پس کھڑے ہو گئے ہم اُن کے لیے پس فرمایا حضرت نے کہ نہ کھڑے ہو جیسے کھڑے ہوتے ہیں عجمی تعظیم کرتا ہے بعض اُن کا بعض کی ۱۲

اور حدیث ابو امامہ میں قیام بعض الی البعض ہی وارد ہے بلکہ یہاں کُل اہل جلسہ اتباعاً لقیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام کرتے ہیں اور کوئی کسی کے لیے قیام نہیں کرتا ہے تاکہ قیام بعض الی البعض میں داخل ہوں ہاں اگر کسی وارد منیا در یا قائم قاعد کے لیے مانند قیام اعاجم کے تعظیماً قیام کرتے تو ضرور منہی کے تحت اور قیام بعض الی البعض میں جو حدیث ابو امامہ میں وارد ہے داخل ہوتی اور نیز حدیث ابو امامہ حدیث حضرت ابو ہریرہ سے کہ دربارہ قیام وارد ہے معارض نہیں اور مخالف نہیں ہو سکتی اس لیے کہ حدیث ابو امامہ میں منہی عنہ وہ قیام ہے کہ تعظیم کے لیے مثل قیام اعاجم اور حضرت ابو ہریرہ کی حدیث میں قیام اتباعاً لفعل رسول اللہ وارد ہے نہ کہ تعظیمی قیام اور مجلس میلاد شریف میں بھی اتباعاً لفعل صلے اللہ علیہ وسلم قیام کیا جاتا ہے نہ کسی کی تعظیم کے لیے اور قرینہ اس امر پر کہ حدیث ابو امامہ رحمۃ اللہ علیہ میں قیام تعظیمی منہی عنہ ہے اول تو سیاق حدیث شریف ہے کہ اس میں وارد ہے فقال ولا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضہا بعضا اور دوم امر یہ ہے کہ اگر مطلق قیام منہی عنہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں حضرت فاطمہ کے لیے قیام فرماتے اور نیز آں سیدہ حضرت کے لیے کیوں قیام کرتیں اور باوجودیکہ ہر ایک نے دوسرے کے لیے قیام فرمایا ہے چنانچہ حدیث صحیح ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ یہ ہے عن عائشۃ[۱]

---

[۱] روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہتی تھیں نہیں دیکھا میں نے (باقی برصفحہ ۱۱۵)

رضی اللہ عنہا قالت ما رایت احدا کان اشبہ سمتا وھدیا ودلا
وفی روایۃ حدیثا وکلاما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
فاطمۃ اذا دخلت علیہ قام الیھا فاخذ بیدھا فقبلھا واجلسھا
فی مجلسہ وکان اذا دخل علیھا قامت الیہ فاخذت بیدہ
فقبلتہ واجلستہ فی مجلسھا۔

سوال۔ آپ کی پیش کردہ احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیام بوقت کرم دا اش
آنحضرت کے اتباعاً لقیام رسول اللہ جائز اور مستحب ہے اور باوجودیکہ
فقہا نے اپنی کتب میں قیام کو مکروہ لکھا ہے۔

جواب۔ فقہا نے مطلق قیام کو ہرگز مکروہ نہیں لکھا ہے البتہ بعضوں
نے یوں لکھا ہے کہ جس ملک میں قیام کی عادت ہو تو قیام مستحب ہے اور
انھوں نے احادیث قیام اور نہی عن القیام کی ہر ایک کو ایسے محل پر
محمول کیا ہے کہ کسی کا دوسرے سے مخالفت اور تعارض بھی ثابت نہیں ہوتا
ہے چنانچہ طحطاوی میں مسطور ہے ونقل الشرنبلالی عن ابن وھبان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸) کسی کو زیادہ مشابہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ از روئے روش و میانہ روی کے اور ایک روایت میں حدیثاً وکلاماً آیا ہے اور
جس وقت تشریف لاتی تھیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
تو قیام فرماتے تھے حضرت ان کی طرف اور پکڑتے تھے ہاتھ ان کے اور بوسہ دیتے تھے آنحضرت
ان کو اور بٹھاتے تھے ان کو اپنی جگہ پر اور تھے آنحضرت جس وقت تشریف لاتے تھے حضرت
فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تو قیام فرماتی تھیں حضرت فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
پس پکڑتی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بٹھاتی تھیں آنحضرت کو اپنی جگہ پر ۱۲ منہ نقل کیا

اقول و فی عصرنا ینبغی ان یستحب ذالک ای القیام لما یورث ترکہ
من الحقد والبغضاء والعداوۃ لا سیما اذا کان فی مکان اعتید
فیہ القیام وما ورد من التوعد علیہ انما ھو فی حق من یحب القیام
بین یدیہ کما یقوم الترک والاعاجم وعدم ورودہ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وصحابتہ و لم یفعلوہ ای القیام للنبی صلی
اللہ علیہ وسلم لا یدل علی کراھتہ لانہ لم یکن من عادتھم وقد
ورد قوموا الی سیدکم اور بعضوں نے اشخاص متعددہ کی بہ نسبت جیسے
استاذ اور جو اسکی مرتبہ میں بڑا ہو جائز لکھا ہے اور باقیوں کی بہ نسبت ناجائز
چنانچہ طحطاوی میں مسطور ہے وفی مجمع الفتاوی للانطاکی قیام القاری
جائز اذا جاء اعلم منہ او استاذہ الذی علمہ القرآن او العلم او ابوہ
او امہ ولا یجوز القیام لغیرہ وان کان المجائی من الاجلۃ
والاشراف اور بعضوں نے قیام تعظیمی بعض الی البعض حدیث ابو امامہ
کے سبب سے ناجائز اور بعضوں نے بہ سبب حدیث فاطمہ کے جائز لکھا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵) کہ مستحب ہووے قیام اس سبب کہ ترک قیام بغض اور عداوت
لازم کرتا ہے خصوصًا ایسے مکان میں کہ جس میں قیام کی عادت ہو اور جو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے حدیثیں وارد ہیں قیام پر یہ اُس شخص کے حق میں ہیں کہ اپنے واسطے کھڑا ہونا پسند
کرتا ہے جیسے کھڑے ہوتے ہیں ترک اور عجمی لوگ اور عدم روایت قیام نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے اور صحابہ رضی اللہ عنہ سے اور یہ بات کہ جو نہیں کیا قیام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے
نہیں دلالت کرتی اوپر کراہیت قیام کے کیونکہ اُنکی عادت ہے قیام نہ تھا اور حال یہ ہے کہ
حدیث میں وارد ہے کہ کھڑے ہو تم طرف سردار اپنے کی ۱۲ منہ مجمع فتاوی انطاکی میں مسطور ہے

کہ قیام قاری جائز ہے جسوقت آوے زیادہ عالم اُس سے یا اُستاد اُسکا جس نے سکھایا ہے اُسنے قرآن یا

[illegible] حکم [illegible] لوگوں کو نماز پڑھا دیں انہوں نے پھر یہی عرض کیا
حضور نے پھر یہی فرمایا [illegible] حضور کے زمانہ میں نماز پڑھائی۔
اس حدیث کو [illegible] بخاری [illegible] نے روایت کیا [illegible] فرماتے [illegible] الادب
[illegible] علیہ [illegible] طرز [illegible] سے بعض طرق
میں حضرت صدیقہ [illegible] عرض کرنے کا [illegible] آنحضرت
کی حضور کی [illegible] [illegible] جاتی تھیں
[illegible] ہے
کہ بعض لوگ [illegible] حضرت [illegible] اور انکا
[illegible] حضور کی جگہ [illegible] دیکھنا بھی قلب
شیدا کو گوارا نہ [illegible] ان سے غیر [illegible] اس نکتہ تک پہنچ سکے
ہیں [illegible] صواحب یوسف کا لفظ اس معنی کی
تائید کرتا ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا ارشاد حکمت دینی
اور [illegible] پر مبنی تھا اور حضرت صدیقہ جو زلیخا کی طرح (بلکہ ان سے
بھی زیادہ) شیدائے حسن تھیں۔ حضور کی جگہ دوسرے کا دیکھنا گو وہ اپنے
والد ہی کیوں نہ ہوں گوارا نہ کر سکتی تھیں اسلیے عاشقانہ انداز میں بار بار
عرض جاری رکھی حضور نے یہ کلمہ فرما کر ان کو جواب عطا فرما دیا کہ منصب
نبوت کے احکام حکمت پر مبنی ہیں ان کے مقابلہ میں آپ کے جذبات محبت
کا لحاظ نہ فرمایا جائے گا۔ چنانچہ حضرت صدیقہ کی یہ عرض پذیرا نہ ہوئی اور
حضرت صدیق اکبر کو حضور نے امام بنایا۔

ابن زمعہ کی حدیث میں ذکر ہے کہ جس وقت حضور نے نماز پڑھانے کا حکم دیا اس وقت حضرت صدیق موجود نہ تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انھوں نے نماز پڑھائی اس پر حضور نے فرمایا نہیں نہیں نہیں۔ اللہ اور مسلمان ابوبکر کے سوا کسی اور کو قبول نہیں کرتے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ ابھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر ہی کہی تھی کہ حضور نے سنکر سر مبارک اٹھایا اور غصہ کے ساتھ فرمایا کہ ابن ابی قحافہ (ابوبکر) کہاں ہیں۔

علما نے فرمایا اس حدیث میں حضرت صدیق کے افضل صحابہ اور احق بالخلافہ اور اول بالامامۃ ہونے پر دلالت واضحہ موجود ہے۔

اشعری نے کہا یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ حضور نے باوجود اصحاب وصحابہ کی موجودگی کے حضرت صدیق کو امامت کا حکم دیا اور حدیث میں آچکا کہ قوم کی امامت اس کا سب سے بڑا قاری کرے تو ثابت ہوا کہ حضرت صدیق صحابہ میں سب سے زیادہ قاری اور سب سے بڑے عالم قرآن تھے خود صحابہ نے اس سے ان کے احق بالخلافہ ہونے پر استدلال کیا ہے اور انھیں استدلال کرنے والوں میں سے حضرت عمر اور حضرت علی بھی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ابن عساکر نے حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ سے ایک حدیث روایت کی جس کا یہ مضمون ہے کہ حضور سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو امامت کا حکم فرمایا اس وقت میں حاضر تھا غائب نہ تھا۔ بیمار نہ تھا

توہم اپنی دنیا کے لیے بھی اُس سے راضی ہیں جسکو حضور نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا یعنی معاملۂ دینی میں حضرت صدیق کی تقدیم جب سرکار دولتمدار کی منشا سے ہوئی تو امور دنیا میں اُن کا اتباع کرنے سے کون چیز مانع ہوسکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اُن کو احق بالخلافۃ نہ تسلیم کیا جائے۔

علما نے فرمایا کہ حضرتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلبیت امامت کے ساتھ زمانِ رسالت میں معروف و مشہور تھے۔ حضرت حفصہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا جب آپ بیمار ہوتے ہیں حضرت ابوبکر کو مقدم کرتے ہیں۔ فرمایا میں اُن کو مقدم نہیں کرتا لیکن اللہ تعالیٰ اُنھیں مقدم فرماتا ہے۔

دارقطنی نے افراد میں اور خطیب و ابن عساکر نے علی مرتضیٰ سے روایت کی فرماتے ہیں کہ حضور انور نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ تمھیں مقدم کرنے کا سوال کیا مگر اُس نے منظور نہ فرمایا کہ ابوبکر کے سوا اور کوئی مقدم کیا جائے۔ ابن عدی نے ابوبکر ابن عیاش سے نقل کیا کہ اُن سے (خلیفہ) رشید نے دریافت کیا اے ابوبکر لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق کو کس طرح خلیفہ بنایا میں نے کہا اے امیر المومنین اللہ نے سکوت کیا رسول نے سکوت کیا مومنین نے سکوت کیا۔ رشید نے کہا کہ آپ نے مجھے اور زیادہ غم میں ڈالدیا۔ اس پر اُنھوں نے جواب دیا کہ حضور آٹھ روز بیمار رہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کون نماز پڑھائے حضور نے فرمایا کہ ابوبکر کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں اُنھوں نے آٹھ روز نماز

پڑھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] کے سکوت سے
اور مومنین نے سکوت کیا [illegible] جواب دیا اور
کہا کہ بارک اللہ۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے [illegible] صدیق کی خلافت پر اجماع ہو گیا [illegible] انہوں نے [illegible] صدیق سے [illegible] کر [illegible] بنا لیا۔

علماء نے حضرت صدیق کی خلافت [illegible] کے لئے صرف اجماع [illegible]

اہل السنت نے آپ کے فضائل [illegible] رسول صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] متفق تھے اور ان میں سے کسی کو اس [illegible] وہ ہمیشہ آپ کو خلیفہ رسول اللہ کہتے تھے [illegible] خطا و ضلال پر جمع ہونا شرعاً [illegible] ہے۔

حاکم نے بسند صحیح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے [illegible]

مَا رَآهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ وَمَا رَآهُ الْمُسْلِمُونَ سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ	جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ عند اللہ بھی بہتر ہے اور جس کو مسلمان برا جانیں وہ اللہ کے نزدیک [illegible]

اللہِ سَبِیْ | بری ہے۔

جمیع صحابہ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو بہتر سمجھا تو اس حدیث
سے ثابت ہوا کہ وہ عند اللہ بھی سب سے بہتر ہے۔

بیعت

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات شریفہ کا لمحہ لمحہ روز اسلام سے
وابستہ رہا [illegible] سے ان کے [illegible]
[illegible] کرنے کے [illegible]
میں [illegible] عظمت [illegible] کے واقعات [illegible] خلافت کا واقعہ
[illegible] نہایت [illegible] اور عظیم انقلاب
خواہ [illegible] کے پہلو سے نظر ڈالئے خواہ اس
حیثیت سے دیکھئے کہ اسلام کی ابتدائی تاریخ میں مسلمانوں کے امور کا انتظام
اس خوبی اور بے مثال [illegible] انجام دیا اور ان کی جماعت کو تشتت
و تفرق اور اختلاف و پراگندگی سے کس حسن تدبیر کے ساتھ بچایا خلفائے
راشدین کی خلافتوں میں سے ہر ایک خلافت حق ہے اور مسلمانوں کی گردنیں
انقیاد و تسلیم کے ساتھ ان کے آگے جھکی ہوئی ہیں لیکن دوسرے امور
و براہین سے قطع نظر کر کے خالص واقعات پر نظر ڈالنے والا [illegible]
نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ [illegible] خلافت اسی وقت کے لیے تھی اور [illegible] کا وہی

موقع تھا جو قدرت نے عطا فرمایا میں ہر ایک خلافت کی کامل عظمت اپنے دل میں رکھتا ہوں مع ہذا انصاف یہ کہنے پر مجبور ہو کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا عہد جو زمانہ پاک رسالت سے بالکل متصل ہو نزاع وجدال سے پاک رہا اور مسلمانوں کے اتفاق ویگانگت اتحاد واخوت میں باوجود دشمنوں کی بے انتہا کوششوں کے کوئی فرق نہ آیا اور تمام کام اُسی نظم کے ساتھ جاری رہے اسی کا نتیجہ تھا کہ اس کے بعد والی خلافت میں اسلام کی بہت شاندار فتوحات بکثرت نظر آتی ہیں اگر اس خلافت اولیٰ کی جگہ کوئی اور خلافت ہوتی اور اس عہد کی جگہ کوئی دوسرا اختلاف والا عہد ہوتا تو قصر اسلام کی بنیادیں ابتدا ہی میں متزلزل ہو جاتیں اور اول امر ہی میں اُس کو وہ ضعف پہنچتا جس کی تلافی کی کوئی صورت عالم اسباب میں نظر نہیں آتی ان کے علاوہ اور بہت سے پہلو ہیں جو اس واقعہ کی اہمیت کے موجب ہیں۔

سنّی شیعہ کا اختلاف

اس حقیقت پر نظر ڈالتے ہوئے کس قدر افسوس ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ نیابت رسول کا جو منصب خود زمانۂ خلافت میں بے نزاع واختلاف تسلیم کر لیا گیا اور جس پر صحابہ کی مقدس جماعتوں کا اجماع ہو چکا اور کسی قسم کی خفیف سی منازعت یا مخالفت بروئے کار نہ آئی آج اپنے آپ کو مسلمان کہنے والوں کی ایک جماعت صدہا سال کے بعد اُس میں اختلاف کر کے

نزاع جدال کا بازار گرم کرے اور خوبی سے گزرے ہوئے قرون کو صدیوں بعد جنگ کا حیلہ بنائے۔

تیغ اسلام سے زخم کھائے ہوئے دل اور کفار کے عناد پرور سینوں کی آتش فشاں عداوت جو کام اسوقت نہ کر سکی وہ اسوقت بے ان اسباب کے حاصل ہو مخالفانہ اور معاندانہ نہیں مناظرانہ اور مباحثانہ نہیں ہمدردانہ اور غمخوارانہ کہتا ہوں کہ آج بھی نظر صحیح سے کام لیجیے تو اختلاف رفع ہو سکتا ہے جو خلافت کامیابی کے ساتھ اپنے کمال کو پہنچ چکی جس کو اس کے زمانہ کے تمام سربلند صحابہ اور اکابر اسلام نے تسلیم کر لیا جسکی بیعت خلفائے مابعد نے خود فرمائی جس کی حقیت خلیفہ رابع حضرت مولیٰ علی رضی اللہ وجہہ الکریم نے زمانۂ خلافت میں اور اس کے بعد صراحت و فصاحت کے ساتھ بارہا بیان فرمائی آج اس میں بے فائدہ کلام کیا جائے آج اس کا تعصباً و عناداً انکار کر کے آتشِ جنگ بھڑکائی جائے اور اس سے اپنی قوت کو ضعیف کیا جائے اپنے اوقات کو برباد کیا جائے اپنے انصاف اور صداقت کا اپنے ہاتھ سے خون کیا جائے کسقدر ظلم ہے۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار۔**

خلافت راشدہ کا پہلا دور خلافت راشدہ کا پہلا دور عہد نبوت کے آخر اور وفات نبی علیہ السلام سے متصل ہے۔

حضور سید عالم علیہ الصلاۃ والسلام نے بہت مرتبہ اشارۃً و کنایۃً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف ایما فرمایا اور کتب حدیث میں

[illegible] ملتے ہیں۔

[illegible] خلافت راشدہ کے متعلق [illegible]

[illegible]

[illegible] صدیق کو [illegible]

[illegible] خدمت [illegible]

[illegible] صدیق [illegible] ہوا

[illegible] کی خلافت [illegible] سے بھی [illegible] اور

تمام صحابہ [illegible] حضور سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمایا اس وقت [illegible] ایک لاکھ

کے قریب [illegible] فیض صحبت نبوت سے تربیت یافتہ تھے اور

جنہوں نے [illegible] تعلیم پائی تھی [illegible] ایک

علم وعمل کا جامع اور کمالات ظاہریہ و باطنیہ کا مجمع ہونے کے علاوہ رسول

علیہ الصلاۃ والسلام کے سوا کسی دوسری مخلوق کے سامنے گردن جھکانے

[illegible] اطاعت و فرمانبرداری کرنے کا [illegible] تھا سب ایک نبی کی اُمت

تھے ایک آقا کے غلام تھے ایک مالک کے مملوک تھے ایک فرمانروا کی رعیت

تھے ایک [illegible] امام کے مقتدی تھے ایک گوشۂ چشم کے اشارہ

پر ایک جنبش ابرو کے ایما پر سب کچھ [illegible] میں نثار کر دینا اور قربان ہو جانا بہترین

[illegible] سمجھتے تھے مگر یہ سر کبھی کسی دوسرے کی فرمانبرداری کے لیے نہ جھکے تھے حضور

کے پردہ فرمانے سے اس نظام میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہوتا ہے۔

اور بعضوں نے اس میں فرق کیا ہے چنانچہ طحطاوی میں مسطور ہے قال[۱]
شرنبلالی اختلفوا فیه ای فی القیام ومنهم من منع ذلك لما
رواه ابوداود باسناده الی ابی امامة قال فخرج علینا رسول
اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم متکئا علی عصا فقمنا له فقال لا تقوموا
کما تقوم الاعاجم یعظم بعضهم بعضا ومنهم من اباحه استدلالا
بقیام رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لفاطمة رضی اللّٰه عنها
ومنهم من فصل علی ما قاله قاضیخان اور قنیہ میں مسطور ہے[۲] ولا یکره
قیام الجالس فی المسجد لمن دخل علیه تعظیما له شط[۳] فی مشکل
الآثار القیام لغیره لیس بمکروه لعینه انما المکروه محبت
القیام من الذی یقام له فان لم یحب القیام وقاموا له ۱۷
لا یکره لهم قال رضی اللّٰه عنه وقیام قاری القران لمن
یجیٔ الیه تعظیما له لا یکره اذا کان ممن یستحق التعظیم وقیل
له ان یقوم بین یدی العالم تعظیما له واما فی حق غیره لا یجوز
اور در المختار نے ان اختلافوں کی طرف اس نظم میں اشارہ کیا ہے

---

[۱] کہا شرنبلالی نے کہ اختلاف کیا علما نے بعضوں نے بسبب حدیث ابوامامہ کے قیام
کو ناجائز کہا ہے اور بعضوں نے بسبب حدیث فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جائز بتلایا ہے اور بعضوں
نے فرق کیا ہے ۱۲ [۲] اور قنیہ میں مسطور ہے کہ نہیں مکروہ ہے قیام مسجد کے بیٹھنے والے
تعظیماً واسطے اس شخص کے جو اس کے پاس آئے ۱۲ [۳] مشکل الآثار میں مسطور ہے غیر
کے لیے قیام مکروہ بذاتہ نہیں ہے تحقیق مکروہ محبت قیام ہے اس شخص سے جس کے لیے
قیام کیا جاتا ہے اور اگر کوئی محبت قیام نہ رکھے اور اس کے لیے کھڑا ہو جائے تو مکروہ نہیں ہے ۱۲

ومن قام اجلالا لشخص فجائز و فی غیر اھل العلم لبعض تقریر

سوال۔ آپنے فقہا کے اقوال اور اُن کے اختلافات ذکر کیے مگر یہ معلوم نہ ہوا کہ قیام بوقت ذکر پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرمت کے قول میں داخل رہا یا نکل گیا۔

جواب۔ قیام بوقت ذکر پیدائش آنحضرت کے ہرگز حرمت کے قول میں داخل نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے اس لیے کہ جن علما نے قیام کو حرام بتایا ہے تو انھوں نے قیام بعض الی البعض جو بطور تعظیم اعاجم ہو حرام بتلایا ہے اور یہاں قیام بعض الی البعض کی صورت ہرگز متصور نہیں ہے اس لیے کہ یہاں یعنی مجلس میلاد شریف میں کل اہل جلسہ اتباعاً لقیام رسول اللہ قیام کرتے ہیں اور کوئی کسی کے لیے قیام نہیں کرتا ہے تاکہ قیام بعض الی البعض کی صورت میں داخل ہو کر اس میں علما کا اختلاف متصور ہو۔

سوال۔ اس حدیث گزشتہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ابتدا سے انتہا تک ثابت ہوتا ہے اور یہاں یہ رواج ہے کہ ابتدا اور انتہا میں بیٹھتے ہیں اور وسط میں قیام کرتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا بدعت

جواب۔ یہ جائز ہے اس لیے کہ حدیث شریف گزشتہ ترمذی و مشکوٰۃ سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ذکر پیدائش اور علو نسبی اور شرافت ذاتی اپنی کے لیے ابتدا سے انتہا تک ثابت ہوا اور یہاں قبل اور بعد قیام کرنے کے ان امور کے سوا اور امروں کا ذکر ہوتا ہے لہذا

اتباعاً لفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام کی تخصیص ان تین امروں کے ذکر کے ساتھ کی جاتی ہے اور چونکہ قبل اور بعد قیام کے ان تین امروں کے سوا اور امور کا ذکر ہوتا ہے لہذا وہاں قیام نہیں ہوتا۔

سوال۔ ان تین امور سے سوا وہ امور جو قعود کے وقت میں بیان ہوتے ہیں اگر وہ بھی قیام کے وقت میں بیان کیے جاویں تاکہ ابتدا سے انتہا تک قیام ہو اور بیٹھنا نہ پڑے تو کیا نقصان ہے۔

جواب۔ اول نقصان یہ ہو کہ حدیث گزشتہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ان تین امروں کے لیے ثابت ہو اس لیے کہ سوائے ان تین امروں کے حدیث گزشتہ میں کسی اور امر کا ذکر نہیں ہے بالفرض اگر یہاں تین امروں کے ساتھ اور امور بھی ملائے جاویں تو 191
اتباع فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کردہ تخصیص قیام ہے ان تین امروں کے لیے فوت ہو وےگی اور نیز اگر یہ شخص قیام کی تخصیص ان تین امور کے ساتھ اس لحاظ سے نہیں کرتا کہ یہ تخصیص بدعت ہے تو بنا بر اس خیال کے یہ شخص خود گمراہ اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث صحیح میں وارد ہے منکر ہوا اور اُس صحابی کی بشارت سے محروم رہیگا کہ اُس نے حضرت سے عرض کیا تھا والذی نفسی بیدہٖ لا ازید علی ھذا شیئاً ولا انقص منہ یعنی قسم ہو خدا کی میں اس سے نہ زیادہ کرونگا نہ کم اور حضرت نے اُس کے حق میں بشارت فرمائی کہ جس کو جنتی کے دیکھنے سے جی خوش ہو سو اُس کو دیکھے اور محروم

ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر زیادتی کی اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ان تین امور کے لیے قیام فرمایا تھا اور انھوں نے سوائے ان تین امروں کے اور بھی زیادتی کی اور بشارت کا سبب عدم زیادتی ہے قول اور فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اور یہاں زیادتی محقق ہو گئی لہذا اس بشارت سے جو عدم زیادتی اور نقصان کے سبب سے وارد ہے محروم رہیگا۔

سوال۔ علی الدوام آنحضرت کا قیام ذکر پیدائش کے وقت میں حدیث گزشتہ سے ثابت نہیں ہوتا ہے پھر لوگ کیوں ہمیشہ قیام کرتے ہیں اور جو کوئی قیام نہ کرے اُس کو بُرا کیوں جانتے ہیں۔

جواب۔ اگر علی الدوام آنحضرت قیام فرماتے تو یہ قیام سنت موکدہ ہوتا اور چونکہ حضرت نے قیام پر مواظبت نہیں فرمائی ہے تو مستحب ہوا اور مستحب پر دوام کرنا بالاتفاق سب اہل اسلام کے نزدیک مستحسن ہے اور جو کوئی قیام نہ کرے تو اس کو کوئی بُرا بھی نہیں جانتا ہاں اگر قیام اسلیے نہیں کرتا کہ قیام کو بدعت سمجھتا ہے تو غور کا مقام ہے کہ اگر کوئی شخص اس قیام کو بدعت کہے باوجودیکہ حدیث صحیح گزشتہ ترمذی و مشکوٰۃ سے ثابت ہوا کہ قیام فعل رسول اللہ ہے گویا اس شخص نے فعل رسول اللہ کو بدعت اور ضلالت کہا اس لیے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ ہر بدعت ضلالت ہے۔ اور کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا کہ فعل رسول اللہ کے بدعت کہنے والوں کو اچھا جانے بلکہ خود اُس کہنے والے سے پوچھنا چاہیے کہ اگر کوئی شخص

فعل رسول اللہ کو بدعت کہے تو اُس کا کیا حکم ہے اگر وہ یہ کہے کہ قیام بوقت ذکر پیدائش آنحضرت کے فعل رسول اللہ نہیں ہے تو اُس کو حدیث گزشتہ ترمذی کی اور مشکوٰۃ کی دکھلانا چاہیے اور اُس سے یہ پوچھا جائے کہ قیام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی المنبر جو حدیث بیان ذکر پیدائش میں وارد ہے تو اُس کے کیا معنی ہیں مجھکو یقین ہے کہ اگر اُس شخص کو متابعت فعل رسول اللہ منظور ہوا اور فعل رسول اللہ سے ضد نہ ہو تو قیام بوقت ذکر پیدائش آنحضرت کے فعل آنحضرت کا بتلا دیگا اور بدعت کہنا چھوڑ کر سنت کہنے کا قائل ہوگا اور یہ نہایت پُرخطر مقام ہے کہ فعل رسول اللہ کو بدعت کہے اور تبع فعل رسول اللہ کو بدعتی اور مشرک سمجھے۔

سوال۔ اگر قیام حاضرین مجلس میلاد اس لیے سنت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ ۱
علیہ وسلم نے بوقت ذکر پیدائش اپنی کے قیام فرمایا ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بروز عیدین وجمعہ خطبہ کے وقت میں منبر پر قیام فرمایا ہے پس کیا وجہ ہے کہ لوگ بروز جمعہ اور عید قیام نہیں کرتے۔

جواب۔ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز عید بوقت قیام اپنے کے منبر پر حالت خطبہ میں صحابہ کرام کو حکم جلوس فرمایا ہے اور تعمیل حکم جلوس بغیر ترک قیام نہیں ہوسکتی ہے لہذا یہاں قیام بسبب حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک ہوا اور وہ حدیث یہ ہے کہ ابوداؤد میں بروایت عبداللہ بن السائب وارد ہے عن عبد اللہ بن السائب قال شهدت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم العيد فلما

قضی الصلوٰۃ قال انا نخطب فمن احب ان یجلس فلیجلس
من احب ان یذھب فلیذھب اور نیز بروایت ابو داؤد وارد ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز جمعہ منبر پر مستوی ہوکر صحابہ کرام کو حکم
جلوس فرمایا یہاں تک کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بفور سماعت اس حدیث
کے مسجد کے دروازے پر بیٹھنے لگے اور وہ حدیث یہ ہے۔ عن جابر
قال لما استوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر قال
اجلسوا فسمع ذلک ابن مسعود فجلس علی باب المسجد (الحدیث)
سوال۔ قیام بوقت ذکر پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اگرچہ
ترمذی اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث سے ثابت ہوتا ہو مگر انتہا درجہ اس
۲۲ قیام کا استحباب ہے اور مستحب کا ترک کرنا جائز ہے مگر یہاں کے لوگ قیام
پر ایسا اصرار کرتے ہیں کہ کبھی اس قیام کو ترک نہیں کرتے ہیں اور فرض
اور واجب کی مانند از روئے عمل اس قیام پر دوام کرتے ہیں آیا یہ دوام
اس قیام پر جائز ہے یا بدعت۔

جواب۔ چند امور یہاں تعیین النبوت میں اول امر یہ ہے کہ کوئی فرد بشر
اس قیام کو نہ فرض اور نہ واجب سمجھتا ہے اور نہ اس قیام پر دوام کرنے
سے بسبب شہرت اس امر کے کہ قیام کا رتبہ استحباب سے کوئی بھی زائد
نہیں بتلاتا ہے۔ خیال کیا جاتا ہو کہ یہ قیام واجب یا فرض ہے اور دوم
امر یہ ہے کہ قیام بوقت ذکر پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحب
اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسے ترمذی اور مشکوٰۃ کی حدیث سے

ثابت ہوا اور دوام کرنا ہر امر مستحب پر باوجود اس عقیدت کے کہ یہ امر مستحب
نہ فرض اور نہ واجب ہی مستحسن ہے نہ مذموم چنانچہ حدیث میں وارد ہے
احب الاعمال الی اللہ ادومہا یعنی زیادہ پسندیدہ فعل نزدیک
اللہ کے وہ ہی جسپہ دوام کیا جاوے لہذا اجماع سب اہل اسلام کا
اس بات پر ہے کہ دوام کرنا مستحبات صوم اور صلوٰۃ اور حج اور زکوٰۃ اور
غیرہا پر امر مستحسن ہے اور اگر دوام امر مستحب پر شرک اور بدعت ہوتا تو
کوئی ائمہ دین میں سے مستحبات صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ پر دوام نہ کرتے
بلکہ ان مستحبات کا دوام چھوڑ کر کبھی کبھی ادا کرتے اور باوجودیکہ
یہ امر خلاف اجماع ہے اور نیز جناب مولانا مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری
نے جواب استفتائے مجلس میلاد میں کہ علمائے دیوبند نے براہین قاطعہ ۲۴
کے صفحہ ۱۳۶ میں نقل کیا ہے لکھتے ہیں۔ اے بعضے اوقات التزام
بعضے امر مستحب چناں کردہ می شود کہ عملاً بصورت واجب مے نماید و باینہمہ
اگر اعتقاد فاعلش بوجوب آں نیست درحق او بدعت نخواہد شد۔ اب جناب
مولوی احمد علی صاحب کے جواب استفتاء سے بھی معلوم ہوا کہ دوام امر
مستحب پر بدعت اور مذموم نہیں ہے البتہ مولوی صاحب نے اپنے جواب
استفتاء میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ اصرار اس امر مستحب پر جو موجب فساد عقائد
عوام ہوتا ہے یعنی عوام اُس کو واجب یا فرض سمجھیں گے اور نیز عوام تارک
ان امور کے کو بدتر تارک صوم وصلوٰۃ سے سمجھتے ہیں لہذا اس کو ترک کرنا
چاہیے جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ اس زمانہ میں ایسے عوام الناس

نہیں ہیں کہ مستحبات مجلس میلاد شریف کو فرض یا واجب سمجھے اور بالفرض اگر ٦
ایسے عوام الناس بھی ہوں تو اُن کا علاج یہ ہے کہ مولود خواں بوقت قیام
اپنے کے صاف صاف بیان کرے کہ یہ امور یعنی قیام وغیرہ مستحبات میں
سے ہیں اور کوئی نہ اُن کو فرض اور نہ واجب سمجھے ورنہ گنہگار ہوگا البتہ
یہاں تارک قیام کو لوگ اس لیے بُرا سمجھتے ہیں کہ اس قیام مستحب کو جو
حدیث ترمذی اور مشکوٰۃ شریف سے ثابت ہو بدعت اور شرک جانتے ہیں اور
جو کوئی شخص فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرک اور بدعت کہے تو کوئی
مسلمان اُس کو اچھا نہیں کہے گا ورنہ اپنے ایمان کی تجدید کی فکر میں رہے
اور نیز مولود خوانوں کو لازم ہے کہ اس حدیث صحیح قیام کو خوب رواج اور
اشاعت دیویں اس لیے کہ اس حدیث صحیح پر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۴
کے لوگوں کا عمل متروک ہوا ہے اور صحیح حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو حدیث کہ بعد میرے متروک ہووے اور
کوئی شخص اُس کو رواج دیوے تو رواج دینے والے کو اتنا ثواب ملیگا
جتنا اس حدیث پر عمل کرنے والوں کو ملتا ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ بروایت
ترمذی اور ابن ماجہ وارد ہے عن بلال بن الحارث المزنی قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احیا سنۃ من سنتی قد
امیتت من بعدی فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بہا
الحدیث ۔ اور نیز یہ زمانہ فساد کا زمانہ ہے اس لیے کہ جہل اور بدعت
غالب ہے اور حدیث قیام بوقت ذکر پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

(لاحق بسابق)

علمائے اسلام

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِنْ اِحْيَاءِهَا (دارمی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا شب کو ایک گھنٹہ علم کا سیکھنا سکھانا شب بیداری سے بہتر ہے۔

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَلٰثَةٌ الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ (احیاء)

حضور نے فرمایا روز قیامت تین گروہ شفیع ہونگے۔ انبیا پھر علما پھر شہدا

قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ الْعُلَمَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا مَعْشَرَ الْعُلَمَاءِ اِنِّي لَمْ اَضَعْ عِلْمِي فِيْكُمْ اِلَّا لِعِلْمِي بِكُمْ وَلَمْ اَضَعْ عِلْمِي فِيْكُمْ لِاُعَذِّبَكُمْ اِذْهَبُوْا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ (احیاء)

حضور نے فرمایا روز قیامت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اٹھائیگا پھر علما کو اٹھائیگا پھر فرمائیگا اے گروہ علما میں نے تم میں اپنا علم اسلیے رکھا کہ میں تمھیں جانتا تھا میں نے تم میں علم اسلیے نہ رکھا کہ تمھیں عذاب کروں جاؤ میں نے تمھیں بخشا نسئل اللہ حسن الخاتمۃ

علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ عالم صائم قائم مجاہد سے افضل ہے جب عالم مرجاتا ہے دین میں ایک رخنہ پڑجاتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت

سلیمان علیٰ نبینا علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے علم اور مال اور ملک میں مخیر کیا ان میں سے جو چاہیں اختیار فرمائیں آپ نے علم اختیار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ملک و مال اس کے ساتھ عنایت کیے۔

حضرت ابن مبارک سے دریافت کیا گیا آدمی کون ہے۔ فرمایا علما۔ عرض کیا گیا بادشاہ کون ہے فرمایا زاہد۔ عرض کیا گیا سفلہ کون ہے فرمایا جو دین کے بدلے دنیا حاصل کرے۔

حسن رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا علما کی دواتیں شہدا کے خون سے وزن کی جائیں گی اور ان دواتوں ہی کا وزن غالب ہوگا۔

علمائے اسلام کی یہ شان ہو یہ قرب و منزلت ہے وہ دین کے حامی سنت کے ناصر اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ معصوم نہیں لیکن مغفور ہیں اور تمام عالم ان کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے اور سارا جہان ان سے فیضیاب ہو۔

علما کی موت

ان پُر فیض ہستیوں میں سے کسی ایک کا اُٹھ جانا کیسی بڑی مصیبت اور کیسی محرومی ہے اُس ذات سے جو فیوض و برکات پہنچ رہے تھے خلق اُس دفعۃً محروم ہو جاتی ہے گو کہ اُن کے عمل منقطع نہیں ایک مسئلہ اگر انھوں نے تحریر کر دیا ہے۔ ایک سبق اگر انھوں نے پڑھا دیا ہے تو جب تک وہ مسئلہ پڑھا یا دیکھا جائیگا جب تک اُس درس کی تکرار ہوتی رہے گی اور اُنکے

تلامذہ کا سلسلہ منقطع نہ ہوگا اُس وقت تک ان کا یہ عمل باقی رہے گا اور اُن پر جزا و ثواب مرتب ہوتا رہے گا۔ علما ظاہر میں مرجاتے ہیں مگر اُن کے عمل زندہ رہتے ہیں اُنکی نیکیاں بڑھتی جاتی ہیں حضرت امام عالیمقام سیدنا الامام الاعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہماری ظاہر بین آنکھوں سے پردہ فرما گئے اور دار العمل سے انتقال کرکے دار الجزا میں اپنے رب کی رحمت و رضوان کے ساتھ فائز المرام ہوئے لیکن جب تک اُنکی فقہ کا درس دیا جائے گا اُنکے اجتہاد پر عمل کیا جائیگا اُن کے مقلد باقی رہیں گے اُن سب کے اعمال اُن سب کی تمام عمروں کی نیکیاں حضرت امام اعظم کو ملتی رہیں گی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔

مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ۔	جس شخص نے اسلام میں نیک طریقہ نکالا اُسکو اس طریقہ نکالنے کا بھی اجر ملیگا اور اُسپر عمل کرنے والوں کا بھی بے اس کے کہ اُن کے اجروں سے کچھ کم کیا جائے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلدین سے دنیا بھری ہوئی ہے ہزار برس سے زیادہ ہوچکے کہ ایک جہان اُنکی تقلید کر رہا ہے دنیا اُنکے علوم سے فائدہ اُٹھارہی ہے ہر قرن اور ہر زمانہ میں ہر شہر اور قریہ میں مشارق ومغارب میں اُن کے مقلدین کس کثرت کے ساتھ موجود ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہیں گے یہ کتنے ہوئے کوئی حساب کرسکتا ہے اور ان میں سے ہر ایک کی تمام عمر کی نیکیاں اور محاسن اعمال کا مجموعہ کسقدر ہے کچھ اندازہ ہے

آ سکتا ہے یہ سب حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعمال باقیہ ہیں ان سب کی جزا اُن کے عاملوں کو بھی ملے گی اور حضرت امام صاحب کو بھی۔
اب امام رحمہ اللہ تعالیٰ کی نیکیاں کسقدر ہوئیں پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین میں کسقدر انقیا و اولیا ہیں اور کتنے محبوبانِ حق اور مقربین اور غوث اور قطب ہیں اور اُنکی تمام عمر کی نیکیاں اُن کے اعمال صالحہ اُن کے مجاہدات اُنکی ریاضات اُنکے تمام نیک عمل حضرت امام کی نیکیوں میں داخل اور آپ کو بحکم حدیث اُن سب کا ثواب حاصل ہے۔
مجھے اس مقام پر حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب پر بحث کرنا مد نظر نہیں ہے بلکہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے علما کی ایک شان دکھانا اور یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ ان حضرات کی موت اہل عالم کی نگاہوں سے پردہ ہو دیں اُنکی نیکیوں کا سلسلہ مسلمانوں کی آخر بقا تک جاتا ہے اُن کے حُسنِ عمل کو اُن کے بڑھتے ثواب کو موت کے ہاتھ روک نہیں سکتے اُس کو ان شیدایانِ جمال کے سرا پردہ قرب تک رسائی نہیں ہے حدیث شریف میں ہے۔

اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَ حَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَ نَشَرَهٗ (ابن ماجہ)	بیشک اُن اعمال اور نیکیوں میں سے جو مومن کو اُس کی موت کے بعد ہی ملتی ہیں علم ہے جس کو اُس نے سکھایا اور دنیا میں پھیلایا۔

علما کے مدارج و مراتب مختلف ومتفاوت ہیں جس سے دنیا کو جسقدر علمی فائدے

پہنچے ہیں اور جس کے علوم سے جتنا زیادہ اور کثیر نفع خلق نے اٹھایا ہو اُس کا نامۂ اعمال اسیقدر وسیع ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہو کہ یہ طبقہ کا طبقہ بڑی شان رکھتا ہے اور عوام کی طرح انکی موت انکی نیکیوں کا خاتمہ نہیں کرتی مگر اُن کی موت کے باعث دنیا کو اُن کے روز افزوں فیوض سے ایک طرح کی محرومی ہوجاتی ہے اور علم کا ایک حصہ اُٹھ جاتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَنْتَزِعُہٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ (بخاری و مسلم)	حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہو انھوں نے کہا کہ حضور اقدس علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہ اُٹھائیگا کہ بندوں کے سینوں سے محو کردے لیکن علم کو اس طرح اُٹھائیگا کہ علما کو اُٹھا لے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علما کا اُٹھ جانا بہت سے علمی برکات سے محرومی کا موجب ہو اور اُن کے اُٹھنے کے ساتھ ایک علم اُٹھ جاتا ہے۔

دوسری حدیث شریف میں ہو کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

لَمَوْتُ قَبِیْلَۃٍ اَیْسَرُ مِنْ مَوْتِ عَالِمٍ۔ (احیاء)	بے شک ایک قوم کی موت ایک عالم کی موت سے آسان ہو اور ایک پورے قبیلہ کا مرجانا ایک عالم کے مرنے سے سبک ہو

اور یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہو کہ عالم کی موت سے دین میں ایک رخنہ ہوجاتا ہے

جو قیامت تک بند نہیں ہوتا۔ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں قَالَ بَعْضُ الْحُكَمَاءِ اِذَا مَاتَ الْعَالِمُ بَكَاهُ الْحُوْتُ فِي الْمَاءِ وَالطَّيْرُ فِي الْهَوَاءِ وَيُفْقَدُ وَجْهُهٗ وَلَا يُنْسٰى ذِكْرُهٗ بعض حکما نے کہا کہ جب عالم مرجاتا ہے مچھلیاں پانی میں اور پرندہوا میں اس کو روتے ہیں اور اس کے چہرے کی زیارت نہیں ہوسکتی لیکن اسکی یاد دلوں میں رہتی ہے اور وہ فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ الحاصل ان مقدس ہستیوں کی برکات اور ان کی نورانی زندگیوں کی رفعت شان اور جلالت منزلت جس پایہ کی ہے اُن کے پردہ فرمانے سے اُسی درجہ کا رنج افسوس محرومی حاصل ہوگی اور وہ رنج بیدار دنیا ہمیشہ ہی محسوس کرتی رہے گی گو اہل غفلت تھوڑی دیر گرم آہیں کھینچ کر سرد ہوجائیں قلیل مدت آنسو بہاکر ایسے حوادث ہائلہ کو بھول جائیں یہ اُنکی غفلت ہے مگر جن کو اللہ نے ذکاوتِ حس عنایت کی ہے وہ آج بھی اسلاف کرام کے دیدار سے محرومی کے صدمات اپنے قلوب میں محسوس کررہے ہیں ہر درد اُسیقدر اندازہ کیا جاتا ہے جتنا حس وادراک میں ذکاوت ہو۔ اسی لیے حکیم شدید دردوں کی حالت میں مخدرات کے ذریعہ سے حس کو ضعیف کرکے دردوں کا علاج کرتے ہیں۔

مجھے اس وقت اپنے اک تازہ درد کا تذکرہ کرنا ہے جس کے صدمات میرے قلب کے لیے ابھی پرانے نہیں پڑے یہ تذکرہ اپنی سعادت ونجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں مقبولان بارگاہ کا ذکر باعث رحمت ہے عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ نیکوں کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے نیز ذکر

بندگان خاص کے ساتھ انس و محبت کی دلیل بھی ہے۔
(**حدیث**) مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا فَاَکْثَرَ ذِکْرَہٗ جس کو کوئی چیز پیاری ہوتی ہو اُسی کا ذکر کرتا ہے۔ علما کی محبت بھی عبادت ہے کیونکہ یہ محبت خاص اللہ کے لیے ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا۔ تین قسم کے لوگوں کو اللہ سبحٰنہ اپنے کرم سے روز قیامت سایہ عرش میں راحت عطا فرمائیگا۔ اُن میں سے دو وہ ہیں جن میں اللہ کے لیے محبت ہو عالم کے ساتھ الحمد للہ محبت ہونے کی اللہ کے سوا اور کوئی وجہ نہیں یہ محبت یہ ذکر بھی انشاء اللہ العزیز میرے لیے کام آنے والی نعمتیں ہیں جس دن وہ شخص بھی جس نے کبھی ادب سے سلام کیا ہوگا علما کو اپنا سلام عرض کرنا یاد دلاکر اُن سے شفاعت کی التجا کرے گا امید ہے کہ یہ ذکر و محبت میرے لیے ذریعۂ توبہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز اس تذکرہ میں دنیائے اسلام کو فائدہ پہنچانا اور ایک دین کے پیشوائے اعظم کے حالات کو اُنکے سلوک راہ کے لیے رہنما بنا کر پیش کرنا اپنے برادران دین کی اسلامی خدمت جانتا ہوں اور اس میں بفضلہ تعالیٰ اُنکے لیے کثیر منافع و وافر برکات ہیں نیز اک عالم کی رحلت کا منظر بندگان خدا اور اہل اللہ کی شان عبدیت کا بہتر نمونہ اور اسلام کی تربیت کا اچھا ثبوت ہے دنیا کو دیکھنے کا موقع ملے گا کہ اللہ و رسول کی رضا میں فنا ہونے والے کس شان کس ناز کے ساتھ مرتے ہیں اور اُنکی سی موت کتنی تمناؤں سے میسر آنا بھی دشوار ہے۔
یہ چند باتیں اس سلسلۂ کلام میں جملہ معترضہ کے طور پر اسلیے عرض کی گئیں کہ اس تذکرہ کو نیاحت و مرثیہ خوانی نہ قرار دیا جائے جو امر ممنوع اور ناجائز ہے

اور اس پر شریعت طاہرہ مواخذہ فرماتی ہے اور حدیث شریف میں نوحہ کرنے پر لعنت وارد ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ والامور بمقاصدھا

یہ تذکرہ الحمد للہ خیر و برکت اور ذکر اہل اللہ اور ارشاد خلق اور صراط الذین انعمت علیہم کی تفسیر کی ایک تجلی ہے وللہ الحمد

اعلیحضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ مولنا الحاج المولوی محمد احمد رضا خانصاحب قدس سرہٗ

زینت عنوان بزرگ دین کا وہ امام ہے جس کے کمالات علم و عمل عرب و عجم میں دیندار دنیا کے قلوب پر اپنا سکہ جما چکے ہیں اور قریب و بعید ممالک و بلدان میں اُن کو شہرت نامہ حاصل ہے اُن کے فیض علم کی برکت نے بریلی کو تمام جہان کا دارالافتا بنا دیا۔ عرب و عجم۔ ایشیا۔ افریقہ وغیرہ بر اعظموں کے معاملات نصف صدی سے زائد عرصہ تک آستانہ رضویہ سے فیصل ہوتے رہے آپ کا فتاوی حجم و تحقیق میں علمائے ماسبق کے مجموعات فتاوی سے کہیں بڑھ گیا آپ کی تصانیف صدہا کے اعداد سے شمار کی جائے گی۔

انداز بحث و قوت کلام آپ کا انداز بحث بالکل محققانہ ہے منطقی مغالطات اور سفسطوں سے آپ کا کلام بالکل پاک ہوتا ہے۔

تدقیق اسقدر کہ علما کو مطالب تک پہنچنے کے لیے بسا اوقات مطالعہ میں غور تدبر اور جانفشانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

احتمالات مخالف کی تمام راہیں زبردست دلائل سے اول ہی بند کر دی جاتی ہیں جس بحث میں قلم اٹھایا ہے ممکن نہیں ہوا کہ مخالف کو جائے دم زدن باقی رہی ہو معاندانہ مکابرے اور سفیہانہ سب وشتم تو کسی علمی تحقیق کا جواب نہیں ہو سکتے اور اس کام کا انجام دینا ہر زبان دراز عدیم المروت والحیا کو آسان بھی ہو مگر علمی معارک میں مرد میدان کی کیا یارا ہے کے قابل ہو مگر نہ دیکھا گیا کہ محققانہ طور پر کبھی کسی شخص کو اس امام المتکلمین کے سامنے لب کشائی کی جرأت ہوئی ہو۔ فتاوے پر نظر ڈالنے والا اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ایسے بہت علوم عنایت فرمائے تھے جن سے آج دنیا کے اکثر عالی ہیں مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ میں اُن کی وسعت معلومات دقت نظر علو مضامین بلندی تحقیق جودت کلام کی تعریف کرنے سے قاصر ہوں باوصف اپنی بے بضاعتی کے اُن کے کمالات تک میرے ناقص فہم کو جتنی رسائی ہوئی ہے اور اُنکو جیسے الفاظ میں تعبیر کر سکتا ہوں وہ قاصر ہے یہ اس امام جلیل کی رفعت منزلت کی پوری تصویر نہیں ہو سکتی۔

ایک دریا دولت تھی ایک وہبی فیض تھا جس کو سمجھنے سے عقل حیران ہے،

فقاہت

علم فقہ میں جو تبحر و کمال حضرت ممدوح کو حاصل تھا اس کو عرب و عجم مشارق و مغارب کے علماء نے گردنیں جھکا کر تسلیم کیا ہے تفصیل تو اُسکی فتاوی دیکھنے پر موقوف ہے مگر اجمال کے ساتھ دو لفظوں میں یوں سمجھیے کہ

موجودہ صدی میں دنیا بھر کا ایک مفتی تھا جسکی طرف تمام عالم کے حوادث و وقائع استفتا کے لیے رجوع کیے جاتے تھے ایک قلم تھا جو دنیا بھر کو فتاویٰ کے فیصلے دے رہا تھا۔ وہی تمام بدمذہبوں کے جواب بھی لکھتا تھا۔ اہل باطل کی تصانیف کے بالغ رد بھی کرتا تھا اور زمانہ بھر کے سوالوں کے سوالوں کے جواب بھی دیتا تھا۔

اعلیٰحضرت کے مخالفین کو بھی تسلیم ہے کہ فقہ میں اُن کا نظیر آنکھوں نے نہیں دیکھا۔

علم حدیث علم حدیث میں بھی وہ فرد تھے ایسا ہمتا مدار رکھتے تھے علم رجال میں اُن کو وہ دستگاہ حاصل تھی کہ ایک ایک راوی کے حالات نوک زبان ہی پر تھے اور معنی میں حسن ناسخ و منسوخ کی تمیز تعارض توفیق یہ تو اُن کا خاص حصہ تھا۔ جمع بین الصلاتین بحث میں آپ کی ایک نفیس و جلیل تصنیف حاجز البحرین عن جمع بین الصلاتین قابل دید ہے جس میں مولوی نذیر حسین دہلوی پیشوائے غیر مقلدین کا رد ہے اگر محدثانہ شان دیکھنی ہو تو اس کتاب کا مطالعہ کیجیے

علم تفسیر و اصول فقہ و اصول حدیث و عقائد و کلام و ادب عروض میں آپ اپنا جواب نہ رکھتے تھے اور اگر آپ کی نظیر تلاش کی جائے تو آج سے دو صدی قبل کے علما کی جستجو کرنا پڑے گی۔

بہت سے علوم وہ ہیں جو آپ کے ساتھ دفن ہو گئے اور آپ کے زمانہ میں کوئی اُن علوم میں کامل تو کیا ناقص بھی نہ پایا گیا۔

جودتِ ذہن اور خوبی ذکا و فہم کرامت کی شان رکھتی ہی۔ ایک ماہ میں اس طرح قرآن پاک کا حفظ کرلینا کہ تمام مشاغل بدستور جاری رہیں اور کسی میں فرق نہ آئے اور دیکھنے والوں کو تمیز نہ ہو کہ کوئی خاص کام کیا جاتا ہے کسقدر حیرت انگیز ہی اور اس کو کرامت نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے

واقعہ میرے مخدوم حضرت مولنا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم سے اعلحضرت نے فتاوی صلاۃ مسعودی طلب فرمایا اُن کے پاس قلمی نسخہ تھا وہ اُنھوں نے پیش کیا اعلحضرت نے تمام کتاب پر سرسری نظر ڈالی اور صرف اپنی یاد سے اُس تمام کتاب کی مفصل فہرست اُس کے اول میں تحریر فرما دی۔

یہ بات سُنی بھی نہیں گئی کہ کوئی شخص کتاب پر ایک نظر ڈالکر اسکا حافظ ہوجاتا ہے کہ اُسکی صفحہ وار فہرست بنا سکے ۔

حضرت مولنا صاحب مدظلہ نے مسئلہ اذان میں تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس تمام کتاب میں اذان کا ذکر اتنی جگہ ہے اور ہر جگہ بانگ نماز ہی کے تلفظ سے اُس کو یاد کیا ہے۔ مجھے وہ عدد محفوظ نہیں رہا اتنا یاد ہی کہ کوئی بڑا عدد تھا۔ تعجب تو یہ ہے کہ کیا کتاب مبنی ہے جس سے یہ بتایا جاسکے کہ فلاں بحث میں اس کتاب میں اسقدر الفاظ ہیں۔

اس تذکرہ نویسی میں کوئی بات مبالغۃً نہیں کہی جاتی اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے گو پردہ فرمایا مگر اُن کے کمالات کی شہادتیں (اُنکی تصانیف) زندہ ہیں۔ میرے پاس وہ ذخیرہ موجود نہیں جس سے میں اعلحضرت رحمۃ اللہ

علیہ کی سوانح زندگی ترتیب دے سکوں۔ کاش کوئی صاحب اس کام کی ہمت کریں تو دنیا کو بصیرت حاصل کرنے کے لیے اچھا سرمایہ مل سکے گا میں اب مختصر طور پر حضرت کی رحلت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت نحیف و لاغر تھے۔ بدن مبارک کے استخوانہائے لطیف نمایاں معلوم ہوا کرتے تھے اس کا باعث آپ کے ریاضات و مجاہدات تھے۔ تول کر ایک چھٹانک غذا تیار کی جاتی تھی۔ جس میں سے باقی بھی چھوڑ دی جاتی تھی [illegible] ملاحظہ فرمالیتا تھا اس شرط کے ساتھ مشروط تھا کہ [illegible] فرصت مل جائے اگر کوئی کام ہو گیا اور اکثر ہوتا تھا تو پھر اس وقت کا کھانا موقوف کر دیا گیا یا کھایا جائیگا اس طرح ہفتہ میں اکثر وقت صاف کر جایا کرتے تھے اور محنت میں اس سے اصلا کمی نہ ہوتی تھی۔ قلعہ کو آپ نے مدت حیات میں استراحت نہ ملی شب و روز کے تمام اوقات خدمت دین و ملت ہی میں صرف ہوتے تھے بہت کم وہ دن ہونگے جن میں چھ گھنٹے استراحت فرمائی ہو ورنہ چار پانچ گھنٹے خواب کے لیے معمول تھا اور کبھی کبھی یہ بھی حذف ہو جایا کرتی تھی اسی کا اثر تھا کہ جسم لاغر و ناتواں اور کمزور و ضعیف ہوتا گیا مگر یہ حیرت ہے کہ قوائے عقلیہ و دماغیہ اسی نسبت سے ترقی کرتے رہے اکثر بدن میں درد ہو جاتے تھے کبھی سر میں کبھی شانوں میں کبھی گردن میں کبھی معدے اور اس کے حوالی میں مگر ان میں سے کوئی چیز کام کرنے والے ہاتھ اور زبان کو نہیں روک سکتی تھی باوجود گوناگوں علالتوں کے تکلیف و تکلف کے ساتھ

اپنے وقتوں پر مسجد میں حاضر ہونا اور اپنی تمام کلفتوں کو فراموش کرکے قیام کے ساتھ صفوں و آداب کی رعایت سے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرنا۔

ایک سال سے یہ عوارض اور امراض بہت ترقی کر گئے تھے اور مزاج میں یبوست و حرارت نے غلبہ پالیا تھا جو کثرت ریاضت کا نتیجہ لازمہ ہے تھوڑے تھوڑے زمانہ میں دردوں کے شدید دَورے پڑنے لگے تھے مگر الحمدللہ کہ مرض کی ان تمام شدتوں نے کسی ورد او معمول کو کبھی تو اس کی جگہ سے نہ ہٹایا۔

اعلحضرت دو سال سے مئی کا مہینہ بھوالی پہاڑ پر گزارتے تھے جو نینی تال کے قریب ایک جگہ کوئی آباد شہر نہیں ہے یہاں آب وہوا کے لحاظ سے امراض مزمنہ کے بیماروں کے لیے ایک شفاخانہ ہے مریض علاج اور تبدیل آب ہوا کی غرض سے یہاں آکر رہتے ہیں اس کو مریضوں کا شہر یا بیمارستان کہیے جہاں اس مقصد کے سوا کسی اور مدعا کے لیے جانے والے شاذ و نادر سے بھی کم ہوتے ہیں نہ کوئی عمدہ سیرگاہ ہے نہ خوشنما آبادی نہ تجارتی منڈی ان تمام امتیازات سے اس کوہستانی مقام کو کوئی مناسبت نہیں ہے۔

اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ دو سال سے یہاں کیوں تشریف لیجاتے تھے۔ یہ راز تو راز داروں ہی کو معلوم ہوتے ہیں یہ نکتہ مجھے اپنے ولی نعمت حضرت مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب سے معلوم ہوا

کہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا بھوالی تشریف لیجانا نہ تبدیل آب و ہوا کے لیے تھا نہ ازالہ مرض و استحصال کے لیے اللہ والوں کے سب افعال اللہ ہی کے لیے ہوتے ہیں۔ اعلیحضرت کی یہ نقل و حرکت ادائے عبادت اور ایتان فریضہ الٰہیہ کے لیے تھی مرض کی شدت ضعف کے غلبہ قوت کے سقوط حرارت غریبہ کے استنداد عوارض عدیدہ کے ہجوم نے اس قابل نہ رکھا تھا کہ اعلیحضرت رمضان مبارک کے روزے رکھ سکیں۔ دوسرا ہوتا تو شیخ فانی بنکر افطار کرتا اور فدیہ دیتا یا عود قوت کی امید ہوتی تو یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ سے فائدہ اٹھا کر فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ پر عمل کرتا مگر عاشق الٰہی اوامر الٰہی کی یہ قدر و عظمت قلب میں رکھتا تھا اس کو کب گوارا تھا کہ رمضان مبارک کے ایام میں دوسری صورت پر عمل کرے طبع عالی جو ہمیشہ بلندی کی طرف متوجہ رہتی تھی اس طرف گئی کہ پہاڑ پر سردی ہوتی ہے وہاں گرمی اور خشکی کا اندیشہ نہیں ہو اور اللہ کے فضل سے یہ استطاعت ہے کہ پہاڑ پر تشریف لیجا سکیں تو بحکم فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وہاں تشریف لے جانا ضرور ہوا۔

یہ ہے کمالِ تقویٰ اور اس غرض کے لیے اعلیحضرت پہاڑ پر تشریف لیجاتے تھے ۳۹ھ کے رمضان مبارک میں جبکہ آپ آخر مرتبہ بھوالی تشریف لے گئے درد کے دورے متواتر پڑتے رہے۔ رمضان مبارک کے بعد اور بھی شدت ہوگئی اور درد جگر کے دوروں نے نہایت ضعیف کر دیا۔ درد کی شدت اور تکلیف کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ایک دورے میں

صحیح مساحت سے سوا الجثہ گوشت بدن مبارک کا گھٹ گیا آپکی مبارک زندگی میں بہت سے عجائب نظر آئے تھے اُنھیں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ درد اور تکلیف انتہا کو پہنچی لیکن کسی شدت کسی تکلیف میں اُن موںھ سے نہ نکلا اضطراب بیقراری کا کوئی کلمہ زبان پر نہ آیا۔ بڑے سے بڑے بہادر اور نہایت قوی الجثہ جوان کا بھی تکلیف میں موںھ بگڑ جاتا ہے اور چہرے سے آثار تکلیف معلوم ہونے لگتے ہیں مگر اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کو جب درد کی کمال شدت ہوتی تو الحمد للہ رب العلمین یا حسبنا اللہ ونعم الوکیل فرماتے چہرہ مبارک پر شکن تک نہ پڑی معلوم ہوتا تھا کہ ان شدائد وتکالیف کو وہ رحمت سمجھکر شکر حق بجالاتے ہیں۔

آخر محرم میں حضرت کو بھوالی سے بریلی لایا گیا آستانہ رضویہ پر ہر سال حضرت قدوۃ العارفین مولنا شاہ آل رسول صاحب مارہروی قدس اللہ سرہ العزیز کا عرس ہوتا تھا اس عرس میں اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہوتا تھا جس کے سننے کے لیے حضرات اہل سنت دُور دُور سے حاضر ہوتے تھے اور اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیض سے بہرہ اندوزی کرتے تھے امسال یہ عرس شریف محرم ۱۳۴۰ کی اخیر تاریخوں میں تھا مگر اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ میں یہ طاقت نہیں کہ دولتسرا سے باہر تشریف لاسکیں شیدایان جمال کی آرزوئیں کب صبر کرنے والی تھیں دیدار کی تمناؤں نے بیتابی کی زبان سے سوال زیارت عرض کیا۔

حضرت کی کرامت اخلاق کا بیان کیا ہوسکتا ہے دوسروں کی

خواہش پر اپنے آرام و راحت کو نثار کرنا اور تکلیفیں برداشت فرمانا یہ ان حضرات معمولی شیوہ ہے۔ اجازت دی گئی اور آرزو مندان دیدار محلسرائے میں حاضر ہوئے۔ کیا وقت تھا کہ امام اہل سنت صاحب فراش ہیں اور حرکت کی طاقت نہیں اسپر نیازمندوں کے سلام کے جواب ارشاد فرمارہے ہیں جب سب لوگ بیٹھ گئے تو اسی حالت میں بستر پر مسند نشین نیابت رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ذکر بھی شروع فرمایا اور مواد عاتہ کلمات کے ساتھ مسلمانوں کو دین حق پر استقلال کے ساتھ قائم رہنے اور مکائد مفسدین سے بچنے اور اپنے دین کو محفوظ رکھنے کی ہدایت فرمائی۔

یہ کلمات مبارکہ ہر قلب کو بے چین کر رہے تھے اور تمام سامعین کی آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے جاری تھے۔ حضرت نے اپنی رحلت کا بھی تذکرہ فرمایا۔ اس بیان نے دل ہلا دیے اور حاضرین کی ہچکیاں بندھ گئیں مجمع بیتاب تھا اور حیرت کی نگاہوں سے اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے چہرۂ مبارک کو تک رہا تھا امام اہل سنت اپنے نیازمندوں کو کلمات جامعہ کے ساتھ نصیحت فرما کر سپرد خدا کر رہے اور وہ فراق کے اندوہناک تصور سے جیتہ ہو کر بلک رہے ہیں لیکن جو نصائح زبان حق ترجمان سے فرمائے گئے ہیں ان پر ہر ایک قلب نے عقد محکم باندھ لیا ہے اور اس دولت باقیہ کو خزانۂ خاطر میں محفوظ کر لیا ہے۔ اسطرح یہ جلسہ تمام ہوا اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو نصائح و وصایا کی دولتوں کے ساتھ غم و اندوہ کا بار عظیم لیکر گئے جو شخص

ہے مجلس مبارک کا ذکر پوچھتا ہے جب اسے یہ واقعات سنائے جاتے ہیں تو وہ بھی دلگیر ہو

فہرست کتب موجودہ مطبع نعیمی مراد آباد

بہار شریعت (مطبوعہ مطبع اہلسنت کلکتہ) اس کتاب میں مصنف علام نے
تحقیق کے دریا بہائے ہیں مسائل فقہیہ ضروریہ بامحاورہ اردو میں تحریر فرمائے
ہیں عورتوں مردوں بچوں سب کے لیے نہایت ضروری اور کار آمد ہے ہر مسلمان
کے گھر میں اس کتاب کا موجود ہونا ضروری ہے قیمت حصہ اول ۸ حصہ ۲ ۵ حصہ ۳ ۸

انوار ساطعہ - مولود شریف اور فاتحہ مروجہ وغیرہ کے جواز کا ثبوت اس میں
یہ نفیس کتاب ہے وہابیہ کے اعتراضات کے جواب میں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ
نے کمال تحقیق سے کام لیا ہے مطبع مجتبائی میں ۳۲۸ صفحہ پر چھپی ہے قیمت ۱۲

الکوکبۃ الشہابیہ پیشوائے وہابیہ کی کتابوں سے اس کے اقوال و
کتب علماء سے ان پر حکم کفر وضلال بہ نشان صفحات بیان فرمائے گئے ہیں۔
تصنیف جلیل اعلیحضرت عظیم البرکت امام المحققین قدوۃ المدققین مولانا مولوی
محمد احمد رضا خانصاحب مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہ - مطبوعہ گلزار پریس
کلکتہ - قیمت ۴

تاریخ وہابیہ تصنیف عالی جناب حاجی مولوی محمد لعل خانصاحب مرحوم قیمت ۵
جواہر البیان - امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ
کے مناقب میں امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی خیرات الحسان کا ترجمہ قیمت ۱۰
تمہید ایمان - وہابیہ کے کفر کا بیان قیمت ۲ **رسالہ ترک موالات** قیمت ۲

الکلمة العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ

یہ وہ نادر و نفیس کتاب ہے جس کو زمانہ زمانہ سے زمانہ میں تلاش کر رہا تھا اور
ڈھونڈھنی نہ ملتی تھی۔ اس کتاب نے مخالفین کے چھکے چھڑا دیے ہوش اڑا دیے
قلم توڑ دیے دل نچوڑ دیے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے لیے علوم
جمیع اشیا کے اثبات پر وہ دلائل و براہین قائم کیے جن سے مخالفین کو جائے
دم نہ رہی۔ ایک ایک اعتراض کے وہ وہ زبردست جواب دیے کہ مخالف سکتہ
میں ہے۔ اُن کے اعتراضات کی دھجیاں اُڑا دیں۔ قرآن۔ حدیث۔ تفسیر اور
معتبر و معتمد کتب کے حوالوں سے مسئلہ ایسا واضح اور روشن کر دیا کہ ذرا بھی جائے
چون و چرا باقی نہ رہی اور مسئلہ کی حقانیت آفتاب سے زیادہ ظاہر و واضح ہو گئی
وہابیہ کے اعتراضات تلاش کر کر کے جمع کیے گئے اور ہر ایک کا جواب اس
کتاب میں بالتفصیل محققانہ طور پر دیا گیا ہے۔ یہ بے نظیر کتاب پہلی مرتبہ ۱۳۲۳ھ میں
چھپی اور ہاتھوں ہاتھ نکل گئی تھی کہ حضرت مصنف مدظلہ کے پاس ایک نسخہ بھی باقی
نہ رہا ملک کے اطراف و اکناف سے برابر درخواستیں آتی رہیں اور طلب جاری رہی
آخرکار ایک نسخہ مستعار لیکر بعد نظر ثانی دوسری مرتبہ نہایت خوشخط چھپوایا۔ بحمداللہ
اس مرتبہ بھی ایک ہفتہ میں تین سو کتابیں فروخت ہوئیں۔ شائقین جلد طلب فرمائیں
ورنہ طبع آئندہ کا انتظار کرنا پڑیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ قیمت علاوہ محصولڈاک ایک روپیہ

مطبع نعیمی مراد آباد۔ محمد حکیم حسن خاں